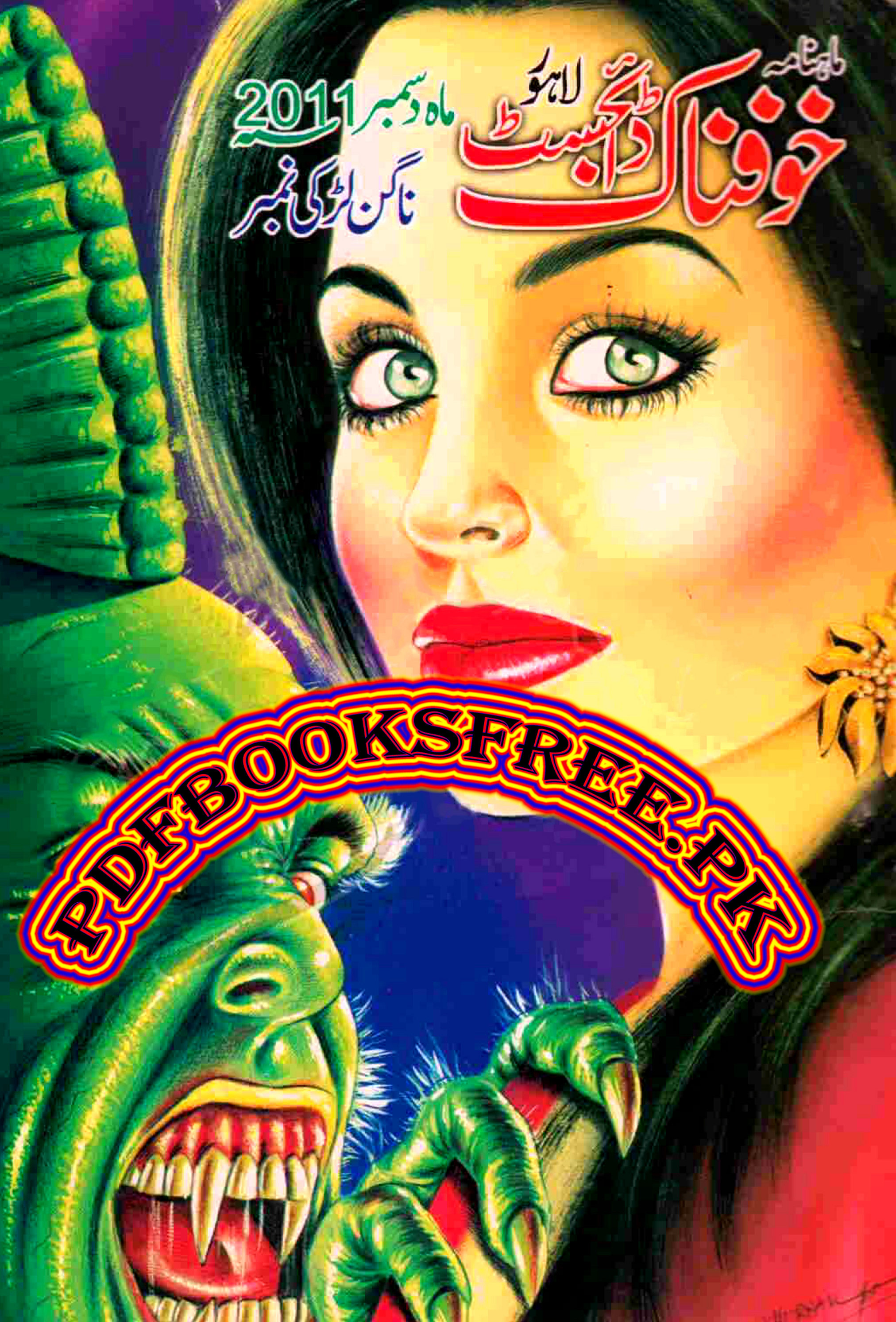
ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
لاہور
ماہ دسمبر 2011
ناگن لڑکی نمبر
PDFBOOKSFREE.PK

ماہنامہ

خوفناک ڈائجسٹ

لاہور

ماہ دسمبر 2011ء کے شمارے

ناگن لڑکی نمبر کی جھلکیاں

خون آشام ناگن — قسط: 3 — 12

عمران رشید - راولپنڈی

ہم اس جگہ جا پہنچے جہاں رات کو وہ سایہ بیٹھا زمین میں سوراخ کرتا دکھائی دیا تھا۔ وہاں سوراخ بدستور دکھائی دے رہا تھا لیکن اس میں کا نشان تھا

خونی ہاتھ — 42

انعام علی - جھنگ

چہرے پر کسی جگہ گوشت تھا تو کسی جگہ ہڈیاں تھیں پھٹے پرانے سفید کپڑے کے اوپر خون کے گہرے نشان تھے ...... ایک سنسنی خیز کہانی

تارِ عنکبوت — قسط: 3 — 52

محمد خالد شاہان - صادق آباد

اسے ہر روز ڈراؤنے خواب آتے تھے جو حقیقت بن جاتے۔ ایک رات وہ گھر سے غائب ہو گئی [illegible]

موت کی حویلی — 80

چوہدری اقبال پاشا

ڈیرہ اسماعیل خان

ایک ایسی کہانی جس کا ہر کردار کسی نہ کسی طرح شیطانی چکر میں پھنسا ہوا ہے اور اس بری طرح سے پھنسا ہوا ہے کہ نکلنا محال ہے

راز — 88

انیلہ غزل - حافظ آباد

گھنڈرا گاؤں میں بسنے والے لوگ [illegible] کہ اس گاؤں میں اب کونسی نئی آفت ٹوٹنے والی ہے

قبر کی تلاش — 98

تم تم نشاد - فتح جنگ

وہ چیختی ہوئی بھاگ رہی تھی بچاؤ بچاؤ اس کی درد اور خوف میں ڈوبی آوازیں سن کر وہ لڑکی کو بچانے کی غرض سے بھاگا ...... پراسرار کہانی

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور

ماہ دسمبر 2011ء کے شمارے

ناگن لڑکی نمبر کی جھلکیاں

بہروپیا — 106

عثمان غنی - شیخ آباد

میں نے چاقو سے اس پر وار کر دیا تھا لیکن یوں لگا تھا جیسے میری طرح اس کا جسم بھی دھواں کا بنا ہوا ہو ...... ایک خوفناک کہانی

عذاب — 122

فرید علی نبی - سیت پور

پانی کے اندر ان کا زبردست سحر پھیلا ہوا ہے۔ تم جیسے ہی دریا کے قریب پہنچو تو کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دینا ...... ایک خوفناک کہانی

ہوٹل کا راز — 130

بلقیس خان - پشاور

وہ ہر رات اسے جا کر ڈرایا کرے۔ بھوت نے اسے ڈرانا شروع کر دیا اور وہ اس قدر ڈر گئی کہ مرنے کے قریب ہو گئی

وائرس — 144

محمد وقاص احمد حیدری - سہگل آباد

ہمارے گاؤں سے روزانہ کوئی نہ کوئی غائب ہو جاتا تھا۔ لوگوں کو غائب کرنے والا ایک شیطان تھا ...... ایک خوفناک کہانی

پراسرار آدمی — قسط: 1 — 153

ریاض احمد - لاہور

نورانی طاقتوں اور بدی کی طاقتوں کے درمیان ایک بہت ہی بھیانک اور خوفناک ٹکراؤ ...... جیت کس کی ہوئی؟

خونی ڈھاک — 178

کشور کرن - پتوکی

وہ ایک جادوگر تھا جو تیس سال بعد ایک آفت بن کر ہمارے گاؤں پر نازل ہوتا اور تیس دنوں میں تیس نوجوانوں کا خون کرتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خون آشام ناگن

تحریر: عمران رشید راولپنڈی۔ قسط ۳

صبا کو وہ ناگن بے حد خوفزدہ کر دیتی ہے عدیل کی فیملی کو اس سے بے انتہا پیار ہو جاتا ہے یاسر جوگی بابا کی مدد سے شام نگر کالے گھوڑے پر سوار ہو چلا جاتا ہے اور وہاں کے رہنے والے مقیم کچی آبادی کے لوگوں کو ناگن کے بارے میں بتاتا ہے کہ یہ جگہ چھوڑ دیں لیکن وہ اس کی بات کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں یاسر جوگی بابا کے ساتھ جنگل میں جاتا ہے جہاں اس پرانے مکان اور تالاب کی خوفناک حقیقت کا انہیں انکشاف ہوتا ہے پھر جوگی بابا اپنے خاص ساتھی ناگ راج کو پٹاری سے باہر نکالتا ہے اور راکیش کا جسم تلاش کرنے کے لیے روانہ کر دیتا ہے پھر وہ خود واپس شیش محل روانہ ہو جاتے ہیں۔ عدیل اور سمیر فیملی کے ہمراہ جھیل کی سیر سے واپس شیش محل کی طرف جاتے ہیں لیکن ان جوگی بابا سے ملاقات نہیں ہو پاتی ہے ان کو خبر ملتی ہے کہ جوگی بابا شام نگر کی پہاڑیوں میں گئے ہوئے ہیں وہ بھی پہاڑیوں کی طرف چل دیتے ہیں اور ایک غار میں ڈیرہ ڈال لیتے ہیں اور پھر وہ اسی طلسمی تالاب میں بچے کھیلتے ہیں وہاں راکیش ناگ بن کر ان کے سامنے آجاتا ہے ڈرائیور اس ناگ کو گولی مارنا چاہتا ہے تو وہ غائب ہو جاتا ہے سمیر کی ماں تالاب میں بچوں کی ضد پر تالاب میں اترتی ہے اور خوف سے گھبرا جاتی ہے جوگی بابا کا گھوڑا کانٹا لگنے کی وجہ سے زخمی ہو جاتا ہے تبھی عدیل اور سمیر اس کی مدد کرتے ہوئے اس کے ساتھ شیش محل پہنچ جاتے ہیں جہاں جوگی بابا ان کو شیش محل کی سیر کرواتا ہے جس کو دیکھ کر بچے حیرانگی سے دوچار ہو جاتے ہیں ویگن کا ڈرائیور عجیب وغریب بیماری میں گرفتار ہو جاتا ہے اس کا مردہ جسم ایک ڈھانچہ بن جاتا ہے نورینہ کی دونوں ٹانگیں بھی بیکار ہو جاتی ہیں ایک بچہ بھی اپنی جان سے چلا جاتا ہے وہ سب بچوں کی یہ حالت دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتے ہیں جوگی بابا راکیش کا جسم تلاش کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتا ہے وہ پٹاری میں دودھ کا پیالہ رکھ دیتا ہے اور دو دن بعد اس کا رنگ نیلا دیکھ کر یاسر اور جوگی بابا کو خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے تو وہ شام نگر کی جانب چل دیتے ہیں جہاں ان کو راکیش کی کھوپڑی اور وہ ہڈیاں جو اس کے جسم کی تھیں انہیں ریت کھود کر مل جاتی ہیں جن کو وہ دریا میں بہا دیتے ہیں یاسر صبح بینک جاتا ہے تو وہاں وہ اپنی بہن صبا کو دیکھ لیتا ہے لیکن وہ اس کو مل نہیں پاتا ہے۔ راکیش کی آتما کو سکون مل جاتا ہے مگر آنے والی چاند رات کی چودھویں رات کو جوگی بابا اپنا عمل مکمل کر لیتا ہے جبکہ یاسر ناگ راج کو تلاش کر کے اسے ساتھ زندہ سلامت لے جانے ارادہ رکھتا ہے پورے چاند کی رات کچی آبادی کے تمام لوگ بے گناہ خوفناک موت کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں صبا بھی اس ناگن کی روح کو دیکھ کر اس کی باتیں سن کر خوف سے کانپ اٹھتی ہے یاسر آسمان پر بادلوں کی اوٹ سے نکلتے چاند کو دیکھ کر ناگ راج کو ریت سے کچھ نکالتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھتا ہے جو طلسمی مالا کو نکال لیتا ہے اس کے ہاتھ بن طلسمی مالا تک پہنچ جاتی ہے اور چاند بھی نکل آتا ہے آس پاس پھیلی ہوئی موت کی سفید روشنی واپس جنگل چلی جاتی ہے جبکہ یاسر ریت کے اندر ناگ راج سمیت دفن ہو جاتا ہے سمیر لوگ انڈیا سے پاکستان واپس چلے جاتے ہیں۔ اس کے آگے کیا ہوتا ہے یہ سب جاننے کے لیے اس قسط میں پڑھیے۔

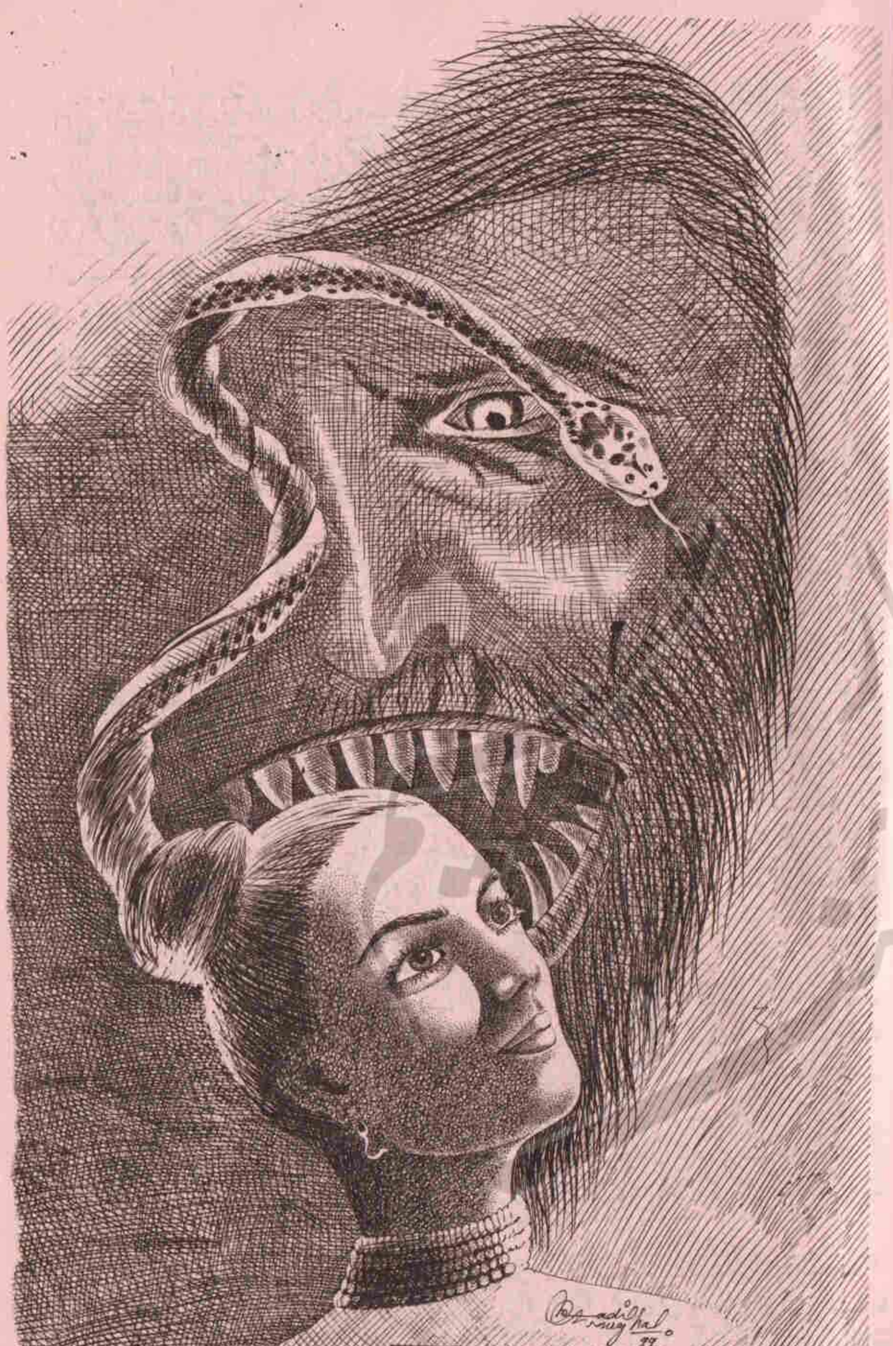

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت صبح کی سپیدی نمودار ہو رہی تھی جب رامیش چندرا اپنے شیش محل سے باہر آ کر ایک لمبی انگڑائی لیتے ہوئے بار بار یاسر کے متعلق بھی سوچ رہا تھا کہ نجانے وہ زندہ بھی ہے یا نہیں اسے بے حد پریشانی اور دل میں خوف محسوس ہونے لگا تھا اس کی لال سرخ آنکھیں یہ صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ رات کافی دیر تک جاگتا رہا ہے یا اسے نیند بالکل نہیں آ رہی تھی تبھی سوتے جاگتے بے چینی سے رات گزرنے کا انتظار کرتا رہا کچھ ہی دیر میں سورج نکل چکا تھا اس نے اپنے چوکیدار کو آواز دی تو وہ دروازے کے اندر داخل ہو گیا جی مہاراج۔۔ آپ نے بلایا ہے۔ہاں رات کو یاسر کا میں کافی دیر تھک انتظار کرتا رہا ہوں مگر وہ نہیں آیا مجھے لگتا ہے رات ناگن کے شیطانی سحر کی زد میں آ کر وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے اگر وہ ناگن زندہ ہے تو مجھے اس تالاب کے پانی کو دیکھنا ہوگا اس کے لیے بھی مجھے ایک عمل کی ضرورت ہوگی تم ایسا کرو میرے گھوڑے کو تیار کرو اور جلدی سے ناشتہ بنا کر لے آؤ میں شام نگر اس کچی بستی میں جا کر دیکھتا ہوں نجانے کوئی زندہ بھی بچا ہے یا نہیں۔

اب کچھ دیر بعد وہ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد اپنے کالے گھوڑے پر سوار ہو کر اس راستے پر چل دیا جو کچی بستی کی جانب جاتا تھا تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ پہاڑیوں کے پاس پہنچ چکا تھا اس نے اپنے گھوڑے کو ایک جگہ باندھا اور خود پیدل چلتا ہوا سڑک سے نیچے اتر کر چل پڑا جیسے ہی وہ جھونپڑیوں کے قریب پہنچا تو اس کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے کیوں کہ جنگل کی حدود کا جہاں سے آغاز ہو رہا تھا وہاں جانوروں کی ہڈیاں گلا سڑا گوشت یہ ظاہر کر رہا تھا کہ کس طرح وہ رات کو ناگن کے شیطانی حصار میں قید ہو کر دردناک موت سے دوچار ہوئے ایک بھیڑیے کی کھال اور اس کی ہڈیوں کا پنجرہ ایک جانب پڑا ہوا واضح دکھائی دے رہا تھا جوگی بابا ہر جھونپڑی کو دیکھتے ہوئے بے حد خوف محسوس کر رہا تھا کیوں کہ جھونپڑیوں کے اندر بے گناہ انسانوں کے ڈھانچے کسی کی کھوپڑی گلی سڑی ہوئی تھی کسی کے ہاتھوں کی انگلیوں پاؤں اور جسمانی اعضاء بکھرے ہوئے تھے ایک بچے پر نظر پڑتے ہی جوگی بابا کی آنکھیں نم زدہ ہو چکی تھیں کیوں کہ وہ ایک کچے مکان کو دروازہ پکڑنے کی کوشش میں تھا یا بھاگنے کا انداز ظاہر کر رہا تھا اس کے چھوٹے سے کٹے ہوئے استخوانی ہاتھ دروازے کو پکڑ رکھا تھا جبکہ دروازے کے پاس اس کا ڈھانچہ موجود تھا کئی عورتوں کے جسمانی اعضاء ہڈیوں کی صورت میں نظر آ رہے تھے کئی نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی کھوپڑیوں کی صورت میں نظر آ رہے تھے کئی نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی کھوپڑیاں جن کے سر کے بال اور چہرے کے گوشت سے اس جوگی بابا نے پہنچان لیا تھا اس کا رخ اب جنگل کی طرف تھا جہاں مکمل سناٹا تھا اور موت کی خاموشی طاری تھی جوگی بابا جنگل سے گزر کر اس مکان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور ایک نگاہ اس تالاب پر ڈالی جس کا کالا پانی اب ،جم چکا تھا جوگی بابا نے ایک خالی بوتل نکالتے ہوئے اس کا ڈھکن کھولا اور اس تالاب کے پانی کی کچھ مقدار بوتل میں ڈال دی اور خود کانپتے ہوئے ہاتھوں سے تالاب کے پانی کو چھونے لگا ایسا کرتے ہوئے دل میں اسے موت کا تصور ضرور پیدا ہونے لگا تھا اور ایک خوف بھی تھا کہیں یاسر کی موت سے ناگن مستقبل میں کبھی اپنی شیطانی سلطنت قائم نہ کر دے کیوں کہ اس طرح ڈھانچوں کی حکومت نازل ہو سکتی تھی جوگی بابا تالاب سے واپس مڑ کر اس مکان پر ایک سرسری نگاہ دوڑاتے ہوئے کچھ سوچ کر واپس اندر کی جانب پلٹا دروازے کو کھول کر اندر کمرے میں داخل ہو کے یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس سپیرے کا ڈھانچہ کمرے میں موجود تھا اب اس کا نام و نشان بھی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اس نے اپنے دل میں سوچا ضرور وہ کل رات کو تالاب میں اتر کر غائب ہو گیا ہے اسے کچی آبادی کے بے گناہ انسانوں کی اموات سے ایک گہرا دھچکا لگا تھا وہ مکان سے باہر نکل کر جنگل میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگا پیروں تلے درخت کے زرد اور سوکھے پتے کھرچ کھرچ کی واضح آوازیں پیدا کرنے لگے ناگن کے بارے میں وہ

سارے راستے یہی سوچتے جا رہا تھا کہ اس نے جنگل کے کسی بھی جانور کو زندہ نہیں چھوڑا جاتے جاتے اس حصار میں ہر جاندار اور انسان عبرت ناک موت سے دوچار ہوئے کل رات ضرور کسی پراسرار طاقت نے یہ خوفناک تباہی مچائی ہے جس کی مثال شاید کہیں نہیں مل سکتی اب وہ جنگل سے باہر نکل چکا تھا اسے زمین پر لاتعداد پرندوں کے پر یا ان کی ہڈیاں یا کہیں کہیں سانپوں کی کھال یہ ظاہر کر رہی تھی ضرور کچھ ایسا ہوا تھا جس نے یہاں اپنے حصار میں ہر شے کو ختم کرنے کی قسم کھا رکھی تھی اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیوں کہ نو سال پہلے بھی وہ اس رات ہونے والے واقعہ سے باخبر تھا یہ اس کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی مگر لاشوں کی یہ حالت دیکھ کر وہ گھبرانے لگا تھا۔

اب اس کا رخ دریا کی جانب تھا وہ اونچی نیچی چٹانوں کے ٹیلوں سے گزر کر جیسے ہی ساحل پر پہنچا تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا وہاں کا منظر دیکھ کر اس کا ذہن ماضی میں چلا گیا۔ بھاگو بھاگو لوگوں کا شور دریا کی جانب آتا ہوا محسوس ہونے لگا جسمانی اعضاء کٹ کٹ کر جسم سے الگ ہونے لگے ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگیں پھر اس ناگن کو انسانی وجود میں دیکھا جس کی لال سرخ آنکھوں میں انتقام کی ایسی جھلک دکھائی دی تھی جیسے اس نے پوری دنیا کو ختم کرنے کی قسم کھا رکھی ہو پھر جنگل سے خوفناک آوازوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کی جانب وہ متوجہ ہو کر تجسس محسوس کرنے لگا تبھی سفید رنگ کی روشنی کا ایک طوفان اس کے جسم سے گزر گیا اسے اپنے جسم سے گوشت اڑتا ہوا اور ہڈیاں ظاہر ہوتی نظر آنے لگیں۔آ۔۔آہ۔۔ وہ زور سے چیخ مار کر ہوش میں جیسے واپس آ گیا وہ ہڑبڑا کر دائیں بائیں انسانی ڈھانچے دیکھ کر سر سے پاؤں تک لرز اٹھا تھا اسے کچھ کچھ ماضی میں ہونے والی ناگن کی وہ داستان حقیقت بن کر دل میں اترنے لگی تھی اسے یقین ہوتا چلا گیا کہ رات اس جگہ بے گناہ انسانوں کی موت بالکل ایسے ہی ہوئی جیسے نو سال قبل یہاں رہنے والے باسیوں کی ہوئی تھی اس کے لال سرخ چہرے پر صرف اس بات کی پریشانی ظاہر ہو رہی تھی کہ یاسر کہاں چلا گیا وہ ہر ڈھانچے کی کھوپڑی کو دیکھنے لگا جوگی بابا ساحل تک جتنی بھی لاشیں دیکھ رہا تھا کوئی بھی صحیح سلامت نہ تھی جس سے ظاہر ہو سکے کہ یہ یاسر کی لاش ہے وہ چلتے چلتے دریا کے کنارے اس جگہ پر آ گیا جہاں کچھ ہڈیاں اسے دریا کے پانی میں تیرتی ہوئی دکھائی دیں جن کی بے نور کھوپڑیاں اسے ان انسانوں کی محسوس ہو رہی تھیں جنگلی بے نور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں انہی میں اچانک اسے یاسر کی کھوپڑی بھی دکھائی دی جسے دیکھ کر وہ حواس باختہ ہو گیا اس نے لرزتے ہوئے بدن سے وہ کھوپڑی اٹھائی اس کا دل سینے میں ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی وہ پسلیوں کا پنجرہ توڑ کر باہر آ نکلے گا اسے یاسر کی موت کا صدمہ ایک طرف جبکہ ناگن کے دوبارہ سے وجود میں آنے کا صدمہ ایک طرف جبکہ تھا اس نے ایک پرانے سے کپڑے میں یاسر کی گردن کو باندھ دیا وہ اب مایوسی سے قدم اٹھا کر واپس چل دیا اس امید کے ساتھ یہاں کوئی بھی انسان اپنے زندہ ہونے کی دلیل نہیں دے سکتا اب وہ اپنے کالے گھوڑے کے پاس پہنچ گیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر بولا میرے محسن دوست آج میں نے ایک دوست کو نہیں کھویا بلکہ دو دوستوں کو اپنے سے جدا ہوتے ہوئے محسوس کیا یاسر کے ساتھ ساتھ وہ ناگ راج بھی نجانے کب کا کہیں مرا پڑا ہوگا جس کی تلاش میں شاید صدیاں بیت جائیں گی اب اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کر لو دیکھو کپڑے کی گٹھڑی میں یاسر کی کھوپڑی ہے وہ گھوڑا دائیں بائیں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا تو جوگی بابا حیران ہو گیا لیکن اس نے نظر انداز کرتے ہوئے گھوڑے پر خود کو سوار کیا ابھی گھوڑے نے پہلا قدم ہی اٹھایا تھا کہ سامنے سے ایک کار اس کے پاس آ کر رک گئی دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے عدیل جوگی بابا سے گلے ملا پھر سمیر نے آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا۔جوگی بابا ۔۔آ۔۔آ۔۔آپ اس وقت صبح کے ٹائم اور یہاں۔۔

بیٹے تم یہاں کس لیے آئے ہو شکر کرو رات کے وقت یہاں نہیں تھے ورنہ تو تمہارے بھی ڈھانچے آج اس دریا کے پاس جنگل میں ان شام نگر کی پہاڑیوں میں یا پھر جھونپڑیوں میں کسی لاوارث پڑے ہوتے یہ سن کر عدیل کو بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حیرانگی ہوئی پھر وہ بولا جوگی بابا آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں جوگی بابا نے کہا میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں اس نا کا شیطانی وار کتنا خوفناک ہے کل اس ناگن کو میں نے تالاب کی گہرائیوں میں قید کر دیا ہے امید ہے دوبارہ پھر کبھی وقت نہیں آئے گا لیکن۔۔۔لیکن۔۔۔جوگی بابا یہ۔۔۔یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا جوگی بابا نے رات اس کچی بستی پر نا ہونے والی خوفناک قیامت اور بے گناہ انسانوں کی اموات کے بارے میں تفصیل سے بتایا یہ تو بہت ہی برا ۔۔اس کا مطلب اس تالاب کے پانی میں۔۔

ہاں اس تالاب کا پانی دیکھنے میں کوئی معنی نہیں رکھتا مگر اپنے اندر بے پناہ طلسمی اور خوفناک طاقتیں رکھتا ہے تالاب نہیں ناگن کے زہر سے بھرا ہوا خوفناک پانی ہے لیکن اب شانت ہو جاؤ اس جنگل میں ناگن کا اب کوئی و نشان نہیں ہے بے دھڑک جنگل میں جا سکتے ہو اتنی دیر میں صبا اور سائرہ بھی آ گئیں پیچھے عدیل کی ماں یعنی شکیلہ کھڑی تھی جوگی بابا نے لمبا سانس خارج کرتے ہوئے کہا خیر جو ہوا بہت برا ہوا ہے لیکن تم یہاں کس لیے آئے ہو کسی کی تلاش ہے صبا قریب آ کر بولی اور ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا جوگی بابا۔۔۔جوگی بابا کیا آپ نے میرے بھائی دیکھا۔۔کیا۔۔ک۔۔ک کونسا بھائی۔ کس کی بات کر رہی ہو جوگی بابا نے کانپتے ہوئے لبوں سے کہا تو عدیل بولا ج بابا کافی دن پہلے اس کا بھائی ایک حادثے کی وجہ سے اس سے جدا ہو گیا تھا وہ طوفانی رات مجھے آج بھی اچھی ط سے یاد ہے اس رات گرج چمک کے ساتھ بارش اور شدید طوفان آیا تھا یہ سن کر جوگی بابا صبا کے قریب آیا او تمہارے بھائی کا نام کیا تھا۔تھا سے مراد۔۔سمیر نے سوالیہ انداز سے کہا تو صبا بولی میرے بھائی کا نام یا کیا۔۔کہا تو صبا ہاں میرے بھائی کا نام یاسر تھا۔کیا۔یہ سن کر جوگی بابا کو آسمانی بجلیاں اپنے دل و دماغ میں ہوتی محسوس ہوئیں زمین و آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے اس نے اپنی گردن پیچھے گھمائی اور گھوڑے کے سر پر رکھتے ہوئے کہا صبا بیٹی اس سے پہلے تم اپنے بھائی کے بارے میں مجھ سے اگلی بات کرو تم صرف اتنا جان لو اب و دنیا میں نہیں رہا۔آ۔۔آہ۔۔صبا کا خوف سے منہ کھل گیا نہیں۔۔نہیں۔۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ جھوٹ ہے بھائی نہیں مر سکتا آپ نے میرے بھائی کو مارا ہوگا۔بولیں بولیں۔۔مجھے جواب چاہیے مجھے سچ چاہیے سچ بتا آپ اس ناگن کے بارے میں جانتے ہیں میرے بھائی کے پیچھے وہ ناگن کب سے پڑی ہوئی تھی صبا نے جوگی جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو جوگی بابا بولا ہاں۔۔ہاں۔۔یہ سچ ہے اس نے کپڑے کی وہ گٹھڑی اٹھا کر اس کے زمین پر رکھ دی اور بولا میری بدقسمتی تھی کہ ایک بھائی کو اس کی بہن سے نہیں ملوا سکا مجھے نہیں معلوم تھا یاسر تمہارا ہے اگر سچ کی ہمت رکھتی ہو تو اٹھاؤ اپنے بھائی کا کٹا ہوا سر اور لے جاؤ اسے قبرستان میں۔۔اتنا کہتے ہی جوگی آنکھیں نم زدہ ہو گئیں اور گھوڑے کے سر پر اپنا ماتھا ٹیک دیا صبا نے کانپتے بدن اور لرزتے ہاتھوں سے کپڑ گٹھڑی کھولی تو ایک چیخ اس کے منہ سے نکل گئی آ۔۔آہ۔۔آوہ اپنے بھائی کا سر اپنے ساتھ لگائے روئے جا اس کا گلہ سڑا چہرہ دیکھ کر کچھ کچھ پہچان چکی تھی تبھی آنکھوں میں بھائی کی موت کے آنسوؤں کی لڑی رکنے کا نام نہیں رہی تھی میرا بھیا۔جوگی بابا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کپڑا اس کی کٹی ہوئی گردن پر رکھتے ہوئے بولا۔دنیا موڑنے والے کبھی زمین کا رخ نہیں کیا کرتے صبا بیٹی حوصلہ رکھو۔ صبا روتے ہوئے بولی آ۔۔آ۔۔آپ میر کو کب ملے آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا کون میرے بھائی کی موت کا قصوروار ہے وہ خون آشام ناگن ج زہر نے میرے بھائی کی جان لی یا پھر آپ کی کمزوری جس کے آگے میرا بھائی بے بس ہو گیا صبا۔جوگی بابا تم بھائی کا قاتل نہیں ہے اپنے آپ کو سنبھالو مجھے یقین نہیں ہو رہا یہ تمہارے بھائی یاسر کا کٹا ہوا سر ہے پلیز۔۔عد اسے تحمل سے کہا اور بولا۔

جوگی بابا یاسر کی موت ہم سب کے لیے ایک گہرا صدمہ ہے کیا آپ بتائیں گے یاسر آپ کو کس وقت

حالات میں ملا جوگی بابا نے عدیل کے پاس آ کر لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اس رات بہت تیز بارش ہو رہی تھی تبھی یاسر زخمی حالت میں میرے شیش محل تک آیا میرے چوکیدار نے مجھے اس کی حالت کے بارے میں بتایا تھا حالانکہ جب پاکستان سے انڈیا میں واپس آیا تھا تبھی اپنے شیش محل کے اندر داخل ہوئے کسی دشمن کے حملہ کرنے کی گھنٹیاں میرے دل و دماغ میں اس شیش محل کے اندر بجنے لگیں جس نے مجھے خبردار کر دیا تھا کہ کوئی دشمن میری جان لینا چاہتا ہے پہلے یاسر کو راکیش سمجھتا رہا مگر جب اس نے حقیقت کھل کر بیان کی تب مجھے یقین ہوتا چلا گیا وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا وہ ایک مسلمان تھا سانپوں سے مقابلہ کرنے والا ایک بہادر انسان تھا میں تمہارے بھائی یاسر کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں جس نے میرے اس ناگ راج کی مدد سے راکیش کا جسم تلاش کیا اور اس کی ہڈیاں دریا میں بہا دیں اب تک شاید وہ سمندر کی گہرائیوں میں اتر چکی ہوں گی۔

آپ۔۔آپ نے راکیش کا جسم کہاں سے تلاش کیا صبا نے حیرت سے کہا تو جوگی بابا بولا یہ میں نے نہیں تمہارے بھائی یاسر نے تلاش کیا تھا وہ مجھے کہا کرتا تھا میری زندگی کے صرف دو ہی مقصد ہیں ایک راکیش کا جسم تلاش کر کے اس کی روح کو سکون پہنچانا اور دوسرا اپنی بہن صبا کا مستقبل سنوارنا وہ تمہیں ٹیچر بنانا چاہتا تھا وہ کہا کرتا تھا تمہیں بچوں سے بے حد پیار ہے وہ تمہاری شادی کا بے حد خواہش مند تھا صبا جیسے جیسے یہ سن رہی تھی آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے دل میں بھائی کی جدائی اور تڑپ اسے شدت سے محسوس ہو رہی تھی اتنے دنوں بعد اپنے بھائی کو ملی بھی تو کیسے۔۔پھر جوگی بابا نے اسے حوصلہ دیا اور کہا بیٹی تمہارے بھائی کے ساتھ جو ہوا اسے بھول جاؤ اپنے بھائی کے اس کٹے ہوئے سر کو کسی قبرستان میں جا کر دفن کر دو اس کے لیے صرف دعا ہی کی جا سکتی ہے جوگی بابا اب مجھے بچوں کی بیماری کا یقین ہو گیا ہے وہ سب تالاب میں اترے تھے تبھی۔۔میں سمجھ سکتا ہوں بیٹا مگر اب وہ تالاب بالکل پہلے جیسا ہے اس کا پانی بھی کافی تبدیل ہو گیا ہے یہ دیکھو وہ بوتل اس کا رنگ ہلکا کالے رنگ جیسا ہے جو ظاہر کرتا ہے ناگن اب بھی تالاب سے باہر نہیں آ سکے گی چودھویں رات کا چاند بار بار نہیں ہوتا امید کرتا ہوں آئندہ سالوں میں پھر کبھی ایسا نہیں ہوگا جوگی بابا اگلے کچھ ہی دنوں میں بچوں کا آپریشن ہونے والا ہے پھر ہم واپس جانے کا سوچ رہے ہیں آپ سے ملے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔۔اب جوگی بابا اپنے گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا وہ اپنے راستے پر چل پڑا جبکہ عدیل اور سمیر گاڑی میں بیٹھ کر اپنے راستے ہو لیے کچھ ہی دنوں میں بچوں کی سرجری کامیاب ہو چکی تھی عدیل نے سمیر کی والدہ کے آپریشن پر کافی خرچہ کیا وقتی طور پر پلاسٹک سرجری سے ٹانگوں کا آپریشن ہو چکا تھا اور وہ دن بھی آ گیا جب عدیل اور سمیر واپس پاکستان جانے کے لیے تیار تھے چار دن پہلے عدیل ٹرین کی ٹکٹ بک کروا کر لے آیا تھا۔

❀❀❀

اس وقت سبھی جوگی بابا کے شیش محل کے اندر موجود تھے بیٹا دیکھ لو آخری بار یہ شیش محل پھر نجانے کب تمہیں موقع ملے ارے کیسی باتیں کر رہے ہیں سمیر کی شادی ہو لینے دو یہ انڈیا آتا جاتا رہے گا۔اور ہماری صبا بیٹی کے بارے میں بھی آپ نے کچھ سوچا ہے یا نہیں جوگی بابا نے صبا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو عدیل کی ماں یعنی شکیلہ بولی جوگی بابا آپ بالکل پریشان مت ہوں اب یہ میری بیٹی ہے میں چاہتی ہوں اس کا بھائی یاسر جن خواہشات کو اپنے دل میں لیے اس دنیا سے چلا گیا اب وہ سب میں پورا کروں گی پاکستان پہنچ کر صبا کے لیے مجھے شادی کی تیاری بھی کرنی ہوگی اور اس کے ٹیچر ہونے کا خواب پورا ضرور کرنا ہے صبا یہ سن کر دھیرے سے مسکرائی تو وکی بولا امی جان میرا بھی کچھ سوچا ہے یا نہیں تجھے گھر جا کر جوتے ماروں گی بے شرم انسان۔۔شکیلہ کی یہ اوبات سن کر سبھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اب جوگی بابا نے انہیں باہر گیٹ تک چھوڑا اور کہا خدا آپ سب کو اپنے اپنے گھروں میں سلامت رکھے اور آپ کے نیک خوابوں خیالوں کو ضرور پورا کرے سب نے بیک وقت آمین کہا اب وہ سب جوگی بابا سے ہاتھ ملا کر الوداع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو چکے تھے

وہ دن بھی آ گیا جب وہ سب ٹرین پر واپس پاکستان جانے کے لیے تیار تھے سبھی بچے خوش نظر آ رہے تھے صرف ایک کی موت کا انہیں بے حد دکھ اور رنج تھا وہ ٹرین میں سوار ہو چکے تھے انجن نے وسل دی تو وہ آہستہ آہستہ پلیٹ فارم کو چھوڑنے لگی اگلے دن وہ احمد آباد پہنچ چکے تھے آج پورے ڈھائی ماہ اور دس دن بعد اپنے گھر کی شکل دیکھی گارڈ نے پہلے سے مکان کی صفائی کر دی تھی عدیل کے گھر کے باہر بلال ہاؤس لکھا ہوا تھا جو اس نے اپنے والد کے نام سے منسوب کروایا تھا شادی کی تیاریاں کچھ ہی دن میں شروع ہوئیں پہلے سمیر کی شادی دھوم دھام سے ہوئی جبکہ ٹھیک پندرہ دنوں بعد عدیل کی شادی کا پروگرام بھی مکمل ہو چکا تھا انکی کوٹھی بلال ہاؤس کو خوب سجایا گیا تھا۔ وہ دلہن کی طرح روشنیوں میں نہا رہی تھی اس موقع پر عدیل کے ساتھ کام کرنے والے میڈیکل کے دوست اور احباب شریک ہوئے عدیل اور صبا کی شادی کے موقع پر خوب جشن منایا گیا صبا کو ٹیچر کی جاب بھی مل چکی تھی یوں شکیلہ اپنے فرائض سے فارغ ہونے کے بعد حج کی تیاری کر چکی تھی سمیر عدیل سائرہ اور صبا نے اکھٹے برطانیہ جانے کا پروگرام سوچ لیا کہ وہ شادی کے بعد ایک ماہ باہر گزاریں گے ویزہ کچھ ہی دنوں میں لگ چکا تھا زندگی بہت خوش گوار انداز میں آگے چل رہی تھی سمیر کو اللہ نے تین سال میں دو بچے عطا گئے جبکہ عدیل اور صبا کے گھر میں بھی رونق لگ چکی تھی دن ہفتے ہفتے مہینے اور مہینے سالوں گزرتے چلے گئے ایک طویل عرصہ بیت چکا تھا۔

❁❁❁

تیرا سال بعد۔۔۔ سورج کی تیز روشنی آنکھوں میں پڑتے ہی صبا زور سے ہچکچانے والے انداز میں بولی عدیل۔۔ پلیز کھڑکی بند کر دیں مجھے نیند سخت آ رہی ہے جناب عالیہ۔ ٹائم دیکھا ہے سات بجنے والے ہیں ساڑھے ست بچوں کا سکول بھی لگنا ہے اور تمہاری نیند پوری نہیں ہوتی وی سی آر رات گئے تک دیکھتی رہتی ہو فلم دیکھنے سے فرصت نہیں ملتی اتنے میں بچے شور کرتے ہوئے کمرے میں آئے ماما۔۔ ماما۔۔ یہ کیا بدتمیزی ہے ماما بھائی کو ڈرانے کا مزا آتا ہے یہ لکڑی کا سانپ کہاں سے لائے ہو عدیل بولا کم آن۔ صبا کمال کرتی ہو یاد ہے تمہیں سانپ سے ڈر لگتا تھا آخر بڑوں کا اثر بچے نہیں لیں گے۔۔ عدیل۔۔ پلیز اب مذاق بند کریں حماد جلدی سے کمرے میں جاؤ نوید اٹھا ہے یا نہیں ماما وہ باتھ روم میں ہے اچھا ٹھیک ہے میں کچن میں جاتی ہوں اب عدیل سٹی ہاسپٹل پہنچ گیا جہاں اسے اعلیٰ ڈاکٹر کی جاب ملی ہوئی تھی صبا نے ایک پبلک سکول میں ٹیچر کی جاب میں کافی عرصہ گزار لیا تھا کچھ دن پہلے اس کی ایک فرینڈ طاہرہ نئی نئی سکول میں آئی تھی اس نے ایف اے کیا ہوا تھا وہ تیسری کلاس کے بچوں کی انچارج تھی صبا کے بچے بھی پبلک سکول میں داخل تھے جبکہ سمیر کے دو بچے جواد اور کبیر بھی اسی سکول میں زیر تعلیم تھے عدیل اور سمیر کے بچوں میں کافی دوستی ہو چکی تھی وہ آپس میں گھل مل کر رہنے لگے تھے سمیر اقبال ٹاؤن میں رہائش پذیر تھا عدیل کے گھر سے اس کے گھر فاصلہ تقریباً دس منٹ کا تھا عدیل جس جگہ مقیم تھا یہ اقبال ٹاؤن شہر سے ذرا ہٹ کر تھی اتوار والے دن عدیل اور سمیر کو چھٹی ہوتی تو وہ اکٹھے پورا دن گزارتے تھے عدیل کا بھائی وکی اس وقت اعلیٰ تعلیم کے لیے برطانیہ گیا ہوا تھا جو کچھ دنوں بعد پڑھائی مکمل کرنے کے بعد انجینئر الیکٹرانکس کی فیلڈ میں آنے کے لیے پاکستان جلد از جلد آنے کی تیاری میں مصروف تھا وہ پانچ سال پہلے برطانیہ گیا تھا وہ انجیئرنگ کا بے حد شوق رکھنے لگا تھا آج بھی اتوار کا دن تھا وہ سب بلال ہاؤس میں اکھٹے تھے عدیل اور سمیر کے بچے چھت پر کھیلتے ہوئے شور مچا رہے تھے باتوں باتوں میں وکی کا ذکر شروع ہو گیا عدیل بیٹا۔۔ شکیلہ نے اس کی جانب متوجہ ہو کر کہا۔ جی امی جان۔ بیٹا کچھ دنوں بعد تمہارا چھوٹا بھائی وکی برطانیہ سے واپس آ رہا ہے اس کے لیے اچھا سے رشتہ تلاش کرنا ہے میں نے سوچا تم سے اس سلسلے میں بات کی جائے ارے امی جان رہنے دیں وہ بھی میری طرح کا ضدی ہے اس دن ٹیلی فون پر مجھے صاف کھری کھری باتیں سنائی ہیں

جناب کا ابھی کم از کم چار سال تک شادی کرنے کا ارادہ نہیں ہے سائرہ بولی عدیل وہ مان جائے گا اسے منالیں گے اتنے میں صبا بولی۔

اگر آپ کی بات مکمل ہو جائے تو میں بھی کچھ کہوں ارے ہاں ہاں صبا بھابھی کیوں نہیں سمیر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو صبا بولی میری ایک فرینڈ طاہرہ ہے اس نے اگلے ہفتے رات کو ڈنر پر مجھے انوائٹ کیا ہے میں نے سوچا ہے آپ سب چلیں وہ بہت خوش ہو گی عدیل بولا بھئی میں تو راضی ہوں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بچوں کے اگلے ماہ فائنل ایگزائم ہیں مجھے بچوں کو ٹائم بھی دینا ہے شکیلہ بولی صبا بیٹی میں گھر پر ہی بچوں ساتھ رہوں گی تم عدیل کے ساتھ چلی جانا ویسے ڈنر کی کوئی بات۔

ہاں آنٹی اس کی سالگرہ آ رہی ہے اس لیے رات کو کھانے پر مدعو کیا ہے ڈانس کا پروگرام بھی ہے اس لیے لیٹ ہی واپس ممکن ہے سمیر نے کہا چلو کوئی بات نہیں پھر ہم سب ہی چلیں گے یہ ہفتہ اسی طرح سے گزر گیا آنے والا ہفتہ صبا کے لیے خطرے کی گھنٹی ثابت ہوا ایک بار پھر وقت نے پلٹا کھایا اور ماضی کی خوفناک داستان نے ایک بار پھر سے جنم لیا کیونکہ اس ہفتے کو چاند کی چودھویں رات آ رہی تھی اور رات ٹھیک سوا گیارہ بجے چاند کو گرہن لگنے لگا یہی وہ خوفناک لمحہ تھا جس کا عدیل اور صبا کو بالکل علم نہیں تھا شاید وہ ماضی کو یا بھول چکے تھے یا پھر بے خبر تھے کہ آنے والا وقت کتنا ہولناک ثابت ہونے والا ہے رات کے آٹھ بجے عدیل صبا سائرہ اور سمیر طاہرہ کے گھر جانے کے لیے تیار تھے سمیر کے بچے اس کے گھر میں موجود تھے جو پڑھائی میں مصروف تھے ایک ملازم کو گھر پر چھوڑ دیا تھا جبکہ صبا کے گھر میں اس کی ساس شکیلہ یعنی عدیل کی ماں تھی اور نیچے والی منزل پر بچے پڑھائی میں مصروف ہو چکے تھے رات کو دس بجے شکیلہ بچوں کے کمرے میں آئی تو سب نے دادی جان کو سلام کیا حماد نوید بیٹے جلدی سو جانا ماما نے لیٹ آنا ہے مجھے نیند بہت سخت آ رہی ہے گڈ نائٹ بچو۔ گڈ نائٹ دادی جان بچوں نے دروازہ بند کر دیا اور ایکدوسرے کو دیکھنے لگے بھائی دادی جان سو جائیں تو ہم گیم کھیلیں گے عکاشہ بولی مجھے تو سانپوں والی گیم نہیں پسند ہے نوید نے کہا نہیں پہلے میں گھوڑے والی کھیلوں گا حماد نے کہا نہیں بھائی میں نے موٹر سائیکل والی کھیلنی ہے۔ نہیں میں۔۔ نہیں میں۔۔ ایک منٹ عکاشہ نے زور سے کہا اور بولی اوپر دادی جان سو رہی ہے اگر زیادہ شور مچایا تو وہ اٹھ جائیں گی پھر ہماری خیر نہیں لہذا طے یہ ہو گا پہلے نوید کھیلے گا پھر حماد۔ اور آخر میں میری باری اب خوش حماد اور نوید ایک دوسرے کو دیکھنے لگے پھر وہ شکیلہ یعنی اپنی دادی جان کے سونے کا انتظار کرنے لگے تقریباً آدھے گھنٹے بعد عکاشہ چپکے سے اوپر والی منزل پر دبے پاؤں سیڑھیاں چڑھ کر آدھے کھلے ہوئے دروازے سے اندر نیم تاریک کمرے چادر اوڑھے اپنی دادی جان کے خراٹے سن کر مطمئن ہو کے نیچے آ گئی لیں۔۔ چلو شروع کرو۔ عکاشہ کے چہرے کی خوشی یہ ظاہر کر رہی تھی کہ دادی جان دو چکی ہیں اب وہ ٹی وی پر گیم کی ڈیوائس لگا چکے تھے اور درمیانی آواز میں گیم کھیلنے میں مصروف ہو چکے تھے۔ رات کے سوا گیارہ بجے جب عکاشہ کرسی پر بیٹھ کر سانپ والی گیم شروع کرنے لگی تو ٹی وی پر ایک لڑکی انہیں دکھائی دی بچو تم گیم کھیلنا چاہتے ہو تینوں ایک دوسرے کو دیکھنا شروع ہو گئے حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔ جی۔۔ جی۔۔ جی ہاں عکاشہ نے حیرت سے کہا وہ بولی ابھی کچھ ہی دیر بعد تمہیں سانپوں والی گیم کا ایسا مزہ آئے گا جو پوری زندگی میں تمہیں آج تک کبھی نہیں آیا تم کھیلنے کے لیے تیار ہو۔ اس نے اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے کہا تو حماد اور نوید دم بخود ہو گئے اس کے بعد اس کا سفید لباس اور وہ چہرہ ٹی وی کی سکرین سے غائب ہو گیا۔ آہا۔۔ ہاہاہا۔۔ حماد نوید اور عکاشہ زور زور سے ہنسنے لگے یاد وہ لڑکی آج تک کبھی گیم میں نظر نہیں آئی پھر ٹی وی پر کیسے آ گئی چھوڑ عکاشہ۔ گیم شروع کر۔۔

❁❁❁

شام نگر کی پہاڑیوں میں جہاں موت کی خاموشی کا راج تھا جیسے ہی چاند کو گرہن لگا تو تالاب کے پانی کا رنگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیسے تبدیل ہوتا چلا گیا جیسے جیسے چاند کے آگے سورج آ رہا تھا ویسے ویسے تالاب کا پانی ابلنے لگا پھر سفید رنگ کی روشنی سے پورا جنگل دودھ کی طرح سفید ہو گیا تالاب کے اندر سے سفید روشنی سیدھی اس مکان کے اندر داخل ہوئی یہ وہی روشنی تھی جس نے تیرہ سال پہلے کچی بستیوں کے بے گناہ انسانوں کے جسم ہڈیوں میں تبدیل کر دیئے تھے ابھی تینوں سانپوں والی گیم میں مصروف تھے کہ اچانک لائٹ چلی گئی اونو۔شٹ یار لائٹ کو بھی ابھی ابھی جانا تھا ابھی حماد نوید اور عکاشہ اندھیرے میں ایک دوسرے کو دیکھنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے کہ اچانک پورے کمرے میں سفید روشنی پھیل گئی کمرے کی چیزیں بری طرح لرزنے لگیں حماد نوید اور عکاشہ پورے کمرے کو حیرانگی سے دیکھ کر خوفزدہ ہونے لگے ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ گھڑ گھڑ کی خوفناک آواز سے اپنا وجود کھونے لگا اس کے اوپر مٹی اڑ اڑ کر اکھٹی ہونے لگی سفید روشنی کا اب کمرے میں کوئی نام ونشان باقی نہیں تھا صرف کمرے سے باہر تیز ہوا کا طوفانی اور بلند آواز میں شور سنائی دینے لگا تھا بھائی بھائی یہ کیا ہو رہا ہے عکاشہ زمین پر بیٹھے ہوئے پورے کمرے میں گرد و غبار کو دیکھتے ہوئے خوف سے بولی تو حماد بولا مجھے نہیں معلوم لگتا ہے زلزلہ آیا تھا نوید بولا۔

نہیں بھائی ضرور کوئی طوفان تھا عکاشہ بولی لیکن یہ مٹی اور گرد و غبار نجانے کہاں سے ہمارے کمرے میں آ گئی انہوں نے اپنے بستر پر نگاہ دوڑائی تو وہاں صاف ستھری چادر نہیں تھی بلکہ پھٹا ہوا گرد آلود فوم تھا تکیے کا غلاف تک اترا ہوا تھا وہ کمرے میں کچھ دیکھنے کے قابل ہو چکے تھے بڑے بڑے جالوں کو دیکھ کر حماد خوف سے بولا نوید۔۔ عکاشہ چھت کی طرف دیکھو دونوں نے سر اٹھا کر چھت پر پنکھے کی جانب دیکھا تو خوف سے چیخ پڑے کیونکہ پنکھے کے اوپر بہت بڑی مکڑی نے اپنا جال بچھا رکھا تھا نوید نے اپنی انگلی سے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر مٹی کو صاف کیا پھر حماد دروازے کی طرف بڑھا تو سامنے ہی ایک لڑکی انہیں کچھ دیکھ کر ان تینوں کی چیخیں نکل گئیں وہ لڑکی انہیں کچھ دیر پہلے اپنے ٹی وی پر دکھائی دی تھی جواب سامنے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی وہ زور زور سے ہنسنے لگی پھر بولی آخر تم میرے طلسمی جال میں پھنس ہی گئے اب تم تینوں کو یہاں سے کوئی واپس نہیں لے جا سکتا حماد زور زور سے سانس لے رہا تھا اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولا ت۔۔ت۔تم کون ہو اور ہمارے گھر میں کس لیے آئی ہو آہا۔۔ہاہاہا۔۔وہ زور زور سے قہقہہ لگانے لگی پھر بولی یہ تم سے کس نے کہہ دیا یہ تمہارا گھر ہے شاید تم یہ بھول چکے ہو اب تم اپنے گھر میں نہیں رہے۔کیا۔۔ نوید اور عکاشہ حیرت سے اچھل کر بولے تم۔تم جھوٹ بول رہی ہو یہ ہمارا گھر ہے اچھا۔۔اس نے اچھا کا لفظ مسکراتے ہوئے لمبا کر کے کہا یہ تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا اوپر کمرے میں جا کر ذرا اپنی دادی جان سے مل لو ہم دوبارہ پھر تم تینوں سے ملنے ضرور آئیں گے اتنا کہتے ہی اس نے اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالی تو تینوں دروازے سے باہر نکلے تو حیران رہ گئے کیونکہ زمین پر کچرے کے ڈھیر اور چند بھاگتے ہوئے چوہوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا بھائی یہ۔۔یہ ہم کہاں آ گئے سمجھ نہیں آ رہی ہے حماد سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جالوں کو اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے جیسے ہی اوپر منزل پر پہنچا تو آدھے کھلے ہوئے دروازے کو کھولتے ہوئے کمرے کی لائٹ آن کی مگر وہ نہ ہوئی عکاشہ نے دیوار کے ساتھ نیم تاریکی میں سوئچ بورڈ کے بٹن آن کرتے ہوئے دیکھا شاید کوئی بلب یا ٹیوب لائٹ روشن ہو جائے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا حماد نے چادر پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا دادی جان دادی جان اٹھیں ناں۔۔ عکاشہ اور نوید نے بھی اٹھانے کی کوشش کی مگر جواب نہیں ملا حماد نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے۔چادر ہٹائی تو تینوں کے حلق سے دلخراش چیخیں نکل گئیں کیونکہ بستر پر ان کی دادی اماں نہیں تھیں بلکہ وہاں ایک سفید رنگ کا ڈھانچہ تھا جس کا منہ کھلا ہوا تھا کیڑے مکوڑے اور چند اڑتی ہوئی بڑی بڑی مکھیاں بھنبھناتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھیں تینوں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے اور کیچن میں جا کر دیکھ کے رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی وہاں دیواروں پر خون کے دھبے اور الماری میں چند ٹوٹے ہوئے برتنوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا عکاشہ نے واش بیسن کا نل کھولا تو لال سرخ خون نکل رہا تھا۔

آ۔۔آہ۔بھیا یہ دیکھو نل سے خون آ رہا ہے تینوں ہی خوف سے کانپنے لگے بھائی۔بھائی یہ ہمارا گھر تو نہیں ہے عکاشہ باہر آؤ حماد نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اب وہ اپنے مکان سے باہر آ گئے جیسے ہی وہ باہر آئے ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے کیونکہ وہ اپنے آس پاس کے ماحول سے اچھی طرح واقف تھے آمنے سامنے مکان ہی مکان تھے ایک تنگ سی سڑک تھی لیکن کسی بھی جنگل کو دیکھ کر خوف سے لرز اٹھے بھائی۔۔ بھائی یہ ہم کہاں آ گئے ہم تو۔۔ہم تو اپنے گھر میں اپنے کمرے میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے تھے حماد بولا ضرور کوئی چکر ہے مگر اتنی رات گئے ہمیں کون یہاں لا سکتا ہے نوید تو ٹھیک کہہ رہا ہے اب وہ سامنے ایک تالاب کو دیکھ کر حیران رہ گئے اچانک وہی لڑکی انہیں تالاب کے کالے پانی سے باہر نکلتی ہوئی دکھائی دی تو تینوں خوف سے پیچھے ہٹ گئے کیوں۔۔کیسا لگا ہمارا کھیل اب تم کبھی اپنے ماں باپ سے شاید مل نہیں سکو گے اس تالاب میں اگر تمہیں نہانے کا شوق ہے تو آؤ۔۔نہیں نہیں حماد چلو اب تینوں جنگل کی طرف بھاگے تو چاروں اطراف سے سانپوں نے انہیں گھیر لیا تو وہ لڑکی جو انہیں ملی تھی اب سانپ کے روپ میں ان کے سامنے آئی تو تینوں کے حلق خشک ہو گئے۔

ت۔ت۔تم سانپ کیسے بن گئی عکاشہ نے خوف سے اس لڑکی کی شکل دیکھ کر کہا تو وہ بولی یہ بہت پرانی بات ہے جب تمہاری ماما جان پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں تمہیں تو سانپوں سے کھیلنے کا بہت شوق تھا اب پورا کر وا اتنا کہتے ہی وہ دوبارہ انسانی روپ میں آ گئی اور بولی صبح سورج نکلنے سے پہلے پہلے اس جگہ کو چھوڑ کر نکل جاؤ نہیں تو سورج کی پہلی کرن جیسے ہی اس جنگل میں پڑی تو تمہارا یہ جسم ہڈیوں کے ڈھانچے بن جائیں گے م۔مم۔مگر ہماری دادی جان کو۔۔حماد نے روتے ہوئے خوف سے کہا تو وہ مسکرا کر بولی اب وہ اس دنیا میں نہیں ہیں جاؤ تم اپنی جان بچاؤ سورج نکلنے میں آدھا گھنٹہ بیس منٹ باقی ہیں تم کسی بھی طرح دریا تک پہنچ گئے تو بچ سکتے ہو کیونکہ تم تینوں بھاگ سکتے ہو سکول میں تم ریس میں دوسری تیسری پوزیشن سے کامیابی حاصل کرتے تھے مسٹر حماد اینڈ مسٹر نوید۔یہ سن کر حماد نے اپنے بھائی نوید کا ہاتھ تھاما اگلے ہی لمحے وہ سانپوں کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے جنگل میں تیزی سے دوڑنے لگے وہ کافی دیر تک بھاگتے رہے پھر وہ جنگل کی حدود سے باہر نکل آئے دور کہیں سے فجر کی آذانیں ہو رہی تھیں وہ چلتے چلتے ہڈیوں کے ڈھانچوں کھوپڑیوں اور آس پاس چند ٹوٹے ہوئے مکان دیکھ کر حیران رہ گئے بھائی۔۔آخر یہ کون سی جگہ ہے میں خود نہیں جانتا نجانے ہم اس وقت کہاں ہیں ممی جان اور پاپا جان ہمیں گھر پر تلاش کر رہے ہوں گے حماد چلتے چلتے ایک کھوپڑی کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر بولا لگتا ہے بھائی یہاں ضرور ماضی میں کچھ ہوا ہے وہ اونچے نیچے پتھر کے ٹیلوں اور چٹانوں سے گزر کر پانی کی آواز سن کر کھڑے ہو گئے بھائی تم نے آواز سنی لگتا ہے ہم دریا تک پہنچ گئے ہیں اتنی دیر میں آہستہ آہستہ روشنی پھیلنا شروع ہو گئی بھائی مجھے تو پاپا کی فکر ہو رہی ہے وہ تینوں ریت پر بیٹھ چکے تھے اچانک انہیں ریت میں کوئی وجود محسوس ہونے لگا تینوں حیرانگی سے آس پاس دیکھنے لگے اور کھڑے ہو گئے اب ریت انہیں مسلسل ہلتی ہوئی دکھائی دینے لگی وہ تینوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے اب انہیں ایک انسانی ہاتھ ریت سے باہر نکلتا دکھائی دیا پھر ٹانگیں اور آہستہ آہستہ ایک انسان کو باہر نکلتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئے وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ چوبیس سال کا نوجوان یاسر تھا وہ ریت کو اپنے چہرے سے صاف کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں ناگ راج کو دیکھ کر خوش ہونے لگا کیونکہ وہ ناگ راج زندہ تھا یاسر نے اپنے دوسرے ہاتھ میں طلسمی مالا کو منہ سے چوما اور کہا م۔مم۔میں زندہ ہوں میں زندہ ہوں یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے نئی زندگی دی جیسے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تو سامنے تین بچوں کو خوف سے چمٹے ہوئے دیکھ کر خود حیران رہ گیا تم۔تم تینوں تم بچ کیسے گئے۔۔حماد بولا آ۔۔آ۔۔آپ انسان نہیں ہو سکتے بھائی ضرور یہ کوئی بھوت پریت ہے ن۔ن۔نہیں۔۔نہیں بیٹے تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو مجھے تو حیرت اس بات کی ہو رہی ہے تم اس ناگن کے شیطانی حصار سے زندہ کیسے بچ گئے انکل انکل آ۔۔آ۔۔آپ کون ہیں اور یہ۔یہ۔سانپ۔بیٹا یہ تمہیں کچھ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہے گا لیکن تم بچ کیسے گئے انکل ہم گھر میں ٹی وی پر گیم کھیل رہے تھے تب نجانے کہاں سے وہ لڑکی ہمارے کمرے میں آئی اور پورے کمرے میں مٹی گرد وغبار پھیل گئی ہمیں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا تم کہاں رہتے ہو انکل ہم احمد آباد شہر میں رہتے ہیں۔

ک۔ک کیا احمد آباد۔مگر۔۔مگر یہاں کیسے آئے عکاشہ بولی انکل ہمارے کمرے میں ایک طوفان سا آیا تھا ہماری دادی جان کو اس لڑکی نے مار دیا ہے ک۔کون سی لڑکی۔۔انکل وہ سانپ کے روپ میں آئی تھی ہم نے اپنی آنکھوں سے اسے انسان سے سانپ بنتے ہوئے دیکھا ہے بیٹا مجھے لگتا ہے تم نے ضرور اس ناگن سے مقابلہ کیا ہے چلو آؤ۔میں تمہیں احمد آباد چھوڑ آؤں وہ یہاں سے دو تین گھنٹے کے فاصلے پر ہے مگر انکل یہ جگہ کون سی ہے بیٹا تم اس وقت انڈیا میں ہو یہ شام نگر کی پہاڑیاں ہیں اور یہ وہ دریا ہے جس میں اب تک نجانے کتنے بے گناہ انسانوں کی ہڈیاں بہہ کر جا چکی ہیں تینوں بچے ایک دوسرے کو دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھے۔

م۔م۔مگر انکل ہم تو پاکستان میں رہتے تھے۔کیا۔۔یاسر خوف سے بولا جی ہاں انکل ہم احمد آباد شہر میں رہتے تھے بلال ہاؤس ہمارا گھر تھا ہمارے پاپا ہاسپٹل میں بہت بڑے ڈاکٹر ہیں اور مما سکول ٹیچر ہیں یاسر بولا مجھے تم تینوں بہت ذہین اور لائق لگتے ہو شکر کرو کل رات اس ناگن کی سفید روشنی سے بچ گئے ورنہ تو ہڈیوں کے ڈھانچے میں تمہارا یہ جسم تبدیل ہو چکا ہوتا۔۔انکل یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے بیٹا یہ طلسمی مالا ہے یہ اس ناگن کا توڑ ہے لیکن مجھے اب اس کی ضرورت نہیں ہے یہ اب میرے تو کسی کام کی نہیں ہے تم اسے لے جاؤ انکل وہ ناگن کہہ رہی تھی صبح سورج نکلنے سے پہلے پہلے اگر دریا تک پہنچ گئے تو بچ سکتے ہو ورنہ ہمارا جسم بھی ہڈیوں میں بدل جائے گا بیٹا یہ سب جھوٹ ہے کل رات جوگی بابا نے اس ناگن کو قید کر دیا تھا اب وہ کبھی اس تالاب سے باہر نہیں آئے گی لیکن انکل ہم نے اسے ابھی ابھی جنگل میں تالاب سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے تمہیں ضرور نظروں کا دھوکا ہوا ہے یہ طلسمی مالا لے جاؤ اس کے دانوں میں اس ناگن کی طاقت کا توڑ ہے اگر کبھی اس سے سامنا ہوا تو مت گھبرانا بلکہ جم کر مقابلہ کرنا اس مالا کے اثر سے وہ تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتی۔یہ لو۔۔یاسر نے طلسمی مالا بچوں کی طرف بڑھائی تو سورج کی کرن بھی آہستہ آہستہ جنگل کی طرف بڑھنے لگی یاسر نے کہا اب تم کہاں جاؤ گے انکل ہمیں ہمارے گھر پہنچا دیں پلیز لیکن بیٹے میں تو خود نہیں جانتا مجھے کہاں جانا ہے اچانک ہی جنگل میں تیز ہوا کے طوفان نے انہیں اپنی طرف متوجہ کر دیا تو یاسر پھٹی پھٹی نظروں سے جنگل کو دیکھنے لگا تبھی ہوا کا شور انہیں قریب آتا محسوس ہوا آ۔۔آ۔۔آہ تینوں بچوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں یاسر نے اپنی آنکھوں سے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا وہ تینوں بچے اس کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئے اور ایک انجانی طاقت نے اس کے وجود کو ہوا میں اڑا کر دور پھینک دیا خوش قسمتی سے وہ جھاڑیوں کے اوپر آ گرا جو کانٹے دار تو نہ تھیں مگر نہایت کمزور تھیں یاسر آس پاس کا ماحول دیکھ کر دنگ رہ گیا کیونکہ ایک گندے نالے کے پاس وہ موجود تھا جلدی جلدی وہ سڑک تک پہنچا تو ناگ راج نے اسے کھنچتے ہوئے جانے کا اشارہ کیا یاسر اس کی بات کو سمجھ نہ سکا وہ ناگ کے پیچھے پیچھے اس جگہ پر آ گیا جہاں وہ تینوں بچے بے ہوش پڑے تھے اور طلسمی مالا اس بچی کے ہاتھ میں تھی ناگ نے یاسر کی شرٹ کو اپنے دو دانتوں سے کھینچا اور اگلے ہی لمحے اس نے اپنے جسم کو بچوں کے ساتھ لپیٹ لیا یاسر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ اس کا ہاتھ ایک بچے کے ہاتھ سے اس سانپ نے ملا رکھا تھا ناگ راج یہ۔۔یہ۔۔یہ کیا کر رہے ہو ناگ بار بار تینوں بچوں کے پاس آ کر اپنی دو شاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز نکالنے لگا اس سے پہلے یاسر کچھ سمجھ پاتا وہ تینوں بچے سورج کی تیز روشنی پڑتے ہی وہاں سے غائب ہو گئے ناگ راج۔۔یہ بچے کون تھے وہ اس کے ہاتھوں میں کلبلانے لگا اور خود ایک انجان سڑک۔پر چل دیا دوسری جانب وہ تینوں بچے زور زور سے چیخنے چلانے لگے تو ان کی آوازیں سن کر صبا دوڑی دوڑی ہوئی ان۔ کے کمرے میں آئی حماد۔نوید۔۔عکاشہ کیا

ہوا ماما۔ماما ہمیں بچا لیں تینوں نے اپنی ماں کے ساتھ چمٹ گئے اور خوب رونے لگے اتنی دیر میں عدیل بھی اوپر ان کے کمرے میں آ گیا ارے بچوں کو کیا ہوا ماما۔۔ماما۔شکر ہے آپ کو دیکھ کر دل کو سکون مل گیا صبا یہ۔یہ بچے کیا کہہ رہے ہیں۔

حماد پھٹی پھٹی نظروں سے ٹی وی کی طرف دیکھ رہا تھا جو اسی طرح آن تھا پنکھا بھی صاف ستھرا تھا اور پورا کمرہ سلیقے سے بالکل صحیح سلامت دکھائی دے رہا تھا عکاشہ بولی ماما۔۔ماما وہ دادی جان کو اس ناگن نے مار دیا۔۔کیا۔ناگن صبا حیرت سے بولی تو عقب میں شکیلہ بھی اندر کمرے میں آ گئی تینوں بچے دادی جان۔۔دادی جان کہتے ہوئے ساتھ لپٹ گئے ارے صبا بیٹی یہ بچوں کو کیا ہوا ہے دادی جان۔۔دادی جان اس ناگن نے آپ کو مار دیا تھا صبا ٹی وی پر دیکھ کر زور زور سے ہنسنے لگی تو عدیل بولا تمہیں کیا ہوا ہے اس طرح پاگلوں کی طرح کیوں ہنس رہی ہو صبا کو بنی ہنسی پر کنٹرول نہیں ہو رہا تھا تبھی وہ بولی۔

عدیل کمال کرتے ہیں بچے رات گئے جب کمپیوٹر پر سانپوں والی گیم کھیلیں گے تو اس کا اثر تو پڑے گا عدیل نے کہا بچو ضرور آپ کو خواب میں ڈر گئے ہو اب باری باری باتھ روم میں جا کر منہ ہاتھ دھو کے نہا کر اچھے بچوں کی طرح نیچے ہال میں آ جاؤ پھر ناشتہ کر کے یمیرا انکل کے گھر کے جانا ہے پاپا۔۔پاپا۔۔آپ اسے مذاق کہہ رہے ہیں پاپا ہم رات کو انڈیا میں تھے وہاں ایک خوفناک جنگل تھا اور وہ تالاب جس کا کالا پانی دیکھ کر ہم ڈر گئے عدیل نے کہا عکاشہ آج سے گیم بند۔۔اور پڑھائی شروع تم خواب میں ڈر گئی ہو اور کچھ نہیں ہے اتنے میں حماد بولا پاپا آپ اسے خواب کہہ رہے ہیں اگر یہ خواب ہوتا تو مجھے بتائیں یہ طلسمی مالا ہمارے پاس کیسے آئی صبا نے جب یہ طلسمی مالا دیکھی تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا ذہن ایک لمحے کے لیے ماضی میں چلا گیا وہ اس مالا کو دیکھ کر حیران رہ گئی اسے بھائی کی یاد اپنے دل و دماغ میں تر و تازہ ہوتی چلی گئی کیونکہ بہت سالوں بعد اسے ماضی کی جھلک دکھائی دی صبا وہ طلسمی مالا اس ناگن کے زہر کا توڑ ہے اس مالا کو ڈھونڈنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا کیونکہ وہ طلسمی مالا بھی ضرور کہیں نہ کہیں موجود ہو گی لیکن میں اسے تلاش کر کے رہوں گا ٹھیک ہے بھیا۔ارے صبا کیا ہوا صبا کے ماتھے پر اچانک پسینے آ گئے اور وہ نیچے چلی گئی صبا صبا کیا ہوا بات تو سنو عدیل اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا گیا صبا کیا بات ہے میری آواز نہیں سنائی دے رہی صبا نے عدیل کے چہرے پر ناراضگی کے تاثرات ابھرتے ہوئے تو بولی ک۔ک۔کچھ نہیں ارے صبا بتاؤ ناں کوئی تو بات ہے یہ سن کر صبا کی آنکھیں نم زدہ ہو گئیں اور بولی مجھے اپنا بھائی یاد آ گیا اس نے مجھ سے ایک بار طلسمی مالا کا ذکر کیا تھا مگر نجانے وہ بچوں کے ہاتھ کیسے لگ گئی مجھے یقین نہیں آتا ہے یہ وہی طلسمی مالا ہے اتنے میں تینوں بچے سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئے تو صبا بولی حماد نوید۔بیٹے میرے پاس آؤ جی ماما بولیں بیٹا یہ طلسمی مالا تمہیں کس نے دی ماما وہ وکی چاچو جتنی عمر کے تھے کیا۔عدیل حیرت سے بولا جی ہاں ماما نوید نے عدیل کے بھائی وقاص یعنی وکی کی فوٹو دکھاتے ہوئے کہا تو عکاشہ بولی میرا خیال ہے بیس بائیس سال کے ہوں گے ان کے پاس ایک سانپ بھی تھا جسے وہ۔۔وہ نجانے کیا کہہ رہے تھے ٹھیک طرح سے یاد نہیں آ رہا لیکن جو کچھ بھی تھا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا ماما آپ اسے خواب کا نام نہیں دے سکتیں عدیل ابھی تک بچوں کی بات پر یقین نہیں کر رہا تھا اچھا بیٹا اس کا نام کیا تھا یہ انہوں نے نہیں بتایا وہ کہہ رہے تھے جوگی بابا نے ناگن کو کل رات قید کر دیا ہے اب وہ کبھی اس تالاب سے باہر نکل سکتی۔کیا۔۔کیا۔کون سا تالاب۔صبا تجسس سے بولی تو عدیل نے کہا صبا تم بھی بچوں سے الجھ پڑی ہو یہ طلسمی مالا نہیں ہے یقین کرو میرا۔بچو ضرور آپ ہم سے اور ماما سے مذاق کر رہے ہیں پاپا ہم آپ سے اس طرح کا مذاق کیوں کریں گے اتنے میں شکیلہ بولی بیٹی ناشتہ بنا لو کافی ٹائم ہو گیا ہے آنٹی بچوں کی باتیں مجھے پریشان کر رہی ہیں نجانے وہ رات کہاں گئے تھے ماما آپ کبھی اس جگہ پر گئی ہیں صبا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور سانس خارج کرتے ہوئے بولی نہیں بیٹا میں کچن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں جارہی ہوں اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی اور ٹاپک وہیں ختم ہو گیا اب وہ ناشتہ میں مصروف ہو گئے

❁❁❁

یاسر ایک بس پر بیٹھ کر ایک سٹاپ پر اترا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہاں کا ماحول ہی بدل چکا تھا ہر جگہ مکان بن چکے تھے جس جگہ وہ شیش محل تھا اب وہاں ایک پر مندر بن چکا تھا یاسر پھٹی پھٹی نظروں سے اس جگہ کو دیکھنے لگا لوگ آجا رہے تھے مندر کے اندر گھنٹیاں بج رہی تھیں ہر شخص سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جا رہا تھا اور اپنی مراد مانگنے کے بعد گھنٹی بجا کے نیچے اتر آتا ناگ راج ۔تم میرا انتظار کرو میں آرہا ہوں اب اس نے سبز رنگ کے سانپ کو ایک درخت کے پاس چھوڑا اور خود مندر کی سیڑھیاں اوپر چڑھنے لگا وہ ناگ یاسر کو دور سے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا شاید وہ خود اس سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا مگر یاسر کی یہ مجبوری تھی سامنے سے دو نوجوان لڑکے جو اس کے ہم عمر تھے اس سے یاسر کا سامنا ہوا تو یاسر نے کہا بھائی ذرا میری بات سننا وہ یاسر کی طرف متوجہ ہوئے تو یاسر بولا۔

کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں یہ جو مندر یہاں موجود ہے یہ کب تعمیر ہوا ان میں سے ایک یاسر کو سر سے پاؤں تک بڑی حیرت سے دیکھنے لگا پھر دوسرا شخص بولا آپ نے کس کو ملنا ہے یاسر نے کہا یہاں اس جگہ ایک شیش محل ہوتا تھا میں اس جگہ کو کبھی نہیں بھول پایا ہوں میں جوگی بابا سے ملنے آیا تھا مگر یہاں کا نقشہ ہی بدلہ ہوا ہے کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے میں غلط جگہ آگیا ہوں یا پھر ارے بھائی جان آپ کو ملنا کس سے ہے اس نے یاسر کی بات کاٹ دی تو یاسر بولا دیکھئے شام نگر کچی بستی کا رہنے والا ہوں اور جوگی بابا رامیش چندر سے ملنا چاہتا ہوں وہ دونوں لڑکے یاسر کی بات سن کر حیران رہ گئے اور بولے دیکھو بھائی ہم خود پچھلے چار سال سے یہاں رہ رہے ہیں جب سے الیکشن ہوئے ہیں تب سے یہ جگہ آباد ہے اس سے پہلے یہ علاقہ تقریباً سنسان تھا یاسر کو یہ سن کر حیرت کے جھٹکے لگنے لگے م۔۔م۔میں۔۔۔میں کچھ سمجھا نہیں پھر ایک شخص بولا ارے بھائی نئے نئے آئے ہیں۔ک۔ک۔کیا سات سال یاسر کا دماغ گھوم گیا مگر مگر کل رات کو میں جوگی بابا سے ملا تھا کل تک تو یہاں کسی مندر کا نام ونشان نہ تھا ارے یار جانے دے ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے ہم نے اور بھی کام کرنے ہیں چل یار وہ دونوں یاسر کو نظر انداز کر کے آگے کی طرف چل دئے ارے یار سنو تو۔۔۔بڑی عجیب بات ہے بیٹا تم کہاں سے آئے ہو ایک بزرگ نے یاسر کی طرف متوجہ ہو کر کہا تو یاسر اس بزرگ آدمی کے پاس آیا۔جس کی کالی داڑھی خط کی ہوئی تھی بابا جی میں بہت سخت الجھن میں گرفتار ہوں سمجھ میں نہیں آرہی ہے یہ ہو کیا رہا ہے۔ بیٹا تم بالکل ٹھیک جگہ آئے ہو میں اکیس سال سے شام نگر میں اپنے کچے مکان میں زندگی بسر کر رہا ہوں یہ جگہ پہلے بہت سنسان ہوا کرتی تھی رامیش چندر ایک ہمت والا انسان تھا سب اسے مہاراج کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے لیکن جب سے یہ جگہ راجہ بلوان سنگھ کو ملی تب سے وہ شیش محل اس سے چھن گیا کیونکہ راجہ بلوان بہت بڑی شخصیت والا تھا مجھے نہیں معلوم لیکن تم کہاں سے آئے ہو بابا جی سمجھ نہیں آرہی ہے آپ کی بات پر یقین کروں یا جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اس پر یقین کروں سچ تو یہ ہے میں ایک شیطانی طاقت کا سامنا کرتے ہوئے ریت کی ایسی قبر میں دفن ہو گیا جہاں سے زندہ سلامت باہر نکلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا بیٹا تمہارے لباس سے بھی ظاہر ہوتا تھا تمہارے بالوں میں چمکتی ہوئی ریت بوٹوں پر مٹی اور پینٹ شرٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے تم کسی صحرا سے آرہے ہو۔

بابا جی اس کا مطلب ۔اس کا مطلب میں پورے سات آٹھ سال ریت کی گہرائیوں میں دفن رہاں ہیں بیٹا ۔۔سات سال نہیں بلکہ پندرہ سال۔۔کیا۔۔یاسر کا منہ خوف وحیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا ہاں بیٹا کیونکہ سات سال پہلے جب شیش محل کو گرایا گیا تبھی رامیش چندر کے جاننے والوں نے یہ جگہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دی سنا تھا راجہ بلوان سنگھ نے اسے پورے دو کروڑ روپے عنایت کئے تھے حالانکہ وہ رقم رامیش چندر کو بہت مناسب لگی لیکن مجبوری کے ہاتھوں اسے وہ جگہ چھوڑنی پڑی پہلے پہل تو وہ ممبئی شہر میں رہتا تھا لیکن اب پچھلے تین چار سالوں سے اس کا کسی کو کوئی علم نہیں وہ

کہاں چلا گیا ہے کیونکہ وہ سانپوں کا بادشاہ تھا اس کا لال سرخ چہرہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے ٹھیک ہے بابا جی ۔۔آپ کا بہت بہت شکریہ میں خدا کا کس طرح شکر ادا کروں کہ مجھے اس نے نئی زندگی دی ورنہ تو میں اس رات ہی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہوتا اتنا کہتے ہی یاسر مندر کی سیڑھیوں سے ہی واپس چلا گیا وہ درخت کے پاس کھڑا ہو کر آس پاس ناگ راج کو تلاش کرنے لگا اگلے ہی لمحے اسے اپنی گرفن پر سانپ کی موجودگی کا احساس ہوا اوپر درخت کی شاخ سے وہ یاسر کی گرفن پر آگیا یاسر نے اس کا پھن اپنے چہرے کے قریب لا کر کہا ناگ راج تمہارے استاد رامیش چندر ضرور جہاں کہیں بھی ہوں گے میرا وعدہ ہے ان سے ضرور ملواؤں گا تم نے طلسمی مالا کو بروقت ریت سے نکال کر میرے ہاتھوں میں تھما دی یہ تمہارا احسان ہو گا راج ناگ راج بار بار اپنی دو شاخہ زبان نکال کر یاسر کے ہاتھوں پر پھیرنے لگا تو یاسر سمجھ گیا اسے دودھ چاہیے جو اس کی خوراک تھی یاسر مسکراتے ہوئے بولا اچھا ابھی آپ کے لیے دودھ کا انتظام کرتا ہوں اب یاسر نے اسے مالا کی طرح اپنے گلے سے لٹکایا اور قمیض کے اندر چھپا لیا کوئی اور شخص اگر اس طرح یاسر کو دیکھ لیتا تو حیران ہوئے بغیر کبھی نہ رہ پاتا یاسر نے اپنی پینٹ کی جیب میں کچھ روپے دیکھے تو دل کا سکون ملا چلو شکر ہے کام چل جائے گا اب سب سے پہلے مجھے بینک جانا ہو گا نجانے کوئی مجھے دیکھ کر پہچان سکے گا بھی نہیں لیکن پہلے مجھے اپنا حلیہ تبدیل کرنا ہو گا وہ اب ایک بس میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا شہر پہنچ کر اس کی آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں کیونکہ یہاں کئی بڑی بڑی مارکیٹیں بن چکی تھیں دو نئے بینک کھل چکے تھے۔

یاسر سب سے پہلے ایک حمام میں داخل ہوا سر کے بالون کی کٹنگ کروائی شیو بنوائی اور مساج کروانے کے بعد ایک نئی پینٹ شرٹ جو پہلے سے خریدی تھی اب نہا کر بالکل تیار ہو چکا تھا آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھنے لگا کلین شیو میں اب وہ پہلے جیسا صاف ستھرا دکھائی دینے لگا تھا اس نے حمام والے کو پیسے دیئے اور سیدھا ہمدرد بینک چلا گیا سب سے پہلے وہ میں جر کے پاس گیا سر میں اندر آسکتا ہوں یس کم آن ۔۔میجر ایک فائل کو ورق گردانی کر رہا تھا یاسر بولا سر ہماری طرف دیکھنا بھی آپ نے گوارہ نہیں کیا جونہی میں جر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ارے ۔۔ارے یاسر۔ت۔۔ت۔۔تم میں جر فوراً اس سے گلے ملا تو یاسر نے کہا مجھے آپ سے مل کر بالکل حیرت نہیں ہوئی بلکہ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ ابھی تک اس بینک کے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں ارے یار کمال بات کرتے ہو میں جر نے گھنٹی بجا کر اپنے ملازم کو بلایا جی صاحب ۔آپ نے بلایا ہے ارے پہچانا نہیں ۔۔ملازم یاسر کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھنے لگا یاسر میاں آج غلطی سے یہاں کیسے آگئے کیوں سر میں نہیں آسکتا ارے نہیں نہیں ایسی بات نہیں یہ بتاؤ اتنا عرصہ کہاں رہے سر اللہ نے مجھے نئی زندگی دی ہے ویسے تو یہ داستان بہت لمبی ہے جسے سن کر شاید آپ یقین نہیں کریں گے میں اب نئے کوراٹر میں شفٹ ہونا چاہتا ہوں لیکن تم پرانے کواٹر میں کیوں نہیں چلے جاتے سر وہ اب کسی کے نام ہے اچھا بھئی ٹھیک ہے چھٹی ٹائم تم میرے ساتھ چلنا اب یاسر اور میں جر کچھ دیر تھ بالی کرتے رہے پھر لنچ ٹائم یاسر نے اجازت طلب کی سر میں آپ کا انتظار کروں ہاں ٹھیک ہے چلو۔۔اب یاسر بینک کے باہر میں جر کی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو چکا تھا کیونکہ سب سے پہلا مسئلہ رہائش کا تھا جو سب سے پہلے ختم کرنا چاہتا تھا۔

❁❁❁

مہاراج۔۔کیا میں اندر آسکتا ہوں ہاں آجاؤ رامیش چندر نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اگلے ہی لمحے دروازے سے ایک خوبرو نوجوان اندر داخل ہوا اور بولا مہاراج آپ کے لیے شاہی محل سے ایک سندیسہ آیا ہے ۔کیا۔رامیش نے حیرت سے کہا تو وہ بولا جی ہاں یہ آپ خود پڑھ لیجئے اس نے ایک سفید رنگ کا فولڈ شدہ کاغذ جس پر ربڑ بینڈ لگا ہوا تھا اسے رامیش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو رامیش نے اسے جانے کا کہا اور خود کمرے کے اندر ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرسی پر بیٹھ گیا۔اور ٹیک لگا کر کاغذ کھولتے ہوئے تحریر پڑھنے لگا رامیش چندر۔تم ہمیں فوراً دہلی آ کر ملو تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے میں نے ایک ہفتہ قبل اپنے خاص دوستوں اور شاگردوں کا حساب لگایا ہے سبھی کے ستارے اپنی روش میں چل رہے ہیں صرف تمہارا ستارہ گردش میں ہے کوئی دشمن تمہیں جان سے مارنیکے لیے بالکل تیار کھڑا ہے اپنے آس پاس کے ماحول سے بالکل چوکنے اور ہوشیار رہو میں چاہتا ہوں تم اپنے کسی بھی دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہو تم ابھی اسی وقت بنگلور سے سیدھی دہلی والی ٹرین پکڑو تمہارا بڑی شدت سے منتظر ہوں تمہارا استاد ناگ دیوتا دھرم ناتھ۔۔اس ے بعد تحریر ختم ہوگئی اور رامیش چند کو بڑی تجسس میں ڈال دیا آخر میرا کون سا دشمن پیدا ہوگیا ہے ناگ دیوتا نے ضرور سچ ہی کہا ہوگا وہ میرے استاد ہیں مجھ سے زیادہ وہ علم جانتے ہیں میرے خیال سے آج رات کو سفر باندھ لینا چاہیے اتنا کہتے ہی وہ تمام خیالوں اور سوچوں کو ذہن سے جدا کرنے کے بعد کچھ کپڑے اپنی الماری سے نکالنے لگا اور ایک بڑے بیگ میں ڈالنے لگا اس کا اپنا خاص ضروری سامان جس میں بین بجانے والی بانسری منکا اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں تھیں وہ فوراً کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔

❁❁❁

رات کی گہری تاریکی چھا چکی تھی صبا اور عدیل اپنے کمرے میں باتیں کرنے میں مصروف تھے صبا اس طلسمی مالا کو بڑی حیرت سے دیکھ رہی تھی جبکہ عدیل اس کے ساتھ باتوں میں الجھا ہوا تھا پلیز صبا میں ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتا بچوں نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہوگا میں اسے حقیقت کا نام نہیں دے سکتا میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں اگلے ہی لمحے عدیل نے وہ طلسمی مالا کھڑکی سے باہر پھینک دی جو شاید پودوں یا گملوں میں جا گری تھی یہ۔۔۔یہ۔۔آپ نے کیا کیا۔۔صبا بستر سے اٹھ بیٹھی اور عدیل کی طرف دیکھنے لگی تو عدیل نے کہا وہی جو مجھے صبح ہی کر دینا چاہیے تھا تم بھی بچوں کی بات پر یقین کرنے لگی کم از کم مجھے تو اس میں کوئی سچائی نظر نہیں آتی میرے خیال سے وقت کافی ہو گیا ہے اب سو جاؤ مجھے بھی صبح ہاسپٹل جانا ہے اب عدیل نے کمرے کی لائٹ آف کر دی تھی باہر صرف گیٹ پر چوکیدار اپنی ڈیوٹی دے رہا تھا دوسری طرف وہ ناگن لڑکی کے روپ میں اپنے شیطانی کھیل کا آغاز کرنے کے لیے عدیل کے گھر کا رخ کر چکی تھی اس نے سب سے عدیل کے گھر کو اپنی نگاہوں کا مرکز بنایا ہوا تھا کیونکہ صبا ہی اس کی ماضی کی سب سے بڑی دشمن تھی وہ گیٹ کے اندر داخل ہو کر اس کے چوکیدار کو اونگھتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور زور زور سے قہقہے لگانے لگی تو چوکیدار ہڑبڑا کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ت۔ت۔۔تم کون ہو اور بند گیٹ سے اندر کیسے آئی ہو جواب دو ۔۔چوکیدار کو بڑی حیرت محسوس ہوئی تو وہ بولی میں جب چاہوں کہیں بھی جا سکتی ہوں لگتا ہے تم واردات ڈالنے کی نیت سے دیوار پھلانگ کر اندر آئی ہو میں تمہیں پولیس کے حوالے کردوں گا وہ یہ سن کر مزید قہقہے لگانے لگی تو چوکیدار بولا تم دماغی روپ سے پاگل ہو چلی جاؤ چلی جاؤ۔ورنہ۔۔تم مجھے چھو بھی نہیں سکتے اس لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا جو حقیقت میں خون آشام ناگن تھی وہ چوکیدار اس کے شیطانی زہر کی طاقت سے مکمل طور پر بے خبر تھا تبھی اس نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تو وہ خوف سے پریشان ہو گیا کیونکہ اس کا ہاتھ اس کے جسم سے گزر گیا اس نے جیسے ہی کندھے سے رائفل نکال کر لوڈ کی تو وہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی وہ آنکھیں ملتے ہوئے چاروں اطراف کا جائزہ لینے لگا تو خودی سے ہمکلام ہو کر بولا نجانے یہ سب خواب تھا یا پھر۔۔اچانک اسے سرسراہٹ کی آواز پیچھے سے سنائی دی اور اس کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا ایک سانپ عقب میں اس کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا بلب کی نیم روشنی میں وہ اس سانپ کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے پریشان ہو گیا وہ بار بار اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے اسے خوفزدہ کر رہا تھا چوکیدار نے جب اس سانپ کو کنڈلی مار کر کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو رائفل کا رخ اس جانب کر دیا اس سے پہلے وہ گولی چلاتا اچانک اس سانپ نے اڑ کر اس کی رائفل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس کے ہاتھوں

ے رائفل چھوٹ کر نیچے زمین پر آ گری وہ سر سے پاؤں تک خوفزدہ ہو کر اس سانپ سے دہشت محسوس کرنے لگا ۔ت اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی وہ اب سانپ کے چنگل میں پھنس چکا تھا اگلے ہی لمحے دو سوئیاں اسے ۔ی ٹانگ پر بڑی شدت سے چبھتی ہوئی محسوس ہوئیں آ۔۔آہ۔۔آ۔۔وہ ناگن اسے ڈسنے کے بعد گیٹ سے باہر نکل ۔ئی اگلے ہی لمحے اسے باہر کسی لڑکی کے ہنسنے کی آوازیں واضح سنائی دے رہی تھیں وہ اپنی پینٹ کے پائنچے کو اٹھا کر اپنی ۔نگ کا جائزہ لینے لگا اسے سرخ رنگ کے دو نقطے صاف دکھائی دے رہے تھے جن میں سفید رنگ کا زہر واضح نظر آ رہا تھا وہ اپنی ٹانگ پکڑ کر شدید درد اور تکلیف محسوس کر رہا تھا وہ دروازے کی طرف لڑکھڑا کر بڑی مشکل سے بڑھا ۔ند قدم کی یہ مسافت اسے کوسوں میل کے برابر محسوس ہو رہی تھی صاحب جی۔۔صاحب جی۔۔ٹھک ٹھک۔۔ٹھک ۔ک ٹھک۔۔وہ زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا اور ساتھ ہی اندر ہال کی بیل بجادی عدیل انگڑائی لیتے ہوئے گھڑی پر ٹائم دیکھ کر بولا اس وقت کون ہو سکتا ہے باہر چوکیدار کے علاوہ کون ہوگا صبا نے بھی عدیل کو کھڑا ہوتے دیکھ کر کہا اگلے ہی لمحے عدیل ہال میں داخل ہو کر دروازے کو کھول کر چوکیدار کو سنبھالتے ہوئے بولا ارے۔۔ارے کیا ہوا۔۔صاحب جی۔وہ۔۔وہ۔۔وہ کیا ہوا اس نے اپنی ٹانگ پکڑی ہوئی تھی عدیل نے اسے صوفے پر بٹھایا اور بولا کیا ہوا تمہاری ٹانگ کو۔۔اس نے اپنی آنکھوں میں خماری چھانے لگی۔

م۔مم۔مجھے۔سانپ نے۔۔سانپ نے کاٹا ہے اتنا کہتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا تو عدیل یہ سن کر حیران رہ گیا کہ گھر کے اندر سانپ کیسے آ گیا صبا۔۔صبا جلدی سے آؤ۔اگلے ہی لمحے عدیل نے اپنی گاڑی میں چوکیدار کو لٹایا اور سیدھا ہاسپٹل روانہ ہو گیا اب ایک کمرے میں چوکیدار کو دو انجکشن لگانیکے بعد زہر اس کے جسم سے نکال لیا گیا اب اس کی ٹانگ پر مرہم لگ چکا تھا جبکہ باہر عدیل اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا ہیلو۔سر کیسے ہیں آپ۔۔لیڈی ڈاکٹر نے اس کے قریب آ کر حیرت سے کہا ساتھ ہی تین اور ڈاکٹر جو عدیل کے دوست تھے کافی عرصے سے سٹی لیپ اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے یہ تینوں عدیل کے خاص دوستوں میں سے تھے ایک کا نام ڈاکٹر فرحان دوسرا ڈاکٹر جمیل اور تیسرا ڈاکٹر سراج تھا جبکہ لیڈی ڈاکٹر شبانہ عدیل سے محو گفتگو تھی سر آپ کچھ پریشان ہیں عدیل نے سر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا اور کہا نہیں شبانہ ایسی کوئی بات نہیں دراصل گھر پر میرا چوکیدار رات کو پہرہ دیتا تھا اسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہے ڈاکٹر فرحان بولا سیریس کیس ہے رات کے کسی ٹائم گھر میں سانپ کا آجانا معمولی سی بات ہے فرحان تم فکر نہ کرو ڈاکٹروں نے سے انجکشن لگا دیا ہے اور ٹانگ سے زہر بھی نکال دیا ہے ٹھیک ہے سر ہم چلتے ہیں پھر باری باری جمیل اور سراج نے عدیل سے ہاتھ ملایا سر آپ نے ہماری لیبارٹری میں ایک بار بھی چکر نہیں لگایا اس طرح کہنا مناسب ہوگا کافی ٹائم گزر گیا عدیل نے مسکراتے ہوئے کہا یار ٹھیک ہے لگا لوں گا ویسے بھی ٹائم اتنا شارٹ ہے گھر سے ہاسپٹل اور پھر اپنا کلینک اتنا کہ بس تمہیں معلوم ہے او۔کے سر ہم چلتے ہیں عدیل کے دوست اب جا چکے تھے جبکہ عدیل تنہا ہی باہر بیٹھا ہوا تھا کچھ دیر بعد ایک نرس آ کر بولی سر آپ بے شک گھر چلے جائیں صبح آپ نے ہاسپٹل آنا ہی ہے جیسے ہی مریض کو ہوش آئے گا آپ کو اطلاع کر دی جائے گی عدیل نے کچھ سوچ کر ہاں میں سر ہلایا اور وہ گھر کی جانے کی تیاری کر چکا تھا کچھ ہی دیر میں وہ گھر پہنچ گیا فجر کی اذانیں شروع ہو چکی تھیں عدیل بار بار سانپ کے متعلق ذہن میں یہ خیال پیدا کرنے لگا کہ ایسا کبھی ہوا نہیں۔۔آپ کیا سوچ رہے ہیں عدیل۔۔کچھ نہیں صبا سانپ کے بارے میں سوچ رہا ہوں آپ سو جائیں پلیز۔صبح نو بجے آپ نے ہاسپٹل بھی جانا ہے۔

اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے جب ایک لیڈی ڈاکٹر دروازہ کھول کر اس چوکیدار کو دیکھنے کے لیے اندر کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے ہاتھوں سے ٹرے چھوٹ کر نیچے فرش پر جا گری۔۔آ۔۔آ۔۔آہ اس کے حلق سے چیخیں نکل گئیں کیونکہ بیڈ پر چوکیدار کا جسم نہیں بلکہ سفید رنگ کا صحیح سالم ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا راہداری میں جاتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی دو لیڈی ڈاکٹر اور صفائی کا عملہ جو سبز لباس میں ہاسپٹل کے کمروں میں مصروف تھے چیخ کی آواز سن کر دوڑے دوڑے اس کمرے میں آئے جہاں وہ لیڈی ڈاکٹر تھر تھر کانپ رہی تھی کیا ہوا تمہیں۔کیا ہوا۔۔۔یہ یہ۔۔۔یہ دیکھ کیا۔۔کیا یہ وہی انسان تھا جسے کل ڈاکٹر عدیل یہاں لائے تھے۔م۔۔م مجھے یقین نہیں آرہا ہے او مائی گاڈ وہ بھاگی ہوئی فوراً ایک کمرے میں داخل ہوئی اور کریڈل سے ریسور اٹھا کر ڈاکٹر عدیل کے گھر کا نمبر ملایا کچھ ہی دیر بعد کال مل چکی تھی ہیلو۔ہیلو کون۔جی میں صبا بول رہی ہوں آپ کا نام۔۔

میں سٹی ہاسپٹل سے پلیز ڈاکٹر عدیل کو فون دیں صبا نے عدیل کو اٹھانے کے لیے جھنجھوڑا بات سنیں آپ کا فون ہے میں کیا کہہ رہی ہوں۔اوہو۔کون ہے۔۔عدیل نے کروٹ لیتے ہوئے کہا تو صبا بولی آپ کا فون ہے کہاں سے عدیل نے کمبل اتار کر پھینکتے ہوئے کہا تو صبا بولی جہنم سے۔اور کہاں سے عدیل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی عدیل نے ریسور کانوں سے لگایا ہیلو ڈاکٹر عدیل اسپیکنگ۔سر۔۔سر۔۔آپ جلدی سے ہاسپٹل آجایئے۔کیوں کیا ہوا وہاں سب خیریت تو ہے عدیل نے گھبراتے ہوئے کہا تو وہ بولی سر آپ جس مریض کو کل یہاں لائے تھے وہ مر چکا ہے۔واٹ۔عدیل نے خوف سے کہا جی ہاں سر آپ بھی شاید یقین نہیں کریں گے سر پلیز اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیجیے م۔۔م۔۔میں ابھی آرہا ہوں او گاڈ۔صبا باتھ روم سے باہر آکر عدیل کا چہرہ دیکھ کر بولی کیا ہوا آپ کچھ پریشان سے لگ رہے ہیں عدیل نے کہا صبا گارڈ کی ڈیتھ ہوگئی ہے۔کیا۔صبا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔یہ۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے ابھی ابھی سٹی ہاسپٹل سے لیڈی ڈاکٹر نے کال کی ہے مجھے وہاں جا کر اس کی لاش کو دیکھنا ہے مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔

اب تھوڑی دیر میں عدیل ناشتہ سے فارغ ہو کر ہاسپٹل پہنچ گیا اب عدیل وارڈ کے اندر پہنچ گیا جہاں پہلے سے چار ڈاکٹرز اس ڈھانچے کا معائنہ کر رہے تھے عدیل نے اس ڈھانچے کو دیکھا تو غصے سے بولا یہ۔۔۔یہ کیا مذاق ہے لاش کہاں ہے۔سر یہی تو لاش ہے۔واٹ۔میرا دماغ ابھی پاگل نہیں ہوا ہے یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ یہاں کون لایا ہے سر پلیز ہمارا یقین کریں یہ وہی مریض ہے جسے کل رات کو آپ۔۔۔دیکھو میرے پاس فالتو وقت نہیں کوئی بکواس نہیں سننا ہے مجھے میرے جانے کے بعد کون کون آیا تھا یہاں سر صرف آپ ہی آئے تھے ڈاکٹر شبانہ کو فون کرو مجھے اس ڈھانچے کی رپورٹ چاہیے اس کی ہڈیوں میں جو کچھ بھی ہے سب سامنے آجائے گا۔۔اور تم یہ بتاؤ کہ آخری بار اس کب دیکھا گیا عدیل نے ایک نرس کے پاس جاتے ہوئے کہا وہ خوف سے بولی سر میں جیسے ہی اندر داخل ہوئی تو بستر پر یہ ڈھانچہ اسی طرح پڑا ہوا تھا جس طرح رات کو آپ نے اسے لٹایا تھا کیا میں اسے مذاق سمجھوں یا حقیقت۔۔۔اس کا جواب آپ میں سے کوئی دے سکتا ہے عدیل کی یہ بات سن کر سبھی خاموش ہو گئے لبوں پر تالے لگ گئے پھر عدیل بولا میں سچ جاننا چاہتا ہوں اور یہ آپ میں سے کوئی ایک تو ضرور مجھے بتائے گا صرف بارہ گھنٹے۔بارہ گھنٹے۔کے اندر اندر اگر مجھے سچ نہ بتایا گیا تو آپ سب کو ہاسپٹل سے فارغ کر دیا جائے گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے یہ سن کر سبھی کے چہروں پر ہوائیاں سی اڑ گئیں۔سر۔سر پلیز۔پلیز ہماری بات سنیں۔عدیل کے پیچھے پیچھے بھی لیڈی نرسیں اور ڈاکٹرز کی لائن لگ گئی تو عدیل سیڑھیاں اترتے ہوئے رک گیا سر پلیز۔پلیز اسے مذاق مت سمجھیے پلیز سر آج تک ہم نے آپ سے کبھی اس طرح کا مذاق کیا ہے خود ہی سوچیے اتنے میں سامنے راہداری سے ڈاکٹر شبانہ ہاتھ میں کچھ فائلیں اٹھاتے ہوئے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے اسی جانب آرہی تھی سر گڈ مارننگ بیڈ مارننگ عدیل نے منہ دوسری طرف پھیر کر کہا سر آریو اوکے۔نہیں صبح صبح مجھے اچھی خبر ملنے کی توقع شاید کم ہی ہوتی ہے ڈاکٹر شبانہ اوپر روم نمبر گیارہ میں ایک سفید رنگ کا ڈھانچہ ہے مجھے اس کی مکمل رپورٹ چاہیے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ وہی مریض تھا وہی انسان تھا جسے رات کسی سانپ نے کاٹا تھا یا پھر صدیوں پرانا کوئی ڈھانچہ جسے مکمل طور پر صاف ستھرا کرنے کے بعد میرے ہاسپٹل میں لایا گیا

ہے سر یہ کیا مذاق ہے میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں میری کوشش یہی ہے میں اپنے عملے کے منہ سے سچ جاننا چاہوں گا اتنے میں ایک نرس بولی سر آپ میرا پچھلا ریکارڈ اچھی طرح جانتے ہیں۔

ہاں مجھے معلوم ہے کیا اب بھی مجھے سچائی بتانے کو تیار ہیں سبھی کے لبوں پر خاموشی طاری ہوگئی تو عدیل نے کہا ڈاکٹر شبانہ آج رات تک مجھے اس کی رپورٹ چاہیے جس میں یہ صاف ہو جائے گا یہ واقعی کسی انسان کا استخوانی ہاتھ۔کیا میں اس ڈھانچے کو ساتھ لے جا سکتی ہوں ہاں لے جاؤ اپنی لیبارٹری میں اور مجھے بے شک کل تک رپورٹ دو جمیل فرحان اور ڈاکٹر سراج کی مدد بھی لے سکتی ہو او کے سر۔۔اتنا کہہ کر ڈاکٹر شبانہ اور پروالے فلور پر چلی گئی تو عدیل نے کہا اب تمہیں موقع دے رہا ہوں مجھے بتاؤ میرے گارڈ کی لاش کہاں چھپا رکھی ہے سر آپ کو ہم پر اعتماد کرنا ہوگا آپ جانتے ہیں آج تک کبھی ہاسپٹل کے کسی عملے نے اس طرح کا مذاق آپ کے ساتھ کیا ہے نہیں کیا جو سب تھا آپ کے سامنے ہی تھا عدیل نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا تم ٹھیک کہتی ہو اب کل صبح ہونے دو مجھے مکمل رپورٹ مل جائے گی اتنے میں سبھی کی نظریں سیڑھیوں کی جانب ڈاکٹر شبانہ پر پڑ گئیں جس کے ساتھ چار ڈاکٹر بڑی احتیاط سے اس سفید رنگ کے ڈھانچے کی ہڈیوں کو اٹھائے ہوئے نیچے اتر رہے تھے عدیل!۔لا میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں بہادر کو میرے روم میں بھیجو۔اتنا کہہ کر وہ اپنے روم میں چلا گیا جی سر آپ نے مجھے بلایا ہے وہ عدیل کا ملازم تھا جو ہاسپٹل میں اس کے ساتھ ہر کام میں مدد دیتا تھا۔جی صاحب۔بہادر میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی جی حکم کیجئے صاحب۔بہادر تم جانتے ہو میرا گارڈ جو گھر کی نگرانی کرتا تھا وہ سر اس کی موت ہوگئی ہے مجھے معلوم ہے بڑا دکھ ہوا ہے ہاں بہادر دکھ والی بات تو ہے ساتھ ہی بڑی حیرانگی بھی وہ یہ کہ ایک انسان ڈھانچہ کیسے بن سکتا ہے بہادر آہستہ آہستہ ہنسنے لگا پھر بولا ارے صاحب ضرور کسی نے آپ سے مذاق کیا ہے ہاں لگتا ہے مجھے بھی ہے میں یہ سوچ رہا تھا کہ آج سے تم میرے گھر کی نگرانی کے فرائض انجام دو گے ہر کام کرنا ہوگا صاحب جی جس طرح آپ کا حکم سر آنکھوں پر آج تم چھٹی ٹائم میرے ساتھ گھر چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ اپنا سامان کلوز کر لو جی بہت بہتر۔۔اب تم جا سکتے ہو اس کے بعد بہادر دروازے سے باہر چلا گیا اور عدیل کرسی سے ٹیک لگا کر گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔

❁❁❁

ٹرین پلیٹ فارم نمبر چار پر آکے رک گئی تو زرد رنگ کی قمیض اور سفید رنگ کی شلوار پہنے ہوئے رامیش چندر باہر نکل کر مسافروں کا جائزہ لینے لگا جو شاید ٹرین میں سوار ہو رہے تھے یا پھر اتر رہے تھے رامیش چندر ریلوے اسٹیشن سے باہر آکر ایک رکشے پر بیٹھا اور اسے شاہی محل جانے کا اشارہ کیا تقریباً بیس منٹ کے مختصر سفر کے بعد وہ شاہی محل تک پہنچ چکا تھا ناگ دیوتا چھوٹے مہاراج آپ سے ملنے آئے ہیں۔ہاں۔ہاں بلال وہ بنگلور سے آئے ہیں اتنے میں رامیش چندر دروازہ پر کھڑا ہو کر اپنی چپل اتارنے کے بعد اپنے استاد گرو ناگ دیوتا دھرم ناتھ کے پیروں پر جھک گیا ناگ دیوتا کی جے ہو آپ کا سندیسہ مجھے کل ہی مل گیا تھا فوراً چلا آیا۔اچھا ہوا رامیش تم آگئے میں تمہاری زندگی بہت بڑے خطرے میں دیکھ رہا ہوں کوئی دشمن تمہاری گھات لگائے ہوئے بیٹھا ہے شاید تمہاری جان لینا چاہتا ہے ناگ دیوتا شمع چاہتا ہوں کون سا ایسا دشمن پیدا ہو گیا ہے یہ میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں یہ لاکٹ دے رہا ہوں یہ تمہیں ہر طرح کی بری آتماؤں سے راکھشش بدروحوں سے محفوظ رکھے گا اسے اپنے۔گلے میں پہن لو رامیش چندر نے وہ لاکٹ گلے میں پہن لیا پھر دھرم ناتھ نے کہا سناؤ کب پہنچے۔

ناگ دیوتا ابھی ابھی ٹرین سے آرہا ہوں سیدھا آپ کے پاس پہنچا ہوں تمہارے گھوڑے کو کافی عرصے سے نہیں دیکھا وہ بنگلور میں ہی اپنے گھر بالکل خوش ہے میرا ساتھی اس کی دیکھ بھال کرے گا رامیش میں چاہتا ہوں کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دن تم یہاں ہی رہو مجھے تمہاری پریشانی محسوس ہو رہی تھی ناگ دیوتا میں آپ کے دل میں بسا ہوا ہوں آپ کو چھوڑ کر کہیں جا سکتا ہوں بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے میرے خیال سے تم آرام کر لو سفر کی وجہ سے تھک چکے ہو گے اب رامیش چندر واپس چلا گیا تھا شاید دھرم ناتھ اسے دیکھ کر پرسکون ہو چکا تھا۔

❁❁❁

ہیلو شبانہ کیسی ہو۔۔ طاہرہ تم۔۔تم۔۔ یہاں۔ ہاں شبانہ میں ابھی سکول سے چھٹی کر کے آ رہی تھی سوچا میں تم سے مل لوں مجھے پتہ چلا تم اس لیبارٹری میں مصروف ہو اس لیے گھر کی بجائے یہاں آ گئی یہاں تم کمپیوٹر پر پورا پورا دن مصروف رہتی ہو ہمیں ملنے کے لیے جناب کو ٹائم کہاں ملتا ہے یہ۔۔ یہ آج اتنی مصروفیت کیسی ہو گئی طاہرہ تم جانتی ہو میری فیلڈ ہی ایسی ہے دراصل ایک ڈیڈ باڈی آئی تھی اسی پر کام ہو رہا تھا اچھا شبانہ میں اگلے ہفتے انڈیا جا رہی ہوں سوچا تمہیں بھی ساتھ لے چلوں جی نہیں۔۔ میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے اچھا یار مذاق کر رہی تھی لیکن یہ بتاؤ تم انڈیا خیریت سے جا رہی ہو ہاں شبانہ شاید تمہیں معلوم نہ ہو میں نے اپنے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔ اچھا واپسی کب ہو گی شبانہ نے طاہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بولی یہی چار پانچ روز بعد۔ او کے ٹھیک ہے شبانہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر شبانہ کے پاس بیٹھ کر واپس چلی گئی۔

❁❁❁

ارے کھانا کھا لو ٹھنڈا ہو رہا ہے یاسر میاں۔۔ جی آ رہا ہوں۔ بس اب یاسر ایک کٹورے میں دودھ ڈال کر ناگ راج کے سامنے رکھتے ہوئے بولا میں ابھی آ رہا ہوں وہ ناگ دودھ پینے میں مصروف ہو گیا جبکہ یاسر اپنے میں جر کے ساتھ کھانے میں لگ گیا تم بڑے چھپے رستم ہو یہ سانپ کب سے پالنے کا شوق چڑھ گیا ارے سر یہ بہت پرانی داستان ہے یوں سمجھئے اس سانپ کی وجہ سے آج زندہ ہوں اور آپ کے سامنے کھا پی رہا ہوں مجھے وہ رات کبھی نہیں بھولتی جب اس جنگل سے بھاگ کر دریا کے کنارے گیا تھا اور وہ طلسمی مالا۔۔ خیر میں اپنا ماضی بیان نہیں کر سکتا یاسر تمہاری بہن کا کچھ پتہ چلا یاسر کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا جیسے نوالے کی حسرت بن گیا اور اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی سوری سر میں نہیں جانتا وہ۔۔ وہ زندہ بھی ہے نہیں۔ اتنا کہتے ہی یاسر اٹھ کر باہر نکل گیا اور رومال سے اپنے چہرے پر رکھ دیا ارے یاسر کیا ہوا۔۔ آئی ایم سوری مجھے یہ سب پوچھنا نہیں چاہیے تھا مگر کوئی بات نہیں سر میں آج بھی وہ رات نہیں بھولا جب طوفانی بارش میں جوگی بابا نے میرا ساتھ دیا تھا اور کمرے میں وہ ناگ راج وہ سانپ جس نے میری خاطر اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے ہوئے موت سے ٹکر لی اور آج مجھے نئی زندگی دی وہ پل آج بھی میری آنکھوں کے سامنے زندہ تعبیر ہے جب میں اپنی بہن سے جدا ہوا یاسر اس رات ایسا کیا ہوا تھا جو تمہیں صبا سے علیحدہ ہونا پڑا سر کچھ اوباش لوگوں نے ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی میں اور صبا اس وقت شام نگر کی کچی بستی کے کسی بڑے بزرگ کے پاس چھوڑ آتا اور اکیلا کسی کی مدد کو جاتا تو شاید آج یہ حالات نہ ہوتے صبا کو مجھ سے جدا نہ ہونا پڑتا مگر اب گزرے وقت کو واپس لانا ناممکن ہے یاسر اتنی بات کہہ کر خاموش ہو گیا تو میں جر نے کہا یاسر تمہارا ماضی اتنا وقت گزر گیا ویسے یاسر ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ تم اتنے دن کہاں رہے آج تک مجھے پتہ نہیں چل سکا نہ ہی تم نے ذکر کیا۔ یاسر پھیکی مسکراہٹ اپنے چہرے پر لاتے ہوئے بولا کیا کریں گے پوچھ کر۔ سر اس سے بڑی حیرت والی اور کیا بات ہو گی کہ میں پورے پندرہ سال تک ریت کی گہرائی میں دفن رہا میرے نزدیک تو وہ صرف ایک رات کا مختصر وقت تھا مگر جب آنکھ کھلی تو مجھ پر یہ پہاڑ قیامت بن کر اس وقت ٹوٹا جب مجھے یہ احساس ہوا کہ میں پورے پندرہ سال بعد ہوش میں آیا ہوں میں تو یہ بھی نہیں جانتا میری بہن صبا زندہ بھی ہے یا اسے بھی اس خونی ناگن نے اپنے شیطانی زہر کا نشانہ بنا کر ختم کر دیا ہے یاسر اللہ سب بہتر کرے گا حوصلہ رکھو اگر اللہ نے تمہیں نئی زندگی دی ہے تو اس کے پیچھے ضرور کامیابی

کی کوئی کرن موجود ہے جو دکھائی تو نہیں دے رہی ہے مگر اپنا احساس ضرور جگا رہی ہے اچھا اب کام کی بات ذرا ہو جائے میں نے سوچا ہے تم کچھ دن کے لیے پاکستان چلے جاؤ۔ کیا۔۔ مگر کیوں یاسر نے حیرت سے کہا تو میں جر نے کہا دراصل میرے ایک دوست کو وہاں بینک میں ایک آدمی کی ضرورت ہے صرف کچھ دنوں کی بات ہے میں نے تمہاری کارکردگی دیکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو میں چاہتا ہوں تمہاری پریشانیاں جلد از جلد ہو سکیں تم ویسے بھی کافی عرصے سے نہیں گئے اسی بہانے وہاں تفریح بھی کر لینا اپنے ساتھ دو ورکز بھی لے جاؤ تو حرج نہیں ٹھیک ہے سر مگر جانا کب ہے یہی کوئی پانچ سات دن بعد اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا لیکن واپسی کب تک۔۔ جب تک میرا کولیگ واپس نہیں آ جاتا وہ تین چار دن بعد برطانیہ جا رہا ہے میں نے اس لیے تمہارا انتخاب کیا ہے کیا تم تیار ہو سر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے چلو آؤ اب یاسر اپنے میں جر کے ساتھ چلا گیا۔

❁❁❁

پاپا آ گئے۔۔ پاپا آ گئے ارے عکاشہ۔۔ حماد اندر کمرے میں آ جاؤ ماما۔۔ پاپا آئے ہیں اتنے میں عدیل بھی اندر کچن میں داخل ہو کر کچھ سونگھتے ہوئے بولا آج کچھ خاص پکا ہوا ہے جی ہاں آپ کی پسند کا سالن بنا ہوا ہے اچھا اب جلدی سے کھانا لگاؤ مجھے بھوک لگ رہی ہے اب کھانے کی میز پر عدیل نے بہادر کل سے اپنی ڈیوٹی شروع کر دینا بچوں کو ٹائم پر سکول پہنچانا اور لے کر آنے کا کام تمہیں سونپتا ہوں جو بہت سمجھے اب کھانے سے فراغت پا کر عدیل اور صبا اپنے کمرے میں چلے گئے جبکہ تینوں بچے اوپر اپنے کمرے میں آ گئے وہ تھوڑی دیر کتابیں کھول کر پڑھتے رہے پھر لائٹ آف کر کے سو گئے رات کے کسی پہر اچانک تینوں بچے جاگ گئے کیونکہ انکے اوپر سے کمبل کسی نے اتار کر پھینک دیا تھا ک۔۔ک۔۔کون ہے۔

بھائی۔۔ بھائی کیا ہوا لگتا ہے ہمارے کمرے میں کوئی تھا بھائی۔۔ بھائی وہ دیکھ کھڑکی میں۔ حماد نے کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اگلے ہی لمحے نوید اور عکاشہ پھٹی پھٹی نظروں سے کسی لڑکی کا وجود باہر دیکھتے ہوئے خوف محسوس کرنے لگے بھائی۔۔ بھائی یہ۔۔ یہ تو وہی سانپوں والی گیم میں جو لڑکی آئی تھی وہ ہے۔ ہاں تم نے ٹھیک پہنچانا اب ہر روز میرا یہاں آنا جانا رہے گا۔۔ت۔۔ت۔۔ تم تم بھوت ہو جو باہر کھڑکی میں کھڑی ہو کچھ ایسا ہی سمجھو۔۔ اس نے اتنا کہتے ہی اپنی زبان باہر نکالی تو تینوں خوف سے چمٹ گئے کیونکہ اس نے اپنی دو شاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے انہیں خوفزدہ کر دیا تھا اب اس لڑکی کا عکس کھڑکی سے غائب ہو گیا تینوں ہی خوف سے کھڑکی کی جانب آہستہ آہستہ آ کر نیچے صحن میں اور دائیں بائیں خوف سے دیکھنے لگے بھائی مجھے لگتا ہے اس گھر میں کوئی بھوت یا چڑیل آ گئی ہے عکاشہ تم بھی ناں ایسی چیزیں شہروں میں نہیں ہوتیں یہ ویران جگہوں پر ہوتی ہیں قبرستان میں جنگل کے اندر۔۔ بس کر حماد مجھے ڈر لگ رہا ہے نوید نے اسے جھنجھلاتے ہوئے کہا اور تینوں ہی بستر پر لیٹ گئے اس ناگن کا اگلا نشانہ عدیل کا سامنے والا مکان تھا جہاں ایک ہمسائی رہتی تھی کچھ ہی دیر بعد اس گھر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی اگلے ہی لمحے عدیل کے گھر کا دروازہ بجنے لگا۔ در جو باغ میں چارپائی بچھا کر لیٹا ہوا تھا اس نے دروازہ کھولا جی فرمائیے۔ بات سنیں پلیز ڈاکٹر عدیل صاحب کو بلا لیجئے ہماری گھر والی کو کسی سانپ نے کاٹ لیا ہے اب بہادر مجبوراً اندر ہال میں چلا گیا اور عدیل آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا ہاں بولو کیا بات ہے اتنی رات کو کیوں بلایا۔۔ ڈاکٹر صاحب میری گھر والی کو کسی سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ کیا۔ عدیل نے یہ سنا تو جیسے نیند اس کی آنکھوں سے اڑ گئی جی ہاں صاحب آ ئیے۔ آ ئیے۔۔ اب عدیل سامنے والے گھر میں موجود تھا جہاں ایک عورت بستر پر لیٹی ہوئی شدید درد اور تکلیف میں دکھائی دے رہی تھی عدیل نے اس کے بازو کا جائزہ لیا اور بولا نجانے یہ سانپ کہاں سے آ گیا ہے عدیل نے اس کے بازو پر کاٹے والی جگہ سے اوپر مضبوطی سے کپڑا باندھ دیا اور گھر سے بریف کیس اٹھا لیا پھر انجکشن لگا کر بولا فی الحال اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انجکشن سے زہر کا اثر جلد ہی ختم ہو جائے گا اتنا کہتے ہی عدیل نے ایک خاص قسم کے انجکشن سے اس جگہ تمام زہر ایک چھوٹی سی شیشی میں نکال لیا اب وہ واپس آچکا تھا اسے اپنے آنے والے پل کی بالکل خبر نہ تھی کیا کچھ ہونے والا ہے۔

اگلے دن صبح ہی صبح عدیل اور اس کے گھر والے چیخوں کی آواز سن کر خوفزدہ اور پریشان ہو گئے گھر والے چیخوں کی آواز سن کر خوفزدہ اور پریشان ہو گئے کیونکہ رونے کی آوازیں بالکل سامنے والے مکان سے آرہی تھیں عدیل دروازے کی طرف بڑھا تو ارد گرد سے بھی لوگ اکٹھا ہونا شروع ہو گئے عدیل نے سامنے اس مکان سے نکلتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا جو عدیل کے پاس آکر روتے ہوئے بولا۔م۔۔م،، میرا سب کچھ ختم ہو گیا۔۔ک۔۔ک۔۔کیا ہوا آخر کچھ تو بتاؤ پھر وہ عدیل کو لے کر اندر چلا گیا جہاں بیڈ پر ایک ڈھانچہ دیکھ کر اس کے سر سے پاؤں تک سارے مسام کھل گئے پسینے سے چہرہ تر ہو گیا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا یہ وہی عورت تھی جسے کل رات اس سانپ نے ڈسا ہے اور اس انجکشن لگا کر واپس آگیا تھا صبا شکیلہ اور تینوں بچے بھی آوازیں سن کر تھر تھر کانپنے لگے کچھ ہی دیر میں عدیل واپس گھر آکے سامنے ہی صحن میں اپنے بچوں کو دیکھ کر بولا صبا۔ بچوں کو سکول بھیجنے کی تیاری کرو شام کو میں تم سے کچھ ضروری بات کروں گا اب عدیل ناشتے سے فارغ ہو کر ہاسپٹل چلا گیا جہاں وہی ڈیڈ باڈی آچکی تھی سر شکر ہے آپ آگئے ابھی ابھی آپ کے گھر فون کیا تو پتہ چلا آپ نکل چکے ہیں سر کی. عورت کا ڈھانچہ ہو سکتا ہے مجھے تو کم از کم اس بات کا یقین نہیں ہوتا ہے لیکن مجھے شاید یقین کرنا ہوگا اگر اپنی آنکھوں سے خود جا کر تسلی نہ کر لیتا مجھے لگتا ہے جس سانپ نے میرے گارڈ کو ڈسا ہے یہ وہی سانپ ہو سکتا ہے ہمارے علاقے میں نجانے یہ کیسا زہریلا سانپ آگیا ہے مجھے تو اپنے بچوں کی فکر ہو رہی ہے کہیں انہیں بھی کسی سانپ نے۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گا تم ڈاکٹر شبانہ کو فون کرو۔ سر مجھے کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر شبانہ نے اندر کمرے میں آتے ہوئے کہا تو عدیل بولا تمہیں صبح صبح اتنی جلدی ہاسپٹل میں دیکھ کر اچھا لگا نہیں تو اتنی جلدی تم سو کر بھی نہیں اٹھتی سر چھوڑیں اس بات کو ویسے میں ایک سنسنی خیز خبر لے کر آئی ہوں ہاں بولو عدیل نے پریشانی سے کہا تو وہ بولی۔

سر جس ڈھانچے کی رپورٹ۔ میں نے کمپیوٹر سے حاصل کی ہے اس نے ہڈیوں کے اندر موجود زہر کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کیا۔۔عدیل یہ خبر سن کر چونک اٹھا۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ناممکن سی بات ہے لیکن سر آپ کو بھی تسلیم کرنا ہوگا سر یہ کسی ایسے سانپ کا زہر ہے جو کسی بھی خطرناک کو برا یا دوسری قسم کے زہریلے سانپ سے بالکل مختلف ہے میں نے مکمل طور پر اس رپورٹ کا تفصیلی جائزہ لیا ہے تبھی آپ کو اس بارے میں آگاہ کیا ہے ڈاکٹر شبانہ تم نے مجھے بہت بڑی پرابلم میں ڈال دیا ہے شبانہ شاید تمہیں علم نہ ہو آج جس عورت کو کاٹا ہے مجھے شک پڑتا ہے اسی سانپ نے عورت کو کاٹا ہے تم جا کر اس کی رپورٹ لے سکتی ہو ایک منٹ۔۔ایک منٹ شبانہ عدیل نے اسے دروازے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر کہا تو بولا مجھے یاد آیا میں نے اس سانپ کا زہر ایک چھوٹی سی شیشی میں ڈالا ہے تم میرا بریف کیس دنیا۔۔عدیل نے میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اگلے ہی لمحے ڈاکٹر شبانہ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی شیشی موجود تھی شبانہ اس زہر کو ٹیسٹ کر کے بتاؤ کیا یہ وہی زہر ہے سر چلیں کہاں میری لیبارٹری میں اگر ٹائم ہے تو عدیل کچھ سوچ کر بولا ٹھیک ہے اب وہ ڈاکٹر شبانہ کے ساتھ اس کی لیبارٹری میں چلا گیا جہاں ایک کمپیوٹر آن ہونے کے بعد ریڈی کی کمانڈ ظاہر ہو چکی تھی ڈاکٹر شبانہ نے کی بورڈ پر کچھ بٹن پریس کئے اور ساتھ ہی ایک مائیکروسکوپ مشین کے ذریعہ اس زہر کو ٹیسٹ کرنے کے بعد جو رزلٹ کمپیوٹر پر آیا اسے دیکھ کر ڈاکٹر شبانہ اور عدیل کے چہروں پر خوف کے آثار ظاہر ہو گئے سر دیکھا یہ وہی سانپ ہے جس نے آپ کے چوکیدار کو ڈسا تھا اور اس عورت کو ڈسنے کے بعد اب یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے یہ سانپ آپ کے علاقے میں ہی کہیں موجود ہے عدیل پریشانی سے سامنے والا کلاک

میں حرکت کرتی ہوئی سیکنڈوں والی سوئی دیکھ کر بولا شبانہ کیا اس کا کوئی توڑ ہے ہر سانپ کے زہر کا کوئی نہ کوئی توڑ ہوتا ہے. جی ہاں سر توڑ ہوتا ہے مگر پہلے زہر کی نوعیت تو معلوم ہو کیونکہ نہ یہ زہر سی بچھو کا ہے نہ ہی کسی ایسے سانپ کا جسے کمپیوٹر یہ ظاہر کر سکے اور اس کا علاج ہو سکے کہتے ہی شبانہ خاموش ہو گئی تو عدیل لمبا سانس خارج کرتے ہوئے بولا میرے خیال سے کسی سپیرے کو بلانا ہوگا وہ ہی سانپ کو تلاش کر سکتا ہے سر یہ گڈ آئیڈیا ہے آپ کوشش کر کے دیکھ سکتے ہیں اب عدیل لیبارٹری سے واپس اپنے ہاسپٹل آچکا تھا۔

شام کو بہادر پودوں اور گملوں کو پانی دے رہا تھا کہ اس کی نظر ایک چمکتی ہوئی شے پر پڑی اس نے اٹھاتے ہوئے بڑی حیرت کا اظہار کیا یہ وہی طلسمی مالا تھی جواب اس کے ہاتھ میں موجود تھی یہ۔۔یہ کیا چیز ہے۔اس نے اپنے ہاتھوں میں مالا پکڑتے ہوئے خیالات کا اظہار کیا اسے طلسمی مالا بے حد پسند آگئی اور اس نے اسے اپنے گلے میں پہن کر دیکھا اور قمیض کے بٹن بند کر دیئے مجھے لگتا ہے یہ کسی کے کام کی نہیں ہے صاحب نے کون سا مجھے پوچھنا ہے انہی خیالات نے اسے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا عدیل ہاسپٹل سے چھٹی کے بعد گھر آچکا تھا سامنے ہی گلی میں کرسیاں لگی ہوئی تھیں لوگ آجا رہے تھے اس عورت کا نماز جنازہ پڑھایا جا چکا تھا جس کے بعد اسے قبرستان میں دفنا دیا گیا اب رات کی تاریکی میں عدیل اور صبا کمرے میں باتوں میں مصروف تھے صبا سمجھ نہیں آتی یہ کیسا عجیب و غریب سانپ ہے جو پچھلے دو دنوں میں پورے دو خون کر چکا ہے عدیل آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ سب بہتر کرے گا صبا میں سوچ رہا ہوں اس سانپ کو یہاں سے نکالنا ہی ہوگا اس سے پہلے وہ مزید اور لوگوں کی جان کا دشمن بن جائے کسی سپیرے کو بلا کر اس سانپ کو تلاش کرنے میں ہمیں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ٹھیک ہے آپ سو جائیں صبح بہادر باہر باغ میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا جب اسے سانپ کی سرسراہٹ محسوس ہوئی اچانک آنکھ کھلنے پر اسے اپنے ارد گرد کسی کی موجودگی کا بڑی شدت سے احساس ہوا اسے ابھی بھی وہ آواز اپنے بہت قریب سے سنائی دے رہی تھی وہ کمبل اتار کر اٹھ کر بیٹھ گیا ابھی وہ کھڑا ہی ہوا تھا کہ اپنے پاؤں کو اچھالتے ہوئے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ اس کے پاؤں اس ناگن کے اوپر آگئے تھے۔آ۔۔آہ۔۔س۔۔سانپ وہ بار بار اپنی دوشاخہ زبان باہر نکال کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا اس سانپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں اس مالا کو دیکھ رہی تھیں ورنہ تو کبھی کا وہ اسے ڈس چکا ہوتا۔

شی شی۔ بہادر نے اسے بھگانے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا پھر آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے دیوار کے ساتھ ایک لکڑی اٹھا کر اسے مارنے کی غرض سے آگے بڑھا تو اس نے حیران کن منظر دیکھا وہ سانپ اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہی غائب ہو گیا وہ سر سے پاؤں تک خوف سے لرز اٹھا اپنے چاروں اطراف کا جائزہ لینے لگا اچانک ہی عقب سے اس ناگن نے اس کے بازو کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔آ۔آ۔آہ۔ بہادر زور زور سے چیخنے لگا اس ناگن نے اس کے سیدھے ہاتھ کو مضبوطی سے بل دیا ہوا تھا صاحب جی۔۔صاحب جی۔۔آ۔۔آہ بچاؤ۔ بہادر کے چیخنے کی آواز سن کر تینوں بچے جاگ گئے اور اوپر کھڑکی سے بہادر کو لڑکھڑاتے ہوئے دیکھ رہے تھے جبکہ عدیل صبا اور شکیلہ دروازے سے باہر آکر جب باغ میں پہنچے تو ایک سانپ کو بہادر کے بازو سے لپٹے ہوئے دیکھا جیسے ہی عدیل موٹا ڈنڈا لے کر اس کی طرف بڑھا تو وہ سانپ اچانک ہی غائب ہو گیا لیکن جاتے جاتے وہ بہادر کے سیدھے بازو کی ہڈی کو توڑ چکا تھا بہادر اپنا بازو پکڑ کر بیٹھ گیا بہادر۔۔بہادر۔کیا ہوا۔۔کیا ہوا اس سانپ نے تمہیں کاٹا تو نہیں۔عدیل نے فوراً اس کی قمیض کے ہاتھ کا بٹن کھول کر بازو کا جائزہ لیا اور بولا شکر ہے اس نے تمہیں نہیں ڈسا بہادر تم ابھی میرے ساتھ ہاسپٹل چلو اب بہادر ہاسپٹل میں موجود تھا جہاں اس کے بازو پر پلستر ہو چکا تھا عدیل مسلسل بہادر کے چہرے پر موت کے سائے منڈلاتے ہوئے واضح محسوس کر رہا تھا بہادر تمہیں کچھ نہیں ہوگا شکر ہے تمہاری رپورٹ بالکل ٹھیک آئی ہے شکر کرو اس سانپ نے تمہیں ڈسا نہیں تھا تمہارے بازو کی ہڈی ٹوٹنے کا مجھے افسوس ضرور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے تمہاری جان بچ گئی یہ اللہ کا شکر ہے۔ اب تم آرام کرو کل صبح ہوتے ہی میرا سب سے پہلا کام ایک سپیرے کی تلاش ہے نرس بہادر کا خاص رکھنا یوں سمجھ لو یہ ہمارے ہاسپٹل کا مریض نہیں ہے بلکہ گھر کا ایک فرد ہے تم سمجھ رہی ہو ناں۔ جی سر آپ بالکل مطمئن ہو کر جایئے اب عدیل واپس گھر آ چکا تھا۔

پاپا۔۔پاپا۔ہمیں کمرے میں ڈر لگ رہا ہے کہیں وہ بھوت پھر ہمارے کمرے میں نہ آ جائے کیا۔۔کون سا بھوت بیٹا۔صبا نے حیرانگی ظاہر کرتے ہوئے کہا تو عکاشہ بولی ماما ہمیں دو دن پہلے ایک لڑکی کا بھوت نظر آیا تھا وہ کھڑکی سے باہر کھڑی ہمیں دیکھ رہی تھی اس کی لال لال آنکھیں تھیں اور اب سانپ جب سے ہمارے گھر میں آیا ہے تب سے ہمیں ڈر لگنے لگا ہے عکاشہ بیٹی کوئی بھوت سانپ وغیرہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔نماز پڑھ کر سویا کرو رات گئے تک کمپیوٹر پر نہ بیٹھا کرو یہ سب اسی کا نتیجہ ہے او کے ماما۔۔شاباش اب جاؤ اپنے کمرے میں اب تینوں اپنے کمرے میں چلے گئے تو صبا بولی عدیل آپ نے بچوں کی بات پر غور کیا ہے یہ سچ ہے ہمارے گھر میں کوئی بھوت ہے اوہو صبا۔۔ایک تو تم بہت جلدی خود بچہ بن جاتی ہو اگر تم بچوں کی بات پر یقین کرنا شروع کر دو تو پھر تم میں اور بچوں میں کیا فرق رہ جائے گا اب تم سو جاؤ مجھے بھی نیند سخت آ رہی ہے اس سانپ نے رات کی نیندیں حرام کر دی ہیں اب عدیل کروٹ بدل کر سو چکا تھا جبکہ صبا بھی کچھ دیر تک سوچنے کے بعد گہری نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

ہیلو عدیل میاں ۔۔آج کیسے آنا ہوا یا سمیر ایک مصیبت آن پڑی ہے اس لیے تیرے آفس میں آنا پڑا تو جانتا ہے مشکل کی ہر گھڑی میں صرف تم نے ہی آج تک میرا ساتھ دیا ہے سمیر بولا ارے یار کیس بات کر رہا ہے تو میرا دوست بعد میں ہے رشتے داری پہلے ہے عدیل یہ سن کر مسکراتے ہوئے بولا سمیر کیا بات کر رہا ہے یار اچھا سن مجھے ایک سپیرے کی ضرورت ہے۔۔کیا۔۔سپیرہ۔۔آہا۔۔ہاہاہا۔۔سمیر زور زور سے قہقہہ لگانے لگا تو عدیل نے کہا کیوں ہنسی کس بات کی آ رہی ہے میں نے کوئی جوک تو نہیں سنایا ارے یار ایسی بات نہیں ہے تو ہر بات مذاق میں لے جاتا ہے اچھا یار غلطی ہو گئی ہے بتا تجھے سپیرے کی کیا ضرورت پڑ گئی کوئی سانپ وغیرہ مارنا ہے یا پھر۔۔ہاں یار ایسا ہی سمجھ لے عدیل نے پریشانی سے کہا اور سمیر گہری سوچ میں کھو گیا پھر کچھ لمحوں بعد بولا میں چھٹی کر کے سیدھا تیرے پاس آتا ہوں میری کوشش ہے تیرے ساتھ خود شہر جا کے کسی سپیرے کو ساتھ لے آئیں گے عدیل کچھ مطمئن ہو کر بولا شکر ہے یار سمیر میرے دل کو کچھ سکون مل گیا ہے تیرے علاوہ اور کون میرا ساتھ دے سکتا ہے اچھا یہ بتا چائے پیئے گا یا گرم کچھ بھی نہیں یار تھینکس۔سائرہ کیسی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جواد اور کبیر کی پڑھائی کیسی چل رہی ہے یار عدیل صرف دعا کر لیا کر اچھا اب میں چلتا ہوں نورینہ خالہ سے کہنا شام کو چکر لگاؤں گا اب عدیل سمیر کے آفس سے نکل کر واپس ہاسپٹل آ چکا تھا شام کو عدیل سمیر کے گھر بیٹھا ہوا تھا خوب ہنسی مذاق میں گپیں لگائی جا رہی تھیں بچے بہت شرارتی ہو گئے ہیں سمیر۔تو تھوڑا کم تھا اپنا بچپن کا وقت جیس کچھ یاد ہی نہیں تو بڑا سیدھا اور شریف تھا یہ سن کر نورینہ اور سائرہ زور زور سے ہنسنے لگیں اب چائے سے فارغ ہو کر عدیل سمیر کی گاڑی میں بیٹھ کر شہر چلے گئے۔

مغرب کی اذانیں ہو چکی تھی اور وہ شہر سے ایک سپیرے کو گھر لا چکے تھے۔اس نے سفید رنگ کا چوغہ پہن رکھا تھا لمبے لمبے بال جن میں تیل لگا ہوا تھا گلے میں ایک بہت ہی خطرناک قسم کا سانپ اپنی زبان نکالے ہوئے عدیل اور صبا کو خوفزدہ کر دینے کے لیے کافی تھا اس نے پورے گھر کو نظر بھر کر دیکھا اور پوچھا عدیل صاحب اس گھر میں آپ کے علاوہ کون کون رہتا ہے عدیل نے کہا جوگی بابا میں میری گھر والی تین بچے اور میری والدہ اس کے علاوہ میرا ایک ملازم ہے جس کی کل رات اس سانپ نے بازو کی ہڈی توڑ کر رکھ دی اور سب سے بڑھ کر حیرت والی بات وہ یہ کہ اس سانپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے غائب ہوتے دیکھا تھا اپنی پوری زندگی میں شاید ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ کوئی سانپ ہمارے گھر میں آ جائے سپیرے نے اس کی بات توجہ سے سنی اور بولا کیا آپ کو یہ پتہ نہیں لگتا ہے یہ سانپ اپنا انتقام لے

رہا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا وہ اپنے ساتھی کا بدلہ لینے کے لیے آیا ہے اور شاید اس کی زندگی کا سب سے بڑا مشن بھی یہی ہے اس گھر سے اپنے دشمنوں کا صفایا کرنا یہ سن کر شکیلہ صبا اور عدیل خوف کے مارے ایک دوسرے کو دھڑکتے ہوئے دل سے دیکھتے ہوئے حیرانگی سی محسوس کرنے لگے تو وہ ان کی پریشانی بھانپتے ہوئے بولا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تو ویسے ہی اندازے سے کہہ رہا ہوں اپنی زندگی کے چالیس سال سانپوں کے درمیان رہ کر گزارے ہیں کئی خطرناک سانپوں کے زہر اپنی رگوں میں انڈیل چکا ہوں خیر اب یہاں آ گیا ہوں تو اس سانپ کو ابھی اسی وقت یہاں بلا لیتے ہیں۔م۔۔م۔۔مگر وہ۔۔وہ رات کے وقت آتا ہے کوئی بات نہیں کئی سانپوں کا ویسے بھی ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے اپنے آپ کو کبھی ظاہر نہیں کرتے اتنا کہتے ہی اس نے اپنے گلے سے وہ سانپ نیچے فرش پر اتر دیا اور بیگ سے ایک لال رنگ کی لاٹھی نکال کر بولا اگر وہ سانپوں کا جوڑا نر یا مادہ ہوا تو کبھی آسانی سے سامنے نہیں آئے گا ہو سکتا ہے وہ کسی بھی روپ میں اپنے دشمن کے سامنے ظاہر ہو کر ڈس لے۔

سانپوں کا جوڑا۔ہم کچھ سمجھے نہیں عدیل نے حیرت و تجسس سے کہا تو وہ سپیرا بولا عدل صاحب انسان کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا ہے وہ سانپوں کے جوڑے کو مارنے کی کوشش کرتا ہے یا کسی ایسے سانپ کو جو نر یا پھر مادہ ہو ان میں سے کوئی ایک تو اپنے ساتھی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے ضرور آتا ہے اگر وہ ایسا ہی سانپ ہوا تو میرے لیے بھی الٹا وہ موت کا سایہ بن کر لہراتا رہے گا کیونکہ بدلہ لینے کے لیے جو کوئی اس کے دشمن کا ساتھ دے وہ اس کی جان بھی نہیں بخشتا میں کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں انکل انکل ۔۔ہم نے رات کو ایک لڑکی کا بھوت دیکھا تھا عکاشہ تم اندر کمرے میں جاؤ بچوں کا یہاں کوئی کام نہیں حماد۔۔نوید تم بھی جاؤ بچے اندر چلے گئے تو سپیرے کا ذہن بھی کسی لڑکی کی طرف مائل ہو گیا مگر اس نے نظر انداز کر دیا اب وہ لاٹھی کو اپنے لبوں سے لگا کر سریلی آواز میں بین بجانے لگا آس پاس کے گھروں کے لوگ باہر آ کر یہ میٹھی اور سریلی آواز سن کر چہ مگوئیاں کرنے لگے کچھ تو گیٹ کے باہر کھڑے ہو چکے تھے بھی بانسری کی سریلی آواز سن رہے تھے تھوڑی دیر تک بین بجانے کے بعد جب کوئی سانپ نہیں آیا تو سپیرے نے کہا اس کا مطلب میرے ذہن میں جو خیال کھٹک رہا تھا وہی ہوا۔۔

کیا مطلب ۔۔صبا نے حیرت سے کہا تو وہ بولا اس سانپ کا آپ کے گھر والوں سے بہت گہرا تعلق ہے آپ میں سے شاید کوئی اس سانپ کے بارے میں جانتا ہو معافی چاہتا ہوں میری یہ غلط فہمی بالکل نہیں ہے جو اندازہ لگایا ہے وہی سامنے آیا ہے آپ میں سے کسی نے کبھی کوئی سانپ تو غلطی سے نہیں مارا ابھی یہ سن کر حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے صبا کا ذہن ایک لمحے کے لیے ماضی میں چلا گیا مگر اس نے نظر انداز کر دیا پھر عدیل بولا جی۔۔جی۔نہیں جوگی بابا جہاں تک میرا خیال پڑتا ہے ایسا کبھی کوئی واقعہ ہمارے ساتھ پیش نہیں آیا اگر میں ثابت کر دوں یہ سچ ہے تو کیا آپ یقین کریں گے بھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے شکیلہ آگے بڑھ کر بولی جوگی بابا ہمیں تو کچھ یاد نہیں ہم سے زیادہ آپ علم والے ہیں تو ظاہری بات ہے سچ بھی جانتے ہوں گے جوگی بابا نے اس سانپ کو واپس اپنے پاس بلایا اور بولا آپ سب ایک ایک گلاس آدھے دودھ کا لے کر آئیں اور وہ جو تین بچے اندر گئے ہیں انہیں بھی جا کر کہیں وہ دودھ گلاس میں ڈال کر لے آئیں اب چھ گلاس فرش پر سامنے ہی موجود تھے جوگی بابا نے کہا اب یہ سانپ ان گلاسوں سے تھوڑا تھوڑا دودھ پی کر چھوڑ دے گا صبح ہونے تک اگر دودھ گلاس میں رہا تو سمجھ لو کوئی خطرہ نہیں وہ کوئی معمولی سانپ ہے لیکن۔۔لیکن کیا صبا نے خوف سے کہا تو سپیرا بولا لیکن اگر دودھ کا گلاس بالکل خالی ہو گیا تو جان لینا وہ سانپ تم میں سے اس فرد کی جان لے کر چھوڑے گا جس کا گلاس خالی ہوا ہو۔آپ بالکل مت گھبرائے صبح میں خود آؤں گا اور کوئی حل ضرور تجویز کروں گا اتنا کہہ کر اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور بولا آپ اپنے اپنے گلاس پر اپنا نام لکھ لیجئے گا اب وہ جوگی بابا چلا گیا جبکہ عدیل نے وہ تمام گلاس چھت پر جا کے رکھ دیئے اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا صبا کو بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے حد تجسس اور خوف اپنے دل میں محسوس ہورہا تھا نجانے صبح کیا ہوگا یہ فیصلہ انہوں نے قدرت پر چھوڑ دیا تھا اب چھت کو تالا لگ چکا تھا عدیل نیچے اپنے کمرے میں واپس آگیا۔

رات کافی گہری ہو چکی تھی جب وہ سپیرا دروازے پر دستک کی آواز سن کر جاگ اٹھا تھا اس نے چپل پہنی اور دروازے کی جانب اپنے قدم بڑھائے جیسے ہی دروازہ کھولا اپنے سفید لباس میں ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھا جس کا حسین چہرہ اسے اپنی پلکیں جھپکانے کا موقع تک نہیں دے رہا تھا جی۔۔جی فرمائیے۔۔آپ۔۔کو۔۔کون ہیں اور۔۔اور اس وقت یہاں۔م۔۔م۔میرا مطلب کس سے ملنا ہے اس کے لبوں سے آواز نہیں نکل رہی تھی وہ بولی کیا میں اندر آسکتی ہوں ہاں۔۔ہاں۔۔آجاؤ وہ اندر داخل ہوئی تو سفید رنگ کا وہ سانپ پٹاری سے باہر نکل کر رینگتے ہوئے اس کی جانب آیا اور کنڈلی مار کر اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے حملہ کرنے کے لیے بے چین نظر آرہا تھا۔وہ اپنے ساتھی کو دیکھنے کے بعد لڑکی کی طرف متوجہ ہوا اور بولا ت۔۔ت۔تم۔۔تم کون ہو مجھے۔مجھے تم انسان نہیں لگتی ہو پیچھے ہٹ جاؤ اس سپیرے نے خود اپنے قدم پیچھے اٹھاتے ہوئے کہا تو وہ بولی میں خود تھوڑا چل کر یہاں آئی ہوں تم نے مجھے آواز دی تو میں خود تمہاری سریلی آواز کی شیدائی ہوئی اور تمہارے پاس چلی آئی۔ک۔کون سی سریلی آواز۔کیسی آواز مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے سپیرے نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو وہ بولی تمہاری یادداشت شاید کچھ زیادہ ہی کمزور ہوگئی ہے یا پھر اپنی موت کو سامنے دیکھ کر یقین نہیں آرہا ہے م۔میں م۔۔میں سمجھا نہیں صاف صاف بولو کون ہو نہیں تو یہ سانپ ابھی تمہاری جان لے لے گا آہا۔۔ہاہا۔۔وہ یہ سن کر زور زور سے قہقہہ لگانے لگی پھر بولی تمہارا یہ ساتھی مجھے چھو بھی نہیں سکتا ہے میں ابھیا بھی دودھ پی کر آرہی ہوں جو میری خوراک ہے کیا تمہیں ابھی بھی سمجھنے کا وقت نہیں ملا اس سپیرے نے نفی میں سر ہلا دیا تو اس نے اس کا گریبان پکڑ لیا سن میں وہی ناگن ہوں جسے تلاش کرنے کے لیے تو میرے دشمن کے گھر گیا تھا اس سپیرے نے اپنی گردن چھڑاتے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔اچھا اب سمجھا تبھی میں کہوں یہ کوئی معمولی سانپ نہیں ہوسکتا ہے تمہارے ماتھے پر سندور یہ ظاہر کررہا تھا کہ تم ہندو ہو لیکن اب یہاں تک تو تم اپنے پیروں سے چل کے آہی گئی ہو واپسی کا خیال بھی اپنے دل میں مت لانا اتنا کہتے ہی وہ اپنی الماری کی جانب تیزی سے بڑھا لیکن اس ناگن نے موقع ہی نہیں دیا اگلے ہی لمحے اس نے سپیرے کی گردن کو اپنے ہاتھوں کے مضبوط شکنجوں میں لیا اور اپنے پاؤں پر ایک سانپ کو لپٹا ہوا دیکھ کر اسے دور پھینک دیا اس نے سپیرے کی گردن پر ڈس لیا اور سانپ کے روپ میں اس ناگ سے مقابلے پر اتر آئی اب سفید اور کالے رنگ کے سانپوں کا خطرناک مقابلہ شروع ہو چکا تھا جو کچھ لمحے جاری رہا پھر سفید رنگ والا سانپ جو اس سپیرے کا تھا وہ مر چکا تھا جبکہ وہ ناگن باہر نکل کر انسانی روپ اختیار کرنے کے بعد غائب ہوگئی کسی کو بھی یہ خبر نہ ہوئی کہ خون آشام ناگن اپنی ہولی کھیل کر کامیابی سے واپس جا چکی ہے وہ سپیرا اپنی گردن تھامے فوراً رات کے اندھیرے میں باہر نکل گیا اس کی گردن پر ایک گہرا زخم دکھائی دے رہا تھا جس سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ یہ کسی کے دانتوں کے نشان ہیں وہ انجان سڑک پر نکل گیا اچانک ایک گاڑی کی ہیڈ لائٹس اس کے چہرے پر پڑی تو وہ گاڑی روک کر اس کے پاس آیا اور جلدی سے بٹھا کر بولا بھیا۔آپ۔۔آپ کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے مجھے۔۔مجھے اس ناگن نے۔۔اتنا کہتے ہی وہ بے ہوش ہوگیا وہ شخص اسے سٹی ہاسپٹل لے گیا جہاں اس وقت ڈاکٹر شبانہ ایک اپریشن تھیٹر سے باہر آرہی تھی راہداری میں سٹریچر پر ایک مریض کو دیکھا تو بولی یہ۔۔یہ کون ہے۔میڈم اسے شدید زخم آیا ہے او مائی گاڈ۔اس کی گردن پر یہ۔۔یہ زخم کیسے آیا۔۔اسے فوراً آپریشن تھیٹر لے جاؤ اب سرخ رنگ کی لائٹ روشن ہو چکی تھی پھر ڈاکٹر شبانہ بولی کیا آپ بتا سکتے ہیں یہ آدمی کون تھا ڈاکٹر صاحبہ میں جانتا ہوں یہ جوگی بابا ہیں جو سانپوں کو قید کرتے ہیں دو تین بار میں نے انہیں دیکھا ہے ابھی آٹھ دس دن قبل ایک سانپ انہوں نے گھر نکالا تھا بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے کسی ناگن کا ذکر کیا تھا

کیا۔۔ناگن ڈاکٹر شبانہ یہ سن کر خوف سے بولی پھر اس نے دل میں سوچا کہیں اسے بھی تو اس سانپ نے۔۔او نو۔۔میں ابھی آتی ہوں اتنا کہتے ہی وہ تیز قدموں سے باہر نکل گئی جبکہ دوسرے کمرے میں اپریشن جاری تھا جو دو گھنٹے میں مکمل ہو چکا تھا۔اگلی صبح ہی ہاسپٹل میں خوف سے افراتفری پھیل چکی تھی کہ آپریشن روم میں ایک سفید رنگ کا ڈھانچہ سرخ رنگ کے کمبل میں موجود ہے جو نرس بھی اندر جاتی چیختے ہوئے باہر آجاتی یہ خبر عدیل کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ تھی وہ بھی آپریشن روم میں آکر اس ڈھانچے کو دیکھ کر کوف محسوس کرنے لگا اور بولا یہ کس بدنصیب انسان کا ڈھانچہ ہے سر یہ آپ کو ڈاکٹر شبانہ ہی بتا سکتی ہیں وہ رات کافی دیر تک ہاسپٹل میں رہیں اس لیے شاید دیر سے آئیں اتنے میں عدیل کے دوست سراج اور فرحان اور جمیل بھی آگئے سر پچھلے تین چار دنوں سے بڑی عجیب وغریب خبریں سننے کو مل رہی ہیں آخر یہ سانپ کہاں سے آگیا ہے یہ تو میں خود بھی نہیں جانتا شام کو ڈاکٹر شبانہ سے معلوم ہوگا اچھا ٹھیک ہے میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں انہیں میرے پاس بھیج دینا جب وہ آئیں گی اب عدیل اپنے کمرے میں آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا پھر کچھ دیر گہری سوچ میں رہا اور اپنا ہاتھ ریسور کی طرف بڑھایا اب اس کے ہاتھ نمبروں کی ڈائلنگ میں مصروف تھے کچھ دیر تک کال جاتی رہی پھر دوسری طرف آواز سنائی دی۔۔ہیلو۔ہیلو ہاں صبا میں بول رہا ہوں عدیل۔۔آپ ہاسپٹل میں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پہلے سوچا آپ کو نہ بتاؤں مگر آپکا فون آگیا جو سچ ہے وہ چھپانا تو نہیں جاسکتا ہے۔۔کیوں۔کیا ہوا صبا۔عدیل نے خوف سے کہا تو وہ بولی عدیل عدیل میں چھت پر گئی تھی دودھ کے تمام گلاس بالکل خالی ہیں۔کیا۔۔یہ سن کر عدیل کا دماغ مکمل طور پر گھوم کے رہ گیا۔ایسا۔۔ایسا کیسے ہوسکتا ہے ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں اچھا یہ بتاؤ جوگی بابا تو نہیں آئے میں انہی کا انتظار کررہی ہوں وہ آئیں گے تو کچھ بتائیں گے ٹھیک ہے فون رکھتا ہوں عدیل کی پریشانیوں میں جیسے مزید اضافہ ہوگیا اب اسے ایک آپریشن کے لیے تیاری کرنا پڑی وہ ایک بچے کا آپریشن کرنے کے لیے چلا گیا۔

ایکیسکوزمی سر۔گڈ ایوننگ۔عدیل جو کہ ایک کمرے سے باہر نکل رہا تھا بولا آؤ ڈاکٹر شبانہ کیسی ہو سر آئی ایم فائن۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے تم میرے کمرے میں جا کر بیٹھو میں ابھی آتا ہوں اب عدیل کچھ دیر میں فارغ ہوکر اپنے کمرے میں آگیا اور بولی۔سر میں کافی دیر سے آپ کا انتظار کررہی تھی معلوم ہوا آپ آپریشن میں مصروف ہیں ہاں شبانہ ایک بچے کی ٹانگ کا آپریشن تھا شکر ہے کامیاب رہا تھا کیا خبر لائی ہو۔سر ایسی خبر جس نے دلوں کو دہلا کر رکھ دیا ہے۔۔واٹ،۔۔کون سی خبر عدیل تجسس سے بولا۔سر آپ کو شاید معلوم نہ ہو ہمارے شہر میں ایک سپیرہ ہوتا تھا کل رات اسے کسی ناگن نے کاٹ لیا ہے۔کیا۔۔یہ سن کر عدیل کو آسمانی بجلیاں اپنے دل ودماغ میں کڑکتی ہوئی محسوس ہوئیں زمین وآسمان گھومتے ہوئے نظر آئے۔ک۔۔ک۔کون سی ناگن۔۔سر یہ میں نہیں جانتی اس نے بے ہوش ہونے سے قبل کسی ناگن کا ذکر کیا تھا اس کا مطلب۔۔اس کا مطلب وہ جوگی بابا بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا وہ میری جان بھی لے سکتا ہے تبھی وہ رات کو گھر نہیں آیا لیکن وہ دودھ کے گلاس۔۔اتنا سوچتے ہی اس کے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں دماغ نیا اس کا ساتھ چھوڑ دیا پریشانیوں کے بادلوں نیا سے اپنی لپیٹ میں لے لیا او مائی گاڈ۔۔شبانہ مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے میں کیا کروں میں جس انسان کو اپنے گھر لایا تھا اس ناگن نے اس کا بھی خون کردیا وہ بیچارہ بے گناہ تھا سر بے گناہ تو وہ عورت بھی تھی آپ کا چوکیدار بھی تھا قصوروار کون ہے اور سزا کس کو مل رہی ہے یہ ایسا سوال ہے جو شاید آپ کے اور میرے علاوہ یہاں سبھی ڈاکٹرز کے ذہن میں گردش کررہا ہے شبانہ تم ٹھیک کہتی ہو اب مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا ایسا کرو میرے لیے چائے بنا کر لاؤ میرے سر میں سخت درد ہے پچھلے چار پانچ دنوں سے نیند پوری نہیں ہورہی ہے شبانہ ایک بات سوچ کر مجھے پریشانی ہورہی ہے شبانہ بولی۔وہ کون سی بات سر۔۔آخر یہ ناگن ایسا کیوں کررہی ہے ناگن مجھے کوئی مادہ قسم لگ رہی ہے کیونکہ اس جوگی بابا نے بھی کچھ ایسا ہی کہا تھا نر اور مادہ کی اس نے واضح مثال دی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرور ہم گھر والوں سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے ہم نے کبھی نہ کبھی کسی سانپ کو ضرور مارا ہو گا جواب ہم سے انتقام لے رہا ہے اس کا مرکز بھی میرا ہی گھر ہے اس نے ابھی تک کسی اور کو اپنے زہر کا نشانہ نہیں بنایا سر آپ پریشان نہ ہوں اس کا حل میں ضرور تلاش کروں گی ایک دن ضرور آئیگا جب اس زہر کا توڑ ہم تلاش کر سکیں گے اچھا اچھا یہ بتاؤ بہادر کی طبیعت اب کیسی ہے سر وہ بالکل ٹھیک ہے کل تک اسے ڈسچارج کر دینگے لیکن ابھی ڈیڑھ دو مہینے تک وہ کوئی کام کاج نہیں کر سکتے اچھا ٹھیک ہے شبانہ تم چائے لے آؤ اب عدیل گہری سوچ میں کھو گیا جبکہ ڈاکٹر شبانہ دروازہ بند کر کے باہر جا چکی تھی۔

❀❀❀

ناگ دیوتا کی جے ہو۔۔آؤ۔۔آؤ رامیش کیسے آنا ہوا ناگ دیوتا میں آج شام کی ٹرین سے بنگلور واپس جانا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو ہاں ٹھیک ہے چلے جاؤ اگر بھی میری ضرورت پیش آئی تو مجھے سندیسہ لکھ دینا۔جی بہت شکریہ آپ کا مجھے اجازت دیں ٹھیک ہے رامیش جاؤ اپنا خیال رکھنا اس طلسمی لاکٹ کو کبھی مت اتارنا میں چلتا ہوں اب رامیش چندر اپنا سامان اٹھا کر ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو چکا تھا دوسری عدیل کا بھائی برطانیہ سے پڑھائی مکمل کر کے واپس آنے کی تیاری کر چکا تھا اور انڈیا میں دو دن پہلے قیام کرنے کے بعد اب پاکستان واپس آ رہا تھا اس نے اپنے بھائی کو ٹیلی فون کرنے کا سوچا وہ پی سی او پر جا کے اپنے گھر کا نمبر دکاندار کو بتانے لگا اب دوسری طرف کال جا رہی تھی ہیلو۔دوسری طرف سے کسی بچے کی آواز سنائی ہیلو۔حماد بول رہے ہو نہیں میں نوید بول رہا ہوں ہیلو آپ کون۔۔ارے تیرا چاچو بول رہا ہوں اور کون۔کیا چاچو۔آپ ماما۔۔ماما چاچو کا فون ہے نوید بھاگتے ہوئے کچن کی طرف دوڑا جہاں صبا چاہے بنانے میں مصروف تھی اس نے فون اٹھایا اور بولی ہیلو۔۔ہیلو بھابھی جان میں وکی بول رہا ہوں بھیا کیسے ہو۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں اچھا میں ابھی بنگلور جا رہا ہوں وہاں سے بائی ایئر سیدھا پاکستان آنے کا ارادہ ہے عدیل بھیا اور ممی جان کیسی ہیں سبھی تمہارا بڑی شدت سے انتظا ر کر رہے ہیں اچھا بھیا کب تک پاکستان پہنچو گے میں نے ایک دوست سے ملنے کے لئے جانا ہے پھر میری پاکستان آنے کی تیاری ہے اچھا میں بعد میں فون کروں گا عدیل بھیا کو میرا اسلام کہنا اس کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔۔

وہ اب بنگلور جانے والی ٹرین میں بیٹھنے کی تیاری میں تھا جو کہ پلیٹ فارم پر کھڑی تھی وہ اپنے سامان کے ساتھ کھڑا تھا ٹکٹ اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے ٹرین میں سوار ہو چکا تھا اس نے اپنا سامان اوپر والی برتھ پر رکھا اور اپنی سیٹ پر آ کے بیٹھ گیا اس کے بالکل سامنے رامیش چندر یعنی جوگی بابا ایک کتاب کھول کر مطالعے میں مصروف تھا جیسے ہی اس کی نظر وکی پر پڑی تو بڑی حیرت سے اس کو دیکھنے لگا ساتھ ہی اپنی کتاب بند کرتے ہوئے گہر سوچ میں کھو گیا اگلے لمحے انجن نے وسل دی تو پلیٹ فارم پر ٹرین کے مسافر جو چہل قدمی یا سامان رکھنے میں مصروف تھے فوراً ٹرین میں سوار ہو گئے اب ٹرین رفتہ رفتہ پلیٹ فارم چھوڑنے لگی اور منزل کی جانب رواں دواں ہو گئی رامیش چندر کافی دیر تک وقاص کو گہری نظروں سے دیکھتا رہا اتنے میں چائے وا۔۔لے کی آواز سن کر وکی اس کی جانب متوجہ ہوا بات سنیں۔ایک کپ چائے پلیز۔۔بھائی جان آپ چائے پئیں گے نہیں شکریہ ویسے آپ جا کہاں رہے ہیں جدھر تم جا رہے ہو،کیا وکی تجسس وحیرت سے بولا تو رامیش چندر نے کہا اگر میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا رہی ہیں تو شاید پہلے بھی تم کو دیکھا ہے۔نہیں نہیں۔آپ کو ضرور نظر کا دھوکہ ہوا ہے ابھی دو چار دن پہلے میں برطانیہ سے انڈیا آیا ہوں اور اب اپنے دوست نبیل سے ملنے بنگلور جا رہا ہوں۔کیا تم پاکستان نہیں رہتے۔جی۔۔جی ہاں میں برطانیہ گیا ہوا تھا وہاں پانچ سال الیکٹرک انجیئرنگ کی پڑھائی میں گزارے اور اب پاکستان جا کر کسی الیکٹرک کمپنی میں جاب کے لیے کوشش کرونگا۔۔بہت خوب۔بڑی ہمت والے محنتی انسان لگتے ہو۔کیا تمہارا کوئی جڑواں بھائی ہے۔واٹ۔۔وکی حیرت

سے بولا تو رامیش نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ تمہاری ہی شکل کا ایک ایسا نوجوان بہت پہلے ماضی میں شاید کبھی۔۔اتنا کہہ کر رامیش خاموش ہو گیا تو وکی بولا انسان کو ہمیشہ نظر کا دھوکہ ہو جاتا ہے غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے سچ تو یہ ہے میرا ایک بڑا بھائی اور اس سے چھوٹی ایک بہن ہے جو شادی شدہ ہے اور میں اب ماموں بھی بن چکا ہوں اتنا کہہ کر وکی دھیرے سے مسکرا کر خاموش ہو گیا پھر رامیش چندر بولا تم کبھی شام نگر گئے ہو۔۔کیا۔شام نگر یہ کہاں ہے تم شاید نہیں جانتے ہو سکتا ہے۔مجھے ہی پہچاننے میں غلطی ہو رہی ہو اچھا بھائی جان آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں گے میرا نام رامیش چندر ہے مجھے لوگ جوگی بابا بھی کہتے ہیں میرا پیشہ سپیرے سے منسلک ہے یہ سپیرا کیا ہوتا ہے وکی نے شاید پہلی بار یہ لفظ سنا تھا تبھی اسے حیرانگی کا احساس ہوا سپیرا وہ ہوتا ہے جو سانپوں سے کھیلنے والا ہو موت سے مقابلہ کرنے والا دشمن ہے سامنا کرنے والا انسان سپیرا ایسے ہی نہیں بن جاتا اسے بہت کٹھن مراحل سے گزر کر یہ مقام حاصل کرنا پڑتا ہے مجھے آج بھی وہ وقت یاد ہے جب تیرہ سال پہلے اپنے ناگ راج کو کھویا تھا وہ ایک ہی محسن اور خاص دوستوں میں سے تھا لیکن آج میرے پاس کچھ نہیں ہے حالات نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا ہے بھائی صاحب آپ کا یہ لال سرخ چہرہ دیکھ کر مجھے بہت عجیب سا خوف محسوس ہوتا ہے بیٹا یہ شیطانوں سے مقابلہ کرنے کا نتیجہ ہے اپنی زندگی سانپوں کے درمیان رہ کر گزاری ہے اچھا یہ بتائیں اگر کبھی سانپ کا سامنا آپ کو کرنا پڑے تو کیا کریں گے میرے پاس اس کا حل ہے لوگ مجھے ویسے ہی جوگی بابا یا مہاراج نہیں کہتے میں نے اپنا ایک مقام بنایا ہوا ہے بہت بڑا علم حاصل کیا ہے تمہیں سانپوں سے دلچسپی ہے وکی یہ بات سن کر ہنسنے لگا۔ارے رہنے دیں جوگی بابا یہ کام آپ ہی کریں جس کام اسی کو ساجھے بہت خوب تمہیں باتیں بھی کرنی آ گئی ہیں جوگی بابا آپ کی باتیں سن کر مجھے ایسے لگتا ہے جیسے کبھی آپ کا اور میرا سامنا زندگی میں کسی موڑ پر ضرور رہا ہے ٹھیک کہتے ہو جب تیرا سال پہلے اپنے دوست ناگ رج کی مجھے یاد آتی ہے تو تمہارا چہرہ کیسے بھول سکتا ہوں اگر میں کہوں تم بچپن میں انڈیا آئے تھے تو کیا میری بات کا یقین کرو گے وکی ہنستے ہوئے بولا کیس عجیب بات کہہ دی آپ نے۔بچپن اور جوانی کے درمیان کافی وقت ہوتا ہے ہاں مجھے معلوم ہے تبھی تم مجھے بھول چکے ہو ویسے میں کبھی پاکستان آیا تو تمہاری فیملی سے ضرور ملوں گا اس کے بعد باتوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور بات چیت ختم ہو گئی ٹرین منزل کی جانب رواں ہو گئی تھی۔

❀❀❀

رات کی گہری تاریکی میں ایک بار پھر ناگن نے اپنا شیطانی قدم اٹھایا اس بار اس کا رخ عدیل کا گھر نہیں تھا بلکہ سمیر کا وہ اعلیٰ شان مکان تھا جو اس نے آج اپنی نگاہوں کا مرکز بنا رکھا تھا اس نے لڑکی سے ایک سانپ کا روپ بدلا اور دیواروں پر پائپ کے ذریعہ چڑھتے ہوئے اندر داخل ہو گئی اس کا رخ سمیر کی ماں کے کمرے کی طرف تھا نورینہ گہری نیند سو رہی تھی اسے کیا معلوم موت اس کی جانب لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے کچھ ہی دیر میں اس نے اس کی چادر کو اتار کے بستر سے نیچے پھینک دیا نورینہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے دائیں بائیں جائزہ لیا اور نیند سے بیدار ہو کر حیران رہ گئی اگلے ہی لمحے اسے اپنے اوپر کوئی سایہ محسوس ہوا جیسے وہ جھکا ہوا ہے نیم تاریک روشنی میں اسے کوئی لہراتا ہوا عکس کمرے کے اندر محسوس ہونے لا وہ آنکھیں پوری طرح کھولنے کے بعد خوف سے ہلکان ہو گئی کیونکہ ایک سانپ اس کے اوپر کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا اچانک اسے کسی لڑکی کی شکل کا سانپ کے روپ میں ظاہر ہوتی ہوئی نظر آئی تو حلق مکمل طور پر خشک ہو گیا آواز نکلنے کی سکت بالکل نہیں رہی اس لڑکی نے پہلے دھیرے سے قہقہہ لگایا اور بولی بہت عرصہ پہلے تیری قسمت اچھی تھی جو اس تالاب کے پانی نے تیری ٹانگیں ناکارہ بنا دی تھیں تیرا جسم صحیح سلامت بچ گیا تھا لیکن۔۔لیکن۔۔آج میں تجھے ہمیشہ کے لیے لمبی نیند سلا دینا چاہتی ہوں نورینہ کا چہرہ خوف سے تھر تھرانے لگا اگلے ہی لمحے اس نے نورینہ کی گردن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ بستر سے نیچے آ گری سانپ نے اپنے مضبوط شکنجے میں اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گرفتار کیا ہوا تھا نورینہ کی آنکھیں ابل کر باہر آنے لگیں وہ ناگن اسے ذرا مختلف انداز میں ختم کرنا چاہتی تھی اور آج موت کا فرشتہ بن کر اس پر حاوی ہو چکی تھی نورینہ نے اس سانپ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا تھا مگر وہ اس کے مضبوط شکنجوں سے آزاد نہ ہو سکی اگلے ہی لمحے کڑک کی آواز سنائی دی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور نورینہ کی بے نور آنکھیں کھلی ہوئی موت کی نوید سنا رہی تھیں نورینہ کے بے جان جسم بستر کے پاس صوفے کے ساتھ زمیں پر پڑا ہوا تھا وہ ناگن کمرے سے باہر نکل کر آ گئی اور انسانی روپ میں ایک نگاہ سمیر کے مکان پر ڈالی اور وہاں سے غائب ہو گئی اس کا رخ اب یاسر کی طرف تھا جو ایک فلیٹ میں رہائش پذیر تھا وہ ایک لحہ میں وہاں جا سکتی تھی کیونکہ شیطانی طاقتیں اس کا ساتھ دے رہی تھیں۔

❀❀❀

یاسر گہر نیند سویا ہوا تھا جبکہ ناگ راج اس کی حفاظت کے لیے ساتھ ہی رہتا تھا جیسے ہی وہ ناگن یاسر کے کمرے کی کی طرف بڑھی ناگ راج اپنا پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا اس نے کمرے میں دروازے کے نیچے خلاء سے رینگتی ہوئی خونی ناگن کو تاریک لمحے کے اندر اندر پہچان لیا تھا تبھی وہاں سے اچھل کر اس پر حملہ آور ہو گیا میز پر پڑا ہوا گلاس جو سٹیل کا تھا وہ فرش پر آ گرا اور یاسر کی آنکھ کھل گئی اس نے سرسراہٹ کی آواز سنی تو ٹیبل لیمپ کی مدھم روشنی میں اس نے آس پاس کا جائزہ لیا پھر فرش پر دو لہراتے عکس یہ ظاہر کرنے لگے کہ وہ۔ اپنوں کا مقابلہ عروج پر تھا یاسر پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ راج کو کسی سانپ سے مقابلہ کرتے ہوئے حیرت کا اظہار کرنے لگا وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے یاسر بھی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا مگر باہر اسے کہیں بھی ناگ راج نظر نہیں آ رہا تھا وہ آہستہ آہستہ راہداری میں چلتے ہوئے سیڑھیوں تک آیا لیکن ناگ راج اسے کہیں دکھائی نہ دیا وہ دھڑکتے دل سے یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا آخر وہ کون سانپ تھا جس سے مقابلہ کرنے کے لیے وہ اپنی جان داؤ پر لگا چکا تھا یاسر آہستگی سے ناگ راج کو آوازیں دینے لگا مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دیا اب وہ کمرے میں آ کر خالی چھت کو دیکھنے میں مصروف تھا دل میں ناگ راج کا خیال اور پریشانی اس کی بے چینی میں اضافہ کر چکی تھی اسے نیند کے مرغولوں نے اپنی لپیٹ میں لے ہی لیا اور اب اسے اپنی کوئی ہوش نہ رہی تھی باہر کا دروازہ ویسے ہی کھول رکھا تھا جسے بند کرنے کی اسے زحمت تک نہ ہوئی

❀❀❀

سمیر آفس جانے کے لیے تیار ہو چکا تھا اس نے سائرہ کو آواز دی کہ وہ بچوں کو سکول جانے کے لیے تیار کرے سائرہ۔۔ ممی جان کو اٹھاؤ ناشتہ کر لیں سائرہ اچھا جی کہہ کر اوپر چلی گئی نورینہ خالہ۔ نورینہ خالہ دروازہ کھولتے ہی صوفے کے پاس نورینہ خالہ کو اس حال میں دیکھتے ہی سائرہ خوف سے بے حال ہو گئی خالہ جان سمیرا خالہ جان۔۔ خالہ جان نورینہ خالہ ادھر دیکھیں کچھ بولیں ناں۔۔ کیا ہوا۔ سمیر۔۔ سمیر جلدی سے آئیں نورنیہ خالہ کو دیکھیں کیا ہوا سمیر اپنی شرٹ کو ٹائی لگانے میں مصروف تھا فوراً سائرہ کی آواز سن کر اوپر کمرے میں آیا۔۔ سمیر سمیر دیکھیں ناں۔۔ نورینہ خالہ کو کیا ہوا ہے امی جان۔۔ امی جان ادھر دیکھیے سمیر نے دو تین بار امی جان کہہ کر ہلایا جلایا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ سمیر خالہ جان کو کیا ہوا ہے وہ خوف سے بولا میں خود نہیں جانتا ڈاکٹر کو۔۔ ڈاکٹر کو فون کرو اگلے ہی لمحے ساتھ والی گلی سے ایک ڈاکٹر کو بلایا گیا جو ابھی کلینک نہیں گیا تھا اس نے نورینہ کو دیکھتے ہی خوف کا اظہار کیا اور دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا سوری ان کی تو موت واقع ہو چکی ہے۔۔ کیا۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔ آ۔۔ آہ۔۔ یہ نہیں ہو سکتا سمیر اور سائرہ چیختے ہوئے بولے تو دونوں بچے بھی اوپر آ گئے ماما کیا ہوا سمیر کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب آ گیا سائرہ زور زور سے چیخنے لگی تو ڈاکٹر نے اسے حوصلہ دیا بیٹی اپنے آپ کو سنبھالو وہ انہیں مرے ہوئے کتنی دیر ہو چکی ہے گردن پر کسی رسی کے نشان نظر آ رہے ہیں بہر حال معافی چاہتا ہوں اتنا کہہ کر وہ چلا گیا تو سائرہ دھڑکتے دل سے

ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ خود کو سنبھالتے ہوئے نیچے اپنے کمرے مین آ کر ریسور اٹھاتے ہوئے اپنے بھائی عدیل کا نمبر ملانے لگی دو تین بار نمبر ملانے کی کوشش کرنے کے بعد فون بند کر دیتی وہ خود میں ہمت نہیں کر پا رہی تھی پھر خود کو سنبھالتے ہوئے دل تھام کر کانپتی ہوئی انگلیوں سے نمبر ڈائل کیا۔ چلو بچو۔ آملیٹ تیار ہو گیا ہے ناشتہ کی میز پر آ جاؤ ماما ہم بیگ اٹھا کر لے آئیں تینوں بچے اوپر کمرے سے بیگ اٹھا کر لے لائے انہوں نے سکول کے یونیفارم پہن رکھے تھے عدیل کو ٹیلی فون کی گھنٹی سنائی دی واس نے فون اٹھا کر ہیلو کہا۔ ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ بھیا۔ سائرہ۔۔ سائرہ کیا ہوا تمہیں تم رو رہی ہو۔۔ بھیا۔ وہ۔۔ وہ خالہ جان۔ کیا ہوا خالہ جان کو عدیل کرسی سے کھڑا ہو کر بولا تو سائرہ کی روتے ہوئے آواز سنائی دی۔۔ عدیل بھائی نورینہ خالہ۔ نورینہ خالہ۔ کی موت ہو گئی ہے وہ اس دنیا مین نہیں رہی ہیں۔۔ کیا۔۔ یہ خبر سن کر عدیل کے ہاتھوں سے ریسور چھوٹ کر نیچے لٹکنے لگا آسمانی بجلیاں اسے دل و دماغ مین کڑکتی ہوئی محسوس ہوئی اسے اپنے چاروں اطراف زمین گھومتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ جاری ہے مزید کیا کچھ ہوتا ہے یہ جاننے کے لیے آئندہ شمارہ ضرور پڑھیے۔

❀❀❀

ایک ستارہ جو ہمیشہ چمکتا رہے گا

وہ ایک عظیم انسان اور ہم سب کے دکھ درد بانٹنے والے ایڈیٹر تھے

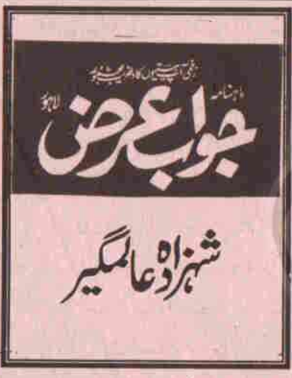

محترم قارئین کرام۔ دکھوں میں گھرے ہوئے۔ غموں میں ڈوبے ہوئے اور صدموں سے چور ایک افسوس ناک اطلاع دی جا رہی ہے کہ جواب عرض کے ایڈیٹر جناب شہزادہ عالمگیر صاحب اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ ان کے بارے میں جتنا بھی کچھ لکھا جائے یقیناً کم ہے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ وہ ایک ستارہ تھا جو ہمارے دلوں میں ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ کبھی دل کی دھڑکن بن کر۔ کبھی آنکھوں کا آنسو بن کر۔ اور کبھی لبوں کی دعا بن کر۔ ادارہ جواب عرض ان کے سوگ اور صدمہ میں ابھی تک ڈوبا ہوا ہے اور آپ قارئین کرام سے التماس کرتا ہے کہ جناب شہزادہ عالمگیر صاحب کی مغفرت و بخشش کے لیے خصوصی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خونی پہاڑ

--- تحریر: انعام علی ۔ جنڈ ---

میں اوپر سے دو بڑے بڑے ہاتھ دیکھے میں نے ڈر کر سائیڈ پر چھلانگ لگادی بیل اس کے ہاتھوں میں چڑیا کی طرح لگ گیا میں نے دیکھا کہ میرے سامنے بیس فٹ لمبا اور تقریباً چھ فٹ چوڑا کھڑا تھا اسے دیکھ کر خوف سے میں کانپنے لگا اور میرے پسینے چھوٹ رہے تھے لیکن میں نے ہمت کر کے ایک پتھر اٹھایا اور اس کی ٹانگ پر دے مارا وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوا اور بولا واہ بھئی واہ شہزادے تم تو بڑے بہادر ہو مجھے دیکھ کر تمہیں کچھ نہیں ہوا اب تک جو بھی یہاں آیا ہے وہ مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہ سب میری قید میں ہے میں نے ان کو جھونپڑی میں بند کیا ہوا ہے اور روز میں ان کو بھی کھاتا ہوں میں نے ڈر سے اس سے پوچھا کہ تم کون سی مخلوق ہو اور ایسے کیوں کر رہے ہو تو وہ بولا میں بھی تیرے جیسا انسان ہی ہوں اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون کے لیے آیا تھا ہم جنگل میں گھوم پھر رہے تھے کہ ایک پودے کے پھول مجھے بہت پسند آئے میں نے ایک پھول کو توڑ کر اس پھول کی ایک پتی کو توڑ کر میں نے اپنے منہ میں ڈال لیا تو میری ایسی حالت ہوگئی اس کی یہ بات سن کر میں حیران سا رہ گیا وہ بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا آپ خود ہی اندازہ کریں کہ میں اس کے مقابلے میں ہاتھ کے انگوٹھے جیسا لگ رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ میں کیسے یقین کرلوں کہ تم انسان ہی ہو تو اس نے قسم لے کر کہ انسان ہی ہوں اس نے کہا میری یکدم بگڑی حالت دیکھ کر میری بیوی بھی ڈر اور خوف سے مرگئی اگر میں پورے گاؤں والوں کے سامنے جاؤں تو ہو سکتا ہے کہ کئی لوگ مجھے دیکھ کر ہی مر جائیں میں اس کی باتیں بھی سن رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا وہ بولا میں دوبارہ اسی حالت میں آسکتا ہوں اگر تم مجھے وہی پھول کر دو تو۔۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

شام نگر کے لوگ سکون سے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے گھروں پر پتھروں کی بارش شروع ہوگئی سب لوگ خوف کے مارے گھروں سے نکل کر بھاگنے لگے سب لوگ ڈرے ہوئے تے کہ ایک بھیانک آواز سنائی دی اے لوگو میں کئی روز سے بھوکا ہوں اگر صبح تک مجھے مویشی دے دو تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہارا سارا گاؤں تباہ کردوں گا آواز سن کر گاؤں کے چوہدری نے لوگوں نے سب گاؤں والوں کو جمع کیا اور مشورہ کیا کہ ہم سب گاؤں والے مل کر روز قرعہ نکالیں گے وہ اپنے مویشی پہاڑ کے نیچے لے کر جائے گا اور اس کی بھوک مٹائے گا سب لوگوں نے حامی بھر لی کہ ٹھیک ہے پہلے دن چوہدری نے خود اپنے دو بیل پہاڑ کے نیچے لے جا کر رسی سے باندھ دیئے اور پھر رسی خود بخود اوپر کی طرف اٹھنا شروع ہوگئی لوگ حیران و پریشان دیکھ رہے تھے کہ یہ کون سی آفت ہے ہم پر جو نازل ہوگئی ہے اور ہم کس گناہ میں پکڑے گئے ہیں سب لوگ اپنے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے اگلے دن پھر پتھر برسنا شروع ہو گئے اور آواز سنائی دی،

لوگوں صبح سات بجے تک اپنے مویشی میرے حوالے کر دیا کرو ورنہ تم میں سے کسی ایک بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا اور تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔ ایک شام میرے دو دوست ہمارے گاؤں کی خوبصورتی دیکھنے آئے انہوں نے مجھے کہا۔ اختر اپنا گاؤں دکھاؤ میں نے انہیں سارے گاؤں کی سیر کروائی اور وہ رات میرے گھر میں

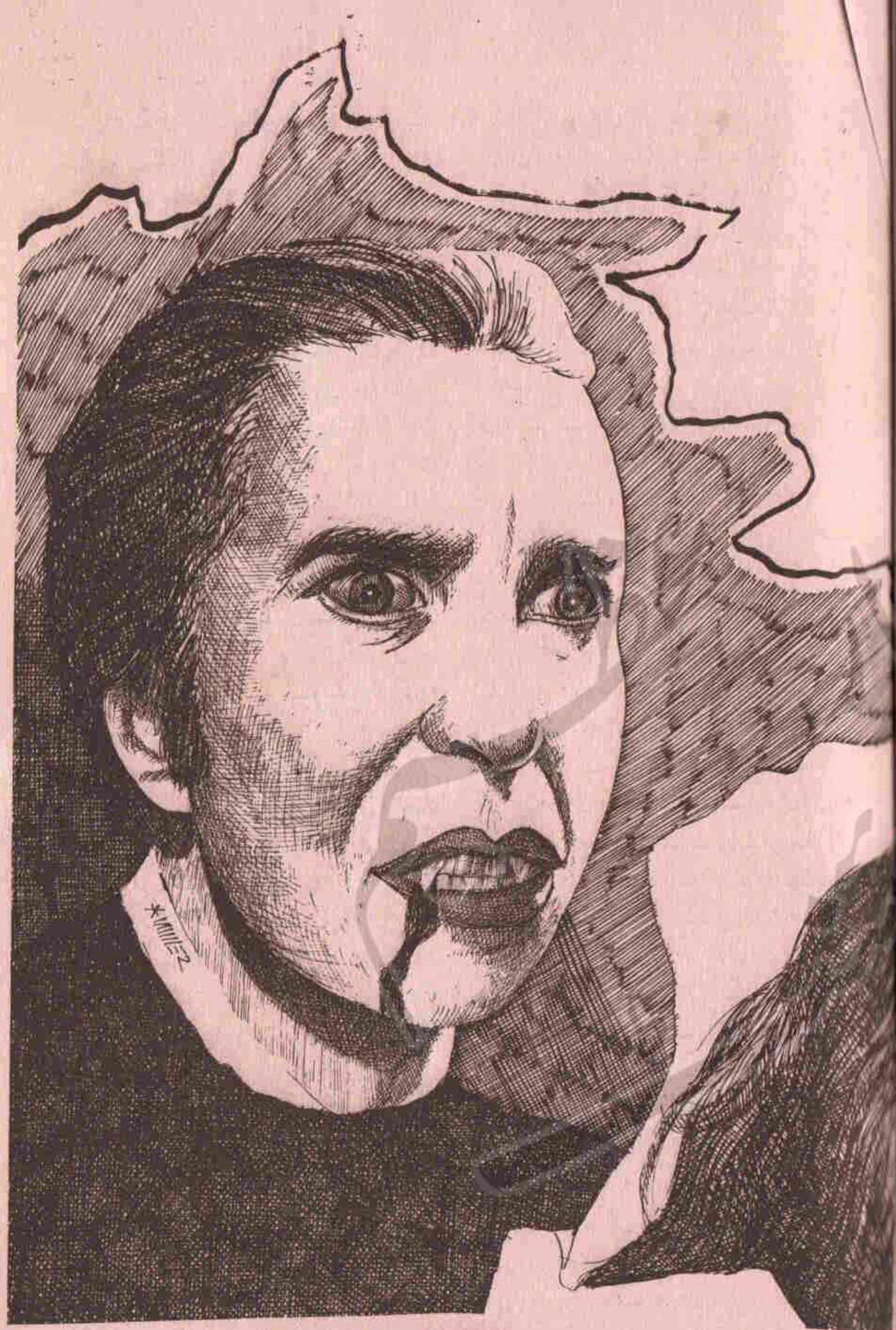

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہے صبح ہوتے ہی وہ مجھے پہاڑ پر جانے کا کہہ رہے تھے کہ چلو پہاڑ پر چلتے ہیں۔

میں نے صاف انکار کردیا اور ان کو بہت سمجھایا کہ پہاڑ پر مت جانا لیکن وہ نہیں مانے وہ مجھ سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ اختر تم تو بہت ڈرپوک ہو لیکن ہم نہیں ہم وہاں جا کے یہ راز بھی فاش کرینگے اور تمہارے گاؤں کو اس مصیبت سے نجات بھی دلائیں گے وہ خونی پہاڑ کی طرف جانے لگے میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ پہاڑ پر چڑھنے لگے میں ان کو دعائیں دینے لگا کہ وہ خیریت سے واپس آجائیں اللہ تعالیٰ ان کو زندہ سلامت واپس لے آئے۔ اسی طرح پورا دن میرا ڈر ڈر کر گزرا کہ وہ واپس آئیں گے یا نہیں کہیں وہ بھی اس بلا کی نظر نہ ہو جائیں۔ شام کے سائے ڈھلنے لگے لیکن میرے دوست ساجد اور نواز نہیں آئے میں نے جا کر چوہدری سے کہا کہ میرے دوست آئے ہوئے ہیں گاؤں کی سیر کرنے کے لیے لیکن میرے منع کرنے کے باوجود بھی وہ نہیں مانے اور خونی پہاڑ پر اس کا راز تلاش کرنے چلے گئے اور اب رات ہوگئی ہے لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں چوہدری نے میرے ساتھ پانچ چھ نوجوانوں کو تیار کیا اور بولے بیٹا جاؤ اور خونی پہاڑ پر ادھر ادھر اس کے دوستوں کو تلاش کرو وہ جانے کے لیے فوری تیار ہوگئے میرے دل کو کچھ حوصلہ ہوا وہ کہہ کر گئے تھے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب واپس لوٹیں گے لیکن نجانے کیوں مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے دوست زندہ نہیں ہیں میری حالت دیکھ کر چوہدری صاحب نے کہا۔ بیٹا اللہ ٹھیک کرے گا مایوسی گناہ ہے تم پریشان نہ وہ ضرور زندہ واپس لوٹیں گے ان کا حوصلہ پا کر مجھے کچھ سکون ہوا اور میں گھر آگیا۔

اچانک پتھروں کی بارش ہونے لگی اور تھوڑی دیر تک جاری رہی پھر آواز آئی اے لوگو۔ تم مجھے ختم کرنے کے لیے اپنے آدمی کیوں بھیج رہے ہو تم ان کی جوانیوں سے کیوں کھیل رہے ہو تم صرف میرے لیے اپنے مویشی رسی سے باندھ دیا کرو پھر میں جانوں اور میرا کام

پھر آواز آنا بند ہوگئی میں نے اپنے دوستوں عمران ۔ریحان اور وقاص سے کہا کہ اب بہت ہوگیا اگر تم میرا ساتھ دیتے ہو تو ٹھیک ہے نہیں تو میں خود جا کر آج اور ابھی خونی پہاڑ کا کھیل ختم کر کے آتا ہوں میرے دوستوں نے میرا ساتھ دینے کا فیصلہ کرلیا اور ہم نے ضروری سامان اکٹھا کر کے صبح صبح جانے کا فیصلہ کرلیا رات جو باقی تھی سب دوستوں نے ہمارے گھر گزارنے کا فیصلہ کرلیا ہم پوری رات خونی پہاڑ کے بارے میں سوچتے رہے مجھے وہ دن یاد آنے لگے جب ہم اسی پہاڑ پر جا کر شہد ڈھونڈتے بکریاں وغیرہ چراتے ہوئے بہت مزے کرتے وہ سارے رنگین نظارے میرے ذہن میں گھوم رہے تھے کہ صبح کی آذان مولوی صاحب نے دی ہم نے اٹھ کر صبح وضو کیا اور مسجد کی طرف چلے گئے نماز پڑھ کر مولوی صاحب سے تھوڑی دیر باتیں کیں اور اپنے مقصد کی کامیابی کے لیے دعائیں کیں نو بجے ہمیں اپنے مشن پر جانا تھا اور آٹھ بجے وقاص نے کہا کہ یار اختر کیوں نہ ہم چوہدری صاحب کو بھی بتادیں کہ ہم خونی پہاڑ پر جارہے ہیں میں نے کہا کہ ٹھیک ہے وقاص آج تم نے میری امید سے بڑھ کر بات کی ویل ڈن چلو چلتے ہیں ہم چوہدری صاحب کے ڈیرے پر گئے ہمیں دیکھتے ہی وہ بولے خیریت تو ہے ہم نے کہا اتنے جوان خونی پہاڑ کے ہاتھوں مارے گئے ہیں جو ہم سب سے برداشت سے باہر ہیں اور ہم دوستوں نے مل کر سوچا ہے۔ آج نو بجے ہم جا کر دیکھیں گے کہ خونی پہاڑ کا کیا قصہ ہے اور وہ قصہ ختم کر کے آئیں گے تاکہ گاؤں والے سکون کا سانس لے سکیں۔

چوہدری جی بولے وقاص تم لوگوں میں ابھی جوانی کا خون دوڑ رہا ہے اور تمہاری جوانی عروج پر ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کو کچھ ہو جائے ہم نے چوہدری کو یقین دلایا کہ ہمیں کچھ نہیں ہوگا جناب آپ صرف ہمیں اجازت دیں لیکن چوہدری نے ہمیں منع کیا اور خونی پہاڑ پر جانے سے روک لیا چوہدری صاحب کے منع کرنے پر عمران اور ایم ڈی اپنے اپنے گھر چلے گئے

اور وقاص لیبارٹری میں آگئے اور اسی پہاڑ کے
...ے میں سوچ رہے تھے کہ مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ ہم
...والے سے ملیں اور اسکو ساری صورت حال سے
...یں اور گاؤں والوں کی مدد کے لیے ان کو آمادہ
...تنے میں وقاص نے مجھے سوچوں کی دنیا سے نکالا
...اختر بہت گہری سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہو
...نے کہا وکی یار کیوں نہ ہم کسی علم والے سے
...ہماری مدد کرسکے۔
...پیار سے وکی بولتے ہیں وکی نے کہا کہ یہ
...ہے اور ہم ابھی جا کر چوہدری صاحب
...کل شہر روانہ ہو جائیں گے تاکہ جلد از
...کا خاتمہ ہوسکے ہم نے جا کر چوہدری
...بولے کہ بیٹا یہ کام تو جلد از جلد کرنا
...تم میرے گھر آنا تمہیں شہر چھوڑ ے
...ئے گا ہم چوہدری صاحب سے
...ے نکلے رستے میں وقاص نے کہا
...س لگی ہے اور وہ تو اسی پہاڑ کے
...کہ ہم دس دن سے پہلے ہی کسی
...ں گاؤں میں لگی آگ کو ختم
...یں موت کے کنویں میں
...ری رات ہماری آنکھوں
...کے لیے قرعہ نکلنا تھا جس
...ایک بیل اور ایک بکری
...ں اور پھر ہم چوہدری
...ب نکل گئے ابھی ہم
...ک نے روکنے کا کہا
...رگ بابا نے ہمیں
...یں نے کہا ہم شہر
...ں جو ہماری مدد
...ں اور ایسی مدد
...یشانیاں ختم
...ں مدد کریں

میں
بار۔
کسی علم
آگاہ کر
کریں ا۔
اور بولا یار
کیوں میں۔
ملیں شاید کوئی
وقاص کر
تو بالکل ٹھیک۔
سے بات کر کے
جلد اس خونی پہاڑ
سے بات کی اور وہ
چاہیے شاباش کل صبح
گا اور واپس بھی لے
اجازت لے کر وہاں۔
یار اختر دس دن بعد تو سر
اوپر ہوتی ہے میں نے کہا
بابا جی کو لے کر جلد ہی اُ
کردیں گے پھر تم سرکس
بائیک چلانا اور مزے کرنا پو
میں گزر گئی اور پھر صبح خونی پہاڑ
میں ہمارا نام آیا ہم نے اپنے ا
خونی رسی کے ساتھ باندھ دی
صاحب کی گاڑی میں شہر کی جانب
راستے میں ہی تھے کہ ہمیں ایک بزر
ڈرائیور نے گاڑی روک دی اور بز
سلام کیا اور پوچھا بیٹا کہاں جارہے ہو
سے کسی عامل بابا کو لانے جارہے ہیں
کرسکے تو بابا جی بولے۔
بیٹا کسی کی مدد تو میں بھی کرسکتا ہوں
کروں گا کہ آپ لوگوں کی ساری پر
ہو جائیں گی وقاص نے کہا بابا جی آپ ہماری

گے لیکن کیسے تو بابا جی بولے بیٹا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں بھی ایک چڑیل اور جن کو قید کر کے آرہا ہوں میں نے کہا پھر بابا جی آپ ہمارے ساتھ ہمارے گاؤں چلیں اور ہماری بھی پریشانی ختم کریں وقاص نے ڈرائیور سے کہا گاڑی موڑو ہمارا کام ہوگیا ہے ڈرائیور نے گاڑی موڑ دی اور ہم بابا جی کے ساتھ واپس اپنے گاؤں کو جانے لگے راستے میں بابا جی نے کہا کہ بیٹا اب تم لوگ بے غم ہو جاؤ ہو جاؤ اور سارا کام مجھ پر چھوڑ دو اللہ نے مجھے اتنی طاقت اور ہمت دی ہے کہ میں دکھی انسانیت کی مدد کرسکوں اور مجھے دکھی انسانیت کی خدمت کر کے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے اگلے ایک گھنٹے میں ہم گاؤں میں چوہدری کے گھر تھے بابا جی چوہدری صاحب سے ملے بابا جی نے دوپہر کا کھانا کھا کر کہا کہ اب میں آرام کرتا ہوں بابا جی نے مجھے عصر کی آذان کیوقت اٹھا دینا عصر کی آذان کے وقت ہم نے بابا جی اٹھایا بابا جی نے غسل کیا اور نماز پڑھنے کے لیے ہمارے ساتھ مسجد میں چلے گئے نماز پڑھ کر ہم نے تھوڑی دیر مولوی صاحب سے خونی پہاڑ کے بارے میں بات کی اور بابا جی کے بارے میں بتایا پھر چوہدری صاحب کے ڈیرے پر چلے آئے بابا جی ہم سے سفید رسی چونا اور خنجر منگوایا اور کہا مجھے ایسے کمرے میں تنہا چھوڑ دو جہاں کوئی آدمی نہ آئے میں مغرب تک معلوم کرلوں گا کہ یہ کون ہے کیا ہے اور یہ سب کچھ کیوں کررہا ہے۔

چوہدری صاحب نے بابا جی کمرے میں بھیج دیا اور بابا جی اپنے کام میں مصروف ہوگئے اور ہم چوہدری صاحب سے بابا جی کے بارے میں باتیں کرنے لگے انہوں نے کہا کہ پریشان ہونے کی اللہ بہتر کرے گا بابا جی مغرب کی اذان کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلے اور ان کی آنکھوں میں حیرت تھی ہم نے پوچھا کہ بابا جی کیا ہوا ہے لیکن انہوں نے کچھ بھی نہیں بتایا اور کہا کہ پہلے نماز پڑھ لیں پھر آرام سے بات کریں گے مغرب کی نماز پڑھی اور واپس چوہدری کے ڈیرے کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گئے بابا جی نے آنکھوں میں حیرانی بھی تھی اور پریشانی بھی میں نے بابا جی سے پوچھا کہ کیا بات ہے بابا جی آپ کچھ پریشان ہیں تو بابا جی بولے کہ میرے علم میں نہ ہی اس پہاڑ پر کوئی جسے اور نہ ہی کوئی بھوت آج نماز عشا پڑھ کر میں خود اس پہاڑ پر جاؤ نگا تا کہ اصل حقیقت کا پتہ چل سکے ہم نے چوہدری صاحب کے ڈیرے پر بابا جی کو کھانا کھلایا اتنے میں عشاء کی آزان ہونے لگی ہم سب نے نماز ادا کی اور بابا جی نے اپنا کچھ ضروری سامان ساتھ لیا اور پہاڑی کی طرف چل دیئے۔

ہم بابا جی کو چھوڑنے کے لیے پہاڑی تک آئے پہاڑی کے قریب پہنچ کر بابا جی نے کہا کہ اب تم جاؤ اور خود پہاڑی کے اوپر چڑھنے لگے ہم نے بابا جی کی کامیابی کے لیے دعا کی اور واپس وقاص کے گھر چلے گئے وہاں پر کیبل لگی ہوئی تھی اور وہاں پاکستان اور انڈیا کا میچ لگا ہوا تھا میچ بڑا سنسنی خیز تھا اور انڈیا کے حق میں جا رہا تھا لیکن عبدالرزاق کے چھکوں کی وجہ سے پاکستان میچ جیت گیا میچ کے بعد ہم بابا جی کے بارے میں باتین کرتے کرتے نیند کی دیوی ہم پر مہربان ہو گئی اور ہم سو گئے صبح فجر کی اذان کے وقت وقاص کی آنکھ کھلی اور اس نے مجھے تھپڑ مار کر کہا مسٹر اٹھو گھوڑے بیچ کر سو رہے ہو نماز نہیں پڑھنی اس کے تھپڑ کی وجہ سے میں ہڑبڑا کر اٹھا اور کہا سونے بھی نہیں دیتے گدھے وقاص نے مجھ سے کہا کہ الو اٹھو نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز پڑھنے چلیں پھر میں اٹھا اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں روانہ ہو گئے فجر کی نماز پڑھ کر ہم واپس گھر آئے وقاص کی امی نے ہم کو ناشتہ دیا اور پھر ہم چوہدری کے ڈیرے پر جا کر بابا جی کا انتظار کرنے لگے پورا گاؤں اکٹھا ہو گیا تھا تا کہ بابا جی آئیں اور ہم ان سے خوشخبری سنیں بابا جی نے ہمیں آٹھ بجے کا ٹائم دیا تھا کہ آٹھ بجے میں واپس پہنچ جاؤں گا آٹھ بجنے میں کچھ ٹائم باقی تھا کہ میں نے سوچا د پہاڑ کے نیچے چلیں جائیں بابا جی کو لینے کے لیے ہم گاؤں کے کچھ لڑکے مل کر پھولوں کے ہار لیے پہاڑی کی طرف چل دیے آٹھ بجے بابا جی نہیں آئے اور ٹائم گزرتا رہا ہم

انتظار کرتے رہے اور نو بج گئے بابا جی کا انتظا ...ار کرتے ہوئے ہماری آنکھیں سفید ہو گئی آخر کار ہ...م ساڑھے نو بجے چوہدری صاحب کے ڈیرے کی ط...رف واپس آ گئے۔

ہم نے چوہدری صاحب سے ک...ہا کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ گاؤں کے کچھ جوانوں کو ...لے کر ہم پہاڑی پر چلیں جائیں ایسا یہ ہو کہ بابا جی ...بھی ۔۔۔ چوہدری صاحب ہم پر غصہ ہوئے اور بولے ...کہ ایسے اول فول اپنے منہ سے نہ نکالا کرو وہ بہت علم ...والے ہیں وہ شیطانی دنیا کو ختم کر کے ہی آئیں گے ...اور کسی کو جانے کی ضرورت نہیں پھر سب گاؤں وا...لے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہم نے گھر جا کر گیند ...بیٹ نکالا اور قریبی گاؤں کی طرف چلے گئے وہاں ...ے واپس آ کر کھانا کھایا چوہدری صاحب سے بابا جی ...کیبارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ ان کا بھی پتہ نہیں ...ں چلا ہے ہم نے بابا کا پتہ لگانے کا پروگرام بنا لیا اور ...جب پہاڑی پر گئے تو ہم کو بابا جی مردہ حالت میں ا...یک جگہ پڑے ہوئے دیکھائی دیئے ان کا مردہ دیکھ ...ر وقاص فوری گاؤں کی طرف بھاگا اور گاؤں والوں ...وان کے مرنے کی خبر کردی گاؤں والے جمع ہو ...لگے اور پھر ان کی لاش لے کر گاؤں چلے گئے پھر غسل د...ے کر ان کو دفن کر دیا گیا گاؤں کے ہر آدمی کے چہر...ے پر پریشانی کے آثار موجود تھے کچھ تو گاؤں چھوڑنے ...کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ لیکن پھر سب میں مش...ورہ ہوا کہ شہر جا کر کسی بڑے علم والے کو بلا کر لایا جا...ئے اور اگلے دن ہم لوگ چوہدری کے ساتھ شہر روانہ ہو...گئے شہر جا کر ہم نے دیکھا کہ ایک جگہ بہت ہجوم ہے چو...ہدری صاحب نے وقاص سے کہا۔

جا...کر دیکھو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے وقاص نے جا کر دیکھا ...ایک بورڈ پر لکھا ہوا تھا علم نجوم کے ماہر اس کے ہاتھ میں ...ں ایک طوطا تھا اور وہ طوطا فائلیں نکالتا تھا وقاص نے و...اپس آ کر کہا کہ وہاں پر کوئی بابا ہے شاید وہ ہمارا ...کام کر سکے ہم گاڑی سے اتر کر بابا جی کے پاس گئے چو...ہدری صاحب نے بابا کو سلام کیا اور پوچھا کہ یہ

چکر ہے تو بابا نے جواب دیا یہ طوطا زندگی کی فائلیں نکالتا ہے تو پھر چوہدری صاحب نے کہا تو میری بھی زندگی کی فائل نکالیں بابا نے کہا کہ اس طوطے کو پانچ روپے دینے پڑھتے ہیں فائل نکالنے کے تو چوہدری صاحب نے طوطے کو پانچ روپے دیئے طوطے نے چوہدری صاحب سے پانچ روپے لے کر چوہدری صاحب کی فائل نکالی تو چوہدری صاحب نے خود طوطے سے فائل لے کر پڑھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ دو دن کے اندر اندر تم مالا مال ہو جاؤ گے چوہدری صاحب نے اس بات کو ایسے ہی سمجھا پھر کہا۔

چلو یہاں سے ٹائم ضائع کرنے والی بات ہے جا کر کسی علم والے کو تلاش کرتے ہیں ہمیں عامل کو تلاش کرتے کرتے رات ہو گئی ہم نے چوہدری صاحب کے فارم ہاؤس میں رات گزاری اگلے دن ہم نے ناشتہ بازار سے کیا اور ابھی ہم ہوٹل میں ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ بیرے نے اخبار لا کر ہمارے سامنے رکھ دی چوہدری صاحب نے کہا کہ اخبار میں بھی تو بڑے بڑے عاملوں کے بارے میں لکھا ہوتا ہے شاید اخبار میں ہماری مشکل حل ہو جائے چوہدری صاحب اخبار دیکھ رہے تھے کہ خوشی سے ان کی چیخ نکل گئی بولے اختر تم کو یاد ہے ناں کہ کل بابا نے کہا تھا کہ دو دن کے اندر اندر تم مالا مال ہو جاؤ گے اور اس بابا نے سچ کہا تھا آج میرا پورے دو کروڑ کا بونڈ نکلا ہے اور ہمارا مسئلہ بھی وہی بابا جی حل کر سکتے ہیں چلو بابا جی کو دیکھتے ہیں ہم ہوٹل کا بل ادا کرنے کے بعد بابا جی کی طرف روانہ ہو گئے تھوڑی دیر بعد ہم بابا جی کے پاس بیٹھے تھے اور چوہدری صاحب تو بابا جی پیروں میں گر گئے اور بولے بابا جی آپ ہی میرے پیر و مرشد ہو میرے سب کچھ آپ ہی ہو پلیز آپ میرے ساتھ میرے گاؤں چلیں میرے گاؤں پر آفت نازل ہو گئی ہے آپ میری مدد کر سکتے ہیں صرف آپ نجومی بابا نے پوچھا کیا ہوا ہے تیرے گاؤں میں تو جواب میں چوہدری صاحب نے سارا واقعہ سنا دیا۔ تو بابا جی بولے۔

ٹھیک ہے چلو چلتے ہیں نجومی بابا نے اپنا سارا سامان اکٹھا کر کے اسے ایک کالے رنگ کے کپڑے میں لپیٹ دیا اور کپڑا مجھے پکڑا دیا ہم گاڑی میں بیٹھ کر گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے چوہدری صاحب راستے میں علم نجومی بابا کو اپنے گاؤں پر پڑی آفت کے بارے میں بریف کرتے رہے دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہم شام نگر کی خوبصورت وادی میں داخل ہو گئے ہر طرف سر سبز کھیت اور سڑک کے کنارے لگی گھاس اور درخت ہمارا پرجوش استقبال کر رہے تھے شام نگر میں جب بندہ داخل ہوتا ہے تو لگتا ہے کہ کالام میں آپ داخل ہو گئے ہیں ہمارے گاؤں کے لوگ بہت عزت کرنے والے اور خوش اخلاق ہیں پر گاؤں پر نازل اس مصیبت کی وجہ سے ہر چہرہ غم میں نڈھال اور تھکا نظر آتا تھا۔ ہم نے گاؤں جا کر نجومی بابا کو چوہدری صاحب کے ڈیرے پر دن کا کھانا کھلایا اور نجومی بابا نے کہا کہ اب میں دو سے تین گھنٹے آرام کرنا چاہتا ہوں اور پھر شام کو خونی پہاڑ کے بارے میں معلوم کروں گا ہم نے بابا کو آرام کے لیے بھیج دیا اور خود بھی آرام کے لیے چلے گئے شام کو بابا نے کہا کہ میں ایک عمل کروں گا لیکن یہ عمل پہاڑوں پر جا کر کروں گا اور پھر بتاؤں گا کہ کیا چکر ہے ہم نے بابا جی کو پہاڑوں پر عمل کرنے کے لیے چھوڑ دیا بابا جی نے بتایا کہ یہ عمل سات گھنٹوں کا ہے اور عمل پورا کرنے کے بعد میں ادھر ہی سو جاؤں گا صبح آ کر میں آپ کو ساری صورت حال سے آگاہ کروں گا ہم بابا جی کو چھوڑ کر واپس اپنے گھروں کو آ گئے۔

میں اپنے موبائل پر گیم کھیل رہا تھا کہ میرے نمبر پر قریبی گاؤں کے ایک لڑکے کی کال آئی کہ اختر ہم نے میچ لگا رکھا ہے اور تم ہماری طرف سے کھیلو گے کل گیارہ بجے آ جانا صبح سویرے ہی مولوی صاحب نے بتایا کہ بابا نے بتایا ہے کہ اس گاؤں پر بہت بڑی آفت نازل ہونے والی ہے وہ ایک بھیانک سایہ ہے لیکن ابھی اس کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اس گاؤں پر اتر کر خون خرابا کرے اس کا حل یہ بتایا کہ وہ ۳۳ دن کا چلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاٹیں گے وہ ٹھیک ۳۷ دن بعد اس گاؤں کو تباہ کردے گا ہم خوف سے اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے ہم پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہ تھے لیکن مولوی صاحب نے ہمیں تسلی دی اور کہا کہ گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے وہ بابا جی ۳۳ دن بعد اس کو ختم کردے گا اور پھر ہم سکون کا سانس لیں گے مولوی صاحب سے اجازت لے کے ہم لوگ اپنے کاموں میں مست ہو گئے لیکن مغرب کے نماز کے بعد ہم کو سڑک کے کنارے ایک لڑکی کی لاش ملی ہم نے لاش کو سیدھا کیا تو وہ لاش ہمارے گاؤں کی ایک لڑکی ذکیہ کی تھی ذکیہ اور اس کے ابو تین سال پہلے گاؤں میں شفٹ ہوئے تھے ذکیہ کے ابو بہت اچھے انسان تھے۔

ہم لوگ گاؤں چلے گئے ایک لڑکے کو ہم نے لاش کے پاس ہی چھوڑا اور خود گاؤں والوں کو لے کر آئے اور ذکیہ کی لاش کو گاؤں لے گئے اس کی لاش کی حالت بہت خراب تھی اس کا پیٹ کاٹا گیا تھا اور اس کے گردے دل اور معدہ نکالا گیا تھا ذکیہ کو غسل دے دیا گیا اور دفن کر دیا گیا سب لوگ ہی اس کی موت کی وجہ سے بہت خوفزدہ ہو گئے تھے اور کچھ تو چوہدری صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ یہ سب کیا چکر ہے چوہدری نے کہا کہ صبح جا کر نجومی بابا سے بات کریں گے اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ قتل اس درندے نے نہ کیا ہو کسی اور کا کام ہو رات بڑی مشکل سے ہم نے گزاری صبح ہم نے چوہدری صاحب کے ساتھ جا کر نجومی بابا کو سارا واقعہ سنایا اور نجومی نے کہا کہ میں ایک منٹ میں پتہ کرتا ہوں نجومی نے آنکھیں بند کیں اور کچھ پڑھتے رہے پھر آنکھیں کھول کر اس نے ہم کو دیکھا اور کہا اس درندے کے پاس بہت طاقت آ چکی ہے کہ وہ زمیں پر اتر کر انسانی خون پی سکتا ہے لیکن میں بہت جلد اس کی شیطانی طاقت کو ختم کر دوں گا تم لوگ جاؤ اور مجھے میرا عمل کرنے دو ہم لوگ واپس گاؤں آ گئے سب لوگوں نے مغرب سے پہلے پہلے اپنے ضروری کام نمٹا کر اپنے گھروں تک ہی محدود رہے کیونکہ ڈر کی وجہ سے کوئی بھی گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا عشاء کے وقت مجھے ایک دل خراش آواز سنائی دی میں بھاگ کر باہر گلی میں آیا تو مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیا میں ادھر ادھر پورے گاؤں میں گھومتا رہا لیکن مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا آخر تھک ہار کر میں اپنے بستر پر آ گیا۔

میں اپنے گاؤں کے بارے میں سوچتا رہا کہ ہمارے سے کیا غلطی ہو گئی ہے جس کی ہمیں سزا مل رہی ہے یہ سب سوچتے ہوئے نیند آ گئی رات کا پتہ ہی نہ چلا رونے کی آواز سے میری آنکھیں کھلیں میں نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور منہ ہاتھ دھو کے ساتھ والے گھر میں جہاں رونے کی آوازیں آ رہی تھیں چلا گیا وہاں دیکھا تو میرا تو دل ہل کر رہ گیا کہ چچا اشرف کے بیٹے ساجد کی لاش چارپائی پر پڑی تھی اور چاچا اشرف رو رو کر نڈھال ہو رہا تھا ساجد کی لاش بھی اسی جگہ سے ملی تھی جہاں ذکیہ کی لاش ملی تھی اس کے چہرے پر نمبر ۲ لکھا ہوا تھا ساجد کو دفنانے کے بعد گاؤں والوں فیصلہ کیا کہ اب روز مغرب کے بعد گاؤں کے جوان لڑکے پہرہ دیں گے اور دیکھیں گے کہ یہ سب کیا چکر ہے اور اتنے میں نجومی بابا بھی آ گیا اس کی تسلی سے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے مغرب کے وقت میں اپنے گھر سے نکل گیا اور مجھے بھی پہرہ دینا تھا ہم پہرہ دینے والے بارہ لڑکے تھے ہم نے چھ چھ کا گروپ بنا لیا رات آہستہ آہستہ گزرتی گئی ہمارے پہرہ دینے والوں کو جواد نے صبح اذان کے وقت اکٹھا کیا اور ہم لوگ نماز پڑھنے چلے گئے پوری رات جاگ کر گزارنے کی وجہ سے بیڈ پر لیٹتے ہی نیند نے آغوش میں لے لیا ایک گھنٹہ سونے کے بعد امی کی آواز سنائی دی تو میں اٹھ گیا پتہ چلا کہ فائقہ غائب ہے۔

یہ خبر سن کر مجھ پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا ہم لوگ فائقہ کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتے پھرتے رہے لیکن وہ کہیں بھی ہم کو نہیں ملی چوہدری صاحب نے ہم کو ڈانٹا کہ ہم کیسا پہرہ دے رہے ہیں کہ لوگ گھروں سے غائب ہو رہے ہیں وہ اب جس کو بھی مارتا اس پر نمبر دے دیتا اب تک اس نے دس لوگ قتل کر دیئے تھے اور

پانچ غائب تھے ایک دن میں ڈیوٹی دینے کے بعد میں سو رہا تھا کہ نبیلہ نے مجھے جگایا اور کہا اختر تم اتنے آرام سے سو رہے ہو ادھر میرا بھائی نماز کے بعد سے غائب ہے جاؤ جا کر میرے بھائی کا پتہ کرو اور اس وقت میری نظروں کے سامنے نہ آنا جب تک تم میرے بھائی کو ڈھونڈ کر نہیں لے آتے میں نے اپنے دوستوں کو ساتھ لیا اور اس کی تلاش کو نکل کھڑا ہوا لیکن وہ ہمیں کہیں بھی نہیں ملا اس کی تلاش میں ہم لوگ شہر تک بھی جا پہنچے ہر جگہ ہم نے اس کی گمشدگی کے اعلان بھی کروائے لیکن وہ ہمیں نہیں ملا آخر ایک شخص نے ہمیں مشورہ دیا کہ تم لوگ سب مل کر آیت الکرسی کے تعویز اپنے اپنے گلوں میں پہن کر رکھو اللہ کے سوا کوئی بھی طاقت تم لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا پورے گاؤں والوں کو مولوی صاحب نے تعویز بنا کر دیئے اور سب ہی نے پہن لیے اور اپنے گھروں میں بھی لٹکا لیے اور پھر پہرہ دینے لگے۔

اللہ کا ہم نے شکر ادا کیا کہ آج ہم کو کوئی بھی ایسی موت والی یا غائب ہونے والی خبر نہ ملی۔ اس خوشی میں پورے گاؤں والے گراؤنڈ میں جشن منا رہے تھے کہ یکدم پتھروں کی ہم پر بارش شروع ہو گئی یہ منظر دیکھتے ہی ہم لوگ بھاگ کر گھروں کو نکل پڑے ہم کو آواز سنائی دی اے گاؤں تم لوگوں نے آج میرا حصہ کیوں نہیں دیا جلدی سے ایک بیل میرے حوالے کر دو ہر بات پر زور آ رہا تھا جیسے وہ بہت غصے میں ہے میں نے ہمت کی اور کہا تمہاری وجہ سے ہمارا اتنا نقصان ہوا ہے اور ہو رہا ہے خدا کے لیے ہماری جان چھوڑ دو اب تو ہمارے مال مویشی بھی ختم ہو گئے ہیں اس کی پھر آواز سنائی دی زیادہ چالاک نہیں بنو مجھے بس وقت پر اپنی خوراک چاہیے اور بس آج مویشی دینے کی باری وقاص کی تھی وقاص نے اپنا بیل پہاڑ کے نیچے لے جا کر رسی سے باندھ دیا اور وہ بیل اسی طرح خود بخود اٹھنا شروع ہو گیا میں نے بیل کو ٹانگوں سے پکڑ لیا اور وقاص کو کہا اللہ حافظ اپنے دوست کے لیے دعا کرنا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے وقاص نے کہ میں اپنے دوست کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا لیکن دیر ہو گئی تھی میں بیل کے ساتھ ساتھ اوپر اٹھتا گیا اور زور سے وقاص کو بولا کہ وکی میرا انتظار کرنا اور خدا کے لیے اوپر مت آنا تھوڑی دیر میں اوپر سے دو بڑے بڑے ہاتھ آئے میں نے ڈر کر سائیڈ پر چھلانگ لگا دی بیل اس کے ہاتھوں میں چڑیا کی طرح لگ گیا۔

میں نے دیکھا کہ میرے سامنے بیس فٹ لمبا اور تقریباً چھ فٹ چوڑا کھڑا تھا اسے دیکھ کر خوف سے میں کانپنے لگا اور میرے پسینے چھوٹ رہے تھے لیکن میں نے ہمت کر کے ایک پتھر اٹھایا اور اس کی ٹانگ پر دے مارا وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوا اور بولا واہ بھئی واہ شہزادے تم تو بڑے بہادر ہو مجھے دیکھ کر تمہیں کچھ نہیں ہوا اب تک جو بھی یہاں آیا ہے وہ مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہ سب میری قید میں ہے میں نے ان کو جھونپڑی میں بند کیا ہوا ہے اور روز میں ان کو بھی کھاتا ہوں میں نے ڈر سے اس سے پوچھا کہ تم کون سی مخلوق ہو اور ایسے کیوں کر رہے ہو تو وہ بولا میں بھی تیرے جیسا انسان ہی ہوں اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون کے لیے آیا تھا ہم جنگل میں گھوم پھر رہے تھے کہ ایک پودے کے پھول مجھے بہت پسند آئے میں نے ایک پھول کو توڑ کر اس پھول کی ایک پتی کو توڑ کر میں نے اپنے منہ میں ڈال لیا تو میری ایسی حالت ہو گئی اس کی یہ بات سن کر میں حیران سا رہ گیا وہ بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا آپ خود ہی اندازہ کریں کہ میں اس کے مقابلے میں ہاتھ کے انگوٹھے جیسا لگ رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ میں کیسے یقین کر لوں کہ تم انسان ہی ہوں تو اس نے قسم لے کر کہ انسان ہی ہوں اس نے کہا میری یکدم بگڑی حالت دیکھ کر میری بیوی بھی ڈر اور خوف سے مر گئی اگر میں پورے گاؤں والوں کے سامنے جاؤں تو ہو سکتا ہے کہ کئی لوگ مجھے دیکھ کر ہی مر جائیں میں اس کی باتیں بھی سن رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا وہ بولا میں دوبارہ اسی حالت میں آ سکتا ہوں اگر تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے وہی پھول کر دو تو ۔۔اس کی باتیں سن کر میں نے اس سے وعدہ کرلیا کہ میں اس کی مدد ضرور کروں گا۔

پھر وہاں سے ہی میں اس پھول کی تلاش میں نکل پڑا اور سیدھا جنگل کی طرف چل دیا وہاں مجھے ہر طرف پھول ہی پھول دکھائی دیئے لیکن مجھے جس پھول کے بارے میں اس نے بتایا تھا وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا پورا دن میرا اس پھول کی تلاش میں لگ گیا رات ہوئی تو مجھے جنگلی درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں میں ایک درخت پر چڑھ گیا کیا کرتا رات تو گزارنی تھی رات گزرتی رہی کہ اچانک میری نظر ایک روشنی پر پڑی پہلے تو میں اس روشنی کو دیکھ کر ڈر گیا پھر ہمت کرنے کی سوچنے لگا ڈر اس لیے رہا تھا کہ میں اس جنگل میں اکیلا تھا اور جنگلی جانوروں کا خطرہ تھا کیونکہ مجھے ان کے دھارنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن روشنی کو دیکھ کر میرے اندر تجسس پیدا ہو گیا تھا کہ میں اس تک جاؤں اور دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے جو بہت خوبصورت چمک رہی ہے۔

میں درخت سے نیچے اترنے لگا نیچے اتر کر میں نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس روشنی کی طرف بڑھنے لگا پاس پہنچ کر میں نے دیکھا کہ وہ کوئی بہت ہی خوبصورت پودا تھا اور اس کے پھول چمک رہے تھے اور وہ اندھیرے میں بہت خوبصورت لگ رہے تھے میں نے مزید غور سے دیکھا اور ان پھولوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ یہ پھول وہی تھے جن کے بارے میں اس نے مجھے بتایا تھا جو اپنے آپ کو انسان کہہ رہا تھا میں نے ایک پھول توڑا اور ایک درخت پر جا کر بیٹھ گیا اور رات بھر جاگتا ہی رہا کیونکہ مجھے جنگلی درندوں کا زیادہ خوف تھا خدا خدا کر کے میری یہ رات بیت گئی صبح ہوتے ہی میں جنگل سے نکل پڑا اور اس آدمی کے پاس جا پہنچا جو ایک دیو سے کم نہ تھا مجھے دیکھتے ہی وہ بہت خوش ہوا اس نے جلدی سے میرے ہاتھ پھول پکڑا اور اس کی ایک پتی کو ایک لمحے سے پہلے ہی کھا گیا۔ میری نظریں اس کے اوپر لگی ہوئی تھیں میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ ٹھیک کہتا تھا کہ غلط لیکن جلد ہی اس کی حالت بدلتی جانے لگی اور ایک خوفناک دیو سے انسانی شکل میں آنے لگا اسے انسان بنتا ہوا دیکھ کر میں نے سکون کا سانس لیا اور اس سے اپنے گاؤں کے غائب ہونے والے ساتھیوں کا پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ فلاں جگہ پر موجود ہیں میں نے جا کر اس جگہ کو دیکھا جہاں وہ موت کا خوف دلوں میں لیے ہوئے قید تھے میں نے ان کو رہا کر دیا اور پھر اس دیو نما انسان کو لے کر گاؤں تک پہنچا میرے ساتھ غائب ہونے والے لڑکوں اور ایک اجنبی کو دیکھ کر گاؤں والوں کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا تھا۔

میں نے چوہدری صاحب کو تمام کہانی سنا دی اور یہ بتایا کہ یہ وہ انسان تھا جو ہمارے مال مویشی کھاتا تھا چوہدری اس کو دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا کیونکہ اس نے نہ صرف جانوروں کو کھایا تھا بلکہ جو لوگ مرے تھے وہ بھی اس کی وجہ سے ہوا تھا سو چوہدری نے اس کو مارنے کا حکم دے دیا۔ ہم نے نجومی بابا کو یہ خوشخبری سنانے کا فیصلہ کیا اور بابا کے پاس چلے گئے لیکن وہ بابا ہم کو کہیں بھی دکھائی نہیں دیا ہم بابا کو تلاش کرنے لگے لیکن وہ ہمیں بھی ہم کو دیکھائی نہ دیا ہاں اس کا ایک کالا بیگ وہاں پڑا ہوا تھا ہم اس بیگ کی طرف چل دیئے کہ میں کیا ہے جب میں نے بیگ کو کھولا تو خوف سے میری چیخیں نکل گئیں کیونکہ اس بیگ میں دل گردے اور انسانی خون لگا ہوا تھا اب ہمیں پتہ چل گیا کہ اصلی قاتل کون ہے لیکن نے کسی پر بھی ظاہر نہ ہونے دیا کہ ہم نے اصل مجرم کو پکڑ لیا ہے کیونکہ ہم کو بابا آتا ہوا دیکھائی دیا تھا اسے ہم اپنے ساتھ گاؤں لے جانا چاہتے تھے لیکن ہم نے محسوس کیا کہ اس نے سب کچھ جان لیا ہے اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں اس سے قبل کہ ہم لوگ اس پر وار کرتے اس نے ہم پر وار کر دیا اس نے پھونک ماری تو آگ کے گولے ہماری طرف آنے لگے لیکن وہ ہمارے جسموں سے ٹکرا کر غائب ہو جاتے اس کی اصل وجہ ہمارے گلوں میں آیت الکرسی کے تعویذ موجود تھے جو اس کے ہر شیطانی وار کو

روک رہے تھے وہ یہ سب دیکھ کر پریشان ہونے لگا اور پھر ہم نے اس کو قابو کر لیا اور اس کے ہاتھوں اور منہ کو رسیوں سے باندھ دیا اور گاؤں لے جانے لگے تھوڑی دیر میں گاؤں کے لوگ بھی آگئے ہم بابا کو گاؤں لے گئے بابا کے چہرے پر ایک خوف سوار ہو گیا تھا اس نے اپنی زبان کو قفل لگا لیا۔

چوہدری جو بھی بات اس سے پوچھتا وہ کسی بھی بات کا جواب نہ دیتا یہاں تک کہ ہم نے ہر طرح کی اسے اذیت دیے ڈالی تھی فیصلہ یہ ہوا کہ اس کو دو دن دیتے ہیں اگر اس نے اپنی زبان کھول دی تو ٹھیک ہے ورنہ کچھ اور حل سوچیں گے ہم نے اس کو وہاں ہی باندھ دیا اور پھر دو دن بعد ہم نے اس سے پوچھنا شروع کر دیا تو وہ بولا میں تمہارے گاؤں کو تباہ کر دوں گا تم لوگ میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہو اور نہ میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو اس کی یہ بات سن کر ہم لوگوں کو غصہ آگیا وقاص نے جذبات میں آکر اس کو ڈنڈوں سے مارنا شروع کر دیا وہ تکلیف سے بے حال ہونے لگا۔

تب اس نے بتایا کہ وہ ایک جادوگر ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے اسے ۳۷ دن کا چلہ کرنا تھا اور اسے ان ۳۷ دنوں میں انسانی دل اور گردے چاہیے تھے تب ایک چڑیل میرے قبضہ میں آجاتی جو بہت طاقت والی تھی وہ ہمیشہ کے لیے میری غلام بن جاتی لیکن تم لوگوں نے میرا چلہ مکمل نہ ہونے دیا مجھے بیکار کر دیا ہے وہ ہم سب سے معافیاں مانگنے لگا لیکن ہم لوگ اس کو کیسے معاف کر دیتے ہمارے گاؤں والوں کو اس نے مارا تھا اور ان کے گردے دل نکال کر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے کہ چڑیل کو قبضہ میں کرنے کے بعد وہ اس کو کھلائے گا اس کو ہمیشہ کے لیے اپنی غلام بنائے گا ہم نے اس کو مار ڈالا اور یوں ہمارے گاؤں میں ہمیشہ کے لیے سکون ہو گیا اس کے بعد ایسا کوئی بھی واقعہ ہمارے گاؤں میں دوبارہ رونما نہ ہوا اب شام نگر والے خوشی سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کو اب کسی کا بھی کوئی بھی خوف نہیں ہے۔

❀❀❀

غزل

میری دعا ہے خدا کرے
ہر خوشی بن مانگے تجھے ملے
موسم ہوں تیرے پسند کے
تیری شہرت کی ہوا چلے
قسمت ہو تم مہرباں
نہ کوئی تجھے غم ملے
نہ دکھ سے پڑے واسطہ
نہ کبھی تیرا دل جلے
سورج کرے تیری بندگی
چاند تیری پوجا کرے
پوری ہوں تیری حسرتیں
ہر قدم پہ کامیابی تجھے ملے

☆ ارشد شہزاد بھٹی۔ خالق آباد

غزل

مدت کے بعد دیکھا اُسے بدلا ہوا تھا وہ
نجانے کیا حادثہ ہوا سہا ہوا تھا وہ
مجھے دیکھ کر اس نے چہرہ تو چھپا لیا
مگر آنکھیں بتا رہی تھیں کہ رویا ہوا ہے وہ
اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر محسوس ہوا مجھے
میری طرح کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا وہ
اُس کی سونے جیسی رنگت زرد پڑ گئی تھی
جیسے کسی کے پیار میں جلا ہوا تھا وہ
قربان جاؤں اس شخص پر میں سانول
یاد میں جس کی کھویا ہوا تھا وہ

ایم خالد محمود سانول۔ سروٹ

❀❀❀

وہ جہاں بھی گیا لوٹا تو میرے پاس آیا
بس یہی بات اچھی ہے میرے ہرجائی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تار عنکبوت

تحریر: محمد خالد شابان لوہار۔ صادق آباد۔ قسط نمبر ۳

کشن اب بھی خاموش اور ساکت کھڑا تھا پھر خوب رونے پیٹنے کے بعد وہ سارے کے سارے اٹھے اور اس کے بعد انہوں نے ایک ایک کر کے اس کالے کیچڑ کے جوہڑ میں چھلانگیں لگا دیں ایسا لگتا تھا جیسے وہ خودکشی کر رہے ہوں بابو اب ایک خاموش تماشائی کی طرح یہ سارے منظر دیکھ رہا تھا کشن پتھرایا ہوا کھڑا تھا ان عجیب وغریب لوگوں کے غائب ہو جانے کے بعد کالی چرن کشن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ہاں رے تیری بیڑی والے بول اب تیرا کیا کریں۔ ہم چھوڑ دیں تجھے یا سزا دیں تجھے بول کیا تھا تیرے پاس اسے دینے کے لیے اس کا دھرم خراب کرتا تو صرف اس لیے ناں کہ پھر یہ ہمارے کام کا نہ رہے یہی منصوبہ تھا تیرا ناں۔ ہاں پدم شنکھا کشن نے جواب دیا پدم شنکھا میرے بچپن کے دوست نے مجھ سے۔ کہا تھا ارے بچپن کا دوست تجھ سے یہ کہتا ہے کہ اپنا دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو جا تو تو ہو جاتا کیوں ہاں کالی چرن اگر وہ سچ مچ یہ کہتا تو میں اس کی یہ بات بھی مان لیتا یہی سننا چاہتا تھا ناں تو تیرے منہ سے ہمیں یہی سننا تھا ارے کالے دھرم کو بدنام کرنے والے تیرا اب زندہ رہنا اچھا نہیں ہے پتہ نہیں کب بہک جائے کب بھٹک جائے یہ کہہ کر کالی چرن نے اپنے مختصر سے لباس میں ہاتھ ڈالا اور اس میں سے شیشے کی گول سی بوتل نکال لی تھی کشن کے بدن میں کپکپاہٹ طاری ہونے لگی کالی چرن نے بوتل کو کشن کی طرف ایسے جھٹکا جیسے کسی چیز کے چھینٹے دیئے جاتے ہیں کشن کے پروں میں لوہے کی ایک زنجیر جکڑ گئی ہے کالی چرن نے بوتل پھر جھٹکی تو کشن کے دونوں ہاتھ بھی پیچھے جا بندھے کشن چیخنے لگا کالی چرن چھوڑ دے مجھے شما کر دے مجھے مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اب میں ایسا نہیں کروں گا ارے دال روٹی کھانے دے کالی چرن مجھے بھی اب تیرے راستے میں نہیں آؤں گا شما کر دے مجھ سے بھول ہو گئی بھول ہو گئی تو بھگت باؤلے یہ تیری غلطی کیوجہ سے یہ سرا تو چٹ پٹ ہو جاتا اور ہمارے ہاتھوں سے نکل جاتا اس کی اوقات کیا ہے ہمارے سامنے کیا ہے یہ بڑا میاں جی کا پلا بنا پھرتا ہے اور رسب کچھ بتا دیا تو نے اسے یہ ہمارا کیا بگاڑے گا اور تو کب تک سینہ پھلائے پھرتا ہے چل آجا تو بھی آجا اپنی جون میں آجا اپنی جگہ۔۔ معاف کر دے کالی چرن معاف کر دے کشن بری طرح تڑپنے لگا مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہا تھا پاؤں نہیں ہٹا سکتا تھا وہ اپنی جگہ سے اس کے دونوں پاؤں جکڑے ہوئے تھے اور وہ زمیں پر بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا کالی چرن نے اسے دیکھا۔ اور کچھ منہ ہی منہ بڑبڑایا اور پھر کشن کی طرف پھونک ماردی کشن کے بدن کی کیفیت سے ایسا ہی اظہار ہوا جیسے اچانک ہی وہ آگ میں گھر گیا ہو اس نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا ایسی بھیانک چیخیں تھی کہ کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے کشن دہشت سے چیخ رہا تھا اور اس کا بدن عجیب سے انداز سے رنگ بدلتا جا رہا تھا یہ رنگ پیلا ہوا پھر نارنجی اس کے بعد سفید ہو گیا بالکل یوں لگا جیسے کشن جل کر راکھ ہو گیا ہو سفید سفید راکھ اب اس کی آواز بھی گند ہو گئی تھی پھر دفعتہً ہی اس کے بدن سے سفید سا دھواں ہونے لگا اور کالی چرن نے شیشی کا ڈھکن ہی کھول دیا دھویں نے بل کھایا اور پتلی سی لکیر کی شکل میں شیشی کے اندر داخل ہو گیا۔ ایک سنسنی خیز اور دلوں کو لرزا دینے والی خوفناک کہانی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بزرگ بابو کی بات سن کر اس کی طرف بڑھے بیٹا تم آج ادھر ہی رہو جہاں تک بات رہی آپ کی غلط فہمی کی وہ تو انسانوں سے ہوتی ہی رہتی ہیں اس میں برائی کیا ہے بلکہ ہمیں تو افسوس ہے کہ آپ کا نقصان ہوا ہے آپ کا ٹکٹ کہاں کا تھا اور آپ یہاں اترنا پڑ گیا اب واپس جاؤ گے تو نیا ٹکٹ لینا پڑے گا ایسی کوئی بات نہیں نیاز صاحب اس کے بعد نیاز احمد نے ایک بار پھر بابو کا ہاتھ پکڑا اور اسے واپس لا کر تخت پر بیٹھا دیا لڑکی ابھی تک اپنی جگہ کھڑی تھی نیاز احمد نے اس سے کہا انعم بیٹی تھکی ہوئی تو ہو گی لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمیں ناشتہ کرائے بغیر تمہیں نیند نہیں آئے گی اور ہمارے مہمان بھی آئے ہیں چلو ہو جائے ذرا جلدی سے تیاری انڈے قیمہ رکھے ہوئے ہیں اور تمہارے ہاتھوں کی بے مثال پڑاتھے میاں نامعلوم اگر مزا نہ آئے تو ہمارا نام بدل دینا۔ بیٹھو تکلف پر تکلف کئے جا رہے ہو میاں لکھنوں کے ہو گیا بیٹھو بھی بیٹھو کم از کم اپنا نام تو بتا دو۔

کچھ ایسا عجیب سا لہجہ تھا ان کا ایسی اپنائیت اور محبت تھی کہ بابو کے حلق میں پھنسا ہوا گولا پھوٹ گیا بابو کی آنکھوں کے آنسوؤں کے ساتھ سسکیاں ابل پڑیں نعم جو دروازے کی جانب مڑنے ہی والی تھی رک گئی نیاز احمد بھی حیران رہ گئے تھے مگر بابو کیا کرتا نجانے کیوں بابو نے اس لڑکی کو لبنیٰ کی شکل میں دیکھا تھا بابو کا وجود تہہ بالا ہو کر رہ گیا تھا پھر نجانے دل میں کیا کیا آس لیے اس دروازے تک کا فاصلہ طے کیا تھا برسوں سے بچھڑے۔۔ہوؤں کو دیکھنے کی آس بندھی تھی لیکن نیاز احمد اور انعم بابو کو تعجب سے دیکھ رہے تھے ان کے سامنے اس طرح روتے ہوئے بابو کو سخت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی لیکن بند ٹوٹ گیا تھا بہاؤ رو کے نہ رک رہا تھا دونوں ہاتھوں سے چہرہ بابو نے چھپا لیا تھا پھر بھی برداشت نہ ہو سکا تھا۔

وہ تیزی سے دروازے کی سمت دوڑ پڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا نیاز احمد کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یقیناً روک رہے ہوں مگر بابو نہ رکا اور ان کے گھر سے۔ بہت دور نکل آیا اس عالم میں سڑکوں پر بھاگنا پڑا عجیب سا تھا خود کو سنبھالنا ضروری تھا سامنے ہی ایک بڑ کا درخت نظر آیا جس کا تنا بے حد چوڑا تھا وہ اس کی آڑ میں رک گیا ادھر ادھر دیکھا ویسے بھی یہ جگہ بہت بڑی نہ تھی آبادی بھی بہت زیادہ نہ تھی چنانچہ اس وقت بھی آس پاس لوگ نظر نہیں آئے تھے اور یہاں بابو کو کافی سکون ملا درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا آنسو خشک کئے اور کالی چرن کے خلاف دل میں جو نفرت تھی وہ بابو کے دل میں انتہا کو پہنچی ہوئی تھی بابو سوچنے لگا کہ کیا کروں اس کم بخت کا کیا کروں ہمیشہ اسی چوٹ دیتا ہے کہ دل سینے سے باہر نکل آئے یقینی طور پر وہ بھی میری نظر کی دھوکہ تھا نجانے کون سے بہتر راستے کی طرف سفر کر رہا تھا ادھر میری منزل ہو لیکن کالی چرن نے مجھ پر بھرپور نظر رکھے ہوئے تھا اور کہیں بھی بابو کی دال گلنے والی نہیں دے رہا تھا وہ لڑکی لبنیٰ کی شکل میں دیکھا کر اس نے مجھے ریل سے نیچے اتار دیا تھا خیر کالی چرن ایک وقت تو ایسا آئے گا کہ جب میں تم پر حاوی ہو جاؤں گا اور جو خیال تیرے دل میں ہے کالی چرن اس کی تکمیل نہ کرنے کا تو میں نے اپنا ایمان بنا لیا ہے اور میں اس ایمان کو اپنی زندگی سے زیادہ قیمتی قرار دیتا ہوں دیکھتا ہوں اس جدوجہد میں زندگی کب اور کس طرح چھینی جاتی ہے تو بھی دیکھنا کالی چرن کہ تیرا واسطہ ایک مسلمان سے پڑا ہے ابھی بابو اور کچھ بھی سوچ رہا تھا کہ بابو نے کسی کے قدموں کی آہٹ سنی کوئی بابو کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا چونک کر بابو نے دیکھا تو نیاز احمد تھے بڑی سنجیدہ نگاہوں سے بابو کو دیکھ رہے تھے بابو گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔

آپ۔۔بابو نے حیران لہجے میں کہا ہاں میاں ہم ہی ہیں نیاز احمد عجیب سے انداز میں بولے بابو انہیں دیکھتا رہا اور وہ دوبارہ بولے کسی کو اس طرح ذلیل کرنا خلاف انسانیت ہے اور اخلاقیہ ہم نے تھوڑی سی میزبانی کرنا چاہی تھی مگر تم نے ہمیں اس قابل نہیں سمجھا وجہ جان سکتے ہیں۔۔نہیں نیاز صاحب میں آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مسلمان ہو۔۔الحمد للہ بابو نے کہا تو پھر گناہ کیا ہے تم نے اس کا کفارہ ضرور ادا کرو میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں نیاز احمد صاحب۔

ان الفاظ سے کفارہ ادا نہیں ہوتا اٹھو ہمارے ساتھ چلو ہمیں شرف میزبانی بخشو جب چاہے چلے جانا ہم بھلا تم کو کیوں روکیں گے۔ خدا آپ کو زمانے کی آفتوں سے محفوظ رکھے میں نہایت ہی منحوس انسان ہوں انتہائی سبز قدم ہوں جہاں میرے قدم رکتے ہیں وہاں مصیبتوں کا آغاز ہو جاتا ہے خوب میاں یہ نحوست وغیرہ تو ہندوؤں کا عقیدہ ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں اللہ اپنی مخلوق سے بہت پیار کرتا ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں ہم کسی کو منحوس نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اپنے آپ کو۔۔۔

اور میں ایک بار پھر اپنے غریب خانے پر چلنے کی درخواست کرتا ہوں جو حکم آپ کا بابو نے آہستہ سے کہا راستے میں نیاز احمد نے کہا ہم نام ابھی نہیں جانتے ہیں تمہارا اخرم میرا نام ہے لوگ پیار سے مجھے بابو کہتے ہیں ماشاءاللہ وہ بولے اور خاموش ہو گئے فاصلہ طے ہوا اندر انعم موجود تھی بابو کو دیکھ کر وہ خلوص سے مسکرا دی آپ لے آئے انہیں ابا جان میں ان سے ناراض ہوں، کیوں بھئی۔ یہ مجھے اپنی بیوی سمجھ کر پیچھے آئے تھے میرے مگر اگر وہ نہ ہوئی تو ان کی بہن تو ہوں ناں۔ کیا اب اتنی بری ہوں۔۔انہی سے پوچھ لو بابو نام ہے ان کا۔ بول نہیں رہی میں ان سے یہ خود جواب دیں انعم نے کہا جی جناب کیا فرماتے ہیں نیاز احمد بولے ذمے دار آپ لوگ ہیں میرا قصور نہ ہو گا جس نے مجھ سے خلوص برتا جس کے دل میں میرا پیار پیدا ہوا وہ تباہ و برباد ہو گیا یہاں تک کہ میرا گھر میرے چچا چچی میری بیوی لبنیٰ میرے دوست احباب وہ سب مجھ سے بچھڑ گئے سب میری نحوست کا شکار ہو گئے اور آپ کے پیچھے بہت سے ارمان لے کر آیا تھا۔ اور یہ خیال تھا کہ میرا اب چچا چچی نظر آ جائے گا مگر مجھے افسوس ہے کہ جو آپ نے سوچا وہ نہ ہوا مگر میں آپ کی بہن تو ہوں ناں اور جہاں تک آپ منحوس ہونے کا سوال ہے تو میرا ایمان ہے کہ خدا اپنے بندوں کو منحوس نہیں بناتا ہے اس لیے آپ ہماری فکر نہ کریں۔ آہ۔ کاش۔ کاش۔۔آپ کو علم ہے کہ ابا میاں سارا دن آپ کے پیچھے پھرتے رہے۔ ایں بابو چونک پڑا ہاں بابو آج ہم بھی جاسوس بن گئے تمہارا تعاقب کرتے رہے یہ دیکھتے رہے کہ تم کہاں جاتے ہو اور جب تھک گئے تو تمہارے سامنے پہنچ کر تم سے یہاں آنے کی درخواست دے ڈالی جس نے بھی مجھ سے اتنا پیار برتا ہے وہ مشکلات کا شکار ہو گیا ہے آپ بھی وہ بھی سب کچھ کر رہے ہیں خدا آپ کو محفوظ رکھے آمین یہ معاملہ ہمارے اور خدا کا ہے اسے ہمارے اور اس کے درمیان رہنے دو اور تم غسل کر لو جاؤ بھئی ہم نے آج ناشتہ تک نہیں کیا صبح کو میری صورت جو دیکھ لی تھی بابو ہنس پڑا میں کسی قیمت پر ان کے ہاں پڑاؤ نہیں ڈالوں گا بابو نے اپنے دل میں فیصلہ کیا تھا بابو کچھ دیر بعد غسل کرنے کے بعد بابو آیا تو اسے گھیر کر بیٹھ گئے اور نیاز احمد بولے ہمارے بارے میں بھی آپ سب جان لو ہمارا نام نیاز احمد ہے اور یہاں ہی ہم لوگ پیدا ہوئے پلے بڑھے اور پورا ہندوستان دیکھا ہوا ہے ہمارا لیکن قیام یہاں ہی رہا ہمارے والد کے پاس کام کرتے تھے وہ جو دیتے تھے اسی سے ہماری کفالت کرتے تھے بعد میں وہ زمینیں ہمیں منتقل ہو گئیں اور ہم ان کی دیکھ بھال کرنے لگے ایسے وقت گزرتا گیا پھر والد صاحب اور والدہ کا انتقال ہو گیا ان کے اکلوتے تھے جس کی وجہ سے بزرگوں کی کرم فرمائی سے شادی وغیرہ کا سلسلہ ہوا شادی ہو گئی مگر اہلیہ بہت اچھی تھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکی اور اپنی ایک نشانی چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئی اور ہم نے اپنی تربیتی اور اپنی محبتیں اپنی بیٹی انعم کو سونپ دین اور ہم باپ بیٹی زندگی گزار رہے ہیں لیکن بیٹیوں کا ساتھ زیادہ دیر تک نہیں ہوتا انعم بیٹی کی شادی ہو گئی اور اب تہارہ گئے تقدیر نے انعم کے شوہر کو زندگی کی مہلت زیادہ نہ دی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے اس کے بعد انعم نے دوسری شادی سے انکار کر دیا ہم نے بھی ڈھلتی ہوئی عمر کے پیش نظر زمین فروخت کی اور کچھ ایسی جائداد خرید لی جس سے کرایہ وغیرہ حاصل ہو سکے سو اب یہاں یہ چھوٹا سا گھر ہے بیٹی ہے اور یاد اللہ ہے۔ بس اس کے علاوہ زندگی کا کوئی اور مقصد نہیں اس سے تمہیں یہ اندازہ ہو گا کہ ہماری زندگی کیا ہے اور اس کے بعد یہ حق رکھتے ہیں۔

تم سے تمہارے بارے میں پوچھوں یہ بے بسی تم پر کیوں طاری ہے دیکھو میاں گریز نہ کرنا تمہیں اندازہ ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان ہی انسان کا دوست ہوتا ہے اور دشمن بھی لیکن ہمیں دوستوں میں تصور کرو باقی رہا جہاں تک تمہارے تعلق۔۔تو ہوسکتا ہے تمہارے تجربات تمہیں یہ احساس دلاتے ہوں ہمارا مسئلہ ذرا مختلف ہے البتہ تمہیں ایک آزادی ضرور دی جاتی ہے وہ یہ کہ اگر کچھ بتانے سے تمہیں کچھ نقصان پہنچے تو تمہیں مجبور نہیں کریں گے لیکن خواہشمند ہیں اس بات کے کہ تم ہمیں اپنے بارے میں بتاؤ کہ ہوسکتا ہے تمہاری مشکل کا کوئی حل ہمارے پاس ہو اس بات سے انکار نہ کرنا قدرت پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے راستے متعین کرتی ہے اور ان راستوں سے گریز کا مطلب پریشانیوں کو خود پر نازل کرنا ہے بابو اس مخلص شخص کا چہرہ دیکھتا رہا الفاظ تو سمجھ میں آنے والے تھے لیکن بابو کے تجربات کچھ اور کہتے تھے کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر انعم نے کہا۔

ابا میاں یہ ہمیں اس قابل نہیں سمجھتے آپ انہیں مجبور نہ کریں کتنی کوشش کر چکے ہیں انہوں نے ہمیں اپنا سمجھ کر ہی نہ سمجھا رہنے دیں ہمارا فرض ہے کہ ان کی خدمت کریں جب تک یہ یہاں رہنا مناسب سمجھے ان کی خاطر مدارت کریں غیر واقعی اپنے نہیں ہوتے ہیں بابو نے انعم کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا انعم بہن آپ براہ کرم ایسی باتیں نہ کریں میں آپ سے التجا کرتا ہوں ہاں یہ میرا تجربہ ہے کہ جس نے بھی مجھ سے محبت کا اظہار کیا وہ مصیبت کا شکار ہو گیا اگر آپ لوگ اپنے لیے مصیبتیں خریدنا چاہتے ہیں تو مجھے اپنی زبان کھولنے پر اعتراض نہیں۔ہاں میاں ہم سے بات کرو ہم مصیبتیں خریدنا چاہتے ہیں نیاز احمد نے کہا تو بابو بولا کہ میری پھر مختصر کہانی یہ ہے کہ میں بس درمیانے درجے کا فرد تھا امی ابو اس دینا میں نہیں رہے میں اور میری بیوی لبنیٰ بس ہم دو ہی ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے اور میرے دماغ میں خناک بھر چکا تھا کہ میں بغیر ہاتھ پاؤں مارے بغیر دولت کے حصول کا خواہاں ہو گیا اس سلسلے میں کچھ ایسے لوگوں کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا جو جنتر منتر سے دولت کے حصول کرواتے تھے میں ایک ایسے شخص کے جال میں پھنس گیا جس نے مجھ کچھ ایسے کاموں کا کہا جو میں نہیں کرتا تھا اور اس کے عتاب کا شکار ہو گیا اور مصیبتوں میں گرفتار ہوتا چلا گیا چچا چچی میری بیوی یار دوست گھر بار سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے بعد سے مارا مارا پھر رہا ہوں میں اکیلا ہوں اور زندگی کی صعوبتوں میں گرفتار نیاز احمد نے بابو کی ان مختصر کہانی پر غور کیا اور اسے دیکھتے ہوئے پھر بولے ذرا ہاتھ آگے بڑھاؤ بابو نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے بڑھا دیا نیاز احمد نے بابو کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی ہتھیلیوں کو سونگھا دیر تک سونگھتے رہے اور سانس لے کر بولے اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ سفلی عمل کیے زیر اثر ہو بابو نے انہیں جس قدر مختصر تفصیل بتائی تھی وہ اس طرح سے بابو کے لیے یوں اطمینان بخش تھی کہ اس میں کالی چرن کا براہ راست تذکرہ اور اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں تھی اور یہ بابو نے اس لیے کہا تھا کہ نیاز احمد کو کوئی نقصان نہ پہنچے لیکن نیاز صاحب نے صحیح تجزیہ کیا تھا بابو نے آہستہ سے کہا ہوسکتا ہے یہ کالا جادو ناپاک چیز ہے اور اس کے کرنے والے کم بخت انوکھی قوتیں حاصل کر لیتے ہیں بازاوقات اگر کوئی چھوٹا موٹا عامل اس کا توڑ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو خود بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس لیے عام قسم کے لوگ جو کاروباری طور پر یہ سب کچھ نہیں کرتے اس چکر میں نہیں پڑتے البتہ یہ افسانچہ تو سنا ہوگا کہ زہر کا تریاق زہر ہی ہوتا ہے اور رلوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے اس کے مصداق ایک بات قابل غور طور پر میرے ذہن میں آئی ہے اب دیکھو ناں تم نے کم از کم کچھ حقیقتیں بتائیں تو میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا میں یہ کہہ رہا ہوں بابو کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری اس سلسلے میں مدد کر سکتا ہوں۔کیا۔

بابو نے سوالیہ نگاہوں سے نیاز احمد کو دیکھا اور نیاز احمد مسکرا دیے پھر کہنے لگے کشن میرا بچپن کا دوست ہے بچپن میں ہی میں اس کم بدبخت نے نجانے کون کون سے منتر سیکھ لیے تھے بڑے چکر چلاتا رہتا ہے مالی حیثیت بھی ہے مگر ویرانوں میں بسیرا کر رکھا ہے اور وہیں مستقل رہائش پذیر ہے بڑا گیانی بنتا ہے اگر تم کہو تو میں تمہیں اس سے ملاؤں ہوسکتا ہے وہ تمہارے کام آجائے وہ سفلی علوم کا توڑ جانتا ہے وہ جھگی نما کٹیا میں رہتا ہے وہ باقائدہ سادھو بن گیا ہے مگر

لوگوں کو کہنا ہے وہ بلاوجہ لوٹتا ہے لوگوں کو اور بہت کچھ جانتا بھی ہے ہم چونکہ ہم مذہب بھی نہیں ہیں اور پھر ظاہر ہے میرا وہ بہت جگری دوست ہے اور جب بھی میری ملاقات ہوتی ہے بڑی محبت سے ملتا ہے بابو میاں میری مانو تو اس سے مل لو ہم تمہارے ساتھ چلیں گے کم از کم تمہیں کوئی مشکل درپیش ہے اس کا کوئی حل تو دریافت ہو بابو سوچ میں ڈوب گیا یہ بالکل ایک نئی سوچ تھی نیا انداز تھا اب تک اس سلسلے میں جو تھوڑی بہت جو مدد ہوئی تھی وہ چھوٹے تھے لیکن نیاز احمد نے ایک راستہ دکھایا تھا یعنی زہر کا توڑ زہر ہی ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ شخص جس کا نام کشن ہے کوئی ایسا طریقہ کار بتا دے جس سے میں کالی چرن سے محفوظ ہو جاؤں لیکن اس شخص کے سامنے مجھے زبان کھولنا ہوگی بہر حال یہ بھی کر کے دیکھ لیا جائے بابو نے سوچا اور نیاز احمد سے رضامندی کا اظہار کر دیا۔

دوسرے دن ہی نیاز احمد بابو کو لے کر کشن کے پاس چل پڑے انہوں نے تانگے والے سے چلنے کو کہا وہ راستے میں بابو کو کشن کے بارے میں بتاتے رہے پھر وہ وہاں پہنچ گئے چند افراد وہاں بیٹھے ہوئے جاپ کر رہے تھے اور ویران سی جگہ تھا ہر طرف کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے اینٹوں کے ڈھیر ٹنڈ منڈ درخت اور منحوس سی شکل کے آدمی سے نیاز احمد نے کشن کے بارے میں پوچھا اندر ہیں اس نے جواب دیا ذرا انہیں بتاؤ کہ نیاز احمد آیا ہے ہم انتظار کر رہے ہیں وہ شخص خاموشی سے چلا گیا زیادہ دیر نہ لگی تھی کہ ایک مضبوط بدن کا آدمی جس کا صرف زیریں بدن ڈھکا ہوا تھا گلے میں ریٹھوں کی لمبی مالا پڑی ہوئی تھی کسرتی بازوؤں کے حلقے بندھے ہوئے تھے سر اور ڈاڑھی کے بال بڑھے ہوئے تھے اور نہایت غلیظ نظر آرہے تھے تیز آدمی نظر آیا اس کے پیچھے وہی سوکھا ہوا آدمی دوڑ رہا تھا قریب پہنچ کر اس شخص نے سرلہجے میں کہا آؤ نیاز صاحب۔آؤ۔وہ واپس مڑا عجیب سا انداز تھا نیاز احمد نے بابو کو اشارہ کیا اور وہ وہ چل پڑے کوئی دس قدم آگے بڑھ کر اچانک وہ شخص ٹھٹھک گیا اس نے مڑ کر بابو کو دیکھا اس کی بڑی اور کالی آنکھیں میں بے پناہ چمک تھی۔تیکھا پن تھا ایک لمحے وہ بابو کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ گیا بابو کی سمجھ میں اس کے سوا کچھ نہیں آیا تھا کہ وہ ایک پراسرار اور خطرناک آدمی ہے۔جس جگہ سب اندر داخل ہوئے تھے وہ کوئی دروازہ نہیں تھا بلکہ ایک دیوار تھی جس میں سوراخ تھا جو کہ اندر جانے کا راستہ تھا ناہموار اینٹوں کے درمیان سے سنبھل کر نکلنا پڑا تھا اور جس جگہ وہ پہنچے تھے وہ پوری جگہ بہت عجیب تھی بہت بڑا ہال نما کمرہ جس کی چھت بے حد اونچی تھی اس میں درمیان میں ایک فانوس لٹک رہا تھا جن میں چند بتیاں روشن تھیں مگر ان کی روشنی ناکافی تھی اور ساتھ ہی ایک کنڈل رکھا ہوا تھا قوی ہیکل شخص نے ایک اشارے سے نیاز احمد اور بابو کو بیٹھنے کو کہا یہاں بیٹھنا ہے تو بیٹھ جاؤ ورنہ زمین تو پاک ہوتی ہے وہاں بیٹھ جاؤ بابو بولا زمین تو بے شک پاک ہوتی ہے مگر اس پر تم جیسے ناپاک لوگ بھی تو بستے ہیں زیادہ بات آگے نہ بڑھے یہ سوچ کر نیاز نے بابو کا تعارف کرایا پھر اپنے آنے کا مقصد بتایا کشن نے بابو کی طرف سلگتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا ان باتوں میں بابو خوب محفوظ ہوا تھا مگر پھر سنجیدہ ہو کر بابو نے کہا کشن میں اب نہایت سنجیدگی سے آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہانی سناتے ہوئے میں خود آپ کو سناتا ہوں میں نے کچھ کہانی چچا نیاز کو سنائی تھی لیکن اس کا بہت سارا حصہ چھپایا ہے تاکہ ان کو میری وجہ سے کوئی نقصان ہی ہو اور یہ حقیقت ہے کہ روز اول ہی سے میں نے جیسے جیسے اپنے بارے میں سب کچھ بتایا وہ سب موت کا شکار ہو گئے میں اپنے کئی پیاروں کو کھو چکا ہوں اور اب اس قدر دہشت زدہ ہوں کہ کسی کے سامنے میں اپنی کہانی بیان نہیں کر سکتا مجھے نیاز چچا کی زندگی کا خطرہ ہے آپ کی زندگی کا خطرہ ہے مجھ پر تو جو بیت رہی ہے سو بیت رہی ہے کشن چند لمحات تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا جس جگہ تم بیٹھے ہو وہاں ہمارا راج چلتا ہے کوئی آواز یہاں سے باہر نہیں جا سکتی کوئی حفاظتی حصار سے گزر کر یہاں نہیں آسکتا کتنا ہی بڑا گیانی ہو اپنی اپنی حد ہوتی ہے یہاں جو کچھ تم کہو گے محفوظ رہے گا اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ہمارا وعدہ ہے تم سے نیاز احمد غصیلے لہجے بولے۔

تم مسلسل ہماری توہین کیے جا رہے ہو میاں زندگی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور وقت جو کچھ بھی پیش کرتا ہے وہ اللہ کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حکم۔ نہ اس کے حکم میں کوئی رد بدل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کے حکم کے بغیر کسی کی زندگی کا اختتام ہوسکتا ہے تم ہمارے ایمان میں رخنہ ڈالنے کی کوشش نہ کرو یہ سارے معاملات کشن سمجھتا ہے اسے اور میرے سامنے بتاؤ میں اپنی بربادی کا خود ذمہ دار ہوگا بابو نے ایک گہری سانس لی اور بولا۔

ٹھیک ہے آپ کا حکم مان رہا ہوں کشن میری زندگی کی گاڑی اچھی طرح سے چل رہی تھی میں اور میری بیوی ہم دونوں خوش تھے بس میں غلط صحبتوں کا شکار ہوگیا اور آسان طریقے سے دولت کے حصول کی کوششوں مصروف رہا مجھے کسی ایسے عامل کی تلاش تھی جو مجھے ان کوششوں کا بتائے اور مدد دے تب مجھے کالی چرن ملا اور اس نے میرا کام کرنے کا وعدہ کیا لیکن اس کے صلے میں اس نے مجھ سے ایک کرنے کی شرط رکھی پھر بابو نے کشن کو اسے اپنا چیلا ہونے کی بارے میں شرط کی تفصیل بتائی اور اس کے بعد کے واقعات سنائے کہ اس کے گھر پر کیا بیتی اور سب واقعات بتادیئے اور منحوس کالی چرن کیسی شکلوں میں اس پر نازل رہا اور اس نے اس کی زندگی تلخ کر کے رکھ دی نیاز احمد بڑی دلچسپی سے یہ ساری کہانی سن رہے تھے بابو کی سب داستان سننے کے بعد کشن بولا اب تم کیا چاہتے ہو۔ میں کیا چاہوں گا کشن کوئی مصیبت کا مارا اس وقت کیا چاہے گا مجھے اس سے چھٹکارہ چاہیے اپنی بیوی جو ناگ راجہ کے قبضے میں ہے میرے چاچا اور چچی جو کہ نجانے کہاں بھٹک رہے ہیں اور میں جن حالات سے گزر رہا ہوں وہ سب آپ لوگوں کو بتادیا ہے اور میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کیا چاہتا ہوں اگر اور کچھ نہ ہو تو صرف ایک کام ہو جائے۔ کیا۔ کشن نے پوچھا کہ میری بیوی واپس آجائے اور چاچا چچی کے ساتھ مل کر اپنا کھویا ہوا گھر پالے اور باعزت زندگی بسر کرے زیادہ سے زیادہ وہ مجھے مار ڈالے گا اگر ان لوگوں کو باعزت زندگی مل سکے تو میں ان کے لیے ہزار بار موت قبول کرسکتا ہوں بس اتنا ہو جائے کہ کالی چرن میرے اہل خانہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے کیا تمہارے دل میں بھی یہ بات آئی کہ تم کالی چرن کا وہ کام کرو کشن نے کہا۔ بس ایک وقت جب اس کے کہنے سے پتہ نہیں کیا پلانا چاہتا تھا وہ کہ اچانک میرا ذہن بدل گیا اور اس کے بعد سے آج تک میں کسی بھی قیمت پر یہ کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا اور نہ مرتے دم تک اس کا یہ کام کرونگا کشن پھر کسی سوچ میں ڈوب گیا اور بہت دیر تک خاموش رہا پھر اس نے نیاز احمد سے کہا نیاز معاملہ بڑا گھمبیر ہے میں بہت کچھ سمجھ چکا ہوں کہ وہ پاپی شنکھا ہے اور شنکھا کالے جادو کے بڑے ماہر ہوتے ہیں شاید تمہیں یہ علم ہو کہ سفلی علوم رکھنے والے جو جنتر منتر پڑھتے ہیں ان کو انہیں بہت سے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے ان مرحلوں کی ایک بڑی تفصیل ہے شنکھا پانچویں نمبر کا گیانی ہوتا ہے اور اس علم کے آٹھ درجے ہوتے ہیں اٹھواں درجہ کسی کو نہیں مل سکا بڑے سے بڑا جادو کا ماہر چھٹے درجے تک پہنچا مگر اس کے بعد وہ جی نہ سکا ساتویں درجے پر ایک گیانی پہنچا مگر وہ پتھر بن گیا اور زمین کی گہرائیوں میں اتر گیا کیوں کہ زمین اس کا بوجھ برداشت نہ کر سکی تھی بھیروں پرم ہوتا ہے اور بھیروں اس کے سارے کام کرتے ہیں کالی چرن بھیروں کا ماہر ہے اور بھیروں کا نشان مکڑی ہوتا ہے بھیروں کیا ہے نیاز احمد نے پوچھا چھوڑو نیاز یہ کلے علم میں تمہاری زبان گندی ہو جائے گی اور تیری جو زبان گندی ہے میرا تو دھرم ہیں دوسرا ہے تیرے دھرم کے لوگ بھی تیرے جیسے نہیں ہوتے مانتا ہوں مگر اس سے میں نے جتنی باتیں سنی ہیں اور اس کی بات جتنی میں سمجھ چکا ہوں اتنی تم نہیں سمجھو گے نیاز۔ مثلاً۔۔ یہ موجودہ معاشرے کے غلط اصولوں کا شکار ہے جیسا کہ میں تھا۔

میں تم سے پھر کہہ رہا ہوں کہ ان کی گہرائیوں میں نہ اترو تمہیں اور نقصان ہو جائے گا اور ہماری ان باتوں سے اور بھی نقصان ہوگا کالا جادو ایسا ہے اس کی مثال یوں سمجھ لو جیسے گھوڑے یا گندی جگہ پر پڑی ہوئی اشرفیاں اور ان کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ گندھے ہو جاتے ہیں مگر اشرفیاں ہاتھ آجاتی ہیں ایمان کھونہ پڑتا ہے پھر سب مل جاتا ہے اور جو وقت گزر رہا ہے وہ تیرے سامنے ہے نیاز اور میرے سامنے بھی ایمان جو لوگ کھو چکے ہیں بس وہ کالا جادو کے بارے میں نہیں جانتے سب کالے جادو کے سہارے نہیں کرتے ان کا اپنا جادو دوسرا ہوتا ہے مگر انہیں کالے جادو کے بارے

میں بتادیا جائے تو وہ ضرور اسے سیکھ لیں گے تا کہ ان کا کام آسان ہو جائے مگر میں تمہیں بھیروں کے بارے میں ضرور بتائے دیتا ہوں چلو وہی بتاؤ۔ سارے کے سارے پلید ہوتے ہیں پہلے کچھ کام کرنے ہوتے ہیں اس کے بعد پہلا جاپ ہوتا ہے۔ وہ کس لیے۔

پہلے جاپ کے مکمل ہونے کے بعد ہیر قبضے میں آتا ہے ہیر اشیش ہوتا ہے من کھونے والا اور من کے اندر کھو جاتا ہے مگر اس کا وجود باہر بھی ہوتا ہے اور تم اسے خبریں لانے کے کام میں بھی لا سکتے ہو دوسرے جاپ سے ویر ملتا ہے تمہارا دوسرا غلام اور ہیر اور ویر تمہارے قبضے میں آجاتے ہیں تو۔ بیر کی باری آری ہے بیر بہت سے ہوتے ہیں بارہ بیر بس میں کرنے کے بعد بھیروں جاگتا ہے بھیروں ایک ہوتا ہے مگر سب کا میت سب کے کام آنے والا اسے بس میں کرنے والا شنکھا کہلاتا ہے شنکھا کے پاس بڑی طاقتیں ہوتی ہیں نیاز احمد بڑی دلچسپی سے یہ باتیں سن رہے تھے بابو کو بھی یہ سب کچھ عجیب سا لگ رہا تھا نیاز احمد نے کہا تمہارا کون سا درجہ ہے کشن مسکرادیا یہ بتانا منع ہوتا ہے اوہ اچھا تب میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا مگر ایک بات ضرور بتاؤ۔ وہ کیا۔ وہ یہ کہ یہ کالی چرن نے بابو کو اپنی چیلا اور شیطان کا پجاری بنا کر کرنا کیا تھا۔ نیاز احمد نے ایک نہایت اہم سوال کیا کشن سوچ میں ڈوب گیا اور پھر آہستہ سے بولا۔ وہ کھنڈولا بننا چاہتا ہے کھنڈولا۔ ہاں چھٹی منزل کا شہنشاہ اور اس کے لیے کسی ایسے مسلمان کو جو خود اس کے پاس آئے اور علم سیکھنے کا کہے تو پھر وہ اسے اپنا چیلا اور شیطان کا پجاری بنانے کے دو ماہ بعد اس کا شیطان کو بلیدان دیتا ہے اور اس کے خون سے غسل کرتا ہے تو وہ کھنڈولا بن سکتا تھا بس ایسا ہی کالی چرن چاہتا ہے۔ دماغ کھل گیا تھا ساری کہانی سمجھ میں آگئی تھی کالی چرن کے الفاظ بھی یہی تھے کہ تو میرا ایک کام کردے میں تیرا کام کردوں گا وہ کچھ تجھے بتادونگا جو تو چاہتا ہے تیری سوچ سے بھی زیادہ۔ یہ سوچ کر بابو سوچنے لگا کہ اچھا ہوا یہ گناہ مجھ سے نہ سرزد ہوسکا۔ آہ۔ یہ تو بہت ہی اچھا ہوا میں ایسی لاکھوں سزائیں بھگتنے کے لیے تیار ہوں چاہے میرا پورا گھرانہ تباہ برباد ہو جائے ویر میں اپنا ایمان کبھی نہ کھونے دون گا اور نہ ہی اس کا چیلا بنوں گا چاہے میں کتے کی موت مارا جاؤں مگر یہ غلیظ کام میں قیامت تک نہیں کروں گا بابا کے دل میں اب یہ عزم نئے سرے سے تازہ ہوگیا تھا اور روح کو بڑی فرحت کا احساس ہوا تھا نیاز احمد گردن جھٹک کر گہری گہری سانس لینے لگے پھر بولے عجب کہانی ہے بھئی۔ ہمارے مذہب میں تو یہ سب کچھ نہیں ہے سیدھے سادھے عبادت کرو اور خدا کی خوشنودی حاصل کرو اس میں غلاظت کا کوئی کھیل ہے نہ دل کو گندا کرنے کا۔ ہمارے ہاں لاتعداد علوم ہیں لیکن سارے کے سارے انسانی بہتری کے لیے خدا کے کلام سے کسی کو نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خدا کے کلام میں تمام قوتیں پوشیدہ ہیں جو ہزاروں جادوؤں میں نہیں اب تم دیکھ لو کشن کہ تم اپنی گندی قوتیں اور زیادہ حاصل کرنے کے لیے بھی ایک مسلمان کو قابو کیے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتے اور جو دل کا مسلمان پکا ہو وہ ان باتوں میں نہیں آتا کشن نے آنکھیں بند کرلیں بابو کو ایک اور بات کا بڑے تاثر انگیز انداز میں احساس ہوا تھا کہ کشن بے انتہا مخلص انسان تھا حالانکہ وہ کالے جادو کا ماہر تھا اور جو تھوڑا سا تماشہ بابو نے یہاں آکر دیکھا تھا اس سے یہ اندازہ بھی ہوتا تھا کہ مکمل طور پر دنیادار ہے اور لوگوں کو بیوقوف بنانے میں دلچسپی رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک غیر مذہب سے اتنا مخلص ہے کہ اس کے لیے اس نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر اندر کی باتیں بتائی تھیں جو کوئی بھی کسی کو نہیں بتا سکتا اس طرح کشن کے کردار کا ایک بلند مرتبہ سامنے آیا تھا کشن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

نیاز احمد اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں بھئی میں کچھ بھی نہیں جانتا اس سلسلے میں جو کچھ ان کے ساتھ بیتی ہے میرے ذہن میں بھی ہے اور تمہارے ذہن میں بھی اور پورے اعتماد کے ساتھ میں تمہارے پاس آیا ہوں اور یہ فیصلہ تم ہی خود کرو گے کہ بابو اس منحوس کے چنگل سے نکل سکتا ہے یہ میں نہیں جانتا ہوں تم جانتے ہو گے کشن نے گہری سانس لے کر کہا کہ ایسا کرو اسے میرے پاس چھوڑ جاؤ بابو چونک پڑا لیکن زبان سے کچھ نہ بولا نیاز احمد نے بابو کی طرف دیکھا اور کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ دل ٹھکتا ہے اس بات پر بابو چند لمحات خاموش رہا پھر کہا میں جس مصیبت سے گزر رہا ہوں نیاز احمد آپ کو اب تو اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے اور بے شک میں اپنی زندگی بھی چاہتا ہوں اور وہ سب کچھ بھی جس کا اظہار میں آپ لوگوں سے کر چکا ہوں کہ میرے گھر والے بھی مگر آج بھی میں اس بات پر پکا ہوں کہ اس منحوس کا کوئی کام نہیں کروں گا نہ کہا مانوں گا اور آئندہ بھی میں ان سب کی زندگی کی قیمت پر یہ کام نہیں کروں گا باقی رہی بات میری تو جو فیصلہ میرے لیے مناسب ہو وہ آپ کریں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر میرے مرنے سے مجھے سب مل سکتے ہیں تو میں آج ہی اپنے آپ کو موت کے حوالے کرنے کو تیار ہوں اور اگر میری یہ مصیبت کسی اور ذریعے سے ٹل سکتی ہے تو اس کے لیے کوشش کریں میں ساری عمر آپ لوگوں کا احسان مند رہوں گا۔

تم میرے پاس کچھ روز رہو گے لڑکے اور تمہیں میرے احکامات پر عمل کرنا ہوگا میں اس سلسلے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرونگا واضح طور پر یہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں بابو نے سخت لہجے میں کہا۔ کیا۔ کشن نے سوال کیا تم کوئی سوال نہیں کرو گے اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے آپ کے پاس رکنے میں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے کشن جی۔ تو بس ٹھیک ہے نیاز احمد تو پھر آپ آرام کریں اور ایک دو ہفتے کے لیے اسے بالکل بھول جائیں جو کچھ بھی بولو گے کروں گا اس کے لیے نیاز احمد کھڑے ہو گئے اور بولے کشن بڑا وقت لیا ہے میں نے تمہارا اور بہت کچھ مانگ لیا ہے تم سے سوائے دعا کے میں اور کیا کر سکتا ہوں تمہارے لیے میں تو ایک معمولی سا انسان ہوں خدا کا گناہگار بندہ میری تو دعا میں بھی اثر نہیں ہے کہ وہ کسی کے کام آ جائے لیکن اس کے باوجود اپنے خدا سے مایوس نہیں ہوں اور بابو میاں بھروسہ رکھنا میری بیٹی اور میں تمہارے لیے دعائیں کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا اچھا تو کشن پھر مجھے اجازت دو ٹھیک ہے نیاز کام بھی دیا تو نے ہمیں تو ایسا کہ پورے بھروسے کے ساتھ نہیں کر رہے لیکن چنتا مت کرنا کشن نے ہوش سنبھالنے کے بعد تیری صورت دیکھی تھی اگر مر بھی گیا تو کوئی دکھ نہ ہوگا اور چنتا مت کرنا اس کے لیے جو کچھ بھی ہم سے بن پڑا کریں گے مگر سنو ایک بات کہے دیتا ہوں کہ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے اور جو کھو جائے اس کی ذمہ داری خود تم پر ہوگی۔ نیاز احمد اس کا چہرہ دیکھتے رہے پھر بولے وہ پاک ذات بڑا ہی غفور رحیم ہے اور بہتر ہی کرے گا پھر کشن نیاز احمد کو باہر تک چھوڑنے آئے ان کو چھوڑ کر آنے کے بعد کشن نے بابو سے کہا تم ابھی آرام کرو گے جیسے آپ کہو کشن جی۔ کشن اس بار کھنڈر میں واپس نہیں گیا تھا بلکہ ٹہلنے کے انداز میں دوسری طرف چلا گیا اور بابو بھی ساتھ ساتھ تھا پھر اس نے کہا بابو ہے نہ تمہارا نام۔ جی۔ دیکھو بابو ایک بات پورے خلوص سے کہنا چاہتا ہوں تم سے جو واقعات میرے علم میں آئے ہیں ان سے میں نے ایک اندازہ لگایا ہے میری حیثیت ایک حکیم سی ہے جو مریض دیکھتا ہے اس کے مرض کی تشخیص کرتا ہے اور اس کے لیے دوا تجویز کرتا ہے تم صاحب حیثیت ہو بے شک مانتا ہوں حالانکہ میرے اور تمہارے دھرم میں اختلاف ہے میرا دھرم کچھ اور کہتا ہے اور تمہارا دھرم کچھ اور لیکن کیا تم اس بات کو تسلیم کرنے سے کرنے سے انکار کرو گے کہ بعض اوقات مرض کی تشخیص کے لیے مریض کو کڑوی دوائیں بھی دینی پڑتی ہیں۔ ہاں بے شک۔ اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی اقسام ہوتی ہیں کوئی ایلوپیتھک ہوتا ہے کوئی ہومیوپیتھک اور کوئی جڑی بوٹیوں سے علاج کرتا ہے ہر ایک کا اپنا انداز ہوتا ہے میرا اپنا طریقہ علاج ہے میں تو وہ ہی کر سکتا ہوں کیوں نہیں۔ مجھ پر اعتماد رکھنا میرا تم سے کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے بس میں تمہاری صحت چاہتا ہوں اور جو چاہوں گا اس کے لیے کروں گا۔

میں جانتا ہوں آج بچر وار ہے تمہیں منگل وار تک انتظار کرنا ہوگا منگل کی رات کو تمہیں بہت سی مصیبت سے چھٹکارا مل جائے گا اور اس دوران تم یہاں رہو گے جہاں میں چاہے گھومو پھرو کچھ فاصلہ پر باغ ہے اس میں پھل لگے ہوئے ہیں کھیت بھی ہیں مکئی پک رہی ہے بھٹے بھون کر کھا سکتے ہو میں اپنے ہاں کا کچھ نہیں کھلاؤں گا تاکہ تمہیں اس سے کراہت ہو گی آپ بہت عظیم انسان ہیں کشن جی۔ بابو نے متاثر ہوتے ہوئے کہا اور کشن مسکرا دیا اور بولا زندگی بہت

تھوڑی ہوتی ہے بابو میاں چاہے جو کسی جیسے جی لے کچھ بھی کر لو مگر اسے مرنا ہوگا جیون بھر کسی محنت جو کچھ حاصل ہو جائے وہ تھوڑا ہوگا مگر اس کی طلب اور بڑھ جاتی ہے سب کچھ جان کر بھی وہ سب کچھ پانا چاہتا ہے وہ کام تو سارے کے سارے کر لیتا ہے مگر روح کی طلب بھی ایک چیز ہوتی ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے روح کی خوشی کے لیے کرتا ہے اور روح کے لیے محبت بھی بڑی چیز ہے احترام کرتا ہوں ان سے پیار کرتا ہوں یہ ایک مثالی دوستی ہے۔ بابو نے کہا ہاں تم کہہ سکتے ہو تم سمجھ گئے ہو گے میری بات اور ایک بات میں تمہیں بتا دوں۔

بابو میاں کہ کالی چرن جو کچھ بھی ہے مگر میرے علاقے اور میرے سامنے وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے ہمارے بیچ معاملہ اور ہے ہم ایک دوسرے سے نہیں لڑ سکتے ہیں ہمارے بیر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہیں کرتے اور سارا کھیل بیروں کا ہوتا ہے بیر ایک طرح سے ہمارے سپاہی ہوتے ہیں اس لیے بابو تم ایک ایک کوس کے بیچ جہاں چاہو گھوم پھر سکتے ہو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا ٹھیک ہے کشن جی اس کے علاوہ اگر آرام کرنا ہو تو اس کھنڈر میں کسی چھت کے نیچے آ کر آرام سے سونا بہتر ہے منگل کو ملوں گا اگر کوئی ایسی بات مجھ سے کرنا ضروری ہو تو کسی آدمی سے کہہ دینا وہ تمہیں میرے پاس پہنچا دے گا یہاں ضرورت مند آتے رہتے ہیں ان سے، زیادہ مت گھلنا ملنا اور رات کو کسی جاپ کرنے والے کے پاس نہ جانا وہ لوگ جو جوہڑ کے کنارے بیٹھے ہوتے ہیں میں خیال رکھوں گا بس میں اب جاؤں کشن نے پوچھا جی بابو نے کہا اور کشن اندر کھنڈر میں چلا گیا بابو نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک پتھر کے اوپر جا کر بیٹھ گیا دل و دماغ پر ایک سل سی رکھی ہوئی محسوس ہو رہی تھی یہ جو کچھ ہوا تھا اس کے بارے میں کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا لیکن دل و دماغ اپنے بس میں کہاں ہوتے ہیں اور یہ بس ۔۔ ہے کیا چیز سمجھنا مشکل ہے کچھ نہ کچھ آ ہی گھستا ہے دماغ میں اس کا راستہ کون روکے گا چنانچہ چشم تصور سے نیاز احمد کو واپس تانگے میں جاتے ہوئے دیکھا دل نے دعا کی کہ خدا خیر کرے کشن تو مضبوط ہے مگر نیاز احمد کالی چرن کی کہاں ہی سے واقف ہو گئے ہیں کہیں وہ کتا انہیں نقصان نہ پہنچائے مگر کیا کر سکتا تھا کچھ بھی تو نہیں کر سکتا تھا سارا دن بابو نے وہیں گزار دیا تانگے آ کر رکتے تھے اور اس سے مرد عورتیں بچے اترتے کشن کے پاس جاتے ملتے پھر نہ جانے کیا ہوتا وہ واپس چلے جاتے۔ بابو کو بھوک لگی اور وہ باغوں کی تلاش میں نکل پڑا اس کے لیے بابو کو زیادہ دور نہ جانا پڑا کوئی سو گز دور چلا ہی تھا کہ باغ نظر آ گیا سامنے ہی ہر چیز لگی ہوئی تھی بس شکم سیری کی بات تھی چنانچہ اس میں گزرا کر لیا احساس ہوا تھا کہ باغ کی مالی کی اجازت کے بغیر ایسا کر رہا ہے لیکن اور کون سے اقدار نبھائے جا رہے تھے اور یہ زخم ہمیشہ بے کل رہتے ہیں رات کو کشن کی ہدایت کے مطابق کھنڈر میں ایک جگہ جا گھسا اور زمین پر لیٹ کر سو گیا دوسرا دن دوسری رات پھر تیسرا دن اور تیسری رات ایک بار بھی بابو کو کشن نظر نہ آیا تھا البتہ اس کے چیلے چانٹوں سے دوستی ہو گئی تھی جاپ کرنے والوں کو بھی دیکھتا رہتا تھا کبھی کبھی بابو کو اپنی آرام گاہ میں راتوں کو بڑی بھیانک آوازیں سنائی دیتی تھیں تیسرا دن بھی تمام ہوا اگلا دن منگل تھا اس وقت شام کے کوئی سات بجے تھے اور کھنڈر کے آس پاس لوگ نظر آ رہے تھے سامنے ہی رنگین کپڑوں میں لپٹی ہوئی ایک عورت اپنے بچے کو کندھے سے لگائے بابو کے آگے آگے جا رہی تھی اس نے بابو کے قدموں کی چاپ کی آواز سنی اور رک گئی جب بابو اس کے قریب ہوا تو اس نے بابو کو آواز دی مہاراج سنئے مہاراج بابو رک گیا۔ اسے دیکھا پچکے گال تھے اور اس کے چہرے پر عجیب سی ویرانی تھی اس کے کندھے سے جو بچہ لگا سو رہا تھا وہ بالکل سوکھا ہوا تھا اور بانس جیسی اس کی باریک باریک پنڈلیاں تھیں باقی بدن بھی ایسا ہی تھا سر بالوں سے صاف تھا اور جسم کی نسبت اس کا سر بڑا نظر آ رہا تھا کیا بات ہے بابو نے پوچھا۔

اسے میری گود سے اتار دو اس نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ کیوں۔ اترتا بھی نہیں ہے میں اسے لیے لیے تھک گئی ہوں کوئی اور نہیں ہے تمہارے ساتھ کوئی نہیں ہے تم اسے تھوڑی دیر کے لیے لے لو میں تھک گئی ہوں ایک سال ہو گیا ہے ایک سال یہ میری گود سے نہیں اترتا بابو چونک پڑا عجیب سے الفاظ تھے وہ بابو کو دیکھ رہی تھی تم یہاں کیا کر رہی ہو کیا یہ بچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیمار ہے سوکھے کی بیماری ہے اسے مگر تم اسے لے لو تا ن وہ آگے بڑھ کر بابو کے پاس پہنچ گئی بابو مشکل کا شکار تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں اسی وقت بچے نے ماں کے شانے سے سر اٹھایا پتلی گردن گھمائی اور اس کا چہرہ سامنے آ گیا اس نے بابو کو دیکھ کر ایک آنکھ دبائی اور اس کے ہونٹوں سے سیٹی کی آواز جیسی بجا کر وہ شرارت سے مسکرایا مگر وہ چہرہ۔۔وہ چہرہ کسی بچے کا نہ تھا وہ ایک معمر آدمی کا چہرہ تھا معمر آدمی کا۔ وہ کالی چرن کے علاوہ کوئی نہ تھا کالی چرن جس کا بدن ایک بیمار مدقوق بچے کا بدن تو تھا مکمل بابو کے پورے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی رونگٹے کھڑے ہو گئے بابو انسان ہی تھا خوف تو فطرت کا ایک حصہ ہوتا ہے لاکھ سب کچھ جانتا تھا۔

بابو کافی حد تک نا قابل برداشت مناظر کا عادی ہو گیا تھا لیکن آپ خود تصور کریں کہ آبادیوں سے دور ایک ویران اور سنسان علاقہ جس کے چاروں طرف ہولناک سناٹا پھیلا ہوا ہو وہ کھنڈر بھی یہاں سے خاصا دور جہاں کیسے کیسے انسانی شکل کے لوگ نظر آ جاتے تھے سامنے ہی ایک پراسرار عورت جس کے انوکھے الفاظ کہ یہ بچہ سال ہا سال سے میری گود سے نیچے نہیں اترا اور پھر سوکھے کیکڑے جیسے ہاتھ پاؤں والا ایک بچہ جو عجیب شکل کا تھا بابو کو دیکھ رہا تھا چہرے پر خباثت اور شیطانی مسکراہٹ اور کالی چرن کا چہرہ تو بابو کا یہ حال نہ ہوتا تو کیا ہوتا بالآخر کالی چرن کسی نہ کسی طرح بابو کے سامنے پہنچ گیا تھا حالانکہ ابھی ہفتہ پورا نہیں ہوا تھا سارے دن گزر گئے تھے بس ایک دن باقی تھا اور کالی چرن آ دھمکا رھا کشن نے کہا تھا کہ اگر منگل کا دن گزر جائے تو وہ ان مصیبتوں سے نجات پا لے گا کشن کیا کرنے والا تھا لیکن ان دنوں تو ایک تنکے کا سہارا ابھی کافی ہوتا تھا کالی چرن نے ایک بار پھر سیٹی بجائی اور عورت سے بولا کہ مجھے نیچے اتار دو عورت کالی چرن کو اس طرح جھٹک کر پھینک دیا جیسے کسی بہت بڑی مصیبت سے نجات پائی ہو اور وہ بچہ زمین پر گر کر گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے چھوٹے بچے آہستہ آہستہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر اس کا بھیانک چہرہ مسلسل بابو کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا کیوں میاں جی کیسے ہو ارے ہم سے بچ کر سنسار میں کون سی جگہ جاؤ گے وہاں ہمیں ہی پاؤ گے تم نے تو نہ بلایا ہمیں مگر دیکھو ہم خود ہی تمہاری کتنی خبر رکھتے ہیں بابو کے پورے وجود میں چنگاریاں سی بھر گئیں دہشت تو پہلے ہی دل و دماغ میں منجمند تھی ہاتھ پاؤں بھی ساکت ہو گئے تھے لیکن اچانک ہی بابو کو ہوش آ گیا اور دوسرے لمحے میں بابو نے اس طرح دوڑنے لگا کہ شاید کوئی گھوڑا بھی اس وقت بابو کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا بابو نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا تھا بابو کے کان عجیب سی سرسراہٹیں سی رہے تھے اور بابو کو اندازہ ہو رہا تھا کہ کالی چرن اسی طرح گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل دوڑتا ہوا بابو کے پیچھے آ رہا تھا حالانکہ بابو اپنی اس رفتار کو نا قابل یقین کہہ سکتا تھا پھر چند ہی لمحات گزرے کہ کالی چرن ننھے سے بچے کی شکل میں دوڑتا ہوا بابو سے آگے نکل گیا کچھ دور جانے کے بعد اس نے دونوں ہاتھ پاؤں زمین پر پھیلائے اور پھر بابو نے دیکھا کہ اس کے سارے بدن میں سے پاؤں ہی پاؤں نکل آئے وہ مکڑی کی شکل اختیار کرتا جا رہا تھا ان سروں پر لمبے لمبے بال اگ آئے تھے اور پری بدن کالی چرن کا تھا اور اس مکڑی کا سائز بلاشبہ کوئی ڈھائی فٹ کے دائرے میں تھا کالی چرن کی خونخوار آنکھیں اب بھی بابو کو دیکھ رہی تھیں بابو نے رخ تبدیل کیا تو وہ پھر بابو کے ساتھ دوڑنے لگا لیکن اب وہ اپنے سارے ہاتھ پیروں سے دوڑ رہا تھا۔ بابو کے ہوش و حواس گم تھے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آگے کیا ہوگا لیکن کسی نہ کسی طرح بابو ان کھنڈرات تک پہنچ جانا چاہتا تھا اور بالآخر وہ کالی چرن کو چکمہ دے کر کھنڈرات کے نزدیک پہنچ گیا جہاں مدہم روشنیاں نظر آ رہی تھیں کشن بھی باہر آ گیا تھا وہ جوہڑ جس کے کنارے لوگ بیٹھے جاپ کر رہے تھے قریب آ گیا تھا اور دفعتہ ہی بابو نے جوہڑ کے کچھ فاصلے پر کشن کو کھڑے دیکھا وہ اپنے مخصوص انداز میں ساکت کھڑا ہوا تھا پھر بابو نے پلٹ کر دیکھا تو کالی چرن مکڑی کے روپ میں بابو کے قریب آتا جا رہا تھا اور چند لمحات بعد وہ بابو کے بالکل قریب آ گیا بابو دہشت سے چیختا ہوا کشن کے بالکل قریب جا کھڑا ہوا تھا کشن نے بابو کا بازو پکڑ لیا۔ اور کالی چرن کو دیکھنے لگا کالی چرن بھی آن کی آن میں ان کے قریب پہنچ گیا۔

اس نے بابو سے نگاہیں اٹھا کر کشن کو دیکھا اور اس کے بعد سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا اب اس کے دو ہاتھ اور دو پاؤں ہی تھے اور وہ اپنے اس روپ میں تھا اس روپ میں بابو نے اسے پہلی بار دیکھا تھا یعنی جوگی کے روپ میں کشن بھی اسے دیکھ رہا تھا پھر کشن کے ہونٹوں سے مدہم سی آواز نکلی کالی چرن۔۔ کشن سے اپنا نام سن کر اس کی نگاہیں اب کشن پر جمی ہوئی تھیں بڑی بڑی سرخ آنکھیں اس کی آنکھوں سے سرخ دھاریں بہنے لگیں جیسے اس کی آنکھوں سے خون میں شے ابل کر نیچے گر رہی تھی اور اس کے پیر بھیگتے جا رہے تھے تھوڑی دیر بعد اس کے منہ سے آواز نکلی اوہ پاپی چھچھوڑے کالے دھرم کا کھائے ہے اور دھرم ہی کے مقابلے میں آتا ہے تیری یہ مجال تیرے یہ ڈھکوسلے کون سی بیڑی کے ہیں رے کون سی بیڑی کے بیڑی بدم شنگھا کشن نے جواب دیا۔

تو کیا پھر تو کھنڈولا بن گیا ہو کیوں رے کھنڈولا ہے نا تو۔ میں کھنڈولا کہاں راس ہوں تیرا ارے واہ رے واہ داس۔۔ داس بنے ہے اور شنگھا کی برابری کر رہے ہے سنگھا کو دوے ہے ارے تیرے کالے دھرم نے تجھے یہ نہیں بتایا کہ ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے ہمارا راستہ بند کرنا چاہتا ہے ارے تیرے اپنے راستے بند نہیں ہوتے تھے اس سے اگر تو اسے خراب کر دیتا اور ہم کھنڈولا بن جاتے تو تیرا کیا نقصان ہوتا ایک کھنڈولا سو شنگھا کی رکھشا کرتا ہے سنکھا ہزاروں بیڑیوں کے کام آتا ہے تو اپنی بیڑ خراب نہیں کر رہا تھا ارے تیری بیڑی والے تو راستہ دے دیتے ہیں اور تو ارے اور دھرم داس تجھ سے کہہ رہا ہوں میں تو اپنا دھرم خراب کر رہا تھا اس کے ہاتھوں۔۔ جانتا ہے تو یہ کل منگل کو کیا کرتا اس کا خیال یہ تھا کہ یہ سنکھا کو دھوکا دے رہا ہے شنکھا کو نقصان پہنچا رہا ہے مگر شنکھا اس سے بہت بڑا ہے ارے بلا اپنے بیرون کو ڈرا ان سے بھی حساب کتاب کر دیں بلا رے بلاتا کیوں نہیں ہے ارے کہاں ہو تیری بیڑ کے بیروں کہاں ہو سامنے تو آؤ اپنے مالک کا کھیل دیکھو کالی چرن چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔ بابو کو محسوس ہو رہا تھا کشن نے بابو کا بازو چھوڑ دیا تھا اب اس کے بازو سیدھے ہو گئے تھے پھر چند لمحوں میں ہی بابو نے کچھ عجیب و غریب شکلیں دیکھی ان کے قد ڈھائی اور تین تین فٹ کے تھے اور کچھ انسانی معلوم ہو رہے تھے کالے سیاہ کسی کے کان ہاتھیوں کے کان جیسے کسی کی سونڈ لٹکی ہوئی تھی کسی کی سونڈ نکلی ہوئی تھی وہ سب کے سب بے لباس تھے اور اچھلتے ہوئے چلے آ رہے تھے عجیب سا منظر تھا وہ کوئی دس بارہ ہوں گے سارے کے سارے سامنے آ کھڑے ہوئے اور پھر ان کے منہ سے آواز نکلی اکھنڈ شنکھا پدم سنکھا۔ وہ سارے کے سارے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئے اور دونوں ہاتھ آگے رکھ لیے یہ منظر تھا عجیب و غریب دماغ چٹخا دینے والا بابو کی آنکھیں دہشت و خوف سے پھٹی جا رہی تھی دل کی دھڑکنیں بند ہو چکی تھیں زبان خشک تھی اب بابو کو احساس ہو رہا تھا کہ خوف کی انتہا نے بدن کو پتھرا دیا تھا کان سن سکتے تھے دماغ بھی کام کر رہا تھا سب باتیں اس کی سمجھ میں آ رہی تھیں لیکن اعضا اس طرح ساکت ہو گئے تھے یہ سب کیا جنجال تھا۔

کالی چرن کی آواز پھر ابھری اس سسرے کے بیر بنے ہو تم اس کے بیر ہو جو اپنے ہی دھرم کو خراب کئے دیوے ہے ارے تو سن رہا ہے بڑے دھرم والے سے تیرا کیا ساتھ ارے ارے او دیندار تو اس کے جال میں پھنسا تھا تو اسے اپنا ہمدرد سمجھتا تھا اس کے جسم میں گندہ خون ہے جس کے بارے میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا اور پھر کل منگل کو وہ خون تیرے شریر میں تیرے بدن میں یہ ناپاک خون اتر جاتا اور تو بھی پھر ناپاک ہو جاتا اور پھر تو میرے کسی کام کا نہ ہوتا۔ اور یہ مہاں تیر بیڑا سوچتا تھا کہ گندا خون پلا کر تجھے مجھ سے بچا لے گا اور اس کے بعد ہم خود تیرا پیچھا چھوڑ دیں مگر پھر تیرا دھرم کا کیا ہوتا تو پھر اپنے دھرم کا نہ رہتا جو تیرا دھرم ختم کرنے پر تلا ہوا تھا تو اس کے جال میں پھنسا ہوا ہے ارے اگر ایسے ہی دھرم کھونا تھا تو ہم کیا برے تھے تو ہمارا کام کرتا اور بعد جاتے کے تیرے گھر والوں کو وہ کچھ مل جاتا کہ سنسار میں اس کے لیے پھول ہی پھول ہوتے تو اس کے ہاتھوں اپنا دھرم گنوانا چاہتا تھا تیرا وہ حال ہوتا کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا اور تو اپنے دھرم سے دور ہو جاتا یہی ارادہ تھا اس کا۔ ارے ایسے ہی اپنا دھرم خراب کرنا تھا تو اس دو ٹکے کے بیڑ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکر میں کیوں پھنسا مان لے ہماری بات اور پالے سارے سنسار کو بول ابھی موقع ہے مگر ٹھہر پہلے تیرے اس مددگار کا کریا کرم کریں پہلے اسے اس کے حال پہ پہنچا دیں ارے اوبیرو اور دھیرو جاؤ اپنا کام کرو جاؤ ڈوب مرو جوہڑ میں چلو چلو ہم حکم دے رہے ہیں تمہیں زمین پی بٹی ہوئی مخلوق بین کرنے لگی وہ رو رہے تھے پیٹ رہے تھے اپنا سر دھن رہے تھے بال نوچ رہے تھے اور کشن کو خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

کشن اب بھی خاموش اور ساکت کھڑا تھا پھر خوب رونے پیٹنے کے بعد وہ سارے کے سارے اٹھے اور اس کے بعد انہوں نے ایک ایک کر کے اس کالے کیچڑ کے جوہڑ میں چھلانگیں لگا دیں ایسا لگتا تھا جیسے وہ خودکشی کر رہے ہوں بابو اب ایک خاموش تماشائی کی طرح یہ سارے منظر دیکھ رہا تھا کشن پتھرایا ہوا کھڑا تھا ان عجیب و غریب لوگوں کے غائب ہو جانے کے بعد کالی چرن کشن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ہاں رے تیری بیڑی والے بول اب تیرا کیا کریں۔ ہم چھوڑ دین تجھے یا سزا دیں تجھے بول کیا تھا تیرے پاس اسے دینے کے لیے اس کا دھرم خراب کرتا تو صرف اس لیے ناں کہ پھر یہ ہمارے کام کا نہ رہے یہی منصوبہ تھا تیرا ناں۔ ہاں پدم شنکھا کشن نے جواب دیا پدم شنکھا میرے بچپن کے دوست نے مجھ سے کہا تھا ارے بچپن کا دوست تجھ سے یہ کہتا ہے کہ اپنا دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو جا تو تو ہو جاتا کیوں ہاں کالی چرن اگر وہ سچ مچ یہ کہتا تو میں اس کی یہ بات بھی مان لیتا یہی سننا چاہتا تھا ناں تو تیرے منہ سے ہمیں یہی سننا تھا ارے کالے دھرم کو بدنام کرنے والے تیرا اب زندہ رہنا اچھا نہیں ہے پتہ نہیں کب بہک جائے کب بھٹک جائے یہ کہہ کر کالی چرن نے اپنے مختصر سے لباس میں ہاتھ ڈالا اور اس میں سے شیشے کی گول سی بوتل نکال لی تھی کشن کے بدن میں کپکپاہٹ طاری ہونے لگی کالی چرن نے بوتل کو کشن کی طرف ایسے جھٹکا جیسے کسی چیز کے چھینٹے دیئے جتے ہیں کشن کے پیروں میں لوہے کی ایک زنجیر جکڑ گئی ہے کالی چرن نے بوتل پھر جھٹکی تو کشن کے دونوں ہاتھ بھی پیچھے جا بندھے کشن چیخنے لگا کالی چرن چھوڑ دے مجھے شما کر دے مجھے مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اب میں ایسا نہیں کروں گا ارے دال روٹی کھانے دے کالی چرن مجھے بھی اب تیرے راستے میں نہیں آؤں گا شما کر دے مجھ سے بھول ہو گئی بھول ہو گئی تو بھگت باؤلے یہ تیری غلطی کی وجہ سے یہ سسرا تو چٹ پٹ ہو جاتا اور ہمارے ہاتھوں سے نکل جاتا اس کی اوقات کیا ہے۔ ہمارے سامنے کیا ہے یہ بڑا میاں جی کا پلا بنا پھرتا ہے اور سب کچھ بتا دیا تو نے اسے یہ ہمارا کیا بگاڑے گا اور تو کب تک سینہ پھلائے پھرتا ہے چل آ جا تو بھی آ جا اپنی جون میں آ جا اپنی جگہ۔۔ معاف کر دے کالی چرن معاف کر دے کشن بری طرح تڑپنے لگا مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہا تھا پاؤں نہیں ہٹا سکتا تھا وہ اپنی جگہ سے اس کے دونوں پاؤں جکڑے ہوئے تھے اور وہ زمیں پر بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا کالی چرن نے اسے دیکھا۔ اور کچھ منہ ہی منہ بڑبڑایا اور پھر کشن کی طرف پھونک ماردی کشن کے بدن کی کیفیت سے ایسا ہی اظہار ہوا جیسے اچانک ہی وہ آگ میں گھر گیا ہو اس نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا ایسی بھیانک چیخیں تھی کہ کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے کشن دہشت سے چیخ رہا تھا اور اس کا بدن عجیب سے انداز سے رنگ بدلتا جا رہا تھا یہ رنگ پیلا ہوا پھر نارنجی اس کے بعد سفید ہو گیا بالکل یوں لگا جیسے کشن جل کر راکھ ہو گیا ہو سفید سفید راکھ اب اس کی آواز بھی گند ہو گئی تھی پھر دفعتہً ہی اس کے بدن سے سفید سا دھواں ہونے لگا اور کالی چرن نے شیشی کا ڈھکن ہی کھول دیا دھویں نے بل کھایا اور پتلی سی لکیر کی شکل میں شیشی کے اندر داخل ہو گیا۔

بابو کے حواس وہوش گم تھے آنکھیں یہ منظر دیکھ رہی تھیں اور بابو کے جسم میں کوئی بھی جنبش نہیں تھی یہ سب کچھ یہ سب کچھ ایک انوکھے خواب کی مانند تھا سارا دھواں سمٹ کر شیشی میں بھر گیا تو کالی چرن نے شیشی میں ڈاٹ لگائی اور اس کے بعد پوری قوت سے شیشی جوہڑ میں پھینک دی کوئی آواز نہیں ہوئی تھی وہ جو جوہڑ کے کنارے جاپ کر رہے تھے نجانے کب اٹھ کر بھاگ گئے تھے غالباً ان خوفناک بیروں اور خوفناک آوازوں نے انہیں ان کے جاپ سے چونکا دیا تھا اور وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے یہاں پر اور کوئی نہیں تھا سوائے کالی چرن کے اور بابو کے کالی چرن سامنے کھڑا

مسکراتی ہوئی نگاہوں سے بابو کو دیکھ رہا تھا اور پھر بولا دیکھ لیا اپنے مددگار کا انجام اب بول تو کیا چاہتا ہے ہاں بول اب کیا کہے گا تو بابو نے کچھ کہنے کے لیے اپنے ہونٹ ہلائے لیکن آواز حلق سے باہر نہیں نکلی تھی بابو پھٹی پھٹی آنکھوں سے کالی چرن کو دیکھ رہا تھا کشن کا یہ انجام اس کے لیے بڑا ہی دردناک تھا کالے علم کا ماہر تھا بے ہندو لیکن بابو کے لیے انسانیت کے سب دروازے کھول دیئے تھے وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتا تھا وہ سب کچھ بابو نہیں جانتا تھا کالی چرن کی زبانی سن کر کہ وہ منحوس خون پلا کر کالی چرن کے لیے بابو کو نا قابل قبول بنانا چاہتا تھا۔

بابو کو کراہٹ تو ہوئی تھی یقیناً بابو اس سے اور ناپاک ہو جاتا تو بابو بھی کبھی خوش نہ ہوتا بے شک وہ کالی چرن کی مصیبت سے اور اپنے ایمان کے لیے تو بابو نے اب تک یہ مصائب برداشت کیے تھے بابو کو یقین تھا کہ کشن نے خلوص دل سے جتنا وہ جانتا تھا کوششیں کر ڈالی تھی کالی چرن کی زبانی وہ سن رہا تھا او۔ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا بابو کی سمجھ میں آ گیا تھا لیکن اسکے باوجود بابو کو کشن کی اس حالت پر افسوس تھا کالی چرن بابو کے نزدیک آیا اور اپنی اس مکرو مسکراہٹ کے ساتھ بولا عقل آ رہی ہے اب شاید تجھے ارے چنتا کاہے کی کرے ہے بوا۔۔ سنسار دے دوں گا تجھے سارا سنسار دے دونگا بس ایک بار صرف ایک بار میری بات مان کر میرا کام کر دے بتا رے نا بول کیا تیار ہے نہ جانے کس طرح بابو کے منہ سے آواز نکلی کالی چرن کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔ نہیں کالی چرن اچانک بابو کی آواز صاف ہو گئی ارے کس کی نسل ہے رے تو کس کی نسل ہے ارے کب مانے گا پاپی کب مانے گا کتنا انتظار کرائے گا ہمیں دل نہیں بھرا تیرا ہاں ابھی بھی نہیں بھرا کچھ اور چاہیے تجھے ہاں کالی چرن مجھے کچھ اور چاہیے سچ مچ مجھے کچھ اور چاہیے کہ میں تیری اس خواہش کو کبھی پورا نہیں ہونے دونگا کالی چرن تو دیکھنا آزما لینا اپنے آپ کو موت دے سکتا ہوں اور تو مجھے موت تو دے سکتا ہے یہ کام تیرے لیے بہت آسان ہے میں یہ بھی جانتا ہوں لیکن تو میرے ارادے کو نہیں بدل سکتا کوشش کر لے کالی چرن کوشش کر کالی چرن اچانک زمیں پر بیٹھ گیا اور بری طرح اچھل کود کرنے لگا بڑا ہی بھیانک لگ رہا تھا وہ اس انداز میں غالباً یہ اس کے جنون کا انداز تھا وہ بہت دیر تک زمیں پر لوٹتا رہا اس کے بعد سیدھا کھڑا ہو گیا پھر اسنے کہا آخری بار آخری بار کہہ رہے ہیں مان لے۔۔ دیکھ مان لے۔۔ ورنہ نقصان اٹھائے گا لعنت ہے تیری صورت پر کالی چرن لعنت ہے تیری صورت پر تو مجھے کیا مجبور رکھ سکے گا کوشش کر لے جتنی کی جا سکتی ہے تجھ سے جتنی کوشش تجھ سے کی جا سکتی ہے کر لے اور اب میں چلتا ہوں ہلنا مت اپنی جگہ سے کہہ دیا ہم نے ہلنا مت وہ بولا اور دفعتہً ہی بابو کے پاؤں اپنی جگہ ساکت ہو گئے کالی چرن کی قوتیں بابو کے اوپر کارگر ہو رہی تھیں لیکن اس کا بس بابو کے دل و دماغ پر نہیں چل سکتا تھا بابو کے ارادوں کو نہیں تبدیل کر سکتا تھا ی بابو کی مرضی پر ہی منحصر تھا کہ وہ اس کی بات مانے یا نہ مانے کالی چرن ایک بار پھر زمیں پر بیٹھ گیا وہ ایک بار پھر مکڑی کے روپ میں آ گیا تھا مکڑی کی طرح اس کے ہاتھ پاؤں اگ آئے تھے اور وہ خونی نگاہوں سے بابو کو دیکھ رہا تھا پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کچھ اور آگے بڑھا اور بابو کی رانوں تک پہنچ گیا تھا تھوڑی سی دیر بعد وہ اس کی رانوں پر چڑھ رہا تھا اور بابو کے پورے وجود میں سرد لہریں دوڑ رہی تھیں لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا اس میں اتنی جان کہاں تھی کہ کالی چرن کو مکڑی کے روپ میں اپنے آپ سے اتار سکے اور نہ ہی بابو کے پاؤں ساتھ دے رہے تھے بس بابو ساکت کھڑا رہا اور وہ آہستہ آہستہ بابو کے چہرے کے بالکل قریب پہنچ گیا اس کے بعد اس نے اپنے باریک نوکیلے دانت بابو کی گردن میں پیوست کر دیے بابو کو شدید تکلیف کا احساس ہوا بدن میں سوئیاں سی چبھیں لیکن بابو اسے اس کے ایسا کرنے سے نہ روک سکا نجانے کیا کر رہا تھا وہ کم بخت بابو نے سوچا اور وہ اسی طرح بابو کی گردن سے چمٹا رہا اور تھوڑی دیر بعد نیچے اتر گیا گردن میں ٹیس سی اٹھ رہی تھی بابو ہاتھ اٹھا کر گردن مسل بھی نہیں سکتا تھا۔

کالی چرن نے پھر روپ بدل لیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور بولا بہت کچھ جان لیا ہے تو نے ہمارے بارے میں لڑکے ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا چند کئے جا اور تقدیر کے ستم اٹھائے جا ہم پھر تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جب بھی ہمارا کام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے کا من کر جائے ہمیں یاد کر کے آواز دے دینا تجھ سے دور ہی کتنے ہوتے ہیں ہم آجائیں گے۔ اور کھلی چھوٹ ہے تجھے جو من چاہے ہمارے خلاف کر پر تو کچھ نہ کر پائے گا ہم تجھ سے کہہ دے رہے ہیں جا دیکھ سنسار کو کیسا ہے یہ بڑا اچھا لگے گا تجھے ہم پھر ملیں گے تجھ سے جب ضرورت ہوگی کالی چرن نے کہا اور رخ تبدیل کر کے وہاں سے آگے بڑھ گیا جیسے ہی اس نے اپنا رخ تبدیل کیا۔

بابو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا بدن پھر سے متحرک ہو گیا ہو اور پہلا کام بابو نے یہی کیا کہ اپنی گردن کے اس حصے کو ملنے لگا جس میں شدید ٹیسیں ہو رہی تھی بابو نے سوچا کہ نجانے اس نے کیا کر دیا تھا گردن کے اس حصے کو چھوتے ہی ٹیسیں اٹھنے لگی کچھ کچھ ذہن میں آتا جا رہا تھا آہ بے چارہ کشن ختم ہو گیا تھا پتہ نہیں نیاز احمد کا کیا ہو میری وجہ سے کہیں وہ بھی اس کالے جادو کے ماہر کے عتاب کا شکار نہ ہو جائیں اگر ایسا ہو گیا تو میں اپنی مصیبت میں تو تھا ہی نیاز احمد کا خدشہ اور دل میں پیدا ہو گیا تھا بابو نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں یہاں رکنا تو اب بے مقصد تھا بابو سوچنے لگا کہ جوہڑ میں جا کر اس شیشی کو تلاش کر سکتا تھا پر یہ ساری باتیں بابو کی سمجھ سے باہر تھیں بس وقت نے نجانے کیسی کیسی بے تکی چیزیں دکھائی جنہیں میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا بابو کھنڈرات سے واپس چل پڑا دل میں نیاز احمد کا خیال بھی تھا اور اپنی تکلیف کا بھی بابو چلتا رہا اسے بے دھیانی کا عالم سا تھا حالانکہ کافی فاصلہ طے کر کے تانگے میں بیٹھ کر یہاں آئے تھے لیکن بابو چلا جا رہا تھا وہ سوچنے لگا کہ نیاز احمد کی خیریت مل جائے بس اس کے بعد اس طرف کا رخ نہیں کروں گا میری نحوتیں نجانے کس کس کو ڈسے گی جس کے دل میں بھی محبت کا تھوڑا بھی جذبہ میرے لیے ابھرے گا اور وہ میری نحوست سے واقف ہو جائے گا خدا کرے کہ نیاز احمد صحیح سلامت ہوں نجانے سفر کب تک جاری تھا اس کا بابو کو کوئی اندازہ ہو رہا تھا دیوانگی کا عالم تھا نجانے کتنا سفر طے ہو گیا تھا پھر بابو کو روشنیاں نظر آگئی مدھم مدھم روشنیاں آبادی کے ہونے کا نشان تھیں بابو شہر کی حد میں داخل ہو گیا شہر میں داخل ہوا تو بابو سوچنے لگا کہ یہ سب تو اجنبی اجنبی ہے۔۔۔ وہ جگہ۔۔۔ وہ جگہ تو نہیں تھی وہ آبادی تو نہیں تھی جہاں نیاز احمد رہتے تھے کہیں میں راستہ بھٹک کر کسی اور سمت نہ آگیا ہوں اتنے دن میں تھوڑا بہت تو اندازہ تھا اور یقینی طور پر یہ نیاز احمد کی بستی نہیں تھی بابو کا دل چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے صبح ہونے میں شاید تھوڑی دیر رہ گئی تھی بابو کو ایک درخت نظر آیا اور بابو اس کے نیچے جا بیٹھا درحقیقت بابو کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ہچکیاں بندھ گئیں۔ بابو دیر تک اپنے آپ کو سنبھالے رکھا اور وہ سوچنے لگا کہ کشن کے ساتھ قیام کے دوران اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملا وہ بس درختوں کے پھل وغیرہ پر اپنا گزارہ کرتا رہا تھا اس وقت بابو کی بھوک کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی ابھی صبح میں کچھ دیر باقی تھی اور ابھی تک فجر کی آذان بھی نہ ہوئی تھی بابو نے اپنے آنسو خشک کئے گردن کی تکلیف کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اپنی جگہ سے کافی دور چلنے کے بعد بابو کو ایک جگہ روشنی سی نظر آئی یہ کوئی چھوٹا سا جھونپڑا ہوٹل تھا اور تندور پر روٹیاں لگ رہی تھیں ان تمام چیزوں کو دیکھ کر بابو کی بھوک نے کچھ زیادہ ہی شدت اختیار کی کہ بے اختیار بابو کے قدم اس جانب بڑھ گئے چند افراد کاموں میں مصروف تھے غالباً منہ اندھیرے ہی سب تیاریاں کر لی گئی تھیں گاہکوں کے آنے میں ابھی دیر تھی پیسے نام کی کوئی چیز بابو کے پاس موجود نہ تھی لیکن دل مچل رہا تھا وہ کرنے پر آمادہ ہو گیا جو کبھی نہیں کیا تھا بابو ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا کھانا کھانا چاہتا ہوں بابو نے کہا بیٹھو اندر بیٹھ جاؤ تیار ہے بابو تھڑے پر بیٹھے ہوئے بھاری جرکم شخص نے کہا مسافر ہوں بھائی بابو نے کہا بیٹھو اندر بیٹھ جاؤ اس نے نرمی سے اشارہ کیا اور بابو جا بیٹھا رمضان دیکھ بابو کو اس شخص نے زور سے کہا اور دبلا پتلا آدمی بابو کے پاس پہنچ گیا۔

بولو بابو کھانا لے آؤں بھائی بابو نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور وہ آوازیں لگانے لگا بابو کا دل دھڑک رہا تھا کہ چلو پیٹ کا تو دوزخ بھرے گا مگر اس کے بعد جو بے عزتی ہوگی اس کا احسان تھا ان لوگوں کی نرمی کیا اختیار کر جائے گی بابو سوچنے لگا کہ آہ کبھی ایسا نہیں کیا تھا دل رو رہا تھا مگر یہ لمحے بھی میرے تقدیر میں لکھے تھے گرم گرم خمیری روٹی اور

سرخ تار والی نہاری کیا لذت دے رہی تھی بیان نہیں کر سکتا تھا کاش میرے پاس کچھ تو ہوتا وہی دے کر ان لوگوں کو مطمئن کر سکتا کھانا کھا لیا اور دو روٹیاں ختم ہو گئیں پیٹ میں پتہ نہ چلا بابو نے اسے اور کھانا لانے کے لیے کہا چھ پلیٹ سالن اور بارہ روٹیاں تک تو کام چل گیا حالانکہ بابو کے ہر آڈر لانے والے کے چہرے پر حیرت پھیل جاتی جب بابو نے اور لانے کو کہا تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے بابو کو خوفزدہ نظروں سے دیکھا اور بولا یہ سب کہاں جا رہا ہے بابو۔ ایں۔ بابو چونک پڑا۔ دیکھنے میں تو معمولی لگتے ہو کوئی پہلوان ہو کیا اور کھانا لا سکتے ہو۔ میں کیا تم پوری دیگ کھا جاؤ اور وہ آگے بڑھ گیا اور تھڑے پر بیٹھے ہوئے شخص سے کچھ کہا تھا۔

وہ بھی چونک کر بابو کو دیکھنے لگا تھا دونوں میں سے ایک جا کر دو پلیٹ سالن اور چھ روٹیاں لے آیا اس کے احساس دلانے پر بابو بھی چونک پڑا تھا اور اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کتنا کھا چکا ہے مگر اب بھی بابو کا پیٹ نہیں بھرا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا بابو کو کہ اس نے کچھ کھایا نہ ہو۔ آہ۔ یہ کیسی افتاد آپڑی ہے مجھ پر نہ جانے کتنی پلیٹ گوشت کی چکھا تھا مگر بارہ روٹیاں بابو کو تعداد یاد تھی مگر بابو کے ہاتھ دو کے اور وہ ان پلیٹوں پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگا۔ مگر پھر بھی بابو کی بھوک نہ مٹی بابو نے کھانا لانے والے کی تلاش میں دوڑائیں مگر وہ کہیں کھسک گیا تھا پورے ہوٹل نما جھونپڑے میں کوئی بھی نہیں تھا سب بھاگ چکے تھے وہ بابو کو جن بھوت سمجھ کر سب بھاگ گئے تھے پانی کا بھرا ہوا جگ رکھا تھا بابو نے گلاس میں پانی انڈیل کر پیا اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگا کہ کھانا بھی کھا لیا اور عزت بھی بچ گئی بابو سوچنے لگا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر وہ بھی کیا کرتا بھوک جو بے قابو ہو رہی تھی اس کے بعد بابو باہر نکلا اور بستی کی طرف چل دیا سوچتا جا رہا تھا کہ پتہ نہیں کہ اس کا یہ سفر کب ختم ہوگا اور لبنیٰ اسے کیسے ملے گی پتہ نہیں وہ کس حال میں ہوگی اور کیسے حالات سے گزر رہی ہوگی چلتے ہوئے بابو کو اچانک کوئی چمکتی ہوئی رینگتی ہوئی چیز نظر آئی جب بابو نے غور کیا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ یہ تو وہ سنہری ناگن تھی جس کی بابو نے جان بچائی تھی اور اس نے بھی بابو کی جان بچائی تھی اور وہ بابو کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی تھی بابو سوچنے لگا کہ آخر یہ سنہری ناگن چاہتی کیا ہے پھر بابو رینگتی ہوئی سنہری ناگن کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور بابو کے یوں اچانک آجانے سے چلتی ہوئی سنہری ناگن رک گئی اسے رکتا ہوا دیکھ کر بابو بالآخر جو کوئی بھی ہو آخر کیوں میرے پیچھے پیچھے لگی ہوئی ہو جاؤ جا کر اپنی زندگی گزارو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس نے بھی میرا ساتھ دیا وہ میری نحوست کا شکار ہو گیا تم چلی جاؤ یہاں سے یہ کہہ کر بابو پھر بستی کی طرف چل دیا تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے اپنے پیچھے رینگتے پایا پھر بابو سر جھٹک کر چل دیا بابو ابھی بستی کے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ مسجد سے فجر کی اذانیں ہونا شروع ہوگئی اذانیں سن کر بابو کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے بابو کے دل میں نجانے کیا آئی کہ اس کے قدم پھر مسجد کی طرف بڑھنے لگے ساتھ ہی مسجد تھی مسجد کے آگے ایک درخت تھا جس کے نیچے شاید کوئی فقیر بیٹھا ہوا تھا جو شاید اذان کی آواز سن کر بیٹھ گیا تھا اور مسجد میں نمازی آنا شروع ہو گئے بابو جیسے ہی درخت کے ساتھ سے گزر کر مسجد میں داخل ہونے لگا تو اسے پیچھے سے فقیر کی آواز سنائی دی اتنی ٹھوکریں کھا چکا ہے تو اسے پیچھے سے اس فقیر کی آواز سنائی دی اتنی ٹھوکریں کھا چکا ہے اب بھی سنبھل جا اللہ سے لو لگا لے سب مشکل آسان ہو جائے گی بابو نے سوچا کہ شاید فقیر ایسے ہی بول رہا ہے اور بابو مسجد کے اندر داخل ہو گیا وہ وضو کیا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور سجدے میں گر کر اللہ سے گڑگڑا کر دعا مانگنے لگا روتا جاتا اور دعا مانگتا جاتا۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے وسیلے سے مجھے معاف فرما دے۔ یا اللہ میرے گناہ میری غلطیاں میری کوتاہیاں درگزر فرما۔ یا اللہ ایک جانے انجانے میں بھول ہو گئی تھی۔ یا اللہ اس بھول کو بھول سمجھ کر معاف فرما۔ یا اللہ مجھے سیدھی راہ دکھا دے مجھے میری لبنیٰ سے ملا دے تھک چکا ہوں چلتے چلتے مجھے آسرا نصیب فرما۔ آمین۔ دعا مانگ کر جب بابو اٹھا تو اس کا چہرہ آنسوؤں میں تر تھا نماز پڑھ کر دعا مانگ کر بابو خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا اس کے بعد بابو مسجد سے باہر نکل کر جانے لگا تو پھر آواز سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنی ٹھوکریں کھا چکا ہے اب بھی سنبھل جا اللہ سے لو لگا لے سب مشکل آسان ۔۔ بابو نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی نہ تھا بابو کی نگاہ درخت کے نیچے پڑی تو وہاں فقیر کو لیٹے ہوئے پایا بابو کے دل میں فقیر کو دیکھ کر نجانے کیا آئی کہ وہ آواز کو بھول کر فقیر کی طرف بڑھا اور لیٹے ہوئے فقیر کے پاؤں دبانا شروع کر دیئے فقیر نے بابو کو زور سے لات ماری اور بابو کو لات مارتے ہوئے کہا تو اور کہا۔

ٹھیک طرح سے دبا پاؤں ورنہ ایسی لات ماروں گا کہ عقل ٹھکانے آجائے گی بابو پھر اچھی طرح پاؤں دبانے لگا تھوڑی سی خاموشی کے بعد فقیر بولا کہ انسان اندھیرے میں کھڑا ہو کر سوچتا ہے کہ وہ کسی کو نظر نہیں آئے گا جو بھی کام کرے ہاں پر اسے کیا پتہ جو سب کائنات کا مالک ہے اور رہم سب کا رب ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں جتنا بھی چاہے وہ چھپا لے جی بابا جی آپ نے ٹھیک کہا۔ کیا جی جی لگا رکھی ہے تم بھی سنبھل جاؤ کیوں کہ ابھی تم نے بہت سا سفر کرنا ہے اور تجھے اپنی بیوی لبنیٰ چاہیے ناں تو جا جلدی سے کالی باؤلی کے اندر ہے تیری بیوی لبنیٰ ناگ راجہ ابھی تیری بیوی کو ناگ بھون لے کر نہیں گیا ہے تمہاری بیوی اس وقت ناگ راجہ کے چیلے کرویلا کے اس اس کی دنیا کالی باؤلی کے اندر ہے اگر ایک بار تمہاری بیوی ناگ بھون چلی گئی تو ناممکن تو نہیں پر مشکل ضرور ہوگی فقیر بابا کے منہ سے اپنی بیوی لبنیٰ کا نام سن کر بابو حیران ہوتے ہوئے بولا بابا جی پر وہ ۔۔ کچھ نہیں یہ لو تعویذ اپنے گلے میں لٹکا لو ہر شیطانی شر سے تمہیں محفوظ رکھے بابو نے وہ تعویذ اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے پوچھا کہ بابا جی پر کالی باؤلی ہے۔ کہا بیوقوف اندھے تمہارے پیچھے تو ہے کالی باؤلی اور بابو حیران و پریشان ہو کر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا بابو کے پیچھے کا منظر بدل چکا تھا جہاں پہلے مکان تھے اب وہاں چٹیل میدان تھا اور درمیان میں ایک کنواں تھا اور بابو نے جب فقیر کی طرف دیکھا وہ فقیر وہ درخت اور مسجد سب غائب تھے اب وہ چٹیل میدان تھا بابو کو فقیر کے بات یاد آگئی اب بھی موقع ہے لبنیٰ کو بچانے کا اگر وہ ناگ بھون چلی گئی تو بہت مشکل ہو جائے گی بابو کو شدید پیاس ستانے لگی تھی حلق بابو کا سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا مگر بابو رکا نہیں تھا اور چلتا رہا حتیٰ کہ بابو کو سامنے ذرا فاصلے پر دھریک کے درختوں کے قریب ایک سیاہ پتھروں کی منڈیر والا کنواں نظر آگیا تھا بابو کے اندر ہلچل سی مچنا شروع ہوگئی تھی بابو کے دیرینہ مقصد کے حصول کی پہلی سیڑھی بابو کو نظر آگئی تھی بابو کے اندر کا جوش اور حوصلہ ہوا ہوں ہے لگا بابو نے گردو پیش کا جائزہ لیا اور تیز تیز قدموں سے باؤلی کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ابھی بابو باؤلی سے ذرا ہی فاصلے پر تھا کہ اچانک آسمان پر سیاہ گھٹا چھا گئی اور تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنا شروع ہو گئے مگر وہ باؤلی کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا ادھر آن کی آن میں بادلوں کے گرجنے کی آواز دل ہلا دینے والی ابھری اور دیکھتے ہی دیکھتے طوفانی ہواؤں کے جھکڑ کے ساتھ ساتھ دھواں بارش کا بھی آغاز ہو گیا بابو سارا بھیگ چکا تھا طوفانی ہوائیں بابو کے قدم اکھیڑنے لگیں بابو کا تو اب ایک قدم بھی آگے بڑھانا دوبھر ہو گیا تھا مگر بابو نے ہمت نہ ہاری اور شوریدہ سر دہ ہواؤں کے یہ طاغوتی بگولے بابو کے وجود کو اٹھا کر کہیں دور پھینک دیں گے بابو کالی باؤلی کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا بابو نے جیسے ہی کنویں کی سیاہ منڈیر پر اپنا ہاتھ جمایا یکدم جیسے ہر طرف خاموشی چھا گئی پل کے پل طوفان بادو باراں نہ صرف تھم گیا بلکہ ایسے غائب ہو گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا اب وہی ماحول تھا وہی منظر تھا آسمان بالکل صاف تھا ویسے ہی اب چمکیلی دھوپ نکلی ہوئی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا بابو ہونٹ بھینچ کر تلخی سے مسکرا دیا تھا کیوں کہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ اس مردود کالی چرن یا ناگ راجہ کے چیلے کی ہی حرکت ہو سکتی ہے بابو سوچنے لگا کہ کیا خبر یہ میری نظر تک ہی محدود تھا بہر طور بابو نے تعویذ پر ہاتھ دھرا اللہ کا نام لیا اور منڈیر پر چڑھ گیا نیچے گہرائی تک تاریکی ہی تاریکی تھی اور ایک سیڑھیاں نیچے اندھیرے میں گم ہو رہی تھیں کنویں کی گہرائی دیکھ کر بابو کا دل ہولنے لگا جی میں آیا کہ وہ واپس بھاگ ۔ جائے مگر پھر دوسرے ہی لمحے لبنیٰ کا رخ روشن چشم شوق میں ابھرا تو بابو کے اندر یوں آپ ہی آپ ایک عجیب سی قوت عود کر آئی پھر بابو نے دل مضبوط کیا اور جیسے ہی سیڑھیوں میں اپنا ایک قدم اتارا اندر کویں کی تاریک گہرائیوں سے ایک گونجیلی آواز ابھری۔

خبردار اندر اترنے کی غلطی مت کرنا ورنہ ساری عمر اس کی تاریک گہرائیوں میں پڑے سڑتے مرتے رہو گے اب بھی وقت ہے کہ واپس لوٹ جاؤ کنویں کی اس تاریک گہرائیوں سے ابھرنے والی اس گونجدار آواز کو بابو نے اندازے سے پہنچان لیا تھا کہ یہ آواز ناگ راجہ کے چیلے کرویلا کی ہو سکتی تھی مگر بابو اب کہاں رکنے والا تھا لہذا بابو نے دوسرا پاؤں بھی سیڑھیوں پر ٹکا دیا اور نیچے اترنا شروع ہو گیا اور اترتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ سیڑھیوں کے آخری سرے تک جا پہنچا مگر کنویں کی تہہ یا زمین تک پھر بھی پاؤں نہیں پہنچے تھے اب تو بابو بر سٹ ہٹا یا۔ اوپر دیکھا تو کنویں کا روشن سرا بہت چھوٹا اور خاصا اونچائی پر نظر آرہا تھا نیچے تاریکی تھی گھٹا ٹوپ تاریکی ۔۔ پھر بابو نے اللہ کا نام لیا اور سیڑھیوں کے اختتامی حصے سے چھلانگ لگا دی تھی۔

بابو نیچے ہی نیچے گرتا چلا گیا۔ کبھی الٹا تو کبھی سیدھا اور کبھی سر کے بل تو کبھی ہوا میں قلابازیاں کھاتا تاریک گہرائیوں میں گرتا چلا گیا جیسے کوئی قصر فنا تھا جس کے اندر بابو گرتا چلا جا رہا تھا اب تو بابو کے حواس بھی ساتھ چھوڑنے لگے تھے بابو کا دل ہولنے لگا تھا اور حلق سے اضطراری طور پر چیخیں بھی خارج ہونے لگی تھیں مگر کنویں کی گہرائی تھی کہ کسی بھی طور پر ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی بالآخر بابو ہوش و خرد کی دنیا سے بالکل بیگانہ ہو گیا اور بابو کو کچھ ہوش نہ رہا۔ دوبارہ بابو کی آنکھ کھلی تو اس کی سماعتوں میں پانی کا شور سا سنائی دیا شب موجوں کی روانی ہموار آواز بابو کو محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم پانی سے بھیگ گیا ہو بابو نے آنکھیں کھولی مگر اسے اپنے چاروں طرف گھٹا ٹوپ تاریکی کے سوا کچھ نظر نہ آیا بابو کو یوں لگا جیسے وہ کسی گیلی زمین پر پشت کے بل لیٹا تھا بابو باہر پانی کے قطرے بھی ٹپک رہے تھے ذرا دیر بعد بابو کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئی تو بابو کو بالکل مدھم روشنی کا احساس ہوا ایک عجیب گھٹن سی محسوس ہوئی بابو نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا تو اچانک بابو کا سر ریتلی چھت سے ٹکرایا قطرہ قطرہ بابو پر گرنے والا پانی اس چھت سے گر رہا تھا پھر بابو نے کیچڑ زدہ زمین میں رینگتے ہوئے اپنا رخ مدھم روشنی کے مخراج کی طرف کیا تو سامنے بابو کو ایک طویل قوس کی صورت میں چھجا نظر آیا جس کے باہر مدھم روشنی بابو اس قبر نما سیلیس زدہ سے ماحول سے جلد از جلد نکل جانا چاہتا تھا کیچڑ سے بابو کے کپڑے لتھڑے ہوئے تھے اور بالآخر بابو نیم روشن سرے پر پہنچ گیا اب بابو کو سانس لینے میں بھی دشواری نہیں ہو رہی تھی مگر پھر بھی بابو ایک عجیب سی گھٹن کا احساس ہو رہا تھا قبر نما زمیں سے ابھرنے کے بعد بابو اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور حیران و پریشان چاروں طرف دیکھنے لگا بابو کے چاروں اطراف عجیب سی روشنی تاریکی چھائی ہوئی تھی مگر اس مدھم اور پراسرار سی روشنی کا مخرج بابو کو کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ چاند کی روشنی تھی یا سورج کی ایک عجیب سی ویرانی اور سناٹے کا راج تھا سامنے سمندر کی طرح پانی پھیلا ہوا تھا اور اس کے بعد گھور تاریکی تھی ساحلی ریت پر کھڑے بابو حیران و پریشان نظر سے ساحل کے کنارے ریت کے ٹیلوں کے پراسرار ہیولوں کو دیکھ رہا تھا بابو کو تو آسمان بھی اوپر نظر نہیں آرہا تھا بس ایک تاریکی تھی مستقل قائم اور آباد رہنے والی گھنگھور تاریکی اس ہولناک ماحول تھا ہر طرف سناٹے کا راج تھا نہ بندہ تھا نہ بندے کی ذات حتیٰ کہ ایک معمولی سا چھوٹا سا چرند پرند تک دکھائی نہیں دے رہا تھا اچانک بابو کے سامنے سمندری پانیوں کی سطح پر ہلچل سی ہوتی نظر آئی بابو چونک کر مذکورہ سمت دیکھنے لگا بابو کے دل و دماغ کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی کچھ ہو جائے گا جیسے کوئی ناقابل یقین انہونی پانی کی سطح اب پرسکون ہو گئی بابو سمجھا شاید کوئی بڑی مچھلی باہر آنے والی ہے بابو کے ساحل کے ساتھ ساتھ آگے قدم بڑھائے تو اچانک پانی کی پرسکون سطح میں ایک بار پھر زبردست ہلچل ہوئی بابو ٹھٹھک کر مذکورہ سمت دیکھنے لگا تب دوسرے ہی لمحے بابو کو پانی کی سطح پر کوئی شے ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی بابو کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور بھنور پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی اس عجیب شے کو دیکھنے لگا وہ شے ذرا قریب آئی تو بابو جی جان سے لرز اٹھا وہ کسی جانور کا لمبوترہ چہرہ تھا جس کی دو بڑی بڑی ابھرواں آنکھیں بابو کو اپنی طرف گھورتی ہوئی صاف نظر آرہی تھی مگر مچھ بابو کے ٹھٹکے ہوئے ذہن میں یہ نام ابھرا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بابو نے فوراً یہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا اور ابھی بابو نے قدم بڑھایا ہی تھا کہ ساحل کے قریب چھپاکے کی آواز ابھری اور دوسرے ہی لمحے میں جیسے بابو اپنی جگہ بت بنا کھڑا رہ گیا تھا وہ تھا تو مگرمچھ مگر اتنا بڑا بابو نے اپنی ساری زندگی میں اور غیر معمولی جسامت کا مگرمچھ نہیں دیکھا تھا وہ کسی چھپکلے کی طرح رینگتا ہوا اپنا غار جیسا منہ پھاڑے بابو کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا اس کے لمبے اور نوکیلے دانت قوی ہیکل چوڑے جبڑوں کے اندر ارے پتھروں کی طرح جھانک رہے تھے اس کی کھال بہت موٹی تھی۔

بابو نے دوڑ لگا دی وہ قوی ہیکل مگرمچھ بھی ساحلی ریت پر دھپنا دھپ کرتا دوڑا چلا آ رہا تھا۔ بابو کی سانس پھول گئیں مگر اس وقت خوف نے بابو کے اندر عجیب سی طاقت بھر دی تھی مگرمچھ کسی پرانے دور کے بھاری بھرکم عفریت کی طرح دوڑتا بابو کے پیچھے آ رہا تھا اگر بابو گر جاتا تو وہ چشم زدن میں بابو کو اپنے غار ایسے بھیانک جبڑوں میں دبوچ کر سالم نگل جاتا کہ جلد ہی بابو نے محسوس کیا کہ اس کا اور مگرمچھ کا فاصلہ بتدریج گھٹتا جا رہا تھا وہ قوی جسامت ہونے کے باوجود خاص تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا جلدی ہی بابو کو یہ روح فرسا احساس ہونے لگا کہ وہ کسی بھی وقت بے دم ہو کر گر پڑے گا اگر جلد ہی کوئی محفوظ پناہ گاہ نہ ملی تو۔۔ لہٰذا اب بابو نے بجائے سیدھا دوڑنے لگا اور بائیں طرف مڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ ذرا فاصلہ پر نظر آنے والے بدپیٹ مٹی کے تودوں اور چٹانوں کی طرف دوڑ لگا دی اور پھر ایک اونچے تودے پر چڑھ گیا جس کی سطح نمی اور پانی کے عجیب نظر نہ آنے والے رساؤ کی وجہ سے پھسلوان ہو رہی تھی بابو بمشکل اونچائی تک پہنچ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا پھر عقب میں دیکھا تو وہ دیوتا مگرمچھ اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا بابو نے ایک جگہ زیادہ ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور پہاڑی تودے کے دوسری طرف چلا گیا یہاں سے بابو کا پاؤں پھسلا تو وہ لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹی سی پتھریلی راہگذار پر آن گرا مگرمچھ کے فرانے دار غرانے کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں بابو کو ڈر لگا کہ کہیں وہ دیوزاد مگرمچھ اس راستے نہ آ کر اسے دبوچ لے بابو ہمت کر کے اٹھا اور ساحلی چٹانی تودوں کے درمیان بنے ٹیڑھے میڑھے سیلن زدہ پر آگے بڑھنے لگا مگر ساحل چٹان کا سلسلہ تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا بالآخر بابو تھک ہار کر ذرا ستانے کے لیے ایک جگہ بیٹھ گیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا وہی منحوس تاریک ہیولے تھے اور تاریک آسمان۔۔۔ پتہ نہیں آسمان تھا بھی کہ نہیں دور خلا میں تو بابو کو تو کچھ نہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا ماسوائے اندھیروں کے عجیب سا تاریک ماحول تھا بابو سوچنے لگا کہ آخر وہ پراسرار کھنڈر تک کیسے پہنچ پاؤں گا جہاں ناگ راجہ کے چیلے گرولا نے لبنیٰ کو قید کر رکھا تھا نجانے وہ منحوس کھنڈر کہاں تھا اور کس مقام میں تھا بہرطور بابو مایوس نہیں ہوا تھا کیوں کہ وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ یہاں ہی لبنیٰ ہے اور فقیر بابا گرویلا کے کھنڈر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا کہ وہ اب کھنڈر تک بھی پہنچ جائے گا بابو سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ یہاں رات ایسی ہو یہ سوچ کر بابو کچھ مطمئن ہوا اور بابو نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر یہاں رات کا وقت ہے تو پھر اسے یہ رات ادھر ہی گزارنی چاہیے تھی بہرطور بابو یہی دعائیں مانگنے لگا کہ کاش یہاں بھی دن رات کا سماں ہو ورنہ تو مشکل پڑھ جائے گی اگر یہاں مستقل اندھیرے نے راج ڈالے رکھا تو مصیبت ہو جائے گی بہرطور بابو اللہ کا نام لے کر لیٹ گیا پھر نجانے کب اس کی لگ گئی اور وہ گہری نیند میں ڈوب گیا آنکھ کھلی تو بابو کو چبھن کا احساس ہوا پھر دوسرے لمحے یہ دیکھ کر بابو کی خوشی کی انتہاں نہ رہی کہ چاروں طرف دن کا اجالا جگمگاتا ہوا دکھائی دیا بابو آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا لیکن بابو کو سورج کہیں نظر نہ آیا ہر بابو کو دھوپ کا احساس ہو رہا تھا یہ دن کی روشنی تھی جو چاروں اطراف پھیلی ہوئی تھی بابو کے لیے یہی کافی تھا ورنہ تو بابو کو یہاں کے تاریک ماحول سے بڑی وحشت سی ہونے لگی تھی موجوں کا شور بھی بابو کی سماعتوں سے ٹکرانے لگا تھا بابو جلدی سے اٹھا اور وہی ساحل کی طرف بڑھا وہاں کا ماحول بھی۔

اب روشن ہو چکا تھا حد نگاہ تک بیکراں سمندر پھیلا ہوا تھا مگر اس کا پانی قدرے سیاہی مائل تھا بابو کی پیاس شدید ہو گئی بابو کے بدن اور کپڑوں پر کیچڑ لگا ہوا تھا بابو ریت پر دوڑتا ہوا سمندر کے کنارے پر آ گیا اور یہاں بابو کے گھٹنوں تک پانی تھا بابو نے کپڑوں سمیت غسل کیا اور اپنے کپڑے اور بدن سے کیچڑ صاف کیا اور تھوڑا چلو بھر کر اسے دیکھا تو بابو کو اس کا ذائقہ نمکین سا لگا بابو نے اسے پینے کا ارادہ ترک کر دیا نجانے کیسا پانی تھا کہیں اسے پی کر میرے پیٹ میں درد نہ شروع ہو جائے بابو اس قوی ہیکل مگرمچھ کا بھی ڈر تھا کہیں وہ کم بخت دوبارہ نہ نکل آئے اس لیے بابو جلدی جلدی نہا دھو کر دوبارہ ریت پر آ کر بیٹھ گیا۔

بابو کو اب ایک نئی پریشانی نے آن گھیرا تھا اور وہ تھی صاف اور میٹھا پانی اس کے بعد خوراک یہ دونوں چیزیں بابو کی بقا کے لیے لازمی تھیں چنانچہ بابو نے چٹانوں کے دوسری سمت جانے کا ارادہ کیا اور کھڑا ہو اتمیں چالیس قدم تو بابو ساحلی ریت پر سمندر کے کنارے کنارے چلتا رہا تو کافی آگے جا کر بابو کو ساحلی چٹانون کے عقب سے کچھ درخت جھانکتے ہوئے دکھائی دیئے بابو کی خوشی کی انتہاں نہ رہی بابو اب دوڑنے لگا پھر چٹانوں کے درمیان بنی ہوئی ٹیڑھی میڑھی سنگلاخ راہ گزر سے ہوتا ہوا دوسری طرف آ گیا سامنے عجیب وضع کے درختوں اور خودرو جھاڑیوں کا خاصا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا بابو رکے بغیر چلتا رہا حتیٰ کہ جنگل کے قریب پہنچ کر رک گیا یہاں عجیب سی خاموشی طاری تھی پرندوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور نہ ہی کوئی اور ذی نفس نظر آ رہا تھا۔ بابو اللہ کا نام لے کر اس پراسرار جنگل میں داخل ہو گیا یہاں ہرے بھرے درختوں اور خودرو جھاڑیوں کے علاوہ رنگا رنگ خوشنما پھول بھی نظر آ رہے تھے درختوں پر عجیب طرح کے پھل لگے ہوئے تھے تنے آبنوسی رنگت کے تھے بابو ایک درخت پر چڑھا اور ایک موٹی سی شاخ کو زور زور سے ہلایا تو مالٹا جیسا پھل زمین پر آن گرے بابو جلدی سے نیچے اترا اور وہیں زمین پر بیٹھ کر ایک پھل کو ہاتھ میں پکڑا اور اس میں دانت گاڑ دیئے اندر سے اس کا گودا سفید رنگ کا تھا پھل خوش ذائقہ تھا بابو نے ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا کھاتا چلا گیا اس سے کسی حد تک بابو کی پیاس بھی بجھ گئی اور خاصی حد تک شکم سیری بھی ہو گئی بابو نے دو تین پھل مزید کھائے اور کچھ بابو نے جیبوں میں بھی بھر لیے اور پھر آگے چل پڑا تقریباً نصف گھنٹہ مسلسل چلتے رہنے کے بعد دوبارہ پہاڑیاں دکھائی دیں مگر ان پہاڑیوں کی ڈھلانیں سبزے سے ڈھکی ہوئی تھیں بابو ذرا دیر ستانے لگا اور پھر آگے چل پڑا کافی دیر بعد جب بابو سبزے سے ڈھکی پہاڑیوں کے قریب پہنچا تو اس نے ہری ہری دوب نما گھاس کو چھو کر دیکھا عام گھاس کی طرح نرم اور ملائم تھی بابو میں پہاڑی پر چڑھنے کی سکت نہ تھی بابو نے اس امید پر کہ اس کے متوازی آگے چلنا شروع کر دیا کہ شاید سنگلاک رہگذر ان کے درمیان موجود ہو اور نظر آ جائے بابو چند قدم چلا تھا کہ بابو کی امید بھر آئی ایک خاص چوڑی دراز نما راہگذر بابو کو نظر آئی تھی بابو فوراً اس کی طرف بڑھا اور اس میں داخل ہو گیا خاصہ تنگ دراز تھی روشنی کا گزر بھی بمشکل ہی ہو رہا تھا مگر بہرحال کس حد تک ماحول روشن تھا بابو اللہ کا نام لے کر چل پڑا دراڑ ذرا ہی آگے جا کر کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب مڑ رہی تھی مڑ رہی تھی بابو بھی چلتا رہا اچانک بابو کو ایک آواز آئی بابو نے سر اٹھا کر سنگلاخ بلندیوں کی طرف دیکھا تو بابو کو کوئی نیچے جھانکتا ہوا دکھائی دیا وہ تھوتھنی نما کسی کا سر تھا بابو نے بغور اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگا تو وہ اچانک غائب ہو گیا بابو کا دل یکبارگی کسی انجانے خوف میں دھڑکا تھا بابو چند ثانیے سر اٹھائے بدستور سنگلاخ بلندیوں تک دیکھتا رہا شاید وہ تھوتھنی والا عجیب سر دوبارہ نظر آ جائے مگر وہ دوبارہ نظر نہ آیا بابو نے آگے قدم بڑھائے آگے ایک تنگ موڑ کاٹتے ہی بابو کی سامنے نظر پڑی اور بابو بری طرح ٹھٹھک کر رک گیا پھر سامنے کا منظر دیکھ کر بابو کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں ایک لمحے کو تو بابو کو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آیا کہ وہ جو دیکھ رہا ہے وہ خواب تھا یا حقیقت۔ بابو کی حیرت سے پھیلتی ہوئی آنکھیں سامنے ذرا ہی فاصلہ پر دراز کی پتھریلی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے کھڑی لبنیٰ کو دیکھے جا رہا تھا وہ بابو کی محبت بابو کا سکون اور بابو کے دل کا قرار تھی۔

وہ بھی بابو کی طرف ہی دیکھ رہی تھی اس بار اس کے چہرے سے سوگواری اور اداسی نہیں ٹپک رہی تھی وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اس کے تراشیدہ یاقوتی لب جوش جذبات سے لرزاں تھے جھیل سی گہرائی اور کجراری آنکھوں میں ملنے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تڑپ تھی دیپ روشن تھے لبنیٰ کو اچانک اور بالکل غیر متوقع طور پر سامنے پا کر بابو کو دم بخود ساعتوں میں امید کے سنگھ گونج رہے تھے لبنیٰ بے اختیار بابو کے لبوں سے نکلا تھا اور ساتھ ہی بابو نے اس کی جانب جیسے عالم بے خودی میں قدم بڑھا دیئے اس نے بعد بابو کو اپنی ریشمی اور مہربان بانہوں میں بھرنے کے لیے دونوں بازو وا کر دیئے۔ مم۔۔ مم۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے لبنیٰ کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور تم میرے سامنے ہو بابو فوراً انگیز خوشی میں لبنیٰ کو دیکھے جا رہا تھا لبنیٰ بھی بہت خوش اور پُرمسرت دکھائی دے رہی تھی وہ بھی خوشی سے لبریز ہو کر بولی ہاں بابو مجھے یقین نہیں آ رہا ہے تم میری خاطر یہاں تک پہنچ سکتے ہو۔

میں نے تو تجھے حاصل کرنے کی قسم کھا رکھی تھی لبنیٰ۔۔ بابو اس کے حسین چہرے کی طرف دیکھ کر محبت پاش لہجے میں بولا تمہاری خاطر لبنیٰ میں تو آگ میں بھی کود سکتا ہوں اس سے پہلے لبنیٰ میں تمہارے گم ہو جانے کی صورت میں تمہاری یاد میں خواب میں ملا کرتا تھا اور اب دیکھ لو لبنیٰ میری محنت رنگ لے آئی اور ہم ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہیں آؤ اب ہم چلتے ہیں بابو۔۔ نہیں لبنیٰ ابھی نہیں جانا۔۔ لبنیٰ یوں تو تمہیں حاصل کرنا میرا اہم مقصد تھا مگر میں اس شیطان کے پجاری کرویلا کو کسی قیمت پر بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔۔ لبنیٰ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ وہ پُراسرار کھنڈر کہاں ہے جدھر وہ کرویلا رہتا ہے بابو نے دیکھا کہ اس کی بات پر لبنیٰ کے چہرے پر عجیب سا رنگ آ گیا ہو جیسے بات بنانے کے انداز میں بولی۔۔ بابو اس مردود کو دفع کرو آؤ ہم یہاں سے بھاگ چلیں بابو کو اس کی بات پر پہلی بار حیرت ہوئی تاہم بابو نے کہا آخر کیوں لبنیٰ۔ چھوڑو نہ ان باتوں کو میں تمہیں مل گئی ہوں آؤ اب چلتے ہیں یہ کہہ کر وہ بابو کو اپنے ساتھ لے کر ایک تاریک غار کے سامنے لے آئی پھر وہ ذرا رکوع کے بل جھک کر اندر داخل ہو گئی بابو حیران و پریشان باہر کھڑا رہا تو وہ اندر گونجیلی آواز میں بولی بابو اندر آ جاؤ مگر کیوں لبنیٰ اندر کیا ہے بابو نے باہر کھڑے کھڑے ہی اس سے کہا تو وہ بولی یہاں سے ہماری دنیا تک جانے کا راستہ نکلتا ہے آؤ جلدی کرو بابا متذبذب سا آگے بڑھا اور ذرا جھک کر اندر داخل ہو گیا لبنیٰ ایک دیا ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھڑی تھی اندر سے کھوہ کافی کشادہ تھی اور اس کی پتھریلی چھپ بھی کافی اونچی تھی مگر یہ دیکھ کر بابو کو حیرت ہوئی کہ کھوہ میں آگے کوئی دوسرا راستہ نہ تھا بابو نے لبنیٰ سے پوچھا آگے تو مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا ہے ہم کہاں جائیں وہ بابو کی بات سن کر مسکرائی ذرا رات ہونے دو اس کے بعد اس کی دیوار خود ہی شق ہو جائے گی پھر ہم اس میں داخل ہو کر واپس اپنی دنیا میں پہنچ جائیں گے بابو اس کی بات پر عجیب سی الجھن کا شکار ہو گیا تھا تاہم بابو نے اس سے کہا کہ میں کرویلا کو کیفر کردار تک ضرور پہنچانا چاہتا ہوں اور میں اسے ضرور پورا کروں گا چلو لبنیٰ مجھے بتاؤ کہ وہ مردود اس وقت کہاں ہے بابو کے اٹل ارادے پر لبنیٰ کے چہرے کے تاثرات متغیر سے ہو گئے اور پھر اس نے کہا اچھا ٹھیک ہے میں تمہیں وہاں تک ضرور لے چلوں گی لیکن یہ تو ضرور بتاؤ کہ کرویلا سے کس طرح مقابلہ کرو گے میرے پاس اللہ کی طاقت مدد اور یہ تعویذ ہے بابو نے مسکرا کر کہا اور فخر کے ساتھ لبنیٰ کو اپنے گلے میں لٹکے ہوئے فقیر بابا کے دیئے ہوئے تعویذ دکھائے بابو نے دیکھا کہ لبنیٰ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے جانے کیوں لبنیٰ کے یہ انداز و اطوار بابو کو مختلف نظر آ رہے تھے وہ مسکرا کر بابو کے قریب آئی اور بولی۔۔۔۔

اچھا تو یہ دونوں تعویذ اتار کر تم ایک طرف رکھ دو اور تھوڑا آرام کرو میں بھی تمہارے ساتھ یہاں آرام کرنا چاہتی ہوں بابو حیرت سے اس کا منہ تکنے لگا اس کی آنکھوں میں عجیب سا نشہ تیر رہا تھا رکھ دو ناں یہ اتار کر یہ دونوں تعویذ بابو تم نہیں جانتے ہو میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں تمہارے بچے کی ماں بھی بننے والی ہوں جس طرح تم میرے لیے تڑپتے رہے ہو اس طرح میں بھی تمہاری جدائی میں کڑھتی رہی ہوں پُتر تب پہلی بار بابو کی چھٹی حس نے اسے کسی انجانے خطرے سے خبردار کیا تو بابو نے فوراً گلے میں ڈالے ہوئے بابا فقیر کا دیے ہوئے تعویذ کو اپنی بیوی لبنیٰ کے بدن سے لگایا تو اگلے ہی لمحے لبنیٰ کی ایک دلخراش چیخ گونجی اور بابو سے دور ہو گئی پھر بابو نے ایک روح تک کو لرزا دینے والا منظر دیکھا

کیا دیکھتا ہے کہ سیک اندام لبنیٰ کا چہرہ یکلخت سیاہ پڑنے لگا اس کی آنکھوں کے دیدے پھیل کر باہر کو ابل آئے ستواری ناک غائب ہو چکی تھی اور اس کی جگہ دو بہت بڑے سوراخ جھانکنے لگے تھے اوپر نیچے کے دونوں ہونٹ بھی سکڑ کر اندر کی طرف کھینچ گئے تھے اور اب ان کی جگہ لمبے لمبے نوکیلے دانت نظر آ رہے تھے جن سے تازہ اور سرخ سرخ خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں اس کے مکروہ چہرے پر ان گنت دراڑیں پڑنے لگی تھیں دونوں کان پیچھے کی طرف کو مڑ گئے تھے ہاتھ کے انگلیوں کے ناخن بھی لمبے ہونے لگے تھے وہ کوئی بدروح تھی جو لبنیٰ کے روپ میں دھوکے سے بابو کے تعویذ اتروانا چاہتی تھی بابو نے اپنی خوفزدہ سی کیفیت پر قابو پایا اور جلد ہی سے کھوہ کے اندر سے باہر نکل آیا اور ایک طرف دوڑ لگا دی عقب سے اس خوفناک بدروح کے ڈراؤنے قہقہے دور تک بابو کا پیچھا کرتے رہے تب تک بابو بھاگتا رہا جب تک بابو کی سانس نہ پھول گئیں پھر بابو ایک پہاڑی کی پتھریلی دیوار سے پشت لگائے ستانے بیٹھ گیا تھوڑی دیر میں بابو اپنی پھولی ہوئی سانس بحال کرتا رہا اب شیطانی قہقہوں کی آواز معدوم ہو چکی تھی۔

بابو نے اللہ کا نام لیا اور آگے بڑھ گیا خدا خدا کر کے یہ پہاڑی سلسلہ ختم ہوا تو سامنے چٹیل لق و دق میدان نظر آیا دن کی روشنی چاروں طرف پوری طرح پھیل چکی تھی مگر جب بابو نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنا چاہا تو وہ دبیز کہر اور دھند کے سوا بابو کو کچھ نظر نہ آیا بابو نے اس چٹیل میدان کو عبور کرنے سے پہلے اپنے پاس موجود زر رس دار پھر کھائے پھر آگے چل پڑا بابو آگے ہی آگے بڑھتا رہا چلتا رہا جدھر تک جاتا ذرا دیر کو ستانے کے لیے بیٹھ جاتا اور ذرا ہی دیر بعد تازہ دم ہو کر دوبارہ چل پڑتا اس طرح چلتے رہنے کے باوجود بھی میدان ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا حتیٰ کہ ایک بار پھر چاروں طرف اندھیارے سے چھانے لگے بابو کا دل نہ جانے کیوں ہولنے لگا اور بابو قدرے سہم کر وہیں بیٹھ گیا اور رفتہ رفتہ اس ویران ماحول میں اترنے والے اندھیروں کو خاموشی سے دیکھنے لگا پھر بابو کے دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف گھور تاریکی چھا گئی پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ آس پاس کا ماحول پھر روشن ہونے لگا لیکن اسے بہر حال دن کا اجالا نہیں کہا جا سکتا تھا یہ چمکیلی سی پُراسرار طلسماتی روشنی تھی اور مدہم مدہم سی تھی جیسے دور کہیں چاند نکل آیا ہو مگر وہ نظر نہیں آ رہا تھا بڑی عجیب دنیا تھی یہ شاید۔ بابو اس دنیا کی منحوس گہرائیوں میں اتر آیا تھا یہ احساس ہوتے ہی جانے کیوں بابو کے پورے بدن میں خوف کی سرسراہٹ دوڑ گئی ایک عجیب سی سنسنی کا احساس ہونے لگا تھا بابو دم بخود سا اس ویران اور ہولناک ماحول میں بیٹھا رہا پھر بابو کی آنکھیں نیند سے پُر ہونے لگیں بابو وہیں بھربھری مٹی والی زمین پر لیٹ گیا پھر جانے کب نیند کی دیوی بابو پر مہربان ہوئی اور وہ سو گیا اچانک بابو کی آنکھ کھلی لیٹے لیٹے بابو کو یوں لگا جیسے اس کے جسم پر تعداد چیونٹیاں رینگ رہی ہوں بابو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تو دہشت سے بابو کا چہرہ فق ہو گیا بابو کے بدن پر ان گنت موٹے موٹے سروں والے سرخ رنگ کے چیونٹے رینگ رہے تھے بلکہ بابو کے بدن پر ہی نہیں بابو کو زمین پر بھی ان کی فوج ظفر موج سی رینگتی ہوئی نظر آئی وہ پاگلوں کی طرح دوڑ پڑا اور ساتھ ہی ساتھ دونوں ہاتھوں سے اپنے جسم اور کپڑوں پر چمٹے ہوئے موٹے موٹے چیونٹوں کو بھی جھٹکتا جاتا چند نے تو بابو کو کاٹ بھی لیا تھا بابو کو بے اختیار جھرجھری سی آ گئی تاہم بابو نے بہت جلد ان خونی چیونٹیوں سے نجات حاصل کر لی اور وحشت زدہ ہو کر دوڑنے لگا پھر کافی دور جا کر کھڑا ہو گیا اور زور زور سے ہانپنے لگا یہاں امن تھا نجانے یہ کم بخت کہاں سے آن وارد ہوئے تھے بلکہ یہ تو بابو کو قبروں میں رہنے والے مردہ خور چیونٹے لگ رہے تھے بابو یہ سوچ کر پھریری سی آ گئی کہ یہ کم بخت، مجھے کوئی مردہ سمجھ کر تو کاٹنے نہیں لگے تھے بہر طور میں وہیں بیٹھ گیا نیند پھر اچانک بابو کی آنکھوں سے اب کوسوں دور تھی۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا بابو دم بخود سا بیٹھا رہا تب پھر اچانک بابو چونکا وہ ایک عجیب سی آواز تھی بالکل مدہم سی سرسر کرتی سرسراتی ہوئی آواز جو بابو کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ ایک دیو قامت اور بڑی خوفناک مکڑی تھی اس کی لانبی لانبی ان گنت ٹانگیں تھیں اور ان پتلی پتلی غلیظ ٹانگوں کے آغاز مرکز میں ایک فٹ بال جتنا اس کا بڑا سر تھا جن پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ابھری ہوئی دومڑ کے دانوں جیسی بڑی بڑی کالی آنکھیں بابو کو گھور رہی تھیں بابو کو یہ مکڑی دیکھ کر کالی چرن یاد آ گیا کہ وہ بھی مکڑی کے روپ میں آیا تھا بہر حال مکڑی کی آنکھوں سے نیچے منہ اس کا چھوٹا سا تھا مگر دو اوپر اور نیچے اس کے بڑے بڑے ڈنگ نما دانت صاف نظر آ رہے تھے اتنی بڑی مکڑی بابو نے پہلی بار دیکھی تھی بابو کو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کسی قدیم دور میں موجود تھا سمندر پر ملنے والے جسم مگر مچھ پھر غیر معمولی جسامت کے موٹے موٹے چیونٹے اس کے بعد یہ دیوزاد مخلوق دیکھ رہا تھا۔

ایک تو وہ تنہا بھی تھا بابو بھلا تنہا اتنی بڑی مکڑی کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا بابو کو اپنی جانب متوجہ پا کر اب تیز تیز اپنی پتلی مگر مضبوط ٹانگیں چلاتی ہوئی اس کی طرف بڑھنے لگی بابو اس قدر دہشت زدہ ہو گیا تھا کہ اس کی ٹانگیں تک لرزنے لگیں تھیں مگر اس پر جلد ہی اپنی جان بچانے کا جذبہ خوف پر غالب آیا اور وہ پھرتی سے اٹھ کر دوڑ پڑا پھر دوڑتے دوڑتے بابو نے پیچھے ذرا گردن گھما کر دیکھا تو وہ مکڑی اس کے سر پر پہنچ چکی تھی بے اختیار بابو کے حلق سے مارے دہشت کے چیخ نکل گئی پھر اچانک کسی نے اس کے اوپر جال پھینکا ہو وہ جال عجیب سا تھا اور بابو بے دم ہو کر گر پڑا زمیں پر گرتے ہی بابو نے جس قدر اس جال سے چھٹکارہ پانے کے لیے ہاتھ پاؤں چلاتا اسی قدر بابو مزید الجھتا لیٹے اس دیو قامت مکڑی کو اپنی طرف دھیرے دھیرے بڑھتے ہوئے دیکھا تب یہ دیکھ کر بابو کو بے اختیار جھرجھری سی آ گئی کہ جال مکڑی کے سوراخ دار منہ سے جالے کی صورت ابل رہا تھا جو اس کا شاید لعاب دہن تھا بابو کو خوف کے ساتھ کراہٹ آنے لگی وہ دہشت سے پھٹی ہوئی آنکھوں سے اس خوفناک مکڑی کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے تکے جا رہا تھا وہ اپنی ابھرائی ہوئی مڑ کے دانون جیسی کالی کالی آنکھوں سے بابو کو گھورتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ اپنے باہر کو نکلے ہوئے ڈنگ کی طرح دانتوں کو بھی کچکچا رہی تھی بابو کو اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی بدروح سے تو وہ اپنے تعویذوں اور اللہ کے کلام سے لڑ سکتا تھا مگر اس حیوانی مخلوق سے کیسے مقابلہ کرتا جس نے بابو کو آن کی آن میں اپنے لیس دار جالے میں پھانس لیا تھا بابو جال میں الجھا ہوا زمیں پر لینا مکڑی کو گویا اپنی موت کی صورت میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا اب اس کی آنکھوں میں خوف اتر آیا تھا مکڑی بابو کے بالکل قریب آ کر رک گئی اسے مکڑی سے گھن آنے لگی اس کا فٹ بال جیسا گول سرمئیالے رنگ کا تھا اور چھوٹے چھوٹے کانٹے دار بال اگے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے چھوٹے منہ سے جھانکتے ہوئے ڈنگ نما دانت سے رقیق مادہ ٹپک رہا تھا بابو کو بے اختیار جھرجھری سی آ گئی بابو نے پھر ایک بار خود کو اس لیس دار جال سے چھڑانے کی کوشش کی مگر مگر وہ زیادہ ہی الجھتا چلا گیا اس کے سارے چہرے پر بس مکڑی کے جالے سے چپک گئے تھے جس کی وجہ سے بابو کو دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ جیسے جال کے گولے میں مقید ہو کر رہ گیا ہو تب پھر جانے ایک اس دیو قامت مکڑی کے منہ سے تار برآمد ہوئی جو جال کے ساتھ منسلک ہو گئی اس کے بعد مکڑی نے پیچھے سرکنا شروع کر دیا وہ بابو کو جال سمیت اپنے ساتھ گھسیٹے جا رہی تھی جال اتنا نرم اور ریشے دار تھا کہ وہ با آسانی زمیں پر پھیلتا چلا گیا جال کے باریک تار بہت مضبوطی سے باہم مڑے ہوئے تھے اور ان کا کوئی سرا بابو کو نظر نہیں آ رہا تھا بابو تھک ہار کر تن بہ تقدیر ہو گیا تھا تا ہم اتنا اسے اندازہ ہو چلا تھا کہ یہ منحوس مکڑی مجھے اپنی کمیں گاہ پر لے جا کر بڑے آرام سے اسے لقمہ بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ بڑی بڑے آرام سے بابو کو اپنے جال سمیت گھسیٹے جا رہی تھی لگ بھگ کوئی آدھا کلومیٹر کے فاصلے پر اونچے اونچے ٹیلے نما کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا پھر ایک نسبتاً اونچے ٹیلے کی اوٹ میں آ کر مکڑی رک گئی بابو کا دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا اسے اپنی یقینی موت بالکل سامنے نظر آ رہی تھی کیوں کہ رکنے کے بعد مکڑی نے دھیرے دھیرے بابو کے قریب آنا شروع کر دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے اوپر نیچے چاروں دانتوں کو بھی حرکت دے رہی تھی وہ سمجھ گیا کہ اب وہ مکڑی اسے کتر کتر کر کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

بابو بے بسی سے گویا اپنی موت کا منتظر تھا کہ اچانک فضا میں ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی مکڑی یکدم ٹھٹھک کر

رک گئی بابو نے چیخ کی سمت دیکھا تو اسے مکڑی کے گرد تپلی پتلی ٹانگوں اور ہاتھوں والے پستہ قامت انسان نظر آئے وہ ننگ دھڑنگ تھے ستر پوشی کے نام پر صرف ایک کھال کا ٹکڑا باندھ رکھا تھا ان کے جسم تانبے کی طرح چمک رہے تھے چہرے تکون تھے بھنویں غائب تھیں منہ بھی پتلا تھا بال نہیں تھے انہوں نے اپنے ہاتھوں میں اپنے قد سے بڑے لانبے لانبے آہنی اینہوں والے بھالے تھام رکھے تھے ان عجیب وغریب وضع کے انسان دیکھ کر بابو کو اچنبھا ہوا تھا کہ شاید انہوں نے ہی مکڑی کو چیخ کر للکارا تھا۔

ان کی تعداد آٹھ دس کے قریب تھی بابو نے دیکھا کہ مکڑی نے اپنا فٹ بال نما سر دائیں بائیں گھما کر ان کی طرف دیکھا تھا اب پھر عجیب الخلقت انسانوں نے اپنے بھالے کے ساتھ مکڑی کو پرے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگے مکڑی غضب ناک ہونے لگی وہ سمجھ گئی تھی کہ اس سے اس کا شکار چھینا جا رہا تھا وہ اتنی آسانی سے اپنے منہ کا نوالہ دینے پر ہرگز تیار نہ تھی نتیجتاً ایک جنگ کا سا سماں بندھ گیا مکڑی نے ان کا گھیرا توڑنے کے لیے ایک طرف کھڑے مریجوں پر جھپٹی دو تو ایک طرف کو ہو گئے البتہ تیسرے پر مکڑی نے اپنے منہ کا لیس دار تار پھینکا تار میں جکڑے کی دیر تھی کہ مکڑی نے اسے تار سمیت گھسیٹ لیا اور اپنی بڑی بڑی ٹانگوں سے مارنے لگی اپنے ساتھی کی حالت دیکھ کر باقیوں نے اپنے ہاتھوں میں تھامے سنان مکڑی کی طرف اچھال دیے ان کے نشانے خطا نہیں گئے تھے سب کے سب سنان مکڑی کے فٹ بال جیسے سر میں پیوست ہو گئے اور مکڑی کے سر سے سیاہ رنگ کا مواد خارج ہونے لگا تھا اس نے جان بچانے کی کوشش کی اور دوڑ لگا دی مگر ذرا ہی دور جا کر تپلی پتلی لانبی ٹانگوں پر لڑکھڑائی اور زمیں بوس ہو گئی ان عجیب الخلقت انسانوں نے خوشی اور فتح کا اظہار کے لیے ایک نعرہ بلند کیا اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے اپنے سنان کھینچ لیے ان کا ایک ساتھی جو ابتدائی حملے میں اچانک مکڑی کے حملے میں زخمی حالت میں زمیں پر پڑا تھا دو افراد اس کی طرف متوجہ ہوئے باقی بابو کی طرف بڑھے جہاں بابو کو دس دیوزاد اور آدم خور مکڑی سے جان چھوٹنے کی خوشی ہو رہی تھی وہاں ان عجیب وغریب مخنی سے انسانوں کے ٹولے کو دیکھ کر پریشانی بھی تھی کہ جانے اب یہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے بابو سوچنے لگا کہ کہیں پھرے ساتھ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والا معاملا نہ ہو جاتا خیر اب بابو اپنے ان تمام نجات دہندوؤں کو آس بھری نظروں سے دیکھنے لگا جو اپنے سنان کی مدد سے بابو کے گرد لپٹا ہوا جال توڑنے کی کوشش میں جتے ہوئے تھے جلد ہی بابو آزاد ہو کر زمیں پر کھڑا ہو گیا انہوں نے اب بابو کو گھیر لیا تھا اور نیزے سنان سنبھالے ٹکر ٹکر عجیب نظروں سے اسے تکنے لگے خدا جانے وہ کون سی زبان سمجھتے تھے مگر بابو نے ہمت کر کے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو وہ خاموش رہے پھر بابو نے دوستانہ انداز میں مسکرا کر کہا تمہارا شکریہ تم نے مجھے اس آدم خور مکڑی سے نجات دلائی اچھا اب میں چلتا ہوں یہ کہہ کر وہ جیسے ہی بابو نے آگے قدم بڑھائے اچانک سب ہی حرکت میں آئے اور پھر سنان کی انیاں بابو کو چبھو چبھو کر ایک طرف کو دھکیلنے لگے ان کی آنکھوں سے اب درشتگی ہویدا ہونے لگی تھی ساتھ ہی وہ اپنے حلق سے عجیب عجیب غراتی ہوئی آوازیں بھی نکالے جا رہے تھے جن میں غصہ اور دھمکی مترشح تھی بالآخر وہ ہی ہوا تھا یعنی آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا چار و ناچار بابو ان کا خاموش حکم ماننے پر مجبور ہو گیا اور ایک طرف کو چل پڑا۔

وہ اب بابو کو اسی طرح گھیرے ایک ایسی وادی میں آئے جس کے ایک طرف اونچے نیچے ٹیلوں کا سلسلہ تھا دوسری طرف آبنوسی رنگ کی چٹانیں اور باقی دو طرف جنگل تھا یہ بڑی عجیب وغریب وادی بابو کو محسوس ہو رہی تھی سامنے انسانوں کی آبادی تھی اور یہ خشک مٹی کی ڈھیریاں ان کے گھر تھے وہاں بابو کو انہی جیسے اور بھی لوگ ادھر ادھر آتے جاتے نظر آئیں جن میں مرد جوان بوڑھے عورتیں اور بچے بھی تھے تاہم بابو پر ان کی نگاہ پڑتے ہی وہ سب لوگ حیرت واستعجاب کے ساتھ کھڑے ہو کر بابو کو تکنے لگے پھر بابو کو بستی کے وسط میں کھڑا کر دیا گیا اسی طرح جیسے وہ کوئی مجرم ہو اس کے بعد فضا میں نقارہ پیٹنے کی آواز ابھری اس آواز کے ابھرتے ہی سب لگ باادب قطار میں مودبانہ کھڑے ہو گئے بابو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا دل زور زور سے دھڑ کنے لگا دل و دماغ میں سو طرح کے اندیشے اور وسوسے سر ابھار رہے تھے تب پھر بابو نے دیکھا چند ذرا ان قطاروں میں ایک نسبتاً بڑے ڈیل ڈول کا شخص ایک طرف سے نمودار ہوا یہ ان کا سردار تھا وہ بابو کے ذرا قریب پہنچ کر رکا اور اس کی طرف گھورنے لگا اس کے دائیں بائیں اور عقب میں کھڑے خادم ہاتھوں میں سنانیں سنبھالے چند فاصلے پر کھڑے تھے پھر جو بابو کو یہاں لائے تھے ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اپنے سردار سے مودبانہ انداز میں بابو کے بارے میں بتانے لگا۔

اس کی آواز باریک تھی زبان بھی مختلف تھی جس سے بابو نابلد تھا وہ بابو کے بارے میں بتا کر دوبارہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا تب سردار بابو کو پہلے سے زیادہ تیز اور درشت نظروں سے دیکھنے لگا اب تو اس کے چہرے پر بھی قہر و غضب ناکی کے آثار نظر آنے لگے تھے بابو نہیں جانتا تھا ان کی اس سے کیا دشمنی تھی دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ ان کی بولی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی تھوڑی سی خاموشی کے بعد سردار نے کچھ کہا فوراً ایک شخص نمودار ہوا بابو اسے دیکھ کر چونک پڑا اس نے اپنے کاندھے پر ایک بہت ہی ضعیف شخص کو اٹھا رکھا تھا اس کے تکونے چہرے اور برہنہ جسم میں لاتعداد جھریوں کا جال سے پھیلا ہوا تھا سردار نے اپنی زبان میں اس بوڑھے سے کچھ کہا بابو نے محسوس کیا کہ اس بوڑھے سے مخاطب ہوتے وقت سردار کا لہجہ قدرے احترام لیے ہوئے تھا سردار کی بات سن کر بوڑھے نے دھیرے سے اثبات میں اپنا سر ہلاتے ہوئے چند ثانئے بابو کی طرف بغور دیکھا پھر جب وہ بابو سے مخاطب ہونے کے لیے بولا تو بابو حیران رہ گیا کہ وہ بابو کی زبان میں بات کر رہا تھا تم نے ہماری دنیا میں آنے کی جرات کیسے کی ہے میں ایک شیطان کا خاتمہ کرنے آیا ہوں بابو نے اس کی طرف دیکھ کر جواب دیا۔۔ شیطان کا خاتمہ۔۔ وہ الجھن آمیز انداز میں ہولے سے بڑبڑایا کس شیطان کی بات کر رہے ہو تم بوڑھے نے مجہول نے پوچھا اس کا نام کرویلا ہے ناگ راجہ کا دست راس بابو نے جواباً کہا تو وہ عجیب الخلقت بوڑھا چونک کر بابو کا چہرہ تکنے لگا پھر اپنی چندی چندی آنکھیں سکیڑ کر بولا کیوں تم اسے کیوں مارنا چاہتے ہو اس نے باریک آواز میں پوچھا۔۔ وہ ہماری دنیا کی ایک لڑکی کو یہاں اٹھا لایا ہے وہ لڑکی تمہاری کیا لگتی ہے وہ میری بیوی ہے اور ہم ایک دوسرے کو دل و جان سے زیادہ چاہتے ہیں بابو نے بتایا تو وہ چند ثانیے اسرار بھری خاموشی سے بابو کو تکتا رہا پھر اس کے بعد اس نے قریب کھڑے سردار کو اپنی اور بابو کی گفتگو کے بارے میں بتایا تو بابو نے دیکھا سردار وا ایک جھٹکا لگا اور پھر وہ بابو کی طرف عجیب سی نظروں سے تکنے لگا اس کے چہرے سے درشتی اب غائب ہونے لگی تھی اور اس کی جگہ الجھن آمیز سوچ نے لے لی پھر اس نے اس بوڑھے ضعیف سے اپنی بولی میں کچھ کہا تو وہ بوڑھا بابو سے مخاطب ہوا۔ جس کرویلا کی تم بات کر رہے ہو وہ تو بہت بڑا ساحر ہے تم بھلا اس سے کس طرح مقابلہ کرو گے۔۔ میرے پاس اللہ کی طاقت ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اسی طاقت کے بل بوتے پر اس مردود کا خاتمہ کروں گا بابو نے پرعزم جوش سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتا ہے بوڑھے نے پوچھا۔ نہیں مگر مجھے یقین ہے کہ میں اسے تلاش کر لوں گا وہ اس دنیا کا باسی ہے بوڑھے نے بابو کی بات سن کر اپنے سردار سے کہا تو وہ بابو کو بولا ٹھیک ہے اگر ہم تمہیں کرویلا ساحر کی حد نگری تک پہنچا دیں تو تم ہماری یہ مدد قبول کر لو گے بابو ان کی یہ بات سن کر خوشی اور ممنون بھرے لہجے میں بولا میں تم لوگوں کا احسان مند رہوں گا تو ٹھیک ہے پھر آؤ میرے ساتھ آؤ بوڑھے نے کہا اور اس کے بعد وہ جس انسان کے کاندھے پر سوار تھا اس نے اس سے کچھ کہا تو وہ ایک طرف چل دیا۔ بابو بھی اس کے پیچھے ہو لیا باقی سب لوگ اپنی جگہ جہاں کھڑے تھے وہ اسے جاتا ہوا کافی دور تک چلتے ہوئے دیکھتے رہے وہ شخص بوڑھے کو لیے اندر داخل ہو گیا بابو بھی حیران و پریشان اس کے عقب میں کھوہ کے اندر داخل ہو گیا کھوہ اندر سے کافی کشادہ تھی اور آس پاس نجانے کیا آیا اور فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

ذرا دیر گزری تھی کہ دو مخنی سے انسان اندر داخل ہوئے انہوں نے مٹی کے عجیب و غریب برتن اٹھا رکھے تھے اس

میں آب خورہ بھی تھا شاید وہ بابو کے لیے کچھ کھانے کو لائے تھے وہ انہوں نے خاموشی سے بابو کے سامنے رکھ دیا بابو نے عجیب و غریب مٹی کے برتنوں کی طرف دیکھا آب خورہ پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا پانی کا رنگ سیاہی ماہی تھا باقی شکم سیری کے لیے دیگر برتنوں میں عجیب عجیب سے پھل اور بھنے ہوئے گوشت کے پارچے رکھے ہوئے تھے بابو کی بھوک دو چند ہو گئی بابو کھانے پر ٹوٹ پڑا گوشت بڑا لذیذ تھا اور کسی پہاڑی چوپائے کا لگ رہا تھا بابو نے پھل بھی کھائے اس کے بعد پانی پیا وہ دونوں وارد بابو کے آگے سے خالی برتن اٹھا کر خاموشی سے واپس لوٹ گئے شکم سیری کے بعد بابو کو اپنے بدن میں طاقت سی محسوس ہوئی ان عجیب الخلقت انسانوں کے دوستانہ رویے سے بابو کے دل کو کافی ڈھارس بندھ گئی تھی ورنہ بابو ڈر گیا تھا کہ نجانے یہ لوگ اس کیساتھ کیا سلوک کرتے مگر اب یہ لوگ بابو کی مدد کرنے کے خواں تھے اسی لیے بابو بھی خوش تھا کھانا وغیرہ کھا چکنے کے بعد بوڑھے نے بابو سے کہا۔

دراصل اس ظالم نے ہمیں بھی تنگ کر رکھا ہے اور اس بدبخت نے ہمارے سردار کے بیٹے روکش کو بھی مار ڈالا ہے اس لیے ہمارا سردار بھی اس سے انتقام لینا چاہتا ہے مگر ہم کمزور ہیں اس سے جنگ نہیں کر سکتے لیکن میں تمہیں اس کی نگری تک پہنچا سکتا ہوں جو یہاں سے میلوں دور ہے میں وہاں جانے کا بندوبست کر دیتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے ایک شخص سے کہا اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے کچھ کہا تو وہ ہولے سے اپنے سر اٹھا کر کھولی سے باہر نکل گئے پھر ذرا ہی دیر بعد اس نے نہایت مودبانہ انداز میں اسے مختصراً کچھ کہا پھر بوڑھے نے اسے شاید بیٹھنے کو کہا وہ بیٹھ گیا تو ساتھ ہی اس نے بوڑھے کو اٹھا لیا اور بوڑھے نے بابو کو اشارہ کیا اور باہر نکل گئے ابھی وہ کھوہ سے باہر نکلے ہی تو تھے کہ بابو کی نگاہ ایک چھپکلے پر پڑتے ہی بابو ٹھٹھک کر رہ گیا اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں ساتھ آٹھ فٹ کا وہ چھپکلا تھا اس کی جلد بہت موٹی اور کھردری تھی ایک چھوٹا سا کوہان بھی تھا تم اس کی پیٹھ پر سوار ہو جاؤ یہ تمہیں کرویلا کی نگری تک پہنچا دے گا بوڑھے نے کہا اور بابو چھپکلے کو دیکھ کر کانپ کر رہ گیا وہ بہت ہی خوفناک دکھائی دے رہا تھا باقی کو اسے دیکھ کر ہی خوف آ رہا تھا۔ بابو ڈرتے ڈرتے چھپکلے کی پشت پر کوہان سے چمٹ کر بیٹھ گیا پھر چھپکلے نے دھیرے دھیرے رینگنا شروع کر دیا بابو اس کی کچھوے جیسی رفتار پر پریشان سا ہو گیا بابو سوچنے لگا آخر اتنی سست چال کے ساتھ یہ مجھے کس طرح منزل تک پہنچائے گا مگر جیسے ہی چھپکلا چٹیل میدان پر پہنچا تو اس نے سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا اور بابو ایک ہاتھ سے سنان سنبھالے دوسرے ہاتھ بمشکل اس کا کوہان تھامے اس سے چمٹا رہا میدان طے کرنے کے بعد چھپکلا ذرا تیز دوڑنے لگا تھا مگر منزل تک پہنچنے کی آرزو نے بابو کی اس تکلیف کو دبا دیا تھا چھپکلا ایک بلند پہاڑی پر بڑے آرام سے چڑھنے گا حتیٰ کہ وہ چوٹی پر پہنچ گیا یہ اس وادی کا اختتام تھا سامنے گھنا جنگل تھا اور اس کے درمیان ایک نہر جاری تھی ماحول رفتہ رفتہ تاریک ہونے لگا تھا۔

بابو نے اس زیر زمیں دنیا میں یہی ایک بات محسوس کی تھی کہ یہاں دن کا اجالا کم کم اور اندھیرا زیادہ اترتا تھا یعنی شام اور رات کا سماں یہاں زیادہ دیر تک قائم رہتا تھا چھپکلے نے اب تیزی سے جنگل کی طرف بڑھنا شروع کر دیا پھر نہر کے قریب پہنچ کر وہ کنارے سے لگا پانی کی سطح میں اپنا بدہیت منہ ڈال کر لپالپ کر کے پانی پینے لگا بابو بھی اس کی جھلکے دار کھردری پشت سے اتر آیا پھر سنان زمیں پر رکھا بابو نے اپنی ہاتھوں کی اوک بنا کر خوب سیر ہو کر پانی پیا پانی بہت شفاف اور میٹھا تھا اس کے بعد بابو کھڑا ہو کر سامنے جنگل کی طرف آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگا یوں تو شام ہو چکی تھی مگر جنگل میں لگتا تھا جیسے رات اتر آئی ہو وہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا نہر بل کھاتی ہوئی جنگل میں کہیں گم ہو رہی تھی اس کے ساتھ ساتھ کنارے کنارے ایک کچا راستہ بھی چلا جا رہا تھا پہلے تو بابو نے سوچا کہ ادھر ہی نہر کے کنارے جنگل کے سرے پر رات گزار دوں گا اور دن کا اجالا پھیلتے ہی آگے کا سفر اختیار کروں گا مگر پھر نجانے کیا سوچ کر اس نے آگے بڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ اور دوبارہ سنان سنبھالے چھپکلے کی پشت پر سوار ہو گیا۔ سوار ہوتے ہی چھپکلے نے رینگنا شروع کر دیا بابو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دھیرے سے اس کی موٹی والی گردن پر سنان چھبوئی تو وہ دوڑنے لگا نہر کے کنارے کنارے تاریک گھٹاٹوپ جنگل میں بابو کا سفر شروع ہو چکا تھا۔ جنگل بہت ہی تاریک تھا عجیب وغریب وضع کے آبنوسی رنگت والے پیڑ بہت ہی پراسرار محسوس ہو رہے تھے ایک ایک درخت کی درجنوں تنے دار شاخیں تھی اور وہ سب باہم مل کر جنگل کو مزید گھنا اور تاریک بنائے ہوئے تھیں درختوں کے تنے بھی غیر معمولی چوڑے اور موٹے تھے بابو کو تو اپنے آس پاس گھور تاریکی کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا البتہ چھپکلا بڑے ارام سے دوڑا چلا جارہا تھا جنگل کے وحشت ناک ماحول سے بابو کو اب خوف سا آنے لگا تھا دل میں پچھتاوا بھی سر ابھارنے لگا کہ کاش میں دن کے اجا۔۔! میں اپنے باقی سفر کی ابتدا کرتا مگر اب واپس لوٹنا بھی نہیں چاہتا تھا پھر فقیر بابا کے تعویذ کا خیال آتے ہی بابو کو کچھ حوصلہ محسوس ہوا اچانک چھپکلا دوڑتے ہوئے رک گیا بابو کا دل یکبارگی سے زور زور دھڑکا وہ بے زبان تھا بابو اس سے یوں رکنے کی وجہ کیسے پوچھتا تاہم بابو نے جب اس کی گردن پر سنان کی نوک چھبوئی تو پھر بھی وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا بابو کو پریشانی ستانے لگی کہ نجانے یہ کیوں رک گیا تھا بابو نے دوبارہ زور زور سے انہیں چھبوئی تو وہ بابو کی طرف منہ کرکے خرانے بھرنے لگا بابو ڈر کر سہم گیا کہیں یہ غصے میں مجھ پر ہی حملہ نہ کردے دفعتاً ہی بابو کو سامنے دور روشنی سی چمکتی ہوئی نظر آئی ابو کا دل بری طرح خوف سے دھک دھک کرنے لگا۔

اس ویرانے میں بابو کو ایک آواز سنائی دی چھن۔ چھن۔ چھنا۔ چھن چھن۔۔ چھن چھنا چھن۔ یہ جھانجھروں کی آواز پر جیسے بابو کا دل کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا خوف سے بابو کی کنپٹیاں سائیں سائیں کرنے لگیں۔ سنان بابو نے مضبوطی سے تھام لیا۔ اور سامنے روشنی کو دیکھ کر اچانک رک گیا تھا کہ آگے بڑھنے سے انکاری تھا بابو نے سنا تھا کہ جن بھوتوں کا احساس جانوروں کا انسانون کی بہ نسبت جلدی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی بے چینی محسوس کرنے لگتے ہیں بابو بدستور چھپکلے کی پیٹھ پر سوار تھا چھپکلا بھی بے چین اور بدحواس سا نظر آنے لگا چھن چھن۔۔ چھنا چھن چھن۔۔ کی پراسرار آواز قریب آرہی جارہی تھی چھپکلا شاید مارے خوف کے سمٹنے لگا تھا اور اس نے دھیرے دھیرے الٹی سمت رینگنا شروع کردیا تھا تب پھر اچانک چھپکلے نے ایک پھنکار ماری اور ایک جھٹکے سے مڑا بابو اس کی اچانک کایا پلٹ کے لیے تیار نہ تھا اس لیے اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور چھپکلے کی پیٹھ سے نیچے آرہا تھا چھپکلا بابو کو نیچے گرتا ہوا چھوڑ کر واپس بھاگ گیا اور تاریکی میں گم ہوگیا۔ بابو کا دل مارے خوف کے سائیں سائیں کرنے لگا اس نے سنان سنبھال لی اور اٹھ کھڑا ہوا اس کی متوحش نظریں اس روشنی پر جمع ہو کر رہ گئی تھیں جواب بابو کے خاصے قریب آچکی تھی بابو کا پورا وجود خوف سے کپکپا رہا تھا جانے یہ پراسرار روشنی کیسی تھی اور کیا بلا تھا کہ چھپکلا اسے دیکھ کر ڈر اور خوف سے واپس دوڑ پڑا تھا پھر جب دوشیزہ بابو کے ذرا قریب آئی تو بابو نے دیکھا کہ روشنی کی ایک عجیب سی لالٹین نماشے کی تھی جس کی پیلی اور مدہم سی روشنی میں بابو کو ایک انسان کا عجیب جھکا جھکا سا وجود نظر آیا وہ بابو کے قریب آکر رک گیا بابو کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور آپ کو آپ سانس پھولنے لگے تاریکی کی دبیز چادر میں ملفوف اس انسان کے خط وخال واضع نہیں ہو رہے تھے لالٹین کی لو بھی کافی مدہم تھی پھر بابو نے دیکھا کہ اس کا لالٹین والا ہاتھ دھیرے دھیرے اوپر اٹھنے لگا وہ واقع ایک انسان تھا خاصا لمبا تڑنگا اس کے شانے غیر معمولی طور پر کافی چوڑے تھے جب اس نے لالٹین تھوڑی اور اوپر کی تو مارے دہشت کے بابو کی چیخ نکل گئی۔

اس بھیانک منظر کو دیکھ کر بابو کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے پورا وجود جھرجھرانے لگا اور بابو کا رواں رواں کانپنے لگا بابو کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اور یہ دہشت ناک منظر دیکھتا تو اس کی تاب نہ لائے بغیر اس نے بے ہوش ہو جانا تھا۔ اس کا سر چوڑے شانون سے غائب تھا وہ سر کٹا انسان تھا بابو اس قدر دہشت زدہ ہوگیا تھا کہ بابو کو آیت کریمہ کا ورد بھی کرنا بھول گیا مگر پھر دوسرے ہی لمحے اپنے خوف اور کپکپی پر بمشکل قابو پالیا اس کی وجہ یہ تھی کہ شاید اس سر کٹے انسان کی طرف

سے ابھی تک کوئی جارحانہ حرکت نہیں ہوئی تھی وہ ایسے ہی خاموش لالٹین اونچی کئے اس طرح کھڑا تھا جیسے بابو کو دیکھ رہا ہو پھر چکراتی ہوئی سرگرداں سی آواز ابھری۔۔ مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا بابو اس آواز پر چونکا یہ آواز یقیناً اس سر کٹے انسان کی تھی مگر بابو اس کا کوئی جواب ہی دے سکا تاہم بابو کو کچھ حوصلہ ہوا اور بابو نے پھسلتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

تت۔ تم کون ہو۔۔ تمہارا سر۔۔ بابو آگے نہ کہہ سکا وہ بولا تم میرے ساتھ چلو تمہیں سب معلوم ہو جائے گا کہ میں کون ہوں مم۔۔ مگر میں۔ ت۔ تت۔ تمہارے ساتھ کیسے جا سکتا ہوں بابو نے کلفت زدہ لہجے میں کہا پھر اس کی آواز ابھری میں نے کہا ناں کہ مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں اگر تمہیں نقصان پہنچانا چاہتا تو اب تک تم زندہ میرے سامنے کھڑے نہ ہوتے ہمیں دراصل تمہارے جیسے انسان کی مدد کی ضرورت ہے بابو اس کی بات پر چونکا بابو کو حیرت تھی کہ اسے میری مدد کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی اس کے ہم کے صیغہ پر بھی بابو چونکے بغیر نہ رہ سکا تھا کیا اس کے اور بھی سر بریدہ ساتھی ہیں بابو نے جھرجھرا کر سوچا آؤ میرے ساتھ وہ اتنا کہہ کر وہ جانے کے لیے پوری بے نیازی سے پلٹا جیسے اسے بابو سے اپنے حکم کی تعمیل کا پورا یقین ہو بے اختیار پھر بابو کے پاؤں اس کے پیچھے اٹھتے چلے گئے بابو خاموشی سے اس پراسرار سر کٹے انسان کے پیچھے چلنے لگا آبنوسی پیڑون اور خاکستر سوکھی ہوئی شاخوں والی گنجان درختوں کے پاس اس تاریک جنگل میں آگے پیچھے وہ دونون بڑھے چلے جارہے تھے بابوان۔۔ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لالٹین نما روشنی میں عقب میں چلتا جارہا تھا خاصی دیر تک چلنے کے بعد بابو کو سامنے ان گنت ٹمٹماتی ہوئی روشنیاں نظر آئیں قریب پہنچے تو بابو ٹھٹک کر رک گیا۔ یہ ایک آبادی تھی جہاں جابجا سرکنڈوں کی چھپر نما جھونپڑیان بھی نظر آرہی تھی مگر بابو کے چونکنے کی اصل وجہ کچھ اور ہی تھی وہ یہ کہ وہاں بابو کو ہر عمر کے جتنے بھی لوگ نظر آرہے تھے بابو کو تعجب ہوا یہاں تو جیسے دن کا سماں تھا خشک جھاڑیاں کے موٹو اور گھٹے قندیلوں کی طرح جل رہے تھے ان میں عورتیں مرد بچے سبھی تھے بابو کو دیکھ کر سب بابو کی طرف رخ پھیر کر اس طرح کھڑے ہوگئے جیسے غیر مرئی آنکھوں سے سب دیکھ رہے ہوں۔ بابو نے ان سے کی محویت کا اندازہ لگاتے ہوئے سوچا کہ اگر انکے سر ہوتے تو یقیناً ان کی آنکھوں میں استعجاب نمایاں ہوتا ان میں سے ایک عمر رسیدہ سر کٹے نے عجیب سی بولی میں بابو کے ساتھ ہوئے سر کٹے کو مخاطب کرکے اس سے بابو کے بارے میں شاید کچھ پوچھا تھا جس کے جواب میں پہلے والے سر کٹے بھی اسی اجنبی بولی میں ادھیڑ عمر سر کٹے کو بابو کے بارے میں بتایا اس کے یہ بتانے کی دیر تھی کہ وہاں کھڑے سرکٹوں نے خوشی سے اچھلنا شروع کردیا اور کندھے بھی بلند کرنے لگے تھے بابو ان سرکٹوں کی بستی میں خود کو مضحکہ خیز محسوس کررہا تھا اور بری طرح ٹپٹا رہا تھا۔ ساتھ ہی پریشان بھی ہو رہا تھا کہ وہ اپنی منزل سے پھر بھی بھٹک گیا تھا اچھا بھلا بابو کو عجیب وغریب دیو قامت چھپکلا اس خبیث کردیا! کی کمیں گاہ یعنی اس پراسرار کھنڈر کی طرف لے جارہا تھا مگر اس بدبخت سر کٹے کے بیچ میں ٹپک پڑنے سے سارا سفر دھرے کا دھرا رہ گیا تھا بہر طور بابو کو ایک جھونپڑے کے اندر لایا گیا۔ وہاں بابو کو کسی جانور کے بھنے ہوئے گوشت کے پارچے کو کھانے کو دیئے گئے اور ایک مٹی کے آب خورے میں میٹھا مشروب تھا وہ سر کٹا جو بابو کی زبان جانتا تھا بابو کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے علاوہ عمر رسیدہ سر کٹا اور دوان کے ساتھی بھی بابو کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ان کے انداز اطوار میں جارحانہ پن کے بجائے احترام تھ پھر بابو کے ہم زبان سر کٹے نے بابو کو مخاطب کرکے سوال کیا اے اچھے انسان تو پہلے اپنے بارے میں بتا کہ تو یہاں ہماری دینا میں کیسے آپھنسا۔ اور بابو ان کو اپنی کہانی سنانے لگا۔۔ اس نے کیا کچھ ان کو بتایا اور ان کے چنگل سے وہ کیسے نکلا! یہ سب جاننے کے لیے اگلا شمارہ ضرور پڑھیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کی حویلی

تحریر: چوہدری اقبال پاشا۔ ڈیرہ اسماعیل خان

میں اپنے چلہ پر دھیان دیا اور آخری لمحات تک ورد میں مصروف رہا۔ اور آخری دفعہ ورد پڑھ کر کھوپڑی کے اوپر پھونک ماردی میرے ایسا کرنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی میں حرکت ہونے لگی اور پھر وہ زوردار آواز میں مجھ سے بولی کیا حکم ہے میرے آقا۔ میں نے کھوپڑی کو حکم دیا کہ اس جادوگر کو آگ لگا دو اس کو آگ لگا کر آج زمین کو اسکے شہر سے پاک کردو۔ میرے حکم کرنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی اپنی جگہ سے اڑی اور قبر سے باہر نکل آئی اس کی آنکھوں سے خوفناک آواز نکلی جس نے جادوگر کو جلا دیا اور اس کے ساتھ ہی حویلی میں بھونچال سا آ گیا حویلی میں موجود بدروحوں کی چیخوں کی آوازیں پوری حویلی تو کیا پورے علاقے میں گھونجنے لگیں جو آہستہ آہستہ خاموش ہوتی جانے لگیں اتنے میں روشنی وہاں بے ہوشی کی حالت میں نمودار ہوئی جسے میں بابا جی کے پاس لے گیا اور پھر وہ ہوش میں آ گئی میری زندگی مجھے واپس مل گئی۔ ایک خوفناک کہانی۔

نہیں روشنی ایسا کچھ بھی نہیں ہے یہ سب تمہارا وہم ہے نہیں علی تم میرا یقین کرو میں اس کمرے میں گئی تھی اس کمرے کی سامنے والی دیوار پر کسی لڑکی کی تصویر لگی ہوئی تھی اور ایک پلنگ ہے اس کے ایک طرف بڑا سا پیانو رکھا ہوا تھا روشنی میں تمہاری بات کا کیسے یقین کرلوں اور سب سے بڑا ثبوت کہ اتنا بڑا تالا لگا ہوا ہے تمہیں واقعی بڑا وہم ہے تم کو آرام کی ضرورت ہے میں نے روشنی کو کمرے میں چھوڑا اور خود آفس چلا گیا۔ میں اپنا تعارف کرنا تو بھول گیا ہوں میرا نام علی ہے اور میرے بزنس ملک کے بہت سے حصوں میں پھیلا ہوا ہے اور میری بیوی ہے جو بہت ڈرپوک ہے جس کا نام روشنی ہے جو ڈراؤنی فلم دیکھ کر ڈر جاتی ہے ابھی کچھ ہی دنوں کی بات ہے میں نے ایک بڑی حویلی خریدی ہے ابھی کچھ ہی دنوں پہلے میں نے اس لیے خریدی تھی اس کو گرا گر کر اس کی ہوٹل بنانا ہے یہ جگہ اتنی خوبصورت تھی کہ میں نے کچھ دن اس کی جوبن میں گزارنے کو ترجیح دی اور ابھی خیر سے دو دن ہی گزرے تھے کہ روشنی نے مجھ سے شکایت کی کہ اس حویلی میں کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے روشنی نے مجھ سے کہا کہ کل رات کو جب آپ نیند کے مزے لے رہے تھے تو اس نے وقت تقریباً دو بجے کی آہٹ کی وجہ سے میں نے نیند سے بیدار ہوئی تھی اور پانی پینے کے لیے ابھی اٹھی تو باہر راہداری میں مجھے کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی اور میں نے باہر رہداری میں جانے کا فیصلہ کرلیا میں اٹھی اور آواز کے تعاقب میں جانے لگی چلتے چلتے میں دوسرے کمرے میں آئی لیکن وہاں کوئی نہ تھا میں نے یہ اس کا وہم سمجھا اور دوسرے دن میں نے دوسرے کمرے کا دروازہ توڑ دیا اور یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ سامنے دیوار پر ایک لڑکی کی تصویر لگی ہوئی تھی اور ایک پلنگ رکھا تھا اور ایک پیانو بھی تھا میرے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے اور جانے لگے میں نے اپنے ذہن سے تمام خیال نکال دیے اور روشنی کو وہ کمرے دکھانے لگا۔

❁❁❁

بابا جی جو میں نے اس دن دیکھا وہ آپ کو بتایا لیکن یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ تمہاری حویلی میں ایسا کیا ہے جو میرا علم اسے حاضر نہیں کر رہا خیر یہ بات چھوڑو کل میں تمہارے ساتھ تمہارے گاؤں آؤں گا اور ہاں تم حویلی کا ایک ملازم رہتا ہے اچھا تو تم گھر جاؤ میں کل آؤں گا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کی باتیں سن کر گھر آ گیا۔ روشنی تم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔ نہیں علی میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ہم دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور سو گئے اور آج پھر میں نے کسی کی آہٹ کی وجہ سے میری نیند کھل گئی تھی اور پھر باہر رہداری میں کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی تھی میں اس آواز کے تعاقب میں کمرے سے باہر نکلی اور پھر اس کمرے میں جا پہنچی ابھی واپسی کے لیے مڑی ہی تھی کہ پیانو زور زور سے بجنے لگا خوف سے میرے دل کانپ گیا میں نے ہمت کر کے پیانو کو واپس بند کر دیا میں جانے کے لیے مڑی ایک بار پھر پیانو بڑی قوت سے بجنے لگا میرے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور اپنے ہوش حواس سے بیگانہ ہوتی چلی گئی۔

❁❁❁

بابا جی آپ نے کسی سے ملنا ہے بیٹا یہاں کوئی روشنی نام کی لڑکی رہتی ہے۔ نہیں تو نہیں ۔۔ بابا جی آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یہاں کوئی بھی روشنی نام کی لڑکی نہیں رہتی ہے ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر صاحب آئیں روشنی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا اور ایک نرس کو حکم دیا۔ کہ نیند کا ایک ٹیکا لاؤ نرس ٹیکا لینے چلی گئی اور ڈاکٹر روشنی کی نبض چیک کرنے لگا تو روشنی کے منہ سے مرد اور عورت کی گڈمڈ آواز نکلی آؤ ڈاکٹر اگر تو ایک قدم بھی آگے بڑا تو تیری خیر نہیں ہے روشنی یہ تم کیسی بات کر رہی ہو روشنی نے مجھے اس زور سے دھکا دیا کہ میں اڑتا ہوا دروازے پر جا لگا اور میرے سر سے خون بہنے لگا اتنے میں ایک عورت اندر داخل ہوئی اور کہا یہ مجھے اس کی طاقت نہیں لگتی ہے یہ مجھ کو کوئی چڑیل لگتی ہے جس نے اس کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے دوسرے دن میں نے صبح صبح ہی روشنی کو ہسپتال سے گھر لے گیا اور اس کی دیکھ بھال کرنے لگا کیونکہ مجھ سے اس کی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی میں چاہتا تھا کہ وہ پہلے کی طرح رہے۔

پر آئے مالک اس لڑکی کی جان خطرے میں ہے ہمیں اس کی جان بچانی ہوگی ہمیں ساری بات علی کو بتانی ہوگی نہیں تو وہ آتما اس لڑکی کی جان لے لے گی نہیں شرفو اگر تو نے علی کے سامنے اپنی زبان کھولی تو وہ حویلی سے مجھے واپس کر دے گا اور یہ حویلی دوسرا کوئی نہیں خریدنا چاہتا تم اپنی زبان بند کر وہ اور یہ پانچ ہزار روپے لو اور جاؤ اور پھر شرفو نے بھی اس حویلی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی حویلی میں اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

❁❁❁

میں نے رات کا کھانا کھایا اور سو گیا رات تقریباً دو بجے میری آنکھ کھلی تو روشنی کو نہ پا کر میں کمرے سے باہر آ گیا اور روشنی کو ڈھونڈنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملی میں تھکا ہوا تھا باہر روڈ پر چلتے ہوئے چیخ چیخ کر روشنی کو آواز دے رہا تھا لیکن وہ نہ ملی پھر اس کی جگہ بیٹھ کر رونے لگا اور نیند مجھ پر غالب آ گئی اور میں سو گیا جب میری آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو اپنے بستر پر موجود پایا تو حیران رہ گیا اور باہر چلا گیا کیونکہ مجھے حویلی سے خوف آنے لگا تھا اتنے میں میرا نوکر آیا اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا مالک آپ کو قبرستان میں بے ہوش پایا۔ ملازم کے منہ سے یہ سن کر مجھے حیرتوں کے شدید جھٹکے لگے وہ مجھے پریشان دیکھ کر پوچھنے لگا کہ آج مالکن نظر نہیں آ رہی ہے تو میں نے اس کو رات سے صبح تک کی ساری بات بتا دی یہ سن کر وہ رونے لگا اور مجھ سے معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا۔ کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے اس حویلی پر بدروحوں کا قبضہ کیا ہوا ہے جو بھی اس حویلی کو گرانے کی نیت سے خریدتا ہے اس کو نقصان پہنچاتی ہیں اور مار دیتی ہیں میں نے ملازم کی باتیں سن کر اس کو کسی عامل کو تلاش کرنے کو کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا رات کو عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا رات تقریباً دو بجے مجھے ایسا لگا جیسے کوئی میرا گلہ دبا رہا ہو پھر میرا جسم بیڈ کے اندر ایسے دھنسنے لگا جیسے گیلی مٹی کے اندر پاؤں دھبے جاتے ہیں میں نے آیت الکرسی کا ورد پڑھنا شروع کر دیا پھر چیخوں اور رونے سے پوری کی پوری حویلی گونجنے لگی میں آیات الکرسی کا ورد پڑھتا ہوا بیڈ سے اٹھا اور ابھی میں درواز پر پہنچا ہی تھا کہ پیچھے سے خوف ناک اور درد سے بھری آواز آئی۔۔

جانے نہیں دینا اس کو پھر میری بچی کچھی طاقت بھی

جواب دے گئی اور میرے منہ سے ایک دل خراش چیخوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور پھر میں ہوش سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو ایک بابا جی جن کی لمبی ڈارھی اور آنکھوں میں سحرانہ چمک تھی انہوں نے مجھے کہا۔۔

بیٹا تیرے اوپر ایک بڑی آزمائش آنے والی ہے میں تجھے بہت بڑی مشکل میں دیکھ رہا ہوں میری اس حویلی میں کوئی ایسا راز ہے جو میری بیوی اور تجھ سے تعلق رکھتا ہے میرا علم مجھے اتنا بتاتا ہے کہ اس حویلی میں کچھ عرصے پہلے کچھ ہوا ہے کوئی ایسی کہانی بیتی ہے جس وجہ سے اس حویلی میں ہزاروں بدروحوں کسی جادوگر کے طلسم میں جکڑی ہوئی ہوں روشنی کو جس نے اٹھایا ہے وہ وہی جادوگر جو روشنی سے محبت کرتا ہے اور روشنی سے شادی کرنا چاہتا ہے اس نے روشنی کو دو مہینوں کا ٹائم دیا ہے کہ وہ اس شادی کے بارے میں سوچ لے ورنہ روشنی نے اس کی بات نہ مانی تو روشنی کو اپنے آقا شیطان کے قدموں میں بلی دیگا اور روشنی کی روح کو اپنے طلسم میں جکڑ لے گا اگر تم نے اپنی روشنی کو بچانا ہے تو اس شیطان کے چلے کو ختم کرنے کے لیے دو چلے کرنے پڑیں گے پہلے چلہ تمہیں اس حویلی کے اندر ایک قبر کھود کر اس میں سات دن بغیر کچھ کھائے پیئے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر کاٹنا ہوگا اور اگر تم اس میں ناکام ہو گئے تو وہ جادوگر تمہیں اور تمہاری روشنی کو اپنے طلسم میں جکڑ لے گا اور وہاں جب تمہارا چلہ مکمل ہو جائے تو ایک بزرگ تمہارے پاس آئیں گے اور تمہیں اس میں دفن راز بتائیں گے اور دوسرے چلہ کے بارے میں بھی وہی بتائیں گے دوسرے دن میں نے ملازم کو ساتھ لیا اور حویلی میں بابا جی کی بتائی ہوئی جگہ پر قبر کھودنا شروع کر دی اور قبر تیار کرنے کے بعد میں نے ملازم کو چھٹی دی اور آٹھویں روز حویلی میں آنے کو کہا اور چلہ شروع کر دیا پہلا دن یونہی گزر گیا۔

اب تو میرا ٹھہرانا ہی مشکل ہو گیا تھا دل کرتا ابھی چلہ چھوڑ کر چلا جاؤں مگر میری محبت نے مجھے روکے رکھا۔ اور رات ہونے لگی میں بار بار ورد پڑھ رہا تھا کہ اچانک مجھے حویلی میں چیخ کی آواز سنائی دی میرا دل سینے سے نکل کر باہر آنے کی کوشش کرنے لگا پھر حویلی ایسے ہلنے لگی جیسے ہوا میں غبارے اڑ رہے ہوں میرا دل چاہا کہ چلہ چھوڑ دوں کہ میرے کان میں آواز آئی کہ ایسا مت کرنا پھر میں نے ہمت یکجا کی اور ورد زور زور سے پڑھنے لگا حویلی واپس اپنی اصل حالت میں آ گئی میں نے آنکھیں بند کر لیں تو میں بے ہوش ہوتا ہوتا بچا کیونکہ میں اس وقت حویلی میں نہیں تھا بلکہ ایک وسیع عریض قبرستان میں ایک ٹانگ پر کھڑا تھا میں ابھی اپنی بھاگنے والا تھا کہ مجھے پھر وہی آواز سنائی دی بیٹا یہ نظر کا دھوکا ہے تم اپنی آنکھیں بند کر لو اور ورد کو زور زور سے پڑھو میں نے ایسا ہی کیا ورد کو زور زور سے پڑھنے لگا میں پہلے جیسی حالت میں آ گیا اسی طرح چھ دن گزر گئے آج چلہ کا آخری دن تھا میں ہوش حواس سے بیگانہ ہونے والا تھا کہ مجھے بابا جی آواز سنائی دی بیٹا تم اپنی منزل کے قریب پہنچ کر ہمت ہار رہے ہو تھوڑی ہمت سے کام لو اور ایک بار پھر کوشش کرو میں نے پھر اپنی بچی ہوئی طاقت کو اکٹھا کیا اور ورد پڑھنے لگا آج زیادہ واقعہ نہ بیتا تھا بس ایک دفعہ جادوگر آیا تھا جو دھمکی دے گیا تھا۔

تو نے اپنی اموت کو آواز دے ہے میں نے کبھی ہار نہیں مانی کہ ہار کیا چیز ہوتی ہے تم نے میرے ساتھ ٹکر لینے کی کوشش کی ہے اپنی زندگی کو برباد کر لیا ہے آہستہ آہستہ وقت اپنی رفتار سے بیتتا رہا اور میرا چلہ کامیاب ہو گیا اتنے میں ایک بزرگ بابا میرے پاس آئے اور کہا مجھے یہاں کیوں بلایا ہے میں نے کہا کہ اس حویلی میں آج سے پہلے ایسا کیا واقعہ ہو بیتا ہے جس کی وجہ سے یہاں ہزاروں چڑیلیں قید ہیں تو بزرگ تھوڑی دیر میری طرف گھورتے رہے پھر بولنا شروع ہو گئے بیٹا آج سے تقریباً تین سو سال پہلے اس حویلی میں ایک بادشاہ رہتا تھا جو بہت نیک اور سخی تھا یہاں کے لوگ خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے اور یہاں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے اس ملک پر حملہ کر دیا گیا اور سوتے ہوئے معصوم لوگوں کو قتل کرتے رہے جب بادشاہ کو اس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اطلاع ملی تو اپنے ساتھ فوج لی اور ان سے لڑنے کے لیے نکل کھڑا ہوا اور اپنے پیچھے حویلی میں اپنے پیارا بیٹا راجو کو چھوڑ گیا جس کی پرورش بادشاہ کا ایک خاص نوکر کرتا تھا پھر ایک دن بادشاہ کے مرنے کی اطلاع نوکر اور شہزادہ پر قیامت بن کر گری۔

آج ہی سے نوکر کا شہزادہ کے ساتھ رویہ تبدیل ہو گیا وہ رات کو شہزادے کو ایک خاص مشروب دیتا جو شہزادہ خوشی خوشی پی جاتا اور جس دن کو مشروب نہ ملتا تو شہزادے کی حالت خراب ہو جاتی اس طرح آج سواں دن تھا اور آج شہزادہ مشروب پینے کے بعد اپنے اندر نئی تبدیلی محسوس کرنے لگا آج شہزادے کے اندر بہت بڑی طاقت آ گئی تھی آج شہزادہ شیطان کا خاص جن بن گیا تو نوکر نے شہزادے سے کہا تم شیطان کے چلے بن گئے ہو اور آج سے تم نے شیطان کے چرنوں میں چالیس لڑکیوں کی بلی دینی ہے اس طرح دن گزرنے لگے شیطان کا چیلا لڑکیوں کی بلی لگا اور چالیسویں دن شیطان نے خوش ہو کر اپنے بالک پر بہت بڑی شکتی کی اس سے بڑی بڑی طاقت دی کہ تو آج کے بعد کسی سے مات نہیں کھائے گا اور اس شکتی کے ذریعے اپنی طاقت کو اپنے طلسم کو حویلی کے چاروں طرف پھیلا دیے تا کہ اگر کوئی تیرا دشمن تیرا ٹھکانہ نہیں جان پائے گا اور جو بھی اس حویلی میں رہائش رکھے گا تو تیرے غلام بدروح اس کو کھا جائینگے اور ہاں بالک جس طرح تو پہلے بلی دیتا تھا اس طرح مجھ کو خوش کرتا رہے گا تو تیری شکتی بڑھتی رہے گی اور اس دن کے بعد اس حویلی میں خون کی ہولی شروع ہو گئی اور وہ اس طرح وہ جادوگر بن گیا اور اب وہ اپنا طلسم اس پورے علاقے میں پھیلانا چاہتا ہے تمہارے پاس اب پچاس دن ہیں اگر تم نے ان پچاس دنوں میں اس جادوگر کو نہ مارا تھا وہ تمہاری روشنی کے ساتھ ساتھ پوری انسانیت کی عزت پامال کرتا رہے گا اس کے لیے اس کو ختم کرنے کے تمہیں ایک چلہ کرنا پڑے گا وہ چلہ تیس دن کا ہے جو تمہیں بارہ سو سال پرانی کھوپڑی پر کرنا پڑے گا۔

بابا جی یہ کھوپڑی مجھے کہاں سے ملے گی۔ بیٹا تمہاری اس حویلی کے تہہ خانے میں ایک قبر ہے جو بارہ سو سال پرانی۔ ہے اگر تم نے وہ کھوپڑی صبح ہونے سے پہلے نکالی پھر تم اس پر چلہ کر سکو گے اور یہ تعویذ جو میں تمہیں دے رہا ہوں اس کو اپنے گلے میں ڈال لو تو وہ شیطان کا چلہ تمہیں کچھ بھی نہیں کہے گا جاؤ جلدی کرو ورنہ پھر تم یہ پھر کبھی نہیں کر سکو گے میں جلدی سے اٹھا اور وہ تعویذ گلے میں پہن لی اور جلدی سے تہہ خانے میں پہنچ گیا دروازہ چرچراہٹ کی آواز کرتا ہوا کھل گیا میں اندر داخل ہو گیا تو سرد ہوا کا جھونکا میرا استقبال کیا میں حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ تہہ خانہ میں ہوا کہاں سے آئی پھر ہمت کر کے سیڑھیاں نیچے اترنے لگا اندھیرا اتنا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ چلتے چلتے میں کسی چیز سے ٹکرا گیا اور منہ کے بل گر پڑا وہ وہی قبر تھی جس کی مجھے تلاش تھی میں نے ہمت کی اور قبر کو ہاتھوں کی مدد سے کھودنے لگا ابھی میں نے آدھی قبر کھودی تھی کہ اس ویران کمرے میں میرے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا اور منہ سے دل خراش چیخ بلند ہوئی۔

ایک بار پھر مجھے خوف نے آن گھیرا میں نے کانپتے بدن کے ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو ایک خوفناک بھیانک بدشکل والی چڑیل تھی جس کی آنکھیں آگ کی مانند جل رہی تھیں منہ سے تازہ خون ٹپک رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر آئی ہو بالوں کی جگہ خوفناک لمبے سانپ لٹک رہے تھے اور تہہ خانے میں لال رنگ کی روشنی میں وہ اور بھی خوفناک لگ رہی تھی نجانے میری بولنے کی سکت کہیں گم ہو گئی تھی میرے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا تھا میں خاموشی سے اس کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے مجھ سے کہا اے بالک تو نے ہمارے مالک کے خلاف ایک چلہ کر کے تم نے ہمارے آقا کے غضب کو آواز دی ہے اگر تو نے یہ دوسرا چلہ کیا تو تیری روشنی ختم۔ میں نے چڑیل سے کہا کہ میری ایک بات اپنے آدم خور مالک سے کہنا آج سے الٹی گنتی پڑھنا شروع کر دے اور آج میں یہ کھوپڑی نکال کر آج ہی سے چلہ کروں گا یہ سن کر چڑیل اور بھی خوفناک ہو گئی اور دھواں بن کر غائب ہو گئی اس کے

ساتھ ہی تہہ خانہ پھر اندھیرے میں ڈوب گیا میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور قبر کو ایک بار پھر کھودنے لگا قبر کھود لینے کے بعد میں قبر میں اترا اور ہاتھ کی مدد سے کھوپڑی کو ڈھونڈنے لگا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔

اس دوران زوردار بجلی چمکی اور کمرہ روشن ہوا میں کیا دیکھتا ہوں ایک ڈھانچہ میرے سامنے قبر کے اند بیٹھا ہوا تھا یہ دیکھ کر میں ہوش سے بیگانہ ہونے لگا اور کمرہ ایک بار پھر اندھیرے میں ڈوب گیا اس نئی آفت نے تو میری آدھی جان ہی لے لی میں آنکھیں پھاڑے اندھیرے میں چاروں طرف ڈھانچہ کو تلاش کرنے لگا مجھے کسی کے زوردار قہقہے لگانے کی آواز سنائی دی ایک بار پھر میرا خون رگوں میں جمنے لگا اتنے میں مجھے اپنے کان میں آواز سنائی دی تو میں اچھل ہی پڑا اور قبر سے باہر نکلنے لگا ہی تھا کہ میری ٹانگ کسی نے پکڑ لی میں لاکھ کوشش کرنے لگا لیکن ٹانگ کو باہر نہ نکال سکا مجھے دوبارہ اپنے کان میں آواز سنائی بیٹا یہ میری آواز ہے ڈرو مت تم اپنا پہلے والا چلہ کا ورد پڑھو اور چاروں طرف پھونک دو تو کمرے میں اجالا ہو جائے گا اور ڈھانچہ ساکت ہو جائے گا اور پھر اس ڈھانچہ کی کھوپڑی اٹھا لینا میں نے ایسا ہی کیا اپنے چلے والا ورد پڑھا اور چاروں طرف پھونک دیا میرے پھونکنے کی دیر تھی چاروں طرف اجالا ہو گیا اور ڈھانچہ قبر میں ساکت پڑا تھا اور میری ٹانگ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھی میں واپس قبر میں اترا اور ڈھانچہ سے اپنی ٹانگ چھوڑ دی اور ڈھانچہ کی کھوپڑی اٹھا لی میرے اتنا کرنے کی دیر تھی حویلی زور زور سے ہلنے لگی میں جلدی سے قبر سے باہر آ گرا اور سکھ کا سانس لیا اور باہر کی طرف چل دیا وہاں پہنچ کر پیٹ پوجا کی اور سو گیا۔

رات عشاء کی اذان پر میری آنکھ کھلی نماز پڑھ کر میں چلہ کی جگہ یعنی حویلی کے اس تہہ خانہ والی قبر کی طرف چلنے لگا چلتے چلتے میں حویلی کے دروازے پر پہنچ گیا اور دروازے کو اند کی طرف دھکیلا دروازہ چرچراہٹ کی خوفناک آواز سے کھل گیا مجھے ایک بار پھر حویلی سے خوف آنے لگا آخر چلہ تو کرنا تھا میں جلدی جلدی تہہ خانہ کی طرف چلنے لگا میں جلد ہی تہہ خانہ میں جا پہنچا اور وہاں سے قبر میں اترنے لگا میرے ذہن میں خیال آیا کہ میں نے قبر کے چاروں طرف حصار تو لگایا ہی نہیں میں دھڑکتے دل کے ساتھ قبر سے باہر نکلا اور چاروں طرف حصار لگایا اور نیچے بیٹھ گیا کھوپڑی کو سامنے رکھ کر ورد پڑھنا شروع کر دیا ابھی میں نے پہلی دفعہ ورد پڑھا تھا کہ حویلی خوفناک چیخوں سے گونج اٹھی میں وظیفہ پڑھتا رہا اور دور کہیں سے فجر کی اذان ہونے کی آواز میرے کانوں میں سنائی دی میں نے آخری بار ورد پڑھا اور کھوپڑی پر پھونک دیا۔ میں نے کھوپڑی اٹھائی اور بابا جی کے ڈیرے پر روانہ ہو گیا اس طرح دن گزرتے رہے اور میرا چلہ کامیابی کی طرف گامزن تھا آج میرے چلے کی اکیسویں رات تھی میں روزانہ کی طرح آج بھی اپنے چلے میں غرق تھا کہ مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا اور میں نے آنکھیں کھول لیں میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ڈھانچوں کی فوج کھڑی تھی اتنے میں ایک بھیانک آواز سنائی دی اس نے کسی کو حکم دیا تھا کہ یہ جو حصار میں بیٹھا ہوا ہے اس کو کھا جاؤ میں نے یہ سنا تو میرے ہوش اڑنے لگے لیکن میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ جو بھی ڈھانچہ آگے بڑھتا حصار سے ٹکراتا اس کو آگ لگ جاتی میں یہ تماشہ دیکھتا رہا آخر کار سارے ڈھانچے جل گئے میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور ورد کرتا رہا۔

دور کہیں فجر کی اذان ہوئی میں نے آخری بار ورد پڑھا اور کھوپڑی پر پھونک دیا میرے ورد پھونکنے کی دیر تھی کہ ساکت کھوپڑی میں حرکت ہونے لگی اور آگ کی طرح لال اور سرخ ہو گئی اور پھر پہلے والی حالت میں آ گئی میں حیران و پریشان ہوتا ہوا بابا جی کے ڈیرے پر چلا گیا اور ساری بات بابا جی بتا دی بابا جی بولے بیٹا یہ ہی تو تمہاری شکتی ہے جو ستائیسویں دن تمہارے اندر سما جائے گی جس سے تم بڑے سے بڑے جادوگر کا مقابلہ کر سکو گے اس طرح میں روزانہ چلہ کرتا رہا اور آج میرے چلے کی آخری رات تھی میں نے حصار کھینچا اور ورد پڑھنا شروع کر دیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ابھی کچھ دیر ہی تھی کہ مجھے ایسا لگا جیسے بہت تیز طوفان آرہا ہو جو سب کچھ اڑا کے لے جائے گا میرا اندازہ صحیح نکلا وہ ایک بہت بڑا طوفان ہی تھا جو اپنی حوانگی کے ساتھ میرے اوپر گزرنے لگا اور ہوا اتنی تیز کہ میں اپنے جسم کو قابو نہ کرسکا تو شاید میں یہاں چلہ نہ کررہا ہوتا ابھی کچھ دیر آرام سے گزری تھی کہ تہہ خانہ میں روشنی پھیل گئی اور اس کے ہی خون کی بارش ہونے لگی۔

حصار کے باہر چاروں طرف چار چار فٹ خون جمع ہوگیا خون کا ایک شدید جھٹکا مجھے لگا اور میں نے ورد زور زور سے پڑھنا شروع کردیا اتنے میں مجھے اپنے پیچھے سے بڑی خوفناک آواز سنائی دی اگر تو نے یہ ورد نہ چھوڑا تو تیری روشنی کو کچا چبا جاؤں گا دیکھ اپنی روشنی کا حال میں نے مڑ کر دیکھا تو جادوگر نے روشنی کو بالوں سے پکڑ رکھا ہوا تھا خوفناک نظروں سے مجھے گھور رہا تھا میں روشنی کو اس کے ہاتھوں سے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا وہ اس کے ہاتھوں میں بہت اذیت میں تھی میں اٹھا اور حصار سے باہر قدم رکھنے ہی والا تھا کہ میرے کانوں میں بابا جی کی آواز سنائی دی علی بیٹا تم یہ کیا کرنے جارہے ہو وہ تمہاری روشنی نہیں ہے بلکہ یہ سب نظر کا دھوکہ ہے تم اپنی جگہ پر واپس بیٹھ جاؤ اور اپنا ورد زور زور سے پڑھنا شروع کردو۔ بابا جی کی یہ آواز سن کر میں نے اپنے باہر کو نکلنے والے قدموں کو روک لیا اور دوبارہ اپنی جگہ پر آ گیا اور اپنا ورد زور زور سے پڑھنے لگا میں نے دیکھا کہ جادوگر کی شکل بدلنے لگی تھی اس کا قد لمبا ہونے لگا تھا اور آنکھوں کی جگہ دو گہرے سوراخ ہونے لگے تھے دانت منہ سے باہر نکلنے لگے تھے اور پاؤں پیچھے کی طرف مڑ گئے تھے اور سارے جسم پر بال نکلنا شروع ہوگئے تھے اور وہ زور زور سے چلاتے ہوئے مجھ سے کہہ رہا تھا دیکھ میں تیری روشنی کا کیا حال کرتا ہوں اسنے روشنی کو اوپر اٹھایا اور کچا کھانے لگا۔

میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں مجھے اس کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں روشنی اسکے ہاتھوں میں بری طرح تڑپ رہی تھی اس کی چیخوں سے تہہ خانہ میں وحشت بھرتی جارہی تھی وہ میری منتیں کررہی تھی کہ مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ لیکن میں نے اس کی کسی بھی آواز پر دھیان نہ دیا تھا کیونکہ مجھے اس کی اصلیت معلوم ہوچکی تھی کہ وہ میری روشنی نہیں ہے وہ روشنی کے روپ میں کوئی اور ہے وہ اسے کھاتا ہے تو کھاتا جائے بس یہی سوچ کر میں اپنے چلہ پر دھیان دیا اور آخری لمحات تک ورد میں مصروف رہا۔ اور آخری دفعہ ورد پڑھ کر کھوپڑی کے اوپر پھونک ماردی میرے ایسا کرنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی میں حرکت ہونے لگی اور پھر وہ زوردار آواز میں مجھ سے بولی کیا حکم ہے میرے آقا۔ میں نے کھوپڑی کو حکم دیا کہ اس جادوگر کو آگ لگا دو اس کو آگ لگا کر آج زمیں کو اسکے شہر سے پاک کردو۔ میرے حکم کرنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی اپنی جگہ سے اڑی اور قبر سے باہر نکل آئی اس کی آنکھوں سے خوفناک آواز نکلی جس نے جادوگر کو جلا دیا اور اس کے ساتھ ہی حویلی میں بھونچال سا آ گیا حویلی میں موجود بدروحوں کی چیخوں کی آوازیں پوری حویلی تو کیا پورے علاقے میں گھونجنے لگیں اتنے میں روشنی وہاں بے ہوشی کی حالت میں نمودار ہوئی میں نے روشنی کو اٹھایا اور کھوپڑی کو حکم دیا۔

مجھے بابا جی کے ڈیرے پر لے چلو کھوپڑی نے میرے حکم کی تعمیل کی اور مجھے اٹھایا اور حویلی سے باہر نکل آئی ہم جیسے ہی حویلی سے باہر نکلے ایک زوردار دھماکے کے ساتھ حویلی کو آگ لگ گئی اور پوری کی پوری حویلی خوفناک آگ میں جلنے لگی ہم بابا جی کے ڈیرے پر پہنچ کر دو نفل شکرانے کے پڑھے اور روشنی زندگی کی طرف لوٹ آئی وہ ایک بار پھر میری زندگی بن گئی میں نے اس حویلی کو گرا کر وہاں پر فائیو سٹار ہوٹل بنوالیا یہ ہوٹل میرا دیرینہ سپنا تھا جو میں نے بنوا کر پورا کرلیا۔ اور ہماری زندگی خوشیوں کی طرف گامزن ہوگئی۔۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے نوازیے گا۔ اگر آپ کو یہ کہانی پسند آئی تو میں ایک بار پھر آپ کے لیے کوئی اچھی سی خوفناک کہانی لے کر حاضر ہوں گا۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راز

---تحریر: انیلہ غزل۔ حافظ آباد---

آپ لوگ فکر نہ کریں میں اس سے شادی کرلوں گا مگر اس کا روپ میں نہیں بلکہ کمال کی شکل میں اس آدمی نے کہا کیسے جمال صاحب معنی خیز لہجے میں بولے آپ لوگوں کو مجھ پر اعتبار کرنا ہوگا کہ میں ایک پری زاد ہوں پرستان میں پیدا ہوا ہوں اور شادی بھی وہی ہوئی مگر بیوی فوت ہوگئی اور دو سال کی بچی چھوڑ کر مری آج میں گھر گیا تو بچی کو غائب پایا بس اسی پریشانی میں ان سے ٹکر ہوگئی اور ہاں میرا: م احتشام حسن ہے احتشام نے کہانی ختم کی جمال کے بعد مجھے اور میری ماں کو بھی اسے ہمدردی ہوگئی پھر وہ کہنے لگا کہ سامنے قبرستان ہے آپ لوگ ادھر کمال کو دفنا دیں اور پھر ان کے چالیسویں کے بعد شادی کی ڈیٹ رکھ لیں گے احتشام نے تجویز پیش کی پھر ہم نے جلدی جلدی کفن منگوایا اور انہیں ادھر ہی دفن کر دیا میں اور امی شاپنگ سنٹر سے کچھ چیزیں وغیرہ خریدیں اور گھر پہنچی کیونکہ یہاں شاپنگ کا تھا پھر ہماری شادی ہوگئی اور کسی کو شک بھی نہیں گزرا کہ اصلی کمال مر چکا ہے پھر یہ سب رام داس کے ٹھکانے پر چلے گئے رام داس کو بعد میں اپنی سنگین غلطی کا احساس ہوا وہ روشنی۔۔انہیں جاتا بس اسی لیے وہ اریشہ کو لے آیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اریشہ کو چھرانے آئیں گے وہ لوگ جنگل میں داخل ہوئے تو کسی پریشانی کا سامنا نہیں ہوا وہ لوگ آگے بڑھتے گئے اور انہیں اریشہ بے ہوش ملی بادل نے بھاگ کر اس کو اٹھایا مگر پھر بھی اسے کسی جن نے نہیں روکا وہ اریشہ کو لے کے پلٹے ہی تھے کہ پیچھے سے آواز سنائی دی بابا رک جاؤ عبدالرحمٰن نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رام داس آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا تھا مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کا بہت دل دکھایا ہے عبدالرحمٰن نے اس کو گلے لگا لیا شکر ہے بیٹا تم سیدھے راستے پر آگئے ہو میں تمہیں سچے دل سے معاف کرتا ہوں پھو رام نے روشنی سے معافی مانگی اس نے بھی بہتی ہوئی آنکھوں سے اسے معاف کر دیا اور پھر اس نے شنکر کا گلے لگا لیا اور پھر بہتی ہوئی آنکھوں سے واپس مڑا اور غائب ہوگی۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

بالی ارے بالی کہاں ہو ارے آیا دادی بادل طوطوں کو دانا ڈال کر بھاگتا ہوا نیچے آیا جی دادی اماں۔ جاؤ نغمہ کو بلا لاؤ بہار بانو نے بادل سے کہا ارے دادی امان بھلا اس دور میں نہ نغمے کون سنتا ہے اور پھر اب تو لائٹ بھی نہیں ہوتی ہے پھر بھلا نغمہ کہاں سے لاؤں بادل نے ہمیشہ کی طرح الٹا جواب دیا ارے کم بخت مارے جاؤ اسے بلا لاؤ کیوں دماغ کھا رہے ہو بہار بانو غصے سے کہنے لگی اچھا جاتا ہوں ناراض کیوں ہوتی ہیں بادل یہ کہتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر جانے لگا مگر آدھی پر ہی رک گیا سیڑھیوں پر اس کی کزن اریشہ بیٹھی ہوئی ان کی باتیں سن رہی تھی اے کیا ہے کیوں ہنس رہی ہے بادل نے مصنوعی رعب سے کہا تم ہنساتے ہی اتنا ہو اس میں میرا کیا قصور ہے وہ اس کی گھنی پلکوں تلے چھپی نیلی نیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی میں تمہیں مسخرہ لگتا ہوں بادل اس کی آنکھوں سے بچنے کے لیے نگاہیں چرانے لگا بھلا تم ہمیں مسخرہ کیوں لگو گے اریشہ پیار سے بولی اچھا ذرا راستہ دے دو پھر دادی امان سے ڈانٹ پڑنا شروع ہو جائے گی بادل کانوں کو ہاتھ لگانے لگا تو اریشہ بھی ہنستی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی اور اگلے ہی لمحے سترہ سالہ بالی نغمہ کے کمرے میں تھا نغمہ تمہیں دادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۔۔مگر رک گیا کیونکہ نغمہ ستارہ کے بال کھینچنے میں مصروف تھی ارے میں سمجھا تم فارغ ہو گی مگر تم تو بہت مصروف ہو چلو دادی سے کہتے ہیں کہ وہ بہت مصروف ہے بادل نیچے جانے کو مڑا تو نغمہ بولی۔

ارے رکو پھر وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے نیچے آگئی جی دادی جان نغمہ سعادت مندی سے بولی کیوں ری نغمہ یہ بالی کیا کہہ رہا ہے تم ستارہ کے بال کیوں کھینچ رہی تھی امی اس کی تو عادت ہے شکایتیں کرنے کی ان پڑھ یتیم ہمارے ٹکڑوں پر پلنے والا ہوں ہہ۔نغمہ غصے سے کہنے لگی خبردار نغمہ اگر اس سے آگے کچھ بولی تو زبان کھینچ لوں گا اپنی باپ کی دو مربعوں زمین کی آمدنی سے کھاتا ہوں اور اگر تم کچھ دے بھی دیتے ہو تو احسان نہیں کرتے یہ میرے نانا کا گھر ہے بادل کا تو پارہ چڑھ گیا اور وہ باہر کو بھاگ گیا جبکہ اریشہ گم سم سی ان کے رویوں پر غور کر رہی تھی صفدر حسین کی دو اولادیں تھیں ایک سکندر حسین اور دوسری نگار بانو بہار بانو نے سکندر کی شادی اپنی بھتیجی شازیہ سے کردی سکندر کی دو بیٹیاں نغمہ اور ستارہ جبکہ ایک بیٹا تھا چاند پھر آگئی نگار بانو تو ان کی شادی صفدر حسین نے اپنے دوست کے بیٹے کمال احمد سے کردی کمال احمد دو ہی بھائی تھے کمال احمد اور جمال احمد کمال کا ایک ہی بیٹا تھا بادل کمال کے انتقال کے بعد وہ جیسے گم سم سا ہو گیا تھا اور پڑھائی کو چھوڑ دیا تھا اس کی کزنیں اور ممانی اس کو ان پڑھ جاہل کا طعنہ دیتے لیکن وہ ہنس کر ٹال جاتا جمال کی بھی ایک بیٹی تھی اریشہ جو بی اے کا امتحان دے کر فارغ ہوئی تو چچی اور کزن یاد آئے بادل اور نگار بانو بہت خوش ہوئے اور اریشہ نے بھی فیصلہ کرلیا کہ اپنے اس چاچا زاد کو ضرور سیدھا کرے گی اریشہ بادل کے کمرے کے سامنے گزری تو سسکیوں پر چونک گئی دروازہ دھکیلا تو وہ کھل گیا اندر بادل بیڈ پر اوندھا لیٹا ہوا تھا ارے بادل کیا ہوا اریشہ نے گھبرا کر کہا بادل نے اریشہ کو دیکھا تو شرمندگی سے آنسو پونچھ لیے۔

کیا ہوا اریشہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی کچھ نہیں نغمہ کی بات پر رو رہے ہو ناں اریشہ نے پوچھا۔اریشہ اریشہ جب میں نہیں پڑھنا چاہتا تو یہ کیوں ایسا کرتے ہیں ان کو کیا بادل تو جیسے چھٹ ہی پڑا فکر ہے بالی بے فکر ہے اگر تم پڑھ گئے تو ہر ایک کی نظروں میں تمہارے لیے عزت ہو گی تم سمجھتے کیوں نہیں اریشہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا اریشہ بابا کے جانے کے بعد اب ہر چیز بے معنی لگنے لگی ہے کسی ایک شخص کے چلے جانے سے دنیا کا نظام نہیں بدل جاتا بالی تم پڑھو میں تمہیں پڑھا دوں گی تمہیں ان کی طرح جاہل نہیں ہونا وہ جو پڑھتے ہوئے بھی جاہل ہیں تمہیں ان لوگوں کی طرح لڑنا جھگڑنا نہیں ہے تمہیں ہمت سے کام لینا ہو گا بادل ہمت بادل سے اریشہ اسے چھوٹے بچوں کی طرح سمجھا رہی تھی اور بادل معصومیت سے کہنے لگا تو اریشہ کو ہنسی آگئی پیارے تمہیں پہلے میٹرک کرنا ہو گا پھر کچھ اور کرو گے سمجھو تم اریشہ مصنوعی خفگی سے بولی تو بادل بھی ہنس دیا اریشہ بادل کے لیے بکس لینے گئی تو اس کی نظر ایک پین پر پڑ گئی اس نے وہ پین گفٹ کروایا اور گھر آگئی صبح ہوئی تو بادل آٹھ بجے اپنے کمرے سے نکلا تو سب حیران رہ گئے کہاں وہ بالی جو میلے کپڑوں اور الجھے ہوئے بالوں میں ہوتا تھا اور کہاں وہ بالی جو استری کپڑے خوبصورت شلوار قمیض وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا اریشہ نے اسے دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں ویری نائس کہا سکندر بھی حیرت سے کہنے لگے۔

یہ تم ہی ہوں اں بالی نگار بانو بھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اپنے بیٹے کو نئی حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں سب نے مل کر ناشتہ کیا بالی بھی فارغ ہو کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا کمرے میں داخل تو اریشہ اس کی بکس سیٹ کر رہی تھی اے کیا کر رہی ہو بادل مصنوعی غصے سے بولا تمہیں پڑھانے کا ارادہ ہے موڈ ہو تا پڑھا دوں اریشہ اس کی کتابیں لیے کھڑی ہوئی اور اگر میں نہ پڑھوں تو بادل اس کے سامنے آگیا تمہاری مرضی ۔اریشہ نے سائیڈ سے گزرنا چاہا مگر بالی نے اس کا راستہ روک لیا ہٹو بالی کوئی دیکھ لے گا بادل کو اتنا نزدیک دیکھ کر وہ جلدی سے بولی بادل نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا اگر کوئی نہ آئے تو۔ہوں ہہ تم تو جیسے سب کو نیند کی گولیاں دے کر آئے ہو ہٹو میرے راستے سے اریشہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ نغمہ اندر داخل ہوئی او یہ تو پڑھائی ہو رہی ہے نغمہ انہیں اس حالت میں دیکھ کر معنی خیز انداز میں ہنسی۔

تمہیں اس سے مطلب بادل غصے سے بولا بھلا مجھے مطلب نہیں ہو گا تو کسے ہو گا بادل کمال ۔۔نغمہ۔اگلے ہی لمحے بادل کا ہاتھ ہوا میں لہرایا لیکن اریشہ نے تھام لیا نغمہ تم ہی چلی جاؤ یہاں سے اریشہ نے غصے سے کہا اور نغمہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی بادل میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ تمہیں ان لوگوں کی طرح جاہل نہیں ہونا۔اریشہ اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے بولی اریشہ۔یہ۔۔بس چپ کرو اس سے آگے کچھ نہیں بولنا اریشہ ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ کروانے لگی اور پھر وہ اسے پڑھانے لگی جلد ہی داخلے کھل گئے اور بادل اسکول جانے لگا نگار بانو تو اریشہ کو دعائیں دیتے ہوئے نہ تھکتی تھیں جس کی وجہ سے وہ ٹھیک ہو گیا تھا پہلے ممانی اس سے گھر کا سارا کام کرواتی تھی مثلاً سودا سلف لانا بل جمع کرنا دودھ لانا پودوں کا پانی دینا او یہی نہیں طنز اور ان پڑھ ہوں ے کا طعنہ بھی دیتی تھی اور وہ ہنس کر ٹال دیتا تھا ایکدن اریشہ کے ابو کا فون آیا تو وہ کہنے لگی بابا میں مزید نہیں رک سکتی میں واپس آنا چاہتی ہوں ابھی اور اسی وقت اچھا بیٹا میں صبح کی فلائٹ سے آ ؤں گا جمال نے کہا اور فون بند کر دیا تم جانے لگی ہو بادل نے پوچھا ہاں اور تم جب میرے سامنے مجھے ہمیشہ کے لیے لینے آنا تو کچھ بن کر آنا اور یہ پین تمہارے لیے اریشہ نے وہ پین اسے دے دیا اریشہ جب میں پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بنوں گا تو تم مجھے میرا منہ مانگا انعام دو گی بادل نے افسردگی سے کہا۔

ہاں بادل تم جو مانگو گے میں دونگی وہ اس کے چہرے کو والہانہ پن سے دیکھتے ہوئے بولی اور بادل ہنس دیا اور پھر اریشہ جمال چلی گئی بادل ہر وقت پڑھتا ہی رہتا تھا اس کے کزن چاند اور نغمہ اس کو اٹھارہ سال کی عمر میں میٹرک کرتے ہوئے دیکھتے تو بہت مذاق اڑاتے ستارہ نے اسے کبھی تنگ نہیں کیا تھا اس لیے وہ بادل کی نظروں کو اچھی تھی بادل کے امتحان نزدیک تھے وہ دل لگا کر پڑھتا تھا ممانی شازیہ کو اس کے پاس ہونے کی کوئی امید نہیں تھی اس لیے وہ جب اسے کام کے لیے بھیجتی تو وہ سیدھا جواب دیتا چاند سے کہیں فارغ بیٹھا ہو گا حالانکہ لڑنے کے سوا اسے اور کوئی کام بھی نہیں ہے اسے بادل غصے سے کہتا تو وہ چپ کر جاتی بادل نے اریشہ کے دیئے ہوئے پین سے ہر پیپر پر اعتماد ہو کر لکھا اور جب رزلٹ آیا تو وہ پورے سکول میں ٹاپ پر تھا اس کی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو آ گئے نگار بانو بھی خوش تھی اور بہار بانو صفدر حسین اور سکندر بھی بہت خوش تھے البتہ چاند نغمہ اور شازیہ کو کوئی خوشی نہیں تھی وہ اب بھی اسے جلی کٹی ہوئی سناتی تھیں مگر بادل کو اریشہ کی وہ بات یاد آتی تمہیں کچھ بننا ہے بادل ان لوگوں کی طرح لڑنا جھگڑنا نہیں تو وہ چپ کر کے برداشت کر جاتا نگار بانو اور بادل نے بہت کوشش کی اریشہ لوگوں کے گھر کے نمبر ملائے ان کے دیئے ہوئے ایڈریس پر پہنچے تو مایوسی ہوئی کیونکہ وہ لوگ امریکہ چلے گئے تھے۔

❀❀❀

ایک دن اریشہ گھر میں سوئی ہوئی تھی کہ ایکدم اس کے سامنے ایک خوفناک تو نہیں مگر عجیب سی شکل والا آدمی ظاہر ہوا اریشہ ڈر گئی اور اٹھ گئی اس شخص نے اریشہ کو پکڑا اور وہاں سے غائب ہو گیا اریشہ کے والدین کسی کی شادی پر گئے ہوئے تھے اور انہوں نے دو دن بعد آنا تھا زندگی نے اپنے علم سے پتہ چلا لیا رام داس اسے بھی اچھا نہیں لگتا تھا اسلیے اس نے رام داس سے دشمنی لینی نہیں چاہی تھی سو وہ اریشہ بن کران کے گھر رہنے لگی اس بات کا صرف اس کے دوست شنکر کو ہی علم تھا دھیرے دھیرے وقت گزرتا گیا اور بادل نے بی اے میں فرسٹ پوزیشن حاصل کر لی چاند اور نغمہ کے رشتہ کی بات چل نکلی چاند اور نغمہ دونوں ہی کسی اور کو پسند کرتے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس بات کو صرف ستارہ یا بادل جانتے تھے ان دونوں نے سب کو بتا دیا بلکہ اعلان کر دیا کہ جہاں وہ رشتہ کر رہے ہیں وہاں وہ دونوں ہی خوش نہیں شازیہ کو اپنے بچوں پر بڑا ناز تھا وہ تو جیسے گم صم سی ہو گئی بادل نے جب بی اے میں پورے ضلع میں فرسٹ پوزیشن لی تو اسے انعام کے طور پر ایک خوبصورت اور شاندار بنگلہ ملا وہ اور اس کی ماں اس بنگلے میں رہنے لگے اب انہیں نغمہ لوگوں کے حالات کا کبھی علم ہوتا تھا جب کبھی نگار بانو کا اپنی امی سے ملنے کو دل چاہتا تھا تو وہ چلی جاتی تھی دھیرے دھیرے وقت گزرتا گیا اور بادل کے بی ایس سی کے پیپر نزدیک آ گئے۔

❀❀❀

رام داس ہر وقت اریشہ کو اذیت میں رکھتا اور ہر ہفتہ بعد اس کے جسم سے خون نکال کر دیوتا کو غسل دیتا تھا وہ مکمل طور پر یہ بھول چکا تھا وہ ایک مسلمان پری زاد ہے ایک دن زندگی کا والد فوت ہو گیا تو وہ اکیلی رہ گئی اب وہ مستقل طور پر اریشہ لوگوں کے گھر رہتی کیونکہ اب گھر میں انتظار کرنے والا کوئی نہیں تھا وہ بوریت سے بچنے کے لیے شنکر کو بلا لیتی اور اگلے پلان پر بحث کرتی

❀❀❀

بادل نے جب بی ایس سی کے امتحان دیئے تو ستارہ کے رشتے کی بات چل نکلی چاند اور نغمہ دونوں نے بھوک ہڑتال کر دی شازیہ نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کے بچے اس کی حکم عدولی کریں گے اس لیے اسنے بھی ان سے بولنا بند کر دیا وہ بادل کی اس بڑھتی ہوئی کامیابی پر بہت جلتی تھی اس لیے کہ چاند نے آج تک فرسٹ پوزیشن نہیں لی تھی اور پھر بادل کو تو بہترین کامیابی حاصل کرنے پر خوبصورت کوٹھی بھی ملی ہوئی تھی اب شازیہ بادل سے پہلے سے بھی زیادہ جلتی تھی اور اب وہ چاہتی تھی کہ وہ ستارہ کی شادی اس سے کرے اور وہ اپنے اس فیصلے پر بہت خوش خوش تھی بادل کا جب رزلٹ آؤٹ ہوا تو وہ پھر پورے ضلع میں فرسٹ آیا تھا اس نے ہر پیپر ریشہ کے دیئے ہوئے پین سے دیا تھا اس کے

پرنسپل جمیل اسسے اس لیے بہت خوش تھے کیونکہ اس کی وجہ سے ان کے سکول کا معیار بلند ہوا تھا اس کامیابی پر بادل کو حکومت کی طرف سے پانچ لاکھ روپیہ اور بہترین کار ملی جب اس کے پرنسپل نے اسے گاڑی کی چابی دی تو خوشی سے اس کے آنسو نکل پڑے یہ سب کچھ اریشہ کی وجہ سے ہی تو تھا جمیل صاحب نے اسے اپنے بارے میں کچھ کہنے کو کہا تو اس نے یہ الفاظ تقریر کی صورت میں ادا کئے کہ پیارے قارئین اکرام میرا نام بادل کمال ہے اور میری کامیابی کی سب سی بڑی وجہ اریشہ جمال میری کزن ہے اس کے سمجھانے سے میں پڑھائی کی طرف راغب ہوا ہوں یہ پین اس نے جیب سے ایک پین نکالا اس پین سے میں نے میٹرک سے لے کر اب تک پیپر حل کئے اور ہر بار کامیابی نے میرے قدم چومے مگر خلاء صرف یہ رہ گیا ہے کہ اریشہ لوگ امریکہ چلے گئے ہیں اور ہمارے پاس ان کا کوئی ایڈریس وغیرہ بھی نہیں لیکن میں نے اس کی تلاش ختم نہیں کی جب تک وہ مجھے نہیں ملے گی میں اسے تلاش کرتا رہوں گا اور میری یہ تلاش اس کے ملنے پر ہی ختم ہو گی دعا کیجئے گا کہ وہ مجھے مل جائے۔

بادل نے اپنی تقریر ختم کی تو ہر طرف تالیاں گونج اٹھیں اس دن اس کے تمام گھر والے بھی وہاں موجود تھے چھٹی ٹائم بادل گھر جانے کی بجائے ان کے ساتھ چاند لوگوں کے گھر آ گیا شازیہ کو یہ نہیں معلوم تھا شازیہ گھر آئی تو بہت پریشان تھی کیا بات ہے امی پریشان کیوں ہو ستارہ نے پوچھا کم بد بخت چار دن بھی رہی مگر جادو اپنا چلا گئی بادل پر میں نے تو اسے اپنا داماد بنانا چاہا تھا لیکن اب یہ کام مشکل ہے بڑا آیا مرتے دم تک ڈھونڈنے والا۔ ہوں ہہ شازیہ غصے سے بولی اوں ہوں ۔ممانی یہ آپ کی بھول ہے جادو اس نے مجھ پر نہیں بلکہ میں نے اس پر چلایا سمجھے آپ بادل جانے کب سے وہاں کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا غصے سے یہ کہہ کر چل دیا شازیہ اور ستارہ اپنی جگہ جیسے بت بن کر رہ گئی صبح بادل کو پیغام موصول ہوا کہ پرنسپل نے اسے کالج بلایا ہے وہ

سوچنے لگا کہ پرنسپل صاحب نے کیوں بلایا خیر جب وہ اسٹاف روم میں پہنچا تو وہاں پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا ان سے ملو یہ ہیں مرزا صاحب تمہیں اپنی فرم میں میں جر بنانا چاہتے ہیں پرنسپل جمیل بولے۔

مم۔۔مم مجھ بادل ہکلا گیا ہاں تمہیں یہ لو میرا کارڈ صبح نو بجے تم آفس میں ہوں ا۔ مرزا صاحب نے کہا پھر بادل گھر آ گیا نگار بانو نے یہ خوشخبری سنی تو خوشی سے اریشہ کو دعائیں دینے لگی شازیہ نے جب یہ سنا تو وہ جلن سے اس کا برا حال ہو گیا اسے ڈر تھا تو صرف بہار بانو صفدر حسین کا ورنہ اس کے دماغ میں بہت سے شاطر منصوبے چل رہے تھے بادل باقاعدگی سے آفس جاتا تھا ایک دن اس کا سکرٹری اندر آیا اور اس نے کہا سر وہ یہ کارڈ ملا ہے کہ وہ آپ کی فرم کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں اس نے وہ کارڈ بادل کو دیا جس پر پتہ وغیرہ لکھا ہوا تھا کیوں اس فرم کا مالک کون ہے بادل نے پوچھا جی کوئی اریشہ جمال ہے اس لڑکے نے یہ کہا بادل تو اپنی سیٹ سے اچھل پڑا اوئے ایسا کرو میں جا رہا ہوں گھر تم بعد میں سنبھال لینا بادل کارڈ کے اوپر لکھے ہوئے ایڈریس پر پہنچا وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا کمرے میں پہنچا تو اسے سامنے بیٹھا پایا اریشہ تم بادل خوشی سے بولا اریشہ جو کہ اصل میں اریشہ نہ تھی۔ زندگی تھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اسے پہنچان بھی گئی پھر پہنچاننا اس کے لیے کوئی مشکل کام تھوڑی تھا بادل تم ہاں اریشہ دیکھو مجھے میں ویسا ہی بن گیا ہوں جیسا تم نے کہا تھا بادل جلدی جلدی بولا۔

تم کہاں چلی گئی تھی اریشہ اپنا کوئی نمبر تو دے جاتی ہم لوگ امریکہ چلے گئے تھے یہ نہیں کہ ہم نے تم لوگوں کو ڈھونڈا نہیں تم لوگوں نے تو وہ سم بھی بدل لی جس کا ہمارے پاس نمبر تھا پاپا تو بیمار رہنے لگے تھے وہ بہت پریشان رہے تھے کہ ان کی ایک ہی بھابھی تھی اس کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ وہ دراصل مجھے بہترین بنگلہ ملا تھا اور میں اپنی امی کے ساتھ وہاں چلا گیا تھا اور ممانی کا تو تمہیں پتہ ہی ہے کہ وہ کتنا جلتی ہیں بادل نے اسے

بتایا۔ اچھا اریشہ میں چلتا ہوں بادل اٹھ کر گھر آ گیا اسے لگا جیسے یہ وہ اریشہ نہیں ہے اس لیے آ گیا۔

❀❀❀

شنکر آج میں بہت خوش ہوں آج بادل میرے پاس آیا تھا شنکر اب اسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا اریشہ خوشی خوشی شنکر کو بتا رہی تھی ادھر سے بادل اریشہ کو ملنے آیا مگر دروازے پر ان کی باتیں سن کر رک گیا اچھا اریشہ ایک بات بتاؤ شنکر نے کہا ہاں پوچھو اریشہ بولی اگر بادل کو معلوم پڑ گیا کہ تم اصلی اریشہ نہیں ہو تو پھر کیا کروں گی تم جانتی ہو کہ سچ چھپتا نہیں ہے شنکر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا نہیں شنکر دعا کرو کہ اسے پتہ ہی نہ چلے بادل کا تو یہ سنتے ہی پارہ چڑھ گیا اتنا بڑا دھوکہ نہیں میں تمہیں تمہارے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گا بادل پاؤں پٹختا ہوا چلا گیا چھ دن ہو گئے بادل اریشہ سے ملنے نہیں آیا تو اریشہ خود اس کے پاس چلی آئی کیوں آئی ہو بادل غصہ سے بولا کیوں میں نہیں آ سکتی ہوں زندگی ناسمجھی سے بولی تم نے میرے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کیا ہے تم اریشہ نہیں زندگی ہو کہاں ہے میری اریشہ بادل کا غصے سے برا حال تھا بادل پلیز میں ایک پری زاد ہوں اور میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں یہ سن کر بادل غصے سے کانپنے لگا دفعہ ہو جاؤ آئندہ مجھے نظر نہ آنا تم لوگوں کا تو کام ہی خون پینا ہوتا ہے زندگی کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کیا زندگی شنکر پریشان ہو گیا مت کہو مجھے زندگی میں زندگی ہو کر بھی کسی کو زندگی نہیں دے سکی۔

تم مایوس کیوں ہو زندگی پلیز مت رو شنکر نے اسے گلے سے لگا لیا۔ شنکر ایک خوبصورت لڑکا تھا براؤن آنکھیں لمبے بال اور سب سے بڑی بات اس کے ماتھے پر سبز رنگ کی لکیر تھی جو ظاہر کرتی تھی کہ وہ کسی جادوگر کا بیٹا ہے بادل اریشہ کو یاد کر رہا تھا اس آفس میں کوئی اور نہ تھا کہ شنکر آ گیا بادل چونک گیا سامنے دیکھا تو حیرانی سے بولا آپ کیسے آئے دروازہ تو بند تھا سب کچھ چھوڑو یہ بتاؤ کہ تم جاننا چاہتے ہو کہ اریشہ کہاں ہے اور وہ لڑکی کون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے ۔ہاں ہاں میں جاننا چاہتا ہوں تم بتاؤ بادل تیزی سے بولا۔

اس لڑکی کا نام زندگی ہے اور میں اس کا دوست ہوں وہ تم پر عاشق ہے میں بھی پری زاد ہوں مگر ہم دونوں بلکہ ہمارا پورا خاندان مسلمان ہے تم سمجھتے ہو کہ اریشہ کا خون ہوا ہے یا وہ زندگی نے کیا ہے نہیں بادل نہیں بلکہ اریشہ زندہ ہے اور رام داس کے پاس ہے کیا اریشہ زندہ ہے بادل خوشی سے بولا مگر بھیا میں اس زندگی سے معافی مانگنا چاہتا ہوں پلیز مجھے ایک بار اس سے ملوادو بادل التجائیہ لہجے میں بولا چلو آؤ میرے ساتھ پھر بادل اور شنکر ایک ویران جگہ چلے گئے زندگی شنکر نے آواز دی تو سامنے ہی زندگی ظاہر ہوگئی بادل نے اس سے معافی مانگی تو اس نے معاف کردیا اس خوشی کے موقع پر آپ لوگ ہمارے گھر چلیں گے شنکر نے کہا تو زندگی بولی آج تک مجھے لے کر نہیں گئے اور اسے لے کر جارہے ہو ارے بابا اب تم بھی تو جارہی ہوں ان شنکر اور وہ کچھ ہی دیر میں محو پرواز تھے وہ ایک محل میں اترے روشنی تو شنکر کو دیکھتے ہی اس کے ساتھ لپٹ گئی اندر سے پرستان کا بادشاہ بھی آگیا ارے بیٹا یہ دونوں کون ہیں روشنی نے شنکر سے پوچھا تو شنکر نے انہیں سب کچھ بتادیا مگر زندگی کے بارے میں نہیں بتایا کہ وہ کس کی بیٹی ہے البتہ بادل کے بارے میں بتادیا کہ وہ کیسے ان کا دوست بنا ہے رام داس کا نام سن کر روشنی کے چہرے پر حیرت اور بادشاہ کے چہرے پر نفرت اُمڈ آئی میں نے سوچا بھی نہیں تھا روشنی کہ رام داس اس قدر گھٹیا انسان نکلے گا بادشاہ نے نفرت سے پھنکارا وہ تینوں یہ بات سن کر حیرت سے انہیں دیکھنے لگے روشنی نے بات کا موضوع بدلا ارے زندگی تمہارے ماں باپ کون ہیں۔

جی میں سات سال کی تھی کہ میرا اصلی باپ جانے کہاں گئے انہیں ڈھونڈنے لگی تو میں پہاڑوں میں کھوگئی اس کے بعد مجھے ایک آدمی اٹھا کر لے گیا میں نہیں جانتی کہ میری ماں کون تھی ہاں البتہ بابا ان کی یاد میں بہت روتے تھے میں پوچھتی تو کہتے بس بیٹا تمہاری ممی یاد آتی ہے وہ اکثر راتوں کو سونے سے پہلے ماما کی باتیں سنایا کرتے تھے زندگی نے سب کچھ تفصیل سے بتایا باپ کا نام سن کر روشنی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اس نے بھی تو پلٹ کر اس کی کوئی خبر نہیں لی زندگی تم مجھے اپنے دوسرے بابا سے ملواؤ گی روشنی نے پوچھا نہیں وہ تو آج سے تین سال پہلے فوت ہوچکے ہیں زندگی غمگین آواز میں بولی روشنی بھاگ کر اندر چلی گئی بادشاہ کو کچھ گڑبڑ لگی مگر پھر انہوں نے زندگی کو گلے لگالیا۔زندگی بیٹا تم جانتی ہو اختشام میرا سب سے عزیز ملازم تھا بس یوں سمجھ لو کہ میرا بیٹا مگر وہ تو یوں گیا کہ پلٹ کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا بادشاہ جیسے اس کی یاد میں گئے شنکر زندگی اور بادل حیرت و یاس کی تصویر بنے سب دیکھ اور سن رہے تھے بادل بیٹا تم اپنی امی کو لے کر آنا انشاءاللہ میں تمہاری اریشہ کو تمہیں لوٹانے کی پوری کوشش کروں گا جاؤ خدا حافظ یوں بادشاہ بھی چلا گیا شنکر زندگی اور بادل واپس انسانی دنیا میں آگئے بادل گھر آیا تو امی سے کہنے لگا امی جلدی سے تیار ہوجاؤ آپ میرے دوست کے گھر میں میرے ساتھ جائیں گی۔

ارے میں آج نہیں جاسکتی نگار بانو نے عذر تراشا نہیں امی آج تو جانا ہی پڑے گا بادل نے ضدی لہجے میں کہا اچھا بیٹا پھر نگار بانو اٹھ کر تیار ہوئی بادل نے گاڑی نکالی اور شنکر ورکشاپ پر پہنچا شنکر جو چیزیں وغیرہ سمیٹ رہا تھا اسے دیکھ کر مسکرایا آؤ بالی میں زندگی کو بلاتا ہوں تم بیٹھو پھر شنکر کمرے میں گیا اور زندگی کو بلایا زندگی فوراً آگئی شنکر یار امی کو کیا کہوں ہم تو اڑ کر جائیں گے بادل نے پریشانی ظاہر کی نہیں بادل میں انہیں زمین پر آنے کو کہا تھا اور وہ یقیناً وہاں ویرانے میں بنے مکان میں چلے گئے نگار بانو نے جب روشنی کو دیکھا تو حیرت کا شدید جھٹکا لگا اس کی تصویر تو ان کو اختشام نے دکھائی تھی مگر کہا کچھ نہیں اور پھر ملنے ملانے کے بعد روشنی کے ساتھ کمرے میں چلی گئیں روشنی ایک بات کروں گا نگار نے کہا ہاں ہاں ضرور کریں روشنی خوشدلی سے بولی تم

اختشام حسن کو جانتی ہو اختشام کا نام سن کر روشنی کا کھلتا ہوا چہرہ مرجھا سا گیا بولو روشنی پلیز نگار بانو التجائیہ لہجے میں بولی۔

ہاں وہ میری محبت تھا میری چاہت تھا روشنی کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے پھر تو تم یہ بھی جانتی ہوگی کہ زندگی تمہاری بیٹی ہے شنکر جو کمرے میں جانے لگا مگر ان کی باتیں سن کر وہیں کھڑا ہوگیا وہ دبے قدموں واپس مڑا اور زندگی اور بادل کو بھی لے آیا کمرے کا دروازہ کھڑاک سے کھلا روشنی ان تینوں کو دیکھ کر گھبرا گئی ماما پلیز ماما بتاؤ میرا باپ کون ہے اور زندگی آپ کی بیٹی کیسے ہے شنکر رونے لگا عبدالرحمٰن بھی آگئے سچ میں تمہیں بتاؤں جیسے میں نے تم سے بائیس سال چھپایا پھر اٹھ کر عبدالرحمٰن کے قدموں میں بیٹھ گئی بابا پلیز مجھے معاف کردینا روشنی رونے لگی کیا ہوا کون سا سچ روشنی عبدالرحمٰن اسے اٹھاتے ہوئے کہنے لگے بادل اور زندگی کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہوگئے شنکر بیٹا ہمارے پرستان میں محبت کا کوئی رواج نہ تھا میں تمہارے نانا کی اکلوتی بیٹی تھی ویسے تو میری ہر خواہش پوری ہوتی تھی مگر یہ خواہش میری کبھی بھی پوری نہیں ہوسکتی تھی میں اختشام حسن سے محبت کرتی تھی وہ بھی مجھ پر جان چھڑکتا تھا میں بہت گھبراتی تھی کہ اگر بابا نے اسے مجھ سے جدا کردیا تو ایک دن میں نے اس سے چوری چھپے نکاح کرلیا ہمارے نکاح کو دو سال گزر گئے بابا مجھے بڑا کہتے کہ شادی کرلو مگر میں انکار کرتی رہتی تھی ایک دن بابا رو پڑے کہنے لگے روشنی میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز شادی کرلو میں مجبور ہوگئی پھر میں نے اختشام کو زندگی کے ساتھ دور بھیج دیا بہت دور یہاں بابا نے جس کے ساتھ میری شادی کی وہ ورام داس تھا میں اس سے سخت نفرت کرتی تھی مگر پھر بھی میں نے اس کے ساتھ شادی کرلی کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے دل میں شیطان بننے کے خواب تھے وہ چاہتا تھا کہ وہ شیطان کا پجاری بن جائے اور لوگوں پر ظلم کرے۔

ہماری شادی کو چھ ماہ گزر گئے وہ مجھ سے کھچا کھچا رہتا تھا ایکدن میں غصے میں آگئی میں نے بابا کو بہت ہرٹ کیا اس کی وجہ رام داس تھا وہ سمجھتا ہی نہیں تھا کہ میں اس کی ذمہ داری ہوں وہ مجھے اپنے گھر نہیں لے کر جاتا تھا میں صرف ایک ماہ اس کے گھر میں رہی اس کے بعد وہ مجھے بابا کے پاس چھوڑ گیا میں بابا سے بہت لڑ مجھے ہر وقت زندگی اور اختشام یاد آتے اسی کشمکش میں شنکر پیدا ہوا بابا نے رام داس کے آگے ہاتھ جوڑے کہ اب تو تمہارا بیٹا بھی ہوگیا ہے اب تو اسے اپنے ساتھ لے جاؤ چنانچہ وہ مجبور ہوکر مجھے اپنے ساتھ لے گیا شنکر اس وقت کوئی دو اڑھائی ماہ کا تھا کہ ایک دن وہ ہمیں ہ بابا کے پاس گیا اور رکہنے لگا کہ میں اب اور اسی طرح غلام بن کر نہیں رہ سکتا میں جادوگر بننا چاہتا ہوں یا پھر مجھے پرستان کی حکومت دی جائے کیونکہ میں آپ کا اکلوتا داماد ہوں بابا کو بہت غصہ آیا وہ جانتے تھے کہ اگر اسے پرستان کی حکومت مل گئی تو وہ پریوں دیوؤں غرضیکہ پورے پرستان کا سکون تباہ کردے گا اور پھر فیصلہ یہ ہوا کہ مجھے اس سے طلاق دلوائی گئی اور اسے پرستان سے باہر نکلا دیا گیا۔

روشنی چپ ہوگئی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے پھر اس کے بعد ان کے پیچھے کچھ شرارتی جنات لگ گئے اختشام زندگی کو چھوڑ کر گاڑی لے کر ان کا ٹھکانہ تلاش کرنے لگے زندگی تنہائی سے گھبرا گئی وہ گھر سے باہر نکلی اور پھر ان پہاڑوں میں کھوگئی اختشام جب ان کو ڈھونڈنے گئے اور نہ ملنے پر وہ دوبارہ گھر آئے مگر زندگی کو نہ پا کر گھبرا گئے اور اس کی تلاش میں سڑکوں پر گاڑی گھمانے لگے بادل کے ابا سڑک کراس کرنے لگے مگر اختشام کی گاڑی سے ٹکرا کر جان بحق ہوگئے اختشام گھبرا گئے وہ لاش کو لے کر ویرانے میں آگئے پھر مجھے اور میری ماں کو بلایا ماں بہت حیران ہوئی کہ ویرانے میں کمال احمد کا کیا کام تھا مگر پھر بھی مجھے اور اماں کو گھر میں شاپنگ کا بہانہ کر کے نکلنا پڑا اس سے دوسرے دن میری اور کمال کی مہندی تھی ہم نے فون کر کے جمال احمد کو بھی بلالیا ہم تینوں جب مطلوبہ پتہ پر پہنچے تو وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمیں ایک آدمی لیٹا ہوا اور ایک اس کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا ہم جب قریب گئے تو کمال کی لاش دیکھ کر ہمارے اوسان خطا ہو گئے۔

وہ آدمی کچھ توقف کے بعد میری ماں سے مخاطب ہوا پلیز مجھے معاف کر دیں میں نے جان بوجھ کر اسے ٹکر نہیں ماری بلکہ حادثہ ہو گیا ہے میں تو اپنی گمشدہ بیٹی کی تلاش میں تھا وہ آدمی رونے لگا جمال صاحب نے نرم لہجے میں کہا ہمیں دکھ اس مرنے والے کا بھی اتنا ہی ہے اور آپ کی بیٹی کی گمشدگی کا بھی لیکن زیادہ دکھ ہمیں اس بات کا ہے کہ اس کی صبح مہندی تھی اب لوگ میری ہونے والی بھابھی کو منحوس کہیں گے جمال نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آپ لوگ فکر نہ کریں میں اس سے شادی کر لوں گا مگر اس کا روپ میں نہیں بلکہ کمال کی شکل میں اس آدمی نے کہا کیسے جمال صاحب معنی خیز لہجے میں بولے آپ لوگوں کو مجھ پر اعتبار کرنا ہو گا کہ میں ایک پری زاد ہوں پرستان میں پیدا ہوا ہوں اور شادی بھی وہی ہوئی مگر بیوی فوت ہو گئی اور دو سال کی بچی چھوڑ کر مری آج میں گھر گیا تو بچی کو غائب پایا بس اسی پریشانی میں ان سے ٹکر ہو گئی اور ہاں میرا نام احتشام حسن ہے احتشام نے کہانی ختم کی جمال کے بعد مجھے اور میری ماں کو بھی اسے ہمدردی ہو گئی پھر وہ کہنے لگا کہ سامنے قبرستان ہے آپ لوگ ادھر کمال کو دفنا دیں اور پھر ان کے چالیسویں کے بعد شادی کی ڈیٹ رکھ لیں گے احتشام نے تجویز پیش کی پھر ہم نے جلدی جلدی کفن منگوایا اور انہیں ادھر ہی دفن کر دیا میں اور امی شاپنگ سنٹر سے کچھ چیزیں وغیرہ خریدیں اور گھر پہنچی کیونکہ بہانہ شاپنگ کا تھا۔

پھر ہماری شادی ہو گئی اور کسی کو شک بھی نہیں گزرا کہ اصلی کمال مر چکا ہے میرے بھابھی شازیہ کچھ اور قسم کی تھی بات بات پر بتنگڑ بنا لیتی تھی وہ بہت حسد کرتی تھی پھر ہمارے ہاں بادل پیدا ہوا مگر ہم نے زندگی کی تلاش جاری رکھی لیکن سوائے مایوسی کے اور کچھ نہیں ملا احتشام کی خواہش تھی کہ بادل پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بنے مگر بڑا آدمی بنتے بادل کو دیکھ نہ سکے بادل بھی ابھی آٹھویں میں ہی پڑھتا تھا کہ احتشام فوت ہو گئے بادل نے اس کا گہرا اثر لیا اور پڑھنے سے دور بھاگنے لگا شازیہ کو تو موقع مل گیا اور وہ ہر وقت بادل کو جاہل کہنے لگی مجھے باتیں سن کر بہت رنج ہوتا مگر میں کچھ نہیں کر سکتی تھی اس کے بعد جو کہانی نگار بانو سنائی جب شنکر اور زندگی بادل کو پتہ چلا کہ وہ بہن بھائی ہیں تو بہت خوش ہوئے روشنی نے پھر عبدالرحمٰن سے معافی مانگی انہوں نے روشنی کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا بیٹا اگر تم احتشام کو چاہتی ہو تو میں تمہارے لیے پورے پرستان کا رواج بدل دیتا عبدالرحمٰن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے زندگی نے بادل سے کہا سوری تو بادل مسکرا دیا وہ اس کی تہہ تک پہنچ گیا تھا زندگی ایسا ہو جاتا ہے تمہیں کیا پتہ تھا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اس میں سوری والی کوئی بات نہیں چلو ریلکس ہو جاؤ چلو ہنسو۔ بادل نے ہنستے ہوئے کہا تو زندگی مسکرا دی۔

عبدالرحمٰن بادل سے کہنے لگے بیٹا تم جانتے ہو کہ اریشہ رام داس کے پاس ہے تو کیا اسے لانا نہیں ہے بابا میں تو آپ کے منہ سے سننا چاہتا تھا کہ آپ کہیں تو کچھ کروں تو بیٹا یہ کیا بات ہوئی چلو چلیں اور پھر یہ سب رام داس کے ٹھکانے پر چلے گئے رام داس کو بعد میں اپنی سنگین غلطی کا احساس ہوا وہ روشنی۔۔۔ انہیں جانتا بس اسی لیے وہ اریشہ کو لے آیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اریشہ کو چھڑانے آئیں گے وہ لوگ جنگل میں داخل ہوئے تو کسی پریشانی کا سامنا نہیں ہوا وہ لوگ آگے بڑھتے گئے اور انہیں اریشہ بے ہوش ملی بادل نے بھاگ کر اس کو اٹھایا مگر پھر بھی اسے کسی جن نے نہیں روکا وہ اریشہ کو لے کے پلٹے ہی تھے کہ پیچھے سے آواز سنائی دی بابا رک جاؤ عبدالرحمٰن نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رام داس آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا تھا مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کا بہت دل دکھایا ہے عبدالرحمٰن نے اس کو گلے لگا لیا شکر ہے بیٹا تم سیدھے راستے پر آ گئے ہو میں تمہیں سچے دل سے معاف کرتا ہوں پھر رام نے روشنی سے معافی مانگی

اس نے بھی بہتی ہوئی آنکھوں سے اسے معاف کر دیا اور پھر اس نے شنکر کا گلے لگا لیا اور پھر بہتی ہوئی آنکھوں سے واپس مڑا۔

کہاں جا رہے ہو عبدالرحمٰن نے پوچھا بس بابا جی مجھے جانا ہو گا میں اور یہاں نہیں رک سکتا رام داس یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا اور یہ لوگ اریشہ کو لے کر واپس آ گئے انہوں نے اریشہ کے ماں باپ کو بلایا پھر جب انہیں حقیقت کا علم ہوا تو انہوں نے شنکر اور زندگی کو گلے لگا لیا اریشہ ہوش میں آئی تو اپنے اوپر بادل کو جھکا ہوا دیکھ کر گھبرا گئی اور فوراً اٹھ بیٹھی سب بہت خوش تھے اس کے ہوش میں آنے پر وہ سب سے ملی سوائے بادل کے اور پھر بادل نے خود ہی پہل کر دی یاد ہے اریشہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ جب میں بڑا آدمی بنوں گا تو میں تم سے جو مانگوں گا تم وہ مجھے دو گی۔ ہاں مجھے یاد ہے مانگو کیا مانگتے ہو اریشہ نے نظریں اٹھائے بغیر ہی کہا اور اگر میں تم سے تمہیں کو مانگ لوں تو۔ بادل شوخی سے بولا اور کچھ نہیں مانگ سکتے اریشہ شرم سے بولی کچھ اور مانگنا میرے لیے اچھا نہیں ہے اور نہ ہی کچھ اور تم سے زیادہ اچھا لگتا ہے

کچھ اور مانگنا میرے مسلک میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

بادل نے اپنا ہاتھ آگے کیا اور سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا اریشہ نے سب کو دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا اے اب شرمانا چھوڑ و اور آنسو پونچھو شنکر نے اریشہ سے کہا کیوں میری مرضی میں پونچھوں نہ پونچھوں تمہیں اس سے کیا۔ اریشہ نے مصنوعی غصے سے کہا اے ایک تو میرا دوست مجھ سے چھین لیا اوپر سے نخرے دیکھو بھابھی صاحبہ شنکر بھی اسی لہجے میں بولا سب ہنس دیئے میرا خیال ہے جمال صاحب صبح منگنی ہو جائے عبدالرحمٰن نے کہا۔

نہ جی سیدھی شادی پہلے ہی بہت انتظار کیا ہے اب اور نہیں ہوتا بادل جھٹ سے بولا ارے کتنے بے صبرے ہو زندگی نے کہا مجھے نہیں پتہ کل مہندی ہو جائے بادل نے ڈھٹائی سے کہا سارے ان کی باتیں سن کر ہنس دیئے سارے بہت خوش تھے لیکن نگار بانو کو امی ابو یاد آ رہے تھے انہوں نے کہا بابا آپ امی ابو کو بلائیں گے ناں۔ انہوں نے کہا ہاں ضرور پھر اریشہ اور بادل کی شادی ہو گئی شازیہ کو اسکے کئے کی سزا مل گئی چاند نے کورٹ میرج کر لی نغمہ نے زہر کھا لیا اور ستارہ کی شادی ہو گئی شازیہ بہت روتی ہے اور بادل لوگوں سے معافی مانگنا چاہتی ہے ادھر بادل کمرے میں جا ہی نہیں رہا تھا شنکر اور زندگی نے اسے دھکا دے کر بھیجا وہ بیڈ پر بیٹھا اور پھر ایک خوبصورت پائل جیب سے نکال کر اریشہ کو دی گردن اوپر کرلو ٹوٹ جائے گی بادل نے شرارت سے کہا اریشہ اس پر جھپٹی بادل کہنے لگا اے اے سوری یہ دیکھو تمہارا منہ دکھائی کا تحفہ بادل نے پائل اس کے سامنے کر دی وہ غصے سے اس کو دیکھنے لگی جبکہ بادل کی آنکھوں میں محبت ہی محبت تھی پھر اس نے وہ پائل اسے پہنا دی۔ اور اس کے بعد انہوں نے اپنی نئی گزارنے کی پلاننگ کرنی شروع کر دی اس گھر میں خوشیاں ناچنے لگیں وہ سب ہی بہت خوش تھے اور آج بھی بہت خوش ہیں۔۔

❁❁❁

غزل

سکونِ جاں کے لئے دعا کیسے کروں؟
درد تو اس نے دیا ہے گلہ کیسے کروں؟
اکثر لوٹ آتا ہوں منزل سے یہ سوچ کر
مکمل یہ سفر اس کے بن کیسے کروں؟
ہے کوئی میرے ہی ہاتھوں کی لکیروں میں کمی
اپنی تقدیر کا اس سے گلہ کیسے کروں؟
اب مناسب ہے یہی اس کو بھلا دوں
پر اپنی روح کو جسم سے جدا کیسے کروں؟
سوچتا ہوں کہ میں ہی مر جاؤں
لیکن اس کو زمانے سے اکیلا کیسے کروں؟

حاجرہ غفور-لیہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبر کی تلاش

۔۔۔تحریر: قم قم نشاد۔ رتو وال۔ فتح جنگ۔۔۔

آپ کو قبر کی تلاش تھی آج سے آپ کی تلاش ختم ہوئی مجھے بھی اسی قبر کی ضرورت تھی معاف کرنا دوستو میں نے ہی تمہارے دوستوں کی جان لی ہے یہ قبر میرا گھر ہے اور روزانہ مجھے بلاتی ہے کیونکہ میں ایک سو سال پہلے مر چکا ہوں لیکن میں سو سال سے اس جنگل میں بھٹک رہا تھا جب تک میں چار آدمیوں کا مار نہ لیتا تب تک میں جنگل میں بھٹکتا رہتا میں نے آپ کے چاروں دوستوں کو مار کر اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے مجھے معاف کرنا میں نے اپنے گھر تک پہنچنے کے لیے تمہارے دوستوں کو مار دیا بوڑھے نے انہیں بتایا اچانک ہی قبر پھٹی اور بوڑھے نے قبر میں چھلانگ لگا دی اور قبر دوبارہ سے بند ہوگئی۔ وہ سکتے کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھتے جا رہے تھے کسی بھی میں ہمت نہ تھی کہ وہ کچھ بول سکیں ان کے چہروں پر خوف چھایا ہوا تھا یوں لگ رہے تھے جیسے وہ زندہ ہو کر بھی زندہ نہیں ہیں ان کو حقیقت کا معلوم ہو گیا تھا کہ ایک مرا ہوا انسان ان کے ساتھ رہ رہا تھا اور وہ مرا ہوا انسان ہی ان کی موت بنا ہوا تھا آج ان کی تلاش ختم ہو گئی تھی وہ جس قبر کو تلاش کرنے آئے تھے اس تک پہنچ گئے تھے لیکن اپنے پیاروں کو کھو کر۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

چلو بھئی سب تیار ہوناں عمران نے آتے ہی پوچھا ہم سب تو تیار ہی ہیں بس آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا ماریہ نے غصے سے کہا تو چلو کھڑے کیوں ہو دوستو عمران نے آگے چلتے ہوئے کہا پھر باقی دوست بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ایک بس اس کے پاس آکر رک گئی وہ سب بس میں سوار ہو گئے بس ایک گھنٹے کے بعد ایک جنگل قریب جا کر رک گئی سب دوست بس سے اترنے لگے ارے کرایہ کون ادا کرے گا شاہ زیب نے بس سے اترتے ہوئے کہا۔ تم اور کون عمران نے پیچھے مڑ کر کہا سب دوستوں نے پیچھے مڑ کر کہا سب دوست ہی اب اتر چکے تھے شاہ زیب نے بھی کرایہ ادا کیا اور بس باہر آ گیا اور بس آگے چل پڑی لگتا ہے یہ جنگل بہت خوبصورت ہوگا شاہ زیب نے جنگل میں داخل ہوتے ہوئے کہا پھر سب دوست جنگل میں داخل ہو گئے وہ جنگل میں آگے ہی آگے چلے جا رہے تھے وہ اٹھ دوست تھے چار لڑکے اور چار لڑکیاں لڑکوں کے نام شاہ زیب واصف عارف اور عمران جبکہ لڑکیوں کے نام ماریہ ہما سحرش اور کنول ہیں وہ جنگل میں چلتے ہی جا رہے تھے کتنا خوبصورت جنگل ہے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی وادی ہو واصف نے کنول سے کہا اس جنگل کے جانور بھی بہت خوبصورت ہوں گے ہما نے کنول اور واصف کو دیکھتے ہوئے کہا ویسے بھی واصف کو جنگلی بلی دیکھنے کا بہت شوق ہے جنگلی بلی کا ہی دیدار کرے گا شاہ زیب مسکراتے ہوئے کہا تمہارا کیا خیال ہے شاہ زیب سحرش نے شاہ زیب سے پوچھا۔

کیا مطلب شاہ زیب نے سحرش کی طرف دیکھ کر پوچھا میرا مطلب ہے کہ کیا تم اس بات پر یقین رکھتے ہو کہ ایسی قبر ہے اس علاقے میں جس سے آواز آتی ہوگی سحرش نے کہا ہو سکتا ہے شاہ زیب نے مختصراً کہا وہ سب باتیں کرتے جا رہے تھے عارف سب سے آگے آگے چل رہا تھا عارف سب سے زیادہ ڈرپوک تھا آج تو ڈرپوک صاحب آگے آگے چل رہے ہیں حیرت ہے کنول نے کہا عارف ایک بڑے درخت کے نیچے جا کر

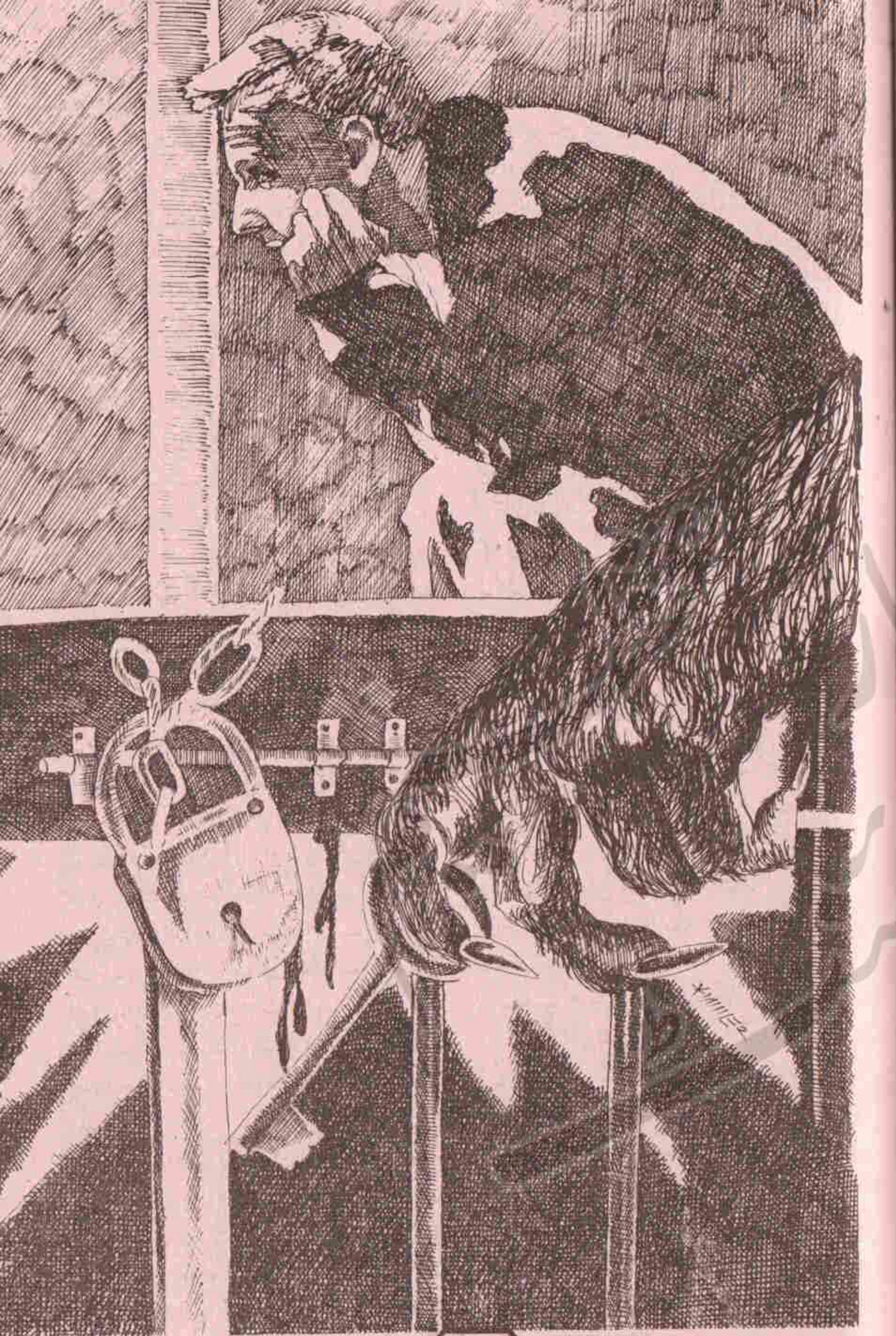

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رک گیا واو یہ درخت تو بہت بڑا ہے عارف نے درخت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اب ایسے بڑے بڑے درختوں کے اوپر کالی کالی چڑیلیں بھی ہوتی ہیں واصف نے عارف کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ویسے اتنا بڑا درخت میں نے آج تک نہیں دیکھا ہمانے درخت کے پاس آکلر کہا اب چلو واصف نے آگے چلتے ہوئے کہا ہما بھی آگے چل پڑی عارف درخت کو ہاتھ لگا کر دیکھ رہا تھ ۔ اس کے اوپر کندھے پر ایک کالا سانپ آگر عارف نے ایک چیخ ماری اور سانپ کو دور پھینک دیا باقی سب دوست ہنسنے لگے اور شاہ زیب نے عارف کے اوپر پھینکا تھا اٹھا کر جیب میں ڈال لیا وہ نقلی تھا جو شاہ زیب نے عارف کے اوپر پھینکا تھا عارف بہت زیادہ ڈر گیا تھا اس لیے سب کے ساتھ ساتھ چلنے لگا وہ سب باتیں کرتے ہوئے جنگل میں آگے ہی آگے چلے جا رہے تھے کہ کسی کی رونے کی آواز ہر طرف گونجنے لگی یہ آواز کیسی ہے ماریہ نے بے تاب ہو کر کہا لگتا ہے کوئی مصیبت میں ہے عارف نے رک کر کہا کون ہوسکتا ہے اس جنگل میں عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور سب سے آگے آگے چلنے لگا رونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی وہ سب آگے ہی آگے چلنے لگے اور رونے کی آواز اور زیادہ تیز ہو رہی تھی تھوڑی دیر چلنے کے بعد انہیں دور سے ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہوا دیکھائی دیا جب وہ اس کے قریب پہنچے تو وہ ایک بوڑھا تھا اس کے مٹی سے بھرے ہوئے لمبے لمبے بال اور جسم پر میلا سا سوٹ تھا ایک پل کے لیے تو سب اسے دیکھ کر ڈر گئے وہ بوڑھا ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا سر جھکائے رو رہا تھا وہ شکل سے اسی نوے سال کا لگ رہا تھا۔

اس کے رونے کی آواز اتنی اونچی تھی کہ لگتا تھا کہ کوئی پندرہ بیس سال کا لڑکا رو رہا ہے کون ۔۔کون ہیں آپ شاہ زیب نے بمشکل پوچھا۔ بوڑھے نے رونا بند کر دیا اور اوپر سر اٹھا کر دیکھا اس کی موٹی اور سرخ آنکھیں دیکھ کر سب ہی ڈر گئے وہ بوڑھا غور غور سے انہیں دیکھ رہا تھا کون ہیں آپ بابا جی شاہ زیب نے دوبارہ پوچھا بیٹھو بیٹا اس بوڑھے نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سب دوست جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے بیٹا میرا نام نواز ہے اور میں کافی عرصے سے اس جنگل میں بھٹک رہا ہوں۔ کہاں جانا ہے بابا جی آپ نے عمران نے پوچھا بیٹا اس جنگل کے آخر میں ایک صحرا ہے اور صحرا پار کرنے کے بعد ایک قبرستان آتا ہے مجھے وہی جانا ہے بوڑھے نے بتایا لیکن بابا جی آپ کا قبرستان میں کیا کام ہے واصف نے بوڑھے سے پوچھا بیٹا وہاں میرا گھر ہے میں نے وہیں جانا ہے بوڑھے نے کہا ۔بیٹا قبرستان میں گھر ہوتے ہیں میرا گھر وہیں ہے ۔قبرستان میں گھر نہیں ہوتے ہیں سحرش نے حیران ہو کر پوچھا بیٹا قبرستان میں گھر ہوتے ہیں اس میں حیرانگی والی کوئی بات نہیں ہے ۔کیا آپ کو گھر والوں نے تلاش نہیں کیا۔

بابا جی شاہ زیب نے پوچھا بیٹا میں اس دنیا میں اکیلا ہی رہتا ہوں ایک بیوی تھی جواب اس دنیا میں نہیں رہی اور میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے بوڑھے نے مایوسی سے کہا بہت افسوس ہوا یہ سن کر ہمانے افسوس کرتے ہوئے کہا بیٹا تم سب اس جنگل میں کیا کر رہے ہو اور تم سب کہاں جا رہے ہو بوڑھے نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا بابا جی ہمیں ایک قبرستان کی تلاش ہے جو اسی علاقے میں واقع ہے اس قبرستان میں ایک ایسی قبر ہے جس سے آواز آتی ہے قبر سے آواز آتی ہے کہ اے بندے اپنے گھر میں آجا مجھے تیرا انتظار ہے عارف نے بوڑھے کی تفصیل بتائی ۔ارے بیٹا۔ وہ قبر تو اسی قبرستان میں ہے جس میں میں جانا چاہتا ہوں بوڑھے نے کہا پھر تو ہماری منزل قریب ہے ماریہ نے خوش ہو کر کہا اب ہم اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے واصف نے بھی خوش ہو کر کہا انشاء اللہ ہم آج ہی اس جنگل سے نکل جائیں گے سحرش نے کہا لیکن بیٹا میں تو کافی عرصے سے اس جنگل میں بھٹک رہا ہوں لیکن یہ جنگل تو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا بوڑھے ۔نے مایوس ہو کر کہا آپ فکر نہ کریں بابا جی

ہم آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ جلدی ہم اس جنگل سے باہر ہونگے عمران نے بوڑھے کو تسلی دیتے ہوئے کہا ہاں اگر تم میرے ساتھ ہوئے تو میں اپنے گھر تک پہنچ جاؤں گا بوڑھے نے عمران کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہم آپ کے ساتھ ہیں بابا جی ہمانے کہا ت بوڑھے کے چہرے پر اسرار مسکراہٹ پھیل گئی پھر سب دوستوں نے اپنے اپنے بیگوں سے کھانا نکالا اور کھانے لگے انہوں نے بوڑھے کو بھی کھانا کھانے کو کہا لیکن بوڑھے نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ بوڑھا ہے اور شہری کھانے نہیں کھاتا بلکہ جنگل کے پھل کھاتا ہوں یہ کہہ کر وہ بوڑھا اٹھا اور جنگل میں ایک طرف کو چلا گیا اور وہ سب دوست کھانا کھانے لگے انہوں نے بوڑھے کو بھی کھانا کھانے کو کہا لیکن اس نے انکار کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کچھ پھل تھے اس نے وہ سب پھل سب دوستوں کو دے دیئے اور خود ایک طرف بیٹھ گیا وہ بوڑھا گہری نظروں سے سب دوستوں کو دیکھ رہا تھا جب سب نے پھل کھائے تو انہیں بہت مزا آیا کیونکہ پھل بہت مزیدار تھے انہوں نے اتنے مزیدار پھل آج تک نہیں کھائے تھے پھر انہوں نے اپنا سامان بیگوں میں رکھا اور آگے چل پڑے وہ بوڑھا بھی ان کے ساتھ چلتے چلتے رات ہو گئی اور جنگل سے جانوروں کی خوفناک آوازیں آنے لگیں اور پرندے درختوں کے اردگرد گھومنے لگے اب ہمیں رات یہاں ہی گزارنی پڑے گی شاہ زیب نے اپنا بیگ ایک جگہ رکھتے ہوئے کہا نہیں بیٹا یہاں جنگلی جانوروں کے آنے کا خطرہ ہے یہاں سے تھوڑی دور ایک غار ہے ہمیں وہاں جانا چاہیے بوڑھے نے شاہ زیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

سب دوستوں نے بوڑھے کی بات سے اتفاق کیا اور آگے چل پڑے تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ غار میں پہنچے سب نے اپنے بیگ ایک طرف رکھے اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور وہ بوڑھا غار سے باہر کھڑا یک طرف دیکھ رہا تھا وہ سب غار میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ وہ بوڑھا غار میں داخل ہوا بیٹا وہ سامنے تالاب ہے وہاں رات کو بھول کر بھی مت جانا بوڑھے نے آتے ہی کہا کیوں بابا جی واصف نے پوچھا وہ اس لیے کہ وہ خون کا تالاب ہے بظاہر تو وہاں پانی نظر آتا ہے لیکن وہاں خون ہی خون ہے اور اگر کوئی رات کو وہاں جائے تو وہ اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے بوڑھے نے کہا اور غار سے باہر نکل گیا یہ بوڑھا مجھے کوئی بھوت لگتا ہے ماریہ نے کہا مجھے بھی عمران نے ماریہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر سب ہی سو گئے رات کے کسی پہر ہما کی پیاس کی وجہ سے آنکھ کھل گئی ہمانے اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکالی تو اس میں پانی نہیں تھا ہمانے عارف کو جگایا اور پانی مانگا عارف کی بوتل بھی خالی تھی پھر انہوں نے سب دوستوں کی بوتلیں دیکھیں تو سب کی سب بوتلیں خالی تھیں اب کیا کریں عارف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا ایسا کرتے ہیں کہ وہ جو سامنے تالاب ہے وہاں سے پانی لے آتے ہیں کیا وہاں تو خون ہے عارف نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا ارے تم بھی اس بوڑھے کی باتوں میں آگئے۔

ہمانے کہا اور عارف کا بازو پکڑ کر اسے غار سے باہر لے آئی غار سے باہر چاند کی روشنی پھیل ہوئی تھی غار سے تھوڑے فاصلے پر وہ بوڑھا ایک بڑے سے پتھر پر سو رہا تھا دونوں نے ایک نظر اس بوڑھے کی طرف دیکھا اور پھر تالاب کی طرف چل پڑے اور بوڑھے نے اپنی آنکھیں کھولیں ہما اور عارف تالاب کے پاس گئے ہما اپنی بوتل میں پانی ڈالنے لگی دیکھا یہ پانی ہے خون نہیں وہ بوڑھا جھوٹ بول رہا تھا ہمانے پانی بوتل میں ڈالتے ہوئے کہا چلو بھئی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ عارف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ہمانے پانی بوتل میں ڈال لیا تھا جب وہ دونوں پیچھے مڑے تو آگے بوڑھا کھڑا تھا آپ عارف نے چونک کر کہا اور بوڑھے کے منہ سے قہقہہ نکلا ہاہاہا۔۔ ہما کے ہاتھ سے بوتل نیچے گر گئی بھاگو عارف نے چیخ کر کہا عارف اور ہما بھاگنے لگے آج تم یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بچ کر نہیں جاؤ گے بوڑھے نے کہا۔ اور ساتھ ہی بوڑھے کے ہاتھ لمبے ہونے لگے اب بوڑھے کے ہاتھ ہما اور عارف کے قریب پہنچ چکے تھے پھر بوڑھے کے ہاتھوں نے عارف اور ہما کے پاؤں پکڑ لیے اور دونوں کو گھسیٹتے ہوئے تالاب کے پاس لے گیا ہما کے گلے سے لاکٹ نیچے گر گیا تھا پھر بوڑھے نے عارف اور ہما کو تالاب میں گرا دیا۔

معاف کرنا دوستو۔۔ بوڑھے نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ دونوں تالاب میں ڈوب چکے تھے پھر تھوڑی دیر بعد ان دونوں کے ڈھانچے تالاب کے پانی میں تیرتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور بوڑھا زور زور سے قہقہے لگانے لگا ہاہاہا۔۔

صبح ماریہ کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ ہما اپنی جگہ پر نہیں ہے اس نے سحرش اور کنول کو بھی جگا دیا جب وہ تینوں لڑکوں کے پاس آئیں تو عارف بھی اپنی جگہ سے غائب تھا پھر انہوں نے شاہ زیب عمران اور واصف کو بھی جگا دیا وہ تینوں بھی اٹھ کر بیٹھ گئے ارے کیا ہوا ہے اتنی صبح صبح کیوں جگا دیا ہے شاہ زیب نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا وہ ہما اور عارف یہاں نہیں ہیں سحرش نے پریشان ہو کر کہا ارے ہوسکتا ہے کہ وہ باہر گھومنے گئے ہوں عمران نے کہا اور پھر ان دونوں کا انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھا غار میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ ارے دوستو آپ کے باقی دوست کہاں ہیں بوڑھے نے مسکراتے ہوئے پوچھا وہ باہر گئے ہوئے ہین ابھی آجائیں گے واصف نے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بوڑھے کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی کافی دیر تک وہ عارف اور ہما کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ نہ آئے وہ اس دنیا میں ہوتے تو آتے میرے خیال میں ہمیں باہر جا کر دیکھنا چاہیے ان کو تلاش کرنا چاہیے شاہ زیب نے اٹھتے ہوئے کہا اور سب دوست اور بوڑھا باہر نکل آئے۔

باہر صبح کی روشنی پھیل چکی تھی کافی دیر تک وہ سب ہما اور عارف کو ادھر ادھر ڈھونڈتے رہے لیکن وہ نہ ملے ہمیں اس تالاب کی طرف جا کر انہیں دیکھنا چاہیے ہوسکتا ہے وہ وہاں ہوں کنول نے تالاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جب وہ تالاب کے پاس پہنچے تو سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور سب ہونقوں کی طرح تالاب میں دیکھنے لگے میں نے منع بھی کیا تھا کہ اس تالاب کی طرف کوئی بھی نہ جائے یہ تالاب خونی ہے لیکن میری کسی نے نہ مانی بوڑھے نے ان دونوں کے ڈھانچوں کو دیکھتے ہوئے کہا ہما اور عارف کے ڈھانچے تالاب کے اوپر ہی تیر رہے تھے یہ لاکٹ تو ہما کا ہے کنول نے زمین سے لاکٹ اٹھا کر کہا اور یہ بوتل بھی ہما کی ہے سحرش نے تالاب کے پاس گری ہوئی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تم نے ان دونوں کو مارا ہے ناں عمران نے بوڑھے کے گریبان سے پکڑ کر کہا نہیں میں نے نہیں مارا میں تو رات کو سو رہا تھا مجھے کیا پتہ یہ کب یہاں آئے بوڑھے نے پریشان ہو کر کہا چھوڑ دے اسے شاہ زیب نے بوڑھے کا گریبان عمران کے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے کہا۔ اب ان ڈھانچوں کو تو تالاب سے باہر نکالو سحرش نے رو کر کہا نہیں اگر کوئی ان کے ڈھانچوں کو تالاب سے باہر نکالنے گیا تو وہ خود بھی تالاب کی نظر ہو جائے گا بوڑھے نے سحرش کی طرف دیکھ کر کہا ان لوگوں نے بوڑھے کی بات مان لی اور ان ڈھانچوں کو وہیں چھوڑ کر واپس چل دیے وہ بوڑھا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا چلتے چلتے وہ جنگل ختم ہوا اور صحرا آ گیا۔

شام کا وقت تھا سب نے کھانا کھایا اور بوڑھے کو بھی دیا پھر وہ سب باتیں کرنے لگے آہستہ آہستہ رات ہو گئی انہوں نے اپنا سامان ایک جگہ رکھا اور سو گئے چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اور وہ بوڑھا ان سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھا تھا اور اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ کچھ دیر تک ان کو غور سے دیکھتا رہا اور پھر سو گیا رات کے کسی پہر عمران کی آنکھ کھل گئی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اس کی نظر تھوڑے فاصلے پر سوئے ہوئے بوڑھے پر پڑی تو عمران کے چہرے پر

ایک مسکراہٹ پھیل گئی عمران نے اپنے دوستوں کو دیکھا جو گہری نیند سو رہے تھے عمران خاموشی سے اٹھا اور بوڑھے کے پاس جا پہنچا عمران نے اپنے دونوں ہاتھ بوڑھے کی گردن کی طرف بڑھائے ابھی اس کے ہاتھ بوڑھے کی گردن سے دور ہی تھے کہ بوڑھے نے اپنی بند آنکھیں کھول دیں عمران نے ڈر کر ہاتھ پیچھے کر لیے۔

مارنا چاہتا ہے مجھے بوڑھے نے غصے سے کہا کیوں مارنا چاہتا ہے۔ ہاں میں مارنا چاہتا ہوں تمہیں عمران نے بوڑھے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا کیوں مارنا چاہتا ہے مجھے بوڑھے نے ایک بار پھر اپنا فقرہ دہرایا۔ میں تم سے اپنے دوستوں کی موت کا بدلہ لینا چاہتا ہوں کیونکہ ان کو کسی اور نہیں تو نے مارا ہے میں تمہاری آنکھوں میں بہت کچھ دیکھ چکا ہوں ہاہاہا۔۔ بوڑھے نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا۔ ہما اور عارف کو تم نے مارا ہے ناں عمران نے غصے سے پوچھا ہاں میں نے ہی تمہارے دوستوں کو مارا ہے بوڑھے نے غصے سے کہا مگر کیوں عمران نے چیخ کر کہا اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے بوڑھے نے بھی چیخ کر کہا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہہ کر عمران نے غصے سے بوڑھے کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا بوڑھے نے غصے سے عمران کی طرف دیکھا عمران نے دوسرا تھپڑ بوڑھے کو مارنا چاہا بوڑھے نے عمران کا ہاتھ پکڑ لیا عمران نے اس کے ہاتھوں سے اپنا چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا اس بوڑھے ہاتھو میں اتنی طاقت آ گئی تھی کہ عمران اپنا ہاتھ ہلا بھی نہ سکا بوڑھے کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح ہو چکی تھیں وہ اپنی سرخ آنکھوں سے عمران کو گھور رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک وحشت تھی کوئی بھی اس کی آنکھوں کو دیکھ لیتا تو اپنی آنکھیں جھکا لیتا لیکن عمران اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا جا رہا تھا۔

عمران کو غصہ بہت زیادہ آ رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ بوڑھا کسی طرح اس کا ہاتھ چھوڑ دے کیونکہ وہ جتنا زور لگا رہا تھا بوڑھے کی گرفت اتنی ہی مضبوط ہوتی جا رہی تھی جب اس کی کوئی پیش نہ گئی تو اس نے دوسرے ہاتھ سے بابا کو تھپڑ مارنا چاہا تو بوڑھے نے عمران کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا بوڑھے نے منہ کھولا تو اس کی زبان باہر آئی اور عمران کی گردن کے گرد لپٹ گئی عمران کی آنکھیں باہر آنے لگیں وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس کی آواز حلق میں اٹک کر رہ گئی اور پھر دھیرے دھیرے عمران کی آنکھین بند ہونے لگیں وہ بالکل بے سد ہو گیا تھا اس کے ہاتھ پاؤں ہلنا بند ہو گئے تھے وہ مر گیا تھا اس کے جسم سے جان نکال لی گئی تھی بوڑھے کی لمبی زبان اس کی موت کا پھندا بن گئی تھی جب وہ مر گیا تب بوڑھے کی زبان اس کی گردن سے۔ اترنے لگی اور اپنے منہ میں آ گئی پھر بوڑھے نے کچھ پڑھ کر عمران پر پھونکا تو وہ دور جا گرا اور اس کا جسم صحرا میں دھنستا چلا گیا اس کا سارا جسم صحرا میں دھنس چکا تھا صرف اس کا سر باہر رہ گیا تھا صبح شاہ زیب کی آنکھ کھلی تو اس نے عمران کو اپنی جگہ نہ پایا تو ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اسے دور صحرا میں بھی وہ نظر نہ آیا صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی شاہ زیب اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک طرف چل پڑا۔

تھوڑی دور جانے کے بعد اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ منہ کے بل گر پڑا جس چیز سے اس کا پاؤں ٹکرایا تھا اس نے اس طرف دیکھا تو اس کی چیخ نکل گئی اس کی چیخ سن کر واصف کنول ماریہ اور سحرش جاگ گئیں اور وہ بوڑھا بھی اٹھ گیا وہ سب بھاگ کر شاہ زیب کے پاس آئے جس چیز سے شاہ زیب کا پاؤں ٹکرایا تھا وہ عمران کا سر تھا سب عمران کو اس حال میں دیکھ کر رونے لگے کافی دیر تک رونے کے بعد شاہ زیب اور واصف نے وہاں سے ریت ہٹانی چاہی تو عمران کا سر بھی ریت میں دھنستا چلا گیا۔ شاہ زیب اور واصف نے وہاں سے بہت زیادہ ریت ہٹائی لیکن عمران کا نام و نشان تک نہ ملا۔ اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے بوڑھے نے کہا نہیں ہم نہیں جائیں گے جب تک ہم اپنے دوستوں کی موت کا بدلہ نہیں لے لیتے ہم یہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہیں بھی نہیں جائیں گے ماریہ نے روتے ہوئے کہا اچانک ہی ماریہ کو ایسا لگا جیسے وہ صحرا میں دھنستی جا رہی ہو مجھے یہاں سے نکالو۔

ماریہ نے چیخ کر کہا ان سب نے ماریہ کی طرف دیکھا تو خوف سے کانپ کر رہ گئے کیونکہ وہ ریت کے اندر دھنستی جا رہی تھی وہ تیزی سے اس کے اردگرد سے ریت ہٹانے لگے لیکن ماریہ مسلسل ریت کے اندر دھنستی چلی جا رہی تھی اور پیچھے بوڑھا کھڑا مسکرا رہا تھا اب ماریہ کا صرف سر ہی ریت سے باہر رہ گیا تھا اور باقی سارا جسم میں ریت میں دھنس چکا تھا۔تم تم سب یہاں سے چلے جاؤ یہ موت کا صحرا ہے ماریہ نے اتنا کہا اور ساتھ ہی اس کی روح جسم سے غائب ہو گئی شاہ زیب نے ماریہ کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کی تو اس کا سر بھی صحرا میں دھنس گیا وہ پوری کی پوری صحرا میں دھنس گئی تھی ان سب کے چہروں پر خوف کی پرچھائیاں نمایاں ہونے لگی زبانوں نے بولنا بند کر دیا تھا کافی دیر تک وہاں گہرا سکوت چھایا رہا پھر شاہ زیب نے کہا اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے کیونکہ یہ موت کا صحرا ہے کسی کی بھی جان لے سکتا ہے واصف نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا شاہ زیب سحرش کنول بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور بوڑھا بھی ان کے آگے آگے چلنے لگا اور وہ سب بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ صحرا سے باہر آ گئے صحرا ختم ہوا تو قبرستان شروع ہو گیا۔آپ سب اور میں اپنی منزل تک پہنچ گئے آپ کو قبر کی تلاش تھی اور مجھے ضرورت بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا وہ قبر کہاں ہے۔۔سحرش نے پوچھا آؤ میرے ساتھ بوڑھے نے کہا اور قبرستان میں داخل ہو گیا وہ چاروں بھی اس کے پیچھے چل پڑے بوڑھا ایک قبر کے پاس جا کر رک گیا یہی وہ قبر ہے جس سے آواز آتی ہے بوڑھے نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اچانک ہی قبر سے آواز ابھری اے بندے اپنے گھر میں آ جا مجھے تیرا انتظار ہے وہ چاروں یہ آواز سن کر حیران رہ گئے میری بات غور سے سنو میرے پاس وقت بہت کم ہے بوڑھے نے کہا تو وہ چاروں بوڑھے کی طرف متوجہ ہوئے۔آپ کو قبر کی تلاش تھی آج سے آپ کی تلاش ختم ہوئی مجھے بھی اسی قبر کی ضرورت تھی معاف کرنا دوستو میں نے ہی تمہارے دوستوں کی جان لی ہے یہ قبر میرا گھر ہے اور روزانہ مجھے بلاتی ہے کیونکہ میں ایک سو سال پہلے مر چکا ہوں لیکن میں سو سال سے اس جنگل میں بھٹک رہا تھا جب تک میں چار آدمیوں کا مار نہ لیتا تب تک میں جنگل میں بھٹکتا رہتا میں نے آپ کے چارون دوستوں کو مار کر اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے مجھے معاف کرنا میں نے اپنے گھر تک پہنچنے کے لیے تمہارے دوستوں کو مار دیا بوڑھے نے انہیں بتایا اچانک ہی قبر پھٹی اور بوڑھے نے قبر میں چھلانگ لگا دی اور قبر دوبارہ سے بند ہو گئی ۔وہ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھتے جا رہے تھے کسی بھی میں ہمت نہ تھی کہ وہ کچھ بول سکیں ان کے چہروں پر خوف چھایا ہوا تھا یوں لگ رہے تھے جیسے وہ زندہ ہو کر بھی زندہ نہیں ہیں ان کو حقیقت کا معلوم ہو گیا تھا کہ ایک مرا ہوا انسان ان کے ساتھ رہ رہا تھا اور وہ مرا ہوا انسان ہی ان کی موت بنا ہوا تھا آج ان کی تلاش ختم ہو گئی تھی وہ جس قبر کو تلاش کرنے آئے تھے اس تک پہنچ گئے تھے لیکن اپنے پیاروں کو کھو کر۔۔وہ چاروں کچھ دیر تک قبر کو دیکھتے رہے پھر اپنے دوستوں کی یاد دل میں لیے ہوئے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

❁❁❁

قطعہ

اپنی تقدیر خفا ہو تو غزل لکھتے ہیں
جان جب تن سے جدا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ایسے لوگوں سے جو خاموش سدا رہتے ہیں
بات آنکھوں سے ادا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ہم تو ہر زہر بھی پی لیتے ہیں آزمانے کو
جب یہ زخموں کی دوا ہو تو غزل لکھتے ہیں

شعیب اختر آسی-گلگت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھروپیا

---تحریر: عثمان غنی۔ شیخ آباد پشاور---

اس نے تجھے بھی خون آشام بنا دیا افسوس آہ تجھے بچا نہ سکی پھر اس نے تجھے منتروں کے زیر اثر ایک بھیانک چیز بنا دیا اب اگر تو دس دنوں نوجوان حسناؤں کا خون پی لو گے اور مسلسل دن دن تک وہ بھیانک منتر پڑھو گے تو وہ بھیانک بوڑھا اتشال پھر سے زندہ ہو جائے گا اور تیری روح اس کی شریر میں چلی جائے گی لیکن تو مر جائے گا اور وہ زندہ اس کی موت میں نے واش روم میں کی ہے وہ نوجوان کی روپ میں تھا اور نہا رہا تھا اس کی طاقتیں کم ہوتی جا رہی تھیں کیونکہ اس کی عمر تمام ہونے والی تھی تب مجھے اپنے علم کی بدولت پتہ چلا کہ اگر میں اس کا سارا خون پی لوں تو میں اس کی تمام طاقتیں حاصل کر سکتی ہوں لیکن میں جیسے ہی واش روم میں گئی وہ پہلے سے ہی مر چکا تھا لیکن پھر بھی میں نے ایک امید پر اس کی شہ رگ میں اپنے دانت گاڑھ دیئے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا میں وہاں سے لوٹ آئی اور غصے میں کمرے میں بند ہو گئی لیکن اس نے مرنے سے ایک رات قبل تمہیں بھی ایک خون پینے والا بنا دیا ہاں تعبیر اب مجھے خون کی طلب ہو رہی ہے میں کیا کروں تم وہ منتر ہرگز نہ پڑھو کیونکہ اس سے اتشال پھر سے زندہ ہو جائے گا اور تو اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا اس نے میری طرف پشت کی میں دبے قدموں کے ساتھ بڑھتا ہوا چلا گیا اور اس کی گردن کے بائیں جانب اپنے دونوں دانت گاڑھ دیئے اگلے ہی لمحے اس کو کرنٹ سا لگا لیکن وہ جھومنے لگی میں نے اس کا لاوا اور گاڑھا سا خون پینے لگا ہم دونوں ایک طرف گر گئے اور یہ رات ہم دونوں کے درمیان ایک خون آشام رات بن کر گزر گئی کیونکہ اگلے ہی لمحے اس نے میری گردن پر اپنے دانت گاڑھ دیئے تھے اور ساری رات کبھی وہ میرا خون پیتی اور کبھی میں اس کا خون پیتا رہا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

جب سے اس منحوس بڈھے نے میرا ہاتھ دیکھا تھا میری کیفیت عجیب سی ہو گئی تھی کیونکہ راتوں کو میں اٹھ کر بھاگ جاتا ہوں اس کا منحوس چہرہ راتوں کو خوابوں میں آ کر مجھے ڈراتا ہے اس لمحے کو میں کوستا ہوں کہ کیوں دکھایا تھا میں نے اس کو کڑوس بڈھے کو اپنا ہاتھ لیکن میں بھی کیا کروں ہزاروں بلکہ سینکڑوں نوجوانوں کا ہاتھ دیکھ کر اتنی وہ کیفیت نہیں ہوئی تھی جب اس کمینے نے میرے ہاتھ کو دیکھ کر محسوس کی تھی اور میرا تمسخر اڑایا تھا آخری بار اس نے میرا ہاتھ ہی دیکھا اور اس کی آنکھیں ایک دم سرخ پڑ گئی تھیں جیسکہ اس کو بچھو نے ڈنگ مار دیا ہو میرے جذبات کس قدر بوکھلا گئے تھے اس لمحے اور میرے ذہن میں بیک وقت کئی سوالات گردش کرنے لگے تھے لیکن اس بڈھے نے مجھے کچھ خاص نہ بتایا تھا بلکہ مجھ کو دیکھ کر خوش ہوا اور قہقہے لگانے لگا اس نے جب منہ کھولا تو اس کی بتیسی کسی خوبصورت مرد کے مانند کی طرح چمک رہی تھی اور یہی نہیں اس کے دانت اس قدر حسین اور خوبصورت تھے لیکن اس کے چہرے پر نور نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

اس کا چہرہ بدصورت بے حد بدرنگ اور جھریوں سے بھرا ہوا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اس کی آنکھوں میں مجھے واضح چمک دکھائی دی اور یہ دیکھ کر میں سخت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شاکڈ رہ گیا کیونکہ اس نے مجھ پر انکشاف ہی اس قدر بھیانک کیا تھا اور اسے سن کر اگلے لمحے ہی میں میں اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا اسے کہا تھا یہ سب جھوٹ ہے بکواس ہے کیونکہ پھر میں نے اس کے ساتھ جھگڑا بھی کیا لیکن وہ خبیث بڈھا مسلسل مجھ پر ہنسا رہا اور پھر اس لمحے سے آج تک میں عجیب وغریب خوف میں گرا ہوا ہوں۔

اپنی زندگی کا ایک ایک پل گن رہا ہوں کہ نجانے کس پہر مجھ پر اس بڈھے کی حقیقت کھل جائے کہ وہ باکل سچ کہہ رہا تھا وجہ بہت گہری تھی اس نے کیوں مجھ سے ایسا کہا تھا مذاق اس قسم کا بے ہودہ مذاق میرے خیال میں کم از کم وہ تو نہیں کر سکتا تھا چار دن کی پہلے کی اس کی پیش گوئی نے میری راتون راتوں کی نیندیں چرالی تھیں کیونکہ اس بڈھے نے میرے خیال میں کہا تھا ۔اور اب چار دن گزرنے کے بعد بھی میں اسی ایک لمحے سے نہ نکل سکا میرا ذہن اس فضول جھنجھٹوں کو مانتا تو نہیں تھا پھر کیوں میں اتنا الجھ گیا ہوں اچانک دروازہ پر بیل ہوئی اس وقت کون کم بخت مارا گیا کیونکہ رات کا پچھلا اور آخری پہر شروع ہو چکا تھا میں نے بے ساختہ گھڑی پر نگاہ دوڑائی تو رات کے ساڑھے تین بج رہے تھے اف ہو گھنٹی نے پھر سے میرے حواس مختل کر دیئے اس آواز کو میں ملک الموت کی آمد سمجھ بیٹھا میں لحاف میں مزید گھس گیا لیکن گھنٹی بجانے والا بھی ڈھیٹ نکلا وہ بھی مسلسل بیل پر بیل بجائے جا رہا تھا تب مجھے اٹھنا پڑا اور غصے سے دروازہ کھول دیا میرے فلیٹ کے باہر وہی بڈھا کھڑا تھا تت ۔تت تم ۔میرے منہ سے الفاظ نکلنے بند ہو گئے۔

کیوں آئے ہو یہاں میں نے اگلے لمحے قوت سے چیختے ہوئے کہا جواب میں مکمل خاموشی چھائی رہی اور وہ راستہ بناتا ہوا میرے فلیٹ میں اندر داخل ہوا اس کی گھمبیر آواز میری سماعت سے ٹکرائی تو کیا سوچا تم نے اس کا انداز میرا تمسخر اڑا رہا تھا میں نہیں مانتا تیری پیش گوئیوں کو میں نے خوف سے لڑکھڑاتے ہوئے کہا اس کا قہقہہ نکلا اور بولا تو مجھے جھوٹا سمجھتا ہے تیرا منہ ٹیڑھا ہو جائے گا وقت کم ہے تیرے پاس بوڑھے نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا اور خوف کی ایک۔ لہر میری آنکھوں میں سرایت کر گئی بوڑھے کا منحوس چہرہ میری طرف ہی تھا جیسے میرے احساسات کا جائزہ لے رہا ہو یا پھر یہ گند سے بھرپور بوڑھا میرے اوپر اپنی چالاکی کا رعب ڈالنا چاہتا ہو تم چلے جاؤ یہاں سے میں سوچوں گا میں نے اس بار نرمی سے بات کرتے ہوئے کہا بوڑھا مڑا اور سرگوشی میں بولا لیکن یاد رکھ تیرے پاس وقت بہت کم ہے اور یہ کہہ کر وہ رخصت ہو گیا لیکن مجھے پیچھے سوچوں کے گہرے بھنور میں اکیلا چھوڑ گیا۔ میں یعنی یتیم ۔ہو اور میرا اس دنیا میں آگے پیچھے کوئی بھی نہیں ہے میں نے اپنا بچپن ایک ارفن ٹرسٹ میں گزارا۔

میرا نام بھی جان شیر نے رکھا تھا وہ بچوں کے تحفظ کے لیے یہ ٹرسٹ چلا رہے تھے اور مجھے بھی پیدا ہوتے ہی کسی نے سڑک پر اسی ٹرسٹ سنیز کے سامنے ڈال دیا تھا میں نے جب میٹرک کیا تو میرے بے انتہا دوست اور ساتھی تھے جو کہ میری طرح ٹرسٹ میں ہی پلے بڑھے تھے مجھ سے کبھی بھی یہ بات ہضم نہ ہوئی کہ میں کیوں ایک ٹرسٹ میں پلا ہوں جبکہ جان شیر نے میری قابلیت کو دیکھتے ہوئے مجھے نصیحت کی کہ مجھے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ ماضی میں تلخ یادوں کے سوا کچھ بھی نہیں اور انتہائی محنت سے میں نے آگے کی تعلیم جاری رکھی ہر دفعہ میں ٹاپ ٹن میں فسٹ نمبر پر آتا تھا اور جب میں نے تعلیم مکمل کی تو ایک شاندار مستقبل میرے سامنے تھا مجھے ایک اعلیٰ جاب کے ساتھ ساتھ شہر کی معروف ترین شہر کی بلڈنگ میں ایک کشادہ فلیٹ بھی مل گیا جس میں رہنا جہاں کی ہر نعمت تھی اور یہی نہیں یہ فلیٹ میرے لیے کسی جنت سے کم بھی نہیں تھا اس ایک دن اچانک میں اس بوڑھے بابے سے ملا آج بھی اس لمحے کو کوستا ہوں کہ میں نے کیوں دکھایا تھا اس کو اپنا ہاتھ اس نے میرا ہاتھ دیکھ کر مجھے جو

پیش گوئی کی تھی میں وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا اس بوڑھے نے کہا تھا۔

تیرے ہاتھ کی لکیریں یہ بتا رہی ہیں کہ تیرے جیون کی انبائے ہونے والی ہے اور وہ بھی بہت جلد اتنی جلدی تیری یہ جوانی بھری زندگی داؤ پر لگنے والی ہے اور تیری موت کا فرشتہ ابھی سے تیرے سر پر منڈلا رہا ہے میں نے اگلے پل کسی بجلی کا کرنٹ سا کھایا تھا اور اس بوڑھے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ایک سیکنڈ میں چھڑوالیا تھا میرے ماتھے سے پسینے بہنے لگے تھے اور اس کو کوستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس نے پھرتی سے میرا ہاتھ دوبارہ پکڑا تھا اس کے منہ سے قہقہے بھی عجیب سے تھے اور پھر میرے کانوں میں اس بوڑھے کی سرگوشی سنائی دی تھی کہ اگر تم چاہو تو اس آفت کو ٹال سکتے ہو اور پھر تو میں اس بوڑھے کی جگہ سے ہی چلا آیا تھا لیکن آج رات اس بوڑھے نے میرے فلیٹ آ کر مجھے مزید حیران کر دیا تھا کیونکہ میں نے اسے اپنا پتہ بالکل بھی نہیں دیا تھا۔ آفس کا کام بھی اس بوڑھے کی پیش گوئیوں کی وجہ سے کافی ڈسٹرب ہو گیا تھا میری کولیگ ایبہا عرف بیا جو اس کی چیئر میرے نزدیک ہوتی تھی مجھے پریشان دیکھ کر کئی بار مجھ سے پوچھ بھی چکی تھی لیکن میں نے ہر بار ٹال مٹول کر کے انہیں مطمئن کر دیا تھا کیونکہ میرے اور اس کے تعلقات عام دوستوں کی طرح تھے اور کئی بار ہم ایک دوسرے کے گھر بھی جا چکے تھے لیکن اتنی سنجیدگی بھی ہم میں نہیں تھی کیونکہ ہم دونوں صرف ایک ساتھ کام کرتے تھے لیکن ایک دوسرے کی مدد کرنا میرے خیال میں شاید ہم پر فرض تھا کیونکہ ہم ایک جگہ کام جو کرتے تھے۔

خیر چھوڑیئے ان باتوں کو بلکہ اصل میں مجھے اس بوڑھے نے بے انتہا پریشان کر دیا تھا میں ساری رات سو نہ سکا عجیب سے اوٹ پٹانگ خیالات میرے ذہن میں گردش کرتے رہے کیونکہ مجھے ذہن میں ایک خیال آیا اور عنقریب اس پر میں عمل بھی کرنے والا تھا اگر مجھے مرنا ہی ہے تو کیوں نہ میں آفس سے پندرہ یا پھر بیس دنوں کی چھٹی لے لوں اور اس شہر سے دور کسی انجانے شہر میں چلا جاؤں جہاں پر میں اپنی ذات میں بھی گم ہو جاؤں جہاں پر اتنی بھیڑ ہو کہ ان ہی میں گم ہو جاؤں اور پھر اس طرح چند دن سکون سے گزاروں میں نے اپلیکیشن لکھ دی اور سر نے کچھ سوالات پوچھے جس پر میں نے ایک لمبی چوڑی کہانی سنائی پھر اس نے مجھے یہ فارم ایبہا کے ہاں جمع کرنے کو کہا میں تقریباً ایک سال اور تین ماہ سے اس آفس میں کام کر رہا ہوں لیکن آج تک میں نے کبھی بھی چھٹی نہیں کی بس شاید اس وجہ سے بوس نے میری بیس دنوں کی چھٹیاں آسانی سے دے دیں ورنہ باس بڑے سخت قسم کے آدمی تھے ایبہا اس فارم پر سائن کیجئے ۔او کے ایبہا نے میری طرف ایک بھرپور مسکراہٹ بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا لیکن اتنے دنوں کے لیے کہاں جاؤ گے ایبہا مجھے کچھ دنوں کے لیے شہر سے باہر جانا ہے اس لیے میں نے یہ چھٹیاں لی ہیں شاید جلد بھی واپس آ سکتا ہوں اچھا جاتے وقت اپنا خوب خیال رکھنا میں بھی نصیحت کرنے میں کم نہیں تھا میں آفس سے سیدھا ریلوے اسٹیشن گیا اور یہاں سے ٹرین میں انجان منزل کی طرف جانے لگا۔

ریل گاڑی میں دو دن کا سفر خیر خیریت سے گزر گیا لیکن تیسری رات پتہ نہیں کیوں مجھے عجیب سا احساس ہوا کہ کوئی انجانی قوت میرے آگے پیچھے منڈلا رہی ہے میں کئی دنوں سے ایسے ہی حالات سے دوچار تھا لیکن اس وقت ریل گاڑی میں بھی مجھے سب کچھ انتہائی عجیب وغریب لگ رہا تھا کیونکہ میں ریل کی بوگی کی کھڑکی کا شیشہ چڑھا دیا مگر پھر بھی میرے حواسوں پر کسی انجانی طاقت کا سایہ سا تھا اور میں اس یخ ہوا کے جھونکوں کے باوجود میرے من میں تاریکی چھانے لگی تین دن کی مسلسل سفر نے مجھے تھکا دیا آخری منزل پر میں ہی ٹرین سے اترا یہاں پر ہر چیز میرے لیے انجان تھی یہاں کے رہن سہن کے طریقے لوگوں کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیڑ اور سڑک لائے کی طرح رواں ٹریفک لیکن لمبے اور چوڑے ہوئے سڑک کے اس پار دوسری سائیڈ مجھے وہی بوڑھا نظر آیا۔

میری آنکھیں باہر کو ابلی لیکن اگلے ہی لمحے ایک بس گزر گئی اور جب میں نے آنکھیں رگڑ کر دیکھا تو وہاں پر کچھ بھی نہیں تھا میرے ہاتھ میں میرا بیگ تھا ایک سریلی آواز کانوں میں رس گھولتی ہوئی پڑی معاف کیجئے گا میں اس آواز کی طرف متوجہ ہوا جی فرمایئے دراصل آپ اجنبی ہیں لیکن میرا بیگ کھو گیا ہے شاید میں سمجھی کہ آپ غلطی سے اٹھا لیا ہے وہ جو بھی تھی اس کی آواز میں جلترنگ سے بجتے تھے وہ آسمانی کپڑوں میں ملبوس تھی نہیں تو آپ چیک کرسکتی ہیں وہ لڑکی بہت پریشان تھی اچھا بہتر ہے اس نے بیگ چیک کیا لیکن سامان اندر میرا نکلا شکریہ جی وہ مڑی لیکن پھر سے دوسرے پل میری طرف متوجہ ہوئی دراصل بات یہ ہے کہ جس بوگی میں اپ سوار تھے میں آپ کے پیچھے والی سیٹوں میں بیٹھی ہوئی تھی میں دراصل ایک آرٹسٹ ہوں اور پینٹنگ بناتی ہوں لیکن میرا بیگ چوری ہوگیا اور میرے پیسے بھی میرے بیگ میں تھے سو وہ بھی غائب ہیں وہ کانپ کانپ کر بولی نہیں میں ہرگز آپ سے مدد نہ مانگتی اگر آپ مجھے مہذب نہ لگتے جی یہ تو انسانوں کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کام آئیں دراصل میں بھی اس شہر میں نیا اور پہلی دفعہ آیا ہوں کیا آپ بھی میں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا نہیں دراصل میں اسی شہر کی ہوں اور میں دوسرے شہر میں اپنے فن پاروں کی نمائش کرنے گئی تھی جس میں مجھے اچھا خاصا موازنہ بھی مل گیا تھا لیکن پتہ نہیں کیسے میرا بیگ میرے سامان سمیت غائب ہوگیا س کی باتوں میں جھجک زیادہ تھی اچھا میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں میں نے سوالیہ انداز سے اسے دیکھا اس کے چہرے پر سرخی مائل ہوئی۔

مجھے آپ سے کچھ قرض چاہیے کیونکہ اسوقت میں مشکل میں ہوں میں نے اپنی پینٹ کی جیب سے والٹ نکالتے ہوئے کہا کتنے چاہیے بس دوسو روپے اس نے شرمندگی سے کہا میں نے پانچ کا نوٹ اس کی جانب بڑھایا اس نے لیا پھر وہ بولی آپ کی خدمت اگر کوئی مدد ہوتو بولو جی ہاں مجھے اس شہر میں تقریبا پندرہ بیس دن تک قیام کرنا ہے کسی اچھے سے ہوٹل کا بتاؤ ارے ریسٹورنٹ کیونکہ میں خود ایک اچھے اور انتہائی خوبصورت نفیس ہوٹل کو جانتی ہوں میری دوست اس میں جاب کرتی ہے آپ ان کے ریسٹورنٹ میں ٹھہر جائیے آپ سے پیسے بھی اتنے نہیں لے گی چلو تھینک یو کہ یہ گھمبیر مسئلہ تو حل ہوا چلو تم مجھے ہوٹل تک چھوڑ دو۔ اچھا ٹیکسی اس نے ایک سریلی آواز میں ٹیکسی کو روکا ہم دونوں ٹیکسی میں سوار ہو گئے اور اس نے ٹیکسی والے کو کچھ پتہ دیا اور جونہی ٹیکسی روانہ ہوئی جی آپ کا نام کیا ہے میں نے اس کیطرف دیکھ کر کہا میرا نام تعبیر ہے باقی کا تعارف میں کرا چکی ہوں اور آپ کا نام اس نے معنی خیز انداز میں میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا میرا نام یشم ہے اچھا اچھا ہے تمہارا نام میں نے سڑک کے دائیں جانب نظریں گھمائیں تو مجھے وہی بوڑھا ایک طرف آتا ہوا دیکھا دیا وہ مجھے ہی دیکھ کر مسکرایا اور پھر ایک تیز رفتار گاڑی گزر گئی وہ جب گزری نہ بوڑھا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی نشان میرے ماتھے پر پسینہ نمودار ہو گیا اور اور میں سخت گھبرا گیا۔

ارے کیا ہوا یشم کیوں پریشان ہو گئے ہو تعبیر نے میری طرف دیکھ کر الجھن سے کہا نن۔۔ نہیں تو کچھ بھی تو نہیں ٹیکسی درمیانی رفتار سے منزل کی طرف رواں دواں تھی اچانک میرا سیل فون بج اٹھا لیکن جب میں نے نمبر دیکھا تو انجان سا نمبر تھا کان کو لگاتے ہوئے ہیلو کہا دوسرے طرف سے ایک منحوس سا قہقہہ میری سماعت سے ٹکرایا ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔ قہقہہ میں بدستور اضافہ ہوتا چلا گیا میں گھبرا گیا ہیلو کون کک۔ کک۔ آواز گڑبڑا گئے اور میری آواز نکلنا بند ہوگئی یہ آواز بالکل اسی بوڑھے کی تھی اور میں اسے پہچان چکا تھا سیل فون میرے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا تعبیر پریشان ہوگئی کیا

ہوگیا۔ اس کے لہجے میں الجھن ہی الجھن تھی وہ دراصل نن نہیں بلکہ میں تمہیں ہوٹل میں سب کچھ بتادوں گا کیونکہ اگر یونہی میں یہ سب سنتا رہا تو میں بکھر کر مر جاؤنگا۔

یار تم کیسی بہکی بہکی باتیں کررہے ہو اچانک ٹیکسی ایک جھٹکے سے رک گئی یہ رہا ہمارا ہوٹل ۔۔۔ کورریڈور کو کراس کر کے ہم دونوں اندر داخل ہوئے اور ہم دونوں میں جر روم کی طرف بڑھ گئے وہاں پر میں جر سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے تعبیر کا خوب استقبال کیا یہ ہوٹل آپ کا اپنا ہے جب تک چاہیں آپ بلا تکلف رہ سکتے ہیں میں جر کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی مس طوبیٰ نے اپنائیت سے کہا نہیں مس طوبیٰ بس آپ میرے روم کی چابی دے دیں میں بہت تھک سا گیا ہوں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ جی بہتر اس نے فون ملایا اور سختی سے تاکید بھی کی کہ مسٹر یشم تم چلو میں کچھ دیر بعد آتی ہوں تعبیر نے کہا جی بہتر میں اپنی دوست مس طوبی سے کچھ دیر باتیں کرنا چاہتی ہوں میں ان کے کمرے سے باہر نکلا اور سیدھا اپنے روم میں آیا اندر کمرے میں جونہی میں داخل ہوا ایک حیرت ناک منظر میرا منتظر تھا وہی بوڑھے کی بڑی سی تصویر پینٹ کے ذریعے بنائی گئی تھی اور اس تصویر کو کمرے میں بڑے سلیقے سے لگایا گیا تھا نیچے اسی تصویر نیچے مس طوبی اور تعبیر کی تصاویر بھی چسپاں تھیں میرا دل اور دماغ جیسے جکڑ لیا گیا ہو میں واش وروم میں گھس گیا اور فر ں ے کے بعد باہر نکل آیا لیکن یہ کیا میری حیرت کی انتہا نہ رہی وہاں پر بوڑھے کی تصویر غائب تھی وہی تصویر نے تو میرے اوسان خطا کیئے تھے ورنہ باقی تو کوئی ایسی بات نہیں تھی خیر لیکن میں کافی گھبرایا ہوا تھا دل ہی نہیں مان رہا تھا کہ یہاں پر مزید ایک منٹ بھی رہ لوں لیکن میرے دل نے پتہ نہیں کیوں مجھے بھاگنے نہیں دیا شاید میرے دل پر بوجھ ہے ایک ڈر کا اگر میں یہاں سے بھاگ بھی جاؤں تو پھر بھی وہ منحوس بوڑھے کا سایہ مجھے نہیں چھوڑے گا شاید وجہ یہ بھی ہو کہ یہ سب میرا خوف ہو یا ہر اہداری میں کسی کے چلنے کی آوازیں آرہی تھیں شاید کسی نے اونچی ہیل والی جوتی پہن رکھی تھی تبھی تو اس کی جوتی سے ابھرنے والی آواز مجھے صاف سنائی دے رہی تھی میں نے اپنے گیلے بالوں سے ٹاول ہٹایا اور مس طوبی اور تعبیر کی تصاویر کی طرف متوجہ ہو گیا اچانک میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر مجھے تعبیر اندر داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی جب میرے کمرے کا دروازہ کھلا تو میری نگاہوں کا رخ بالکل اس کی جانب ہوگیا لیکن یہ کیا میں دنگ رہ گیا بالکل سیدھے پڑنے والے کمرے کا دروازہ بھی کھلا تھا اور اس میں اندر مجھے وہ بوڑھا چلتا ہوا دکھائی دیا ڈر وخوف کی ایک تیز لہر میری ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کرگئی لیکن گلے پل تعبیر دروازہ بند کر چکی تھی تعبیر ایک ادا سے چلتی ہوئی میرے بیڈ کے قریب آ کر میرے پاس بیٹھ گئی کیا ہوا میرے چہرے پر ہوائیاں اڑتے ہوئے دیکھ کر مجھ سے گویا ہوئی میرے منہ سے بے اختیار نکلا یہ ہوٹل تمہاری دوست کا ہے ں۔

ہاں ہے تو کیا بات ہے وہ پریشان ہوکر بولی مسئلہ بہت گھمبیر ہے اس مسئلے کو جتنا سلجھانا چاہتا ہوں یہ اتنی ہی الجھ جاتا ہے کیا مطلب ہے تمہارا دیکھو تعبیر میں تمہیں شروع سے سب کچھ بتاتا ہوں لیکن میں نے تم پر اعتبار کر کے یہ سب باتیں بتارہا ہوں کیونکہ یہ سب جان کر یا تو تم مجھے پاگل کہو گی یا پھر دیوانہ کیونکہ یہ مسئلہ نہیں ہے اور نہ یہ سب جو میں سنا رہا ہوں روونم گوئی ہے بلکہ یہ سب سچ ہے میں نے اسے ایک ایک لفظ بتانے لگا اور جوں جوں وہ سنتی گئی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیا مطلب ہے تمہارا کہ وہ بوڑھا جو تمہارے ساتھ سائے کی طرح لگا ہوا ہے وہ بھی اسی ہوٹل میں ہے ہاں یہی بات تو مجھے پریشان کررہی ہے کہ وہ مجھ سے پہلے کیسے آ گیا یہاں میں نے یہ بھی بتایا کہ یہاں پر اس کی تصویر بھی میں دیکھ چکا ہوں آؤ چلو نیچے طوبی سے معلومات حاصل کرتے ہیں یہ سامنے والے روم میں تم نے اسے دیکھا ہے تعبیر گویا ہوئی ہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالکل اسی کمرے میں ابھی چند ثانئے پہلے میں تمہاری یہ داستان سن کر الجھ چکی ہوں۔

ایک بات تو بتاؤ اس بوڑھے نے تم سے کہا تھا کہ عنقریب تم مرجاؤ گے اور میں نے ان کی بات کا یقین نہیں کیا تھا میں درمیان میں بول پڑا لیکن یشم تم جانتے ہو کہ یہ بدصورت بوڑھا اب تمہیں پیچھے سائے کی طرح لگا ہے اور پھر اس بوڑھے نے تم سے کہا بھی تھا کہ اگر تم چاہو تو اپنی موت کو روک سکتے ہو ہاں کہا تو تھا تعبیر پھر سے بولی لیکن یشم پھر تم نے بوڑھے کو دھتکارا بوڑھا پھر رات کے ساڑھے تین پہر تمہارے فلیٹ تک آ گیا اور مزید یہ انکشاف کیا کہ ملک الموت کا فرشتہ تمہارے سر پر منڈلا رہا ہے پھر تم بوڑھے سے تنگ آ گئے اور یہاں آ گئے لیکن اب تو مجھے بھی حیرت ہو رہی ہے کہ بوڑھے نے تمہیں یہاں بھی نہ چھوڑا اور تم سے پہلے تم نے اسے کئی بار کئی جگہوں پر اس کی جھلک بھی دیکھی ہاں تعبیر ہاں اب کیا ہو گا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے یشم تم ڈرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اب میں جو تمہیں کہتی ہوں تمہیں وہی کرنا ہوگا کیونکہ اب تمہیں معلوم کرنا ہوگا ہو کہ یہ بوڑھا تم سے چاہتا کیا ہے میں ہر مشکل میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن اگر بوڑھے نے مجھے نقصان پہنچایا تو پھر بہت برا ہوگا بوڑھا شاید کچھ چاہتا ہے تم سے تبھی تو وہ تجھے ہر پل ہر وقت نظر رکھے ہوئے ہے اور ایک لمحے کے لیے بھی تجھے نظروں سے اوجھل نہیں رہنے دیتا چلو اٹھو اور اس کے کمرے میں جاؤ شاید یہ سب تمہارا وہم ہو تعبیر کے آخری لفظ پر میں نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا یشم میرا مطلب ہے کہ اس سامنے والے کمرے میں کوئی اور بھی تو ہوسکتا ہے وہ ڈروانا بوڑھا نہیں ہو نن۔نہیں یہ بوڑھا وہی تھا میں نے فوراً اسے دیکھا میں تیز تیز لہجے میں بولا چلو پہلے طوبی سے معلومات حاصل کر لیتے ہیں تا کہ ہمیں بھی کچھ معلوم ہو جائے کہ اصل بات کیا ہے ہم دونوں نیچے کی طرف چلے گئے۔

اوہو مس طوبی جا چکی ہے تعبیر کی تھکی ہوئی آواز میرے کانوں میں سنائی دی اس کی جگہ کوئی اور بھی نہیں تھا کیونکہ تمام معلومات صرف مس طوبی کو ہوتی تھیں ہم دونوں پھر سے۔واپس مڑے اور اپنے کمرے میں آ گئے کیونکہ دائیں طرف پڑنے والا کمرہ تعبیر کا ہی تھا جبکہ سامنے والے کمرے میں میں نے اس بوڑھے کو دیکھا تھا میرے کمرے سے دائیں طرف ملحقہ کمرہ تعبیر کا تھا آؤ یشم میرے کمرے میں ہو آئیں ٹھیک ہے ہم دونوں تعبیر کے کمرے کی طرف چل دیئے اندر تعبیر نے اپنے بڑے بڑے پینٹ کی ہوئی پوٹریٹ بنائی ہوئی تھیں یشم یہ سب تصاویریں میں نے پینٹ کی ہوئی ہیں تعبیر تمہارے ہاتھوں میں تو جادو ہے ہاں یہ سب خدا کی دی ہوئی برکت ہے بڑے بڑے تصویروں میں تعبیر قدرتی منظر کشی کی تھی اور تمام کی تمام تصاویر ایک سے بڑھ کر ایک تھیں اچانک کونے میں مجھے ایک تصویر نظر آئی تعبیر وہ تصویر بھی تم نے بنائی ہوئی ہے ہاں یہ ساری کی ساری میرے ہاتھ کی بنائی گئی ہیں لیکن وہ کونے میں سنہرے پردوں کے بیچ میں رکھے ہوئے وہ دو پوٹریٹ میں سے ایک اس بوڑھے کا ہے میں نے مدہم سی آواز میں تعبیر سے کہا۔

کیا مطلب وہاں پر تو سرے سے کوئی بوڑھے کی تصویر ہی نہیں ہے اس کے لہجے میں حد درجے حیرانگی تھی شاید تمہارے دماغ پر وہ بوڑھا ہر وقت سوار رہتا ہے کہ میری بنائی ہوئی ہمسایہ ملک کی بادشاہ کی تصویر میں تجھے اس بوڑھے کا عکس دکھائی دیتا ہے اس نے نہایت حیران ہوتے ہوئے مجھے کہا ارے چھوڑو ان باتوں کو شاید میرا خوف کی وجہ سے یہ حال ہو میں نے تعبیر کے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا ارے یہ کیا تعبیر تمہارے کمرے میں کہیں کسی بھی جگہ کوئی آئینہ نہیں لگا گیا ہے جس میں تم سنگار کر سکو ہاں یشم دراصل مجھے آئینہ میں دیکھنے سے الرجی ہوتی ہے تبھی میرے حکم پر اس کمرے سے تمام آئینے ہٹا دئے گئے ہیں اچھا انٹرسٹنگ میں نے تعبیر کی طرف دیکھ کر کہا اچھا اب بتاؤ اور غور کرو کہ اس کونے میں تمہیں اب بھی اس بوڑھے

کی تصویر نظر آ رہی ہے نن۔نہیں میری آنکھیں دھوکہ کیسے کھا سکتی ہیں میں سخت گھبرا گیا وہاں پر کسی بادشاہ کی تصویر تھی تعبیر میں۔۔

میں وضاحت دینے لگا دیکھا یشم میں نے کہا تھا کہ ناں کہ تم نے اس بوڑھے کا ڈر کا خول اپنے اوپر سوار کر لیا ہے تبھی تو تم اتنے ڈر رہے تھے تعبیر نے ہنستے ہوئے کہا لیکن تعبیر میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے پتہ ہے یشم کہ تم سچ کہہ رہے ہو آؤ ساتھ والے کمرے میں پتہ کروا کر آتے ہیں تا کہ اس بوڑھے کا دیدار میں بھی کر سکوں کیونکہ اگر اس کمرے میں وہ بوڑھا ملا بھی تو تعبیر کا انداز تمسخر اڑانے والا تھا ہم دونوں تعبیر کے کمرے سے نکلے اور دوسری طرف بنے ہوئے کمرے کے دروازے پر دستک دینے لگے دو تین دفعہ کی دستک دینے کے بعد دروازہ کھلا لیکن اندر سے ابھی تک کوئی باہر نہیں آیا تھا تعبیر کی آنکھیں باہر نکلنے والے شخص کے مجسم پر پھیل گئی تھیں دروازہ اندر کی طرف سرک گیا اور نکلنے والا وہی بوڑھا تھا میں نے تعبیر کو اور تعبیر نے مجھے دیکھا جی فرمایئے بوڑھے نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا تعبیر بولی معاف کرنا نوجوان کیا تمہارے ساتھ کمرے میں کوئی بوڑھا آدمی بھی رہتا ہے۔نہیں تو اس بوڑھے نے جواب دیا لیکن مجھ سے رہا نہ گیا تعبیر تم کیا بول رہی ہو اس کو نوجوان کہہ رہی ہو تعبیر نے حیرت سے میری طرف دیکھا تو کیا اڈھیر عمر بوڑھا بولوں اس کے جواب میں تمسخر تھا لیکن بوڑھے نے اسی لمحے ہم دونوں کو گھور کر دیکھا کہ جیسے ہمارے ذہنی حالت پر انہیں شبہ ہو تعبیر نے اس کا لہجہ محسوس کر لیا تبھی تو بولی نوجوان کیا ہم کچھ دیر کے لیے تمہارے کمرے میں اندر آ سکتے ہیں ہاں ہاں کیوں نہیں اس کی آواز بھی بوڑھے آدمیوں کی طرح گھمبیر تھی ہم دونوں اسی بوڑھے کے کمرے میں داخل ہو گئے۔

تعبیر نے کہا ارے یہ سب تصویریں تم نے کھینچی ہوئی ہیں ساری تصویریں اسی بوڑھے کی در و دیوار پر چسپاں تھیں لیکن شاید یہ تعبیر اس کو نوجوان کیوں کہہ رہی تھی مجھے تعبیر پر بے انتہا غصہ آ رہا تھا تعبیر اسی بوڑھے سے مخاطب ہوئی میں ایک آرٹسٹ ہوں۔کیا میں یہ ذاتی تصویر صرف ایک دن کے لیے لے سکتی ہوں تا کہ میں اس کی پوٹریٹ بنا سکوں ہاں ہاں کیوں نہیں وہ بوڑھا خوش ہو کر بولا اچانک بوڑھے نے اپنی ایک تصویر اتاری اور تعبیر کو دے دی آپ دونوں کچھ دیر یہاں پر رکو بس ابھی ایک پل میں آتا ہوں وہ جونہی کمرے سے باہر نکلا میں نے تعبیر کی طرف غصہ سے دیکھا تعبیر یہ وہی بوڑھا ہے جس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے کیا مطلب تمہارا دماغ تو کہیں خراب نہیں ہو گیا ہے یہ اتنا ہینڈسم نوجوان ہے خوبرو لڑکے کو تم بڈھا کہہ رہے ہو یشم مجھے اب پتہ چلا ہے کہ تم کو ہر شخص بڈھا کیوں نظر آتا ہے شاید تمہارے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ لاگو ہو گیا ہے لیکن تعبیر قسم سے میں سچ کہہ رہا ہوں دیکھو اس تصویر کو کیا یہ بوڑھا ہے تعبیر نے تصویر کو میری آنکھوں کے سامنے گھماتے ہوئے کہا ہاں یہ وہی بوڑھا ہے جسے میں نے تمہارے کمرے میں دیکھا تھا لیکن یشم یہ بھی بتاؤ کہ اس تصویر والے بوڑھے نے کپڑے کیسے پہن رکھے ہوئے ہیں تصویر میں اس بوڑھے نے کالا کوٹ اور سفید شرٹ پہنی ہوئی ہے اور اس کی تصویر چھاتی تک بنائی گئی ہے یعنی کھینچی گئی ہے یشم یہ باقی سب نشانیاں تم نے ٹھیک بتائی ہیں لیکن میرا یقین کرو یہ بوڑھا نہیں ہے بلکہ ایک خوبصورت نوجوان ہے۔

ہم دونوں بحث کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں وہ بوڑھا ایک ٹرے دھکیلتا ہوا لے آیا دو عدد شیشوں کے گلاسوں میں وہ کوئی مشروب لے آیا تھا ہم دونوں اس کی آمد پر چپ ہو گئے تعبیر نے اس کی طرف مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھا جی آپ کا نام تو ہم نے ابھی تک پوچھا نہیں ہے۔جی میرا نام امتثال ہے اور میرا نک نیم جوجو ہے واؤ تعبیر کے منہ سے بے ساختہ نکلا امتثال بہت ہی خوبصورت نام ہے میں نے مشروب کی طرف دیکھا ارے میں کچھ بھول گیا ہوں وہ دوبارہ کمرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے باہر نکلا۔

تعبیر یہ مشروب کو دیکھو کس قدر گاڑھا اور شوخ کلر کا ہے مجھے لگتا ہے یہ خون ہے کک۔۔ کیا مشروب کو تم خون کہہ رہے ہو میں تمہیں پیوّں گا اسے اچھا مت پیؤ لیکن یہ بہکی بہکی باتیں مت کرو دونوں گلاسوں میں خون بھرا ہوا مجھے نظر آیا لیکن پتہ نہیں اس بوڑھے نے تعبیر پر کیا جادو کر دیا کہ وہ میری کسی بھی بات پر یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھی اگلے لمحے تعبیر نے وہ گلاس اٹھایا اور دو ہی گھونٹوں میں وہ سارا خون پی لیا تم بھی پیؤ ناں تعبیر نے مجھے ٹہو کا دیا یہ کیا تعبیر تم نے خون پی لیا میری دونوں آنکھوں میں حیرت در آئی یشم بچوں کی طرح بے فضول باتیں مت کرو یہ خون نہیں ہے بلکہ عام روح افزا ہے شربت ہے تعبیر تم کیوں نہیں سمجھ لیتی اور اور دیکھو وہ بوڑھا سامنے دیوار پر اس تصویر میں مسکرا رہا ہے یشم وہ بوڑھا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے چہرے پر خطرناک جھریاں ہیں بلکہ یہ تو خوبصورت نوجوان ہے اچھا تم مشروب کیوں نہیں پی رہے ہو تعبیر کے لہجے میں عجیب سی تاثر تھی تعبیر تم پاگل تو نہیں ہو یہ کوئی اہم مشروب نہیں ہے بلکہ خون ہے اور تم نے خون پی لیا ہے تعبیر میری بات سن کر بھڑک اٹھی پاگل میں نہیں ہوں تم ہو گئے ہو بلکہ شاید مجھے تمہارے ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا ہے کہ میں نے کس پاگل سے دوستی کی ہے جس کو دل و دماغ پر بس صرف ایک بوڑھا سوار ہے میں تعبیر کی بات سن کر مزید بھڑک اٹھا اور کہا کہ تم بھی اس بوڑھے کے ساتھ ملی ہوئی ہو تبھی تو میری کسی بات کو سیریلی نہیں لے رہی ہو اور الٹا مجھے پاگل کہہ رہی ہو یہ سب تم لوگوں کی ملی بھگت ہے اور اور کیا اس کا لہجہ انتہائی تیز اور ترش ہو گیا۔

میں غصہ سے اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا اچانک وہ بوڑھا جس نے اپنا نام متشال بتایا تھا کمرے میں داخل ہوا ان کی نظریں ہم دونوں کی سرخ چہروں پر پڑھ گئی میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ کمرے میں میں سوچوں میں الجھتا چلا گیا کہ کیا وہ واقعی ایک ہینڈسم نوجوان تھا یا پھر میرا دماغ خراب تھا کہ مجھے وہ لڑکا بوڑھا نظر آتا ہے لیکن نہیں یہ تعبیر بھی میرے خیال میں ان کی ساتھ ملی ہوئی ہے تبھی تو خون کو شربت سمجھ کر کس قدر آسانی سے پی لیا اور مجھے بھی وہی خون کا گلاس پلانے پر اکساتی وہی اور اس کے بعد میرا ذہن تاریکیوں میں ماؤف ہوتا چلا گیا لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میرے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے کیا میں نفسیاتی مریض بنتا جا رہا ہوں نن۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے کہ میں میرے ساتھ کوئی پرابلم ہو بلکہ شاید میں کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا یہ لوگ کیوں مجھے الجھا رہے ہیں میں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کے ساتھ ساتھ عجیب سی کشمکش کا شکار ہو گیا۔

رات کے وقت گھڑی دس کا الارم بجا رہی تھی میں نے بے ساختہ گھڑی کی طرف دیکھا یہ کیا کیا وہ اتنا ناراض ہو گیا مجھ سے کہ میرا حال تک بھی نہ پوچھا اب مجھے ہی جانا پڑے گا میں اب اس کے روم میں داخل ہوئی یہ کیا یشم نے اپنا سر دونوں گھٹنوں میں چھپا رکھا تھا یشم میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا یہ کیا تمہاری آنکھیں اتنی سوجی ہوئی کیوں ہیں کیا تم روتے رہے ہو تعبیر سچ سچ بتاؤ کہ وہ بوڑھا تجھے واقعی نوجوان دکھائی دے رہا تھا ہاں یشم ہاں چاہو تو مجھ سے قسم لے لو لیکن میں جھوٹ کیوں بولوں گی ہاں شاید لیکن وہ واقعی مجھے بوڑھا دکھ رہا تھا اچھا تعبیر تم یہ بتاؤ تم ابھی تک اسی کے پاس تھی نہیں میں اپنے کمرے میں اس کی پوٹریٹ بنا رہی تھی کیا۔۔ اور تم نے اس کی تصویر مکمل کی جی ہاں یشم تم آؤ میرے کمرے میں نے کتنی محبت سے اس کی تصویر پر بنائی ہے اچھا چلو چلتے ہیں یشم تمہیں کیوں یہ بوڑھا ہر وقت نظر آتا ہے میں نے کتنی محنت سے اتشال کی تصویر بنائی تھی لیکن تم اسے پھر بھی بوڑھا سمجھ رہے ہو چلو میں تمہارے ساتھ شرط لگاتی ہوں کہ کل مس طوبی سے بھی پوچھا جائے گا کہ یہ نوجوان کی تصویر ہے یا پھر اسی یا کسی بوڑھے ہاں تعبیر یاں کل پتہ چل جائے گا بس مس طوبی کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا اچھا تم

اداس کیوں تھے تعبیر نے میری جانب دیکھ کر کہا دراصل اس بوڑھے نے میری سوچوں کی صلاحیت کو ضبط کر لیا ہے اور میں جو کچھ بھی دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں مجھے وہ بوڑھا نظر آتا ہے۔

اچھا یشم تم اب سو جاؤ میں بھی بہت تھکی ہوئی ہوں سو میں سو جاتی ہوں تم اپنے کمرے میں چلے جاؤ اوکے ٹھیک ہے میں نے مختصر جواب دیا۔ نیند میری آنکھوں سے میلوں دور تھی اور میں مسلسل بستر پر کروٹ پر کروٹ لے رہا تھا رات کا تقریباً ایک بجا ہوگا کہ میرے کمرے کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کی طرف دیکھا دستک بدستور جاری تھی کک۔ کون۔۔ آواز میرے حلق میں اٹک گئی اچانک دھواں سا میرے کمرے میں ابھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس دھویں نے بوڑھے کا روپ دھار لیا کیوں آئے ہو میں نے حیرت میں ڈوبے ہوئے کہا میں تمہارے سمجھانے آیا ہوں بوڑھے کی گھمبیر آواز میرے کمرے میں گونج گئی لیکن کیوں۔ میں تم سے کوئی مدد لینا نہیں چاہتا تم کیوں نہیں سکتے کہ میں اس حقیقت کو نہیں مانتا نہیں بالک نہیں یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے اور تم کب تک حقیقتوں سے بھاگتے رہے گے تم نے شہر چھوڑا لیکن میری نظروں سے تم پوشیدہ نہیں رہ سکے اور تم نے خود کو گم کرنا چاہا لیکن تم پوشیدہ نہ رہ سکے میری نظریں اور میں تیرے سائے کی طرح تیرے ارد گرد رہتے ہیں لیکن یہ نہ سمجھنا کہ تم غائب ہو جاؤ گے پورے کمرے میں اس کی آوازیں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں یشم کی کیفیت انتہائی ڈرنے والی ہو گئی اب میں تمہیں واضح الفاظ میں سمجھا دوں بالک تم مزید صرف گیارہ دن زندہ جی سکتے ہو اس کے بعد تم اس دنیا سے چلے جاؤ گے ملک الموت ابھی سے تیرے سر پر منڈلا رہا ہے موت کے فرشتے تیرے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں اگر تم اپنے جیون کی زندگی بڑھانا چاہتے ہو تو تمہیں دس دنوں کا ایک بھیانک عمل کرنا ہوگا اور اس کے بعد موت کے فرشتے اور دوسری خطرناک بلائیں تم سے دور ہو جائیں گی میں اس کی یہ بات سن کر مزید سکتے میں آ گیا بابا یہ لفظ بے ساختہ میرے منہ سے نکلا مجھے سوچنے کے لیے وقت دو یہ رات اور ایک دن تمہارے پاس ہے جو کہ۔ میرے نزدیک بہت زیادہ ہے میں کل اسی وقت آؤں گا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے بابا میں نے بے چینی سے اسے پکارا کیا ہے اس کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی بابا میر۔ے من میں یہ ہے کہ آپ میری مدد کیوں کر رہے ہیں ہزاروں انسان مرتے ہیں ان کی مدد کیوں نہیں کرتے بچہ تو ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن ہزاروں انسانوں کو موت اپنی میں ہڑپ کر چکا ہوتا ہے جبکہ تو نے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں تیرے لیے بھی ہزاروں انسانوں کی طرح موت کا پیغام تھا لیکن تو نے اپنا ہاتھ مجھے دکھا کر میں نے وہ سب کچھ دیکھ لیا جو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اگر تم میرا کہنا مانو گے تو تم ایک طویل عمر تک میری طرح زندہ رہ سکتے ہو چلو تم سوچو یہ رات اور صرف کل کا دن ہے تمہارے پاس ورنہ پھر میں بھی تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا ہوں بابا جی مجھے ایک اور بات بتائیں بے ساختہ میرے لب پھڑپھڑائے۔۔۔

مجھے دوسرے کمرے میں آپ کیوں نظر آتے ہیں جبکہ میری دوست تعبیر کو اس یعنی آپ کی جگہ ایک ہینڈسم نوجوان نظر آتا ہے یہ سن کر اس بوڑھے نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا اے بالک یہ میری مہاں شکتیوں کا کمال ہے اگر میں چاہوں تو میں پانچ مختلف روپوں میں دوسروں کو نظر آ سکتا ہوں یعنی پانچ بندے کھڑے ہوں گے ایک کو میں حسین دوشیزہ دوسرے کو بوڑھی عورت اور تیسرے کو خوبصورت نوجوان چوتھے کو معصوم بچہ اور پانچویں کو اپنے اصل روپ میں نظر آؤں گا وہ بوڑھا قہقہے پہ قہقہہ لگاتا ہوا غائب ہو گیا یعنی اس کا مطلب ہے کہ یہ بوڑھا اسی کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے اس نے جاتے ہوئے مجھے گہری سوچوں میں ڈال دیا۔

صبح لیٹ میری آنکھ کھلی دیکھا تو کوئی دروازے پر دستک دے رہا تھا میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا کون ہے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے پوچھا دوسری جانب ویٹر تھا سر دروازہ کھولیں میں ناشتہ لے کر آیا ہوں جی دروازے کے باہر چھوڑ دو میں نے اونچی آواز میں کہا۔

جی بہتر بیرے کی آواز صاف سنائی دی ناشتہ کرنے کے بعد جب میں نے جونہی دروازہ کھولا تو باہر تعبیر بس دستک دینے ہی والی تھی آؤ تعبیر کیس گزری رات ارے یشم یہ سوال میں تم سے کرنے والی تھی جناب بس کچھ خاص نہیں عام راتوں کی طرح گزر گئی او اچھا تو یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ وہ کمرے میں اندر داخل ہوئی کچھ دیر ہم دونوں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے وقت کو گھمایا اس کے بعد اچانک راہداری میں کسی کے قدموں کی آواز صاف سنائی دینے لگی سنڈیوں کی کھڑ کھڑاہٹ پوری راہداری میں گونج رہی تھی آنے والی مس طوبی تھی اس عالیشان و خوبصورت ہوٹل کی مالک جی کیسے گزری رات عجیب بات ہے اس نے بھی آتے ہوئے یہ سوال دہرایا وہ بھی اب ہماری باتون میں شامل ہو چکی تھی اور ہم سب ادھر ادھر کی موضوعات ڈسکس کر رہے تھے ان دونوں کی موجودگی میں میرا ڈر کوف کہیں روپوش ہو چکا تھا مجھے دوبارہ ان دونوں کے ساتھ ناشتہ بھی کرنا پڑا اور یوں اچانک ہمارے گپ شپ میں دو گھنٹے بیت گئے اچانک تعبیر کو اپنے پوٹریٹ کا خیال آیا طوبی تمہیں پتہ ہے کل میں نے ایک اور پینٹنگ تیار کی ہے اچھا آؤ تو ذرا دیکھیں تو ہم تینوں اگلے لمحے تعبیر کے کمرے میں تھے آؤ دیکھو تعبیر کے لہجے میں جوش ہی جوش تھا واؤ یو آر گریٹ آرٹسٹ کتنا ہیں دسم اور خوبصورت نوجوان ہے ہاں طوبی بہت ہے مجھے بھی آج یہ پوٹریٹ عجیب سے طور پر بالکل خوبصورت نوجوان لڑکا دیکھا تھا ہاں پھر ہم گپوں میں مصروف ہو گئے جبکہ اچانک مجھے اسی بوڑھے کا خیال ستانا شروع ہو گیا۔

شام کے سائے گہرے ہوتے چلے گئے میں اب اپنے میرے میں تنہا تھا اور میری ہو سوچ اسی بوڑھے کے الفاظ پر آ کر تھم جاتے مجھے بوڑھے کی بات ماننی ہو گی ہر سوچ چاہے وہ دل سے ہو یا دماغ سے اسی بوڑھے پر آ کر ختم ہو جاتی کیونکہ اسی بوڑھے نے مجھے اپنی مہان شکتیاں دکھائی تو تھی اور میں مسلسل دو گھنٹوں سے صرف اور صرف بس چاہے میں اور کچھ نہیں سوچ رہا تھا پتہ نہیں کب سوچتے سوچتے بارہ بج گئے مجھے پتہ ہی نہ چلا جب میرے کمرے میں دھواں ابھرا تب میری نظریں بے ساختہ ٹائم کلاک پر پڑی اسی دھویں نے بوڑھے کا روپ اپنانا شروع کر دیا اور اسی جگہ وہ بھیانک بوڑھا اب کھڑا تھا اور مجھے گھور رہا تھا جی بابا جی میں اس کے احترام کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس کے سامنے روبرو کھڑا ہوا۔

تو کیا سوچا ہے تم نے اس کی گھمبیر آواز پورے کمرے میں لہرائی بابا جی میں آپ کا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں بوڑھے نے ہاتھ آگے بڑھایا جس کا مطلب تھا کہ میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دو میں نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے کالے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں تمہیں ایک ایسا منتر بتاؤ نگا دس راتوں تک تمہیں اسے کرنا ہوگا یعنی پڑھنا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ تمہیں ایک خاص قسم کا مشروب بھی پینا ہوگا بابا جی کیسے مشروب کی بات کر رہے ہو وہی مشروب بھی پینا ہوگا بابا جی جو میں نے تیری ساتھی کو پلایا تھا ساتھ والے کمرے میں میرے ذہن میں ایک جماکا ہوا خون میرے دونوں ہوں ٹ تیزی سے پھڑ پھڑائے ہاں میرا بچہ یہی ہے وہ مشروب یہ دس راتوں کا عمل ہے اور پھر تیری زندگی ورنہ دس دن کی زندگی کے بدلے تمہیں موت ملے گی اور سوچ لو میرا بچہ کہ زندگی کسے عزیز نہیں ہے پر بابا جی خون ۔ ے مجھے سخت نفرت ہے بیٹا جی تمہارے پاس وقت کم ہے اگر ایک دن بھی ضائع کر دیا تو پھر میں بھی تیرے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا ہوں بلکہ پھر تمہارے موت یقینی ہے لیکن بابا جی میں خون لاؤں گا کہاں سے خون میں تم پر ایک ایسا منتر پڑھوں گا جس سے تمہیں بہت شکتیاں ملیں گی اور تمہارے دو دانت بالکل نوکیلے ہو جائیں گے اس کے بعد تم میرے گردن

میں اپنے دانت پیوست کر دینا اور پر جی بھر کر اپنی پیاس بجھانا اس کے بعد پتہ نہیں کیوں میں جھومنے لگا اور وہ بوڑھا جیسے میں بابا جی کہتا تھا وہ دھواں بن کر میرے ارد گرد منڈلانے لگا۔

اس کی آواز میں کوئی منتر جنتر شروع ہوئی اور میرے بیڈ کے چاروں طرف گہرے دھوان منڈلا رہا تھا یہ کیفیت دو گھنٹے تک جاری رہی میں بے بس ہو چکا تھا پھر اس نے ایک پھونک ماری اور میرا نس نس درد کرنے لگا درد کا اثر کچھ دیر جاری رہا۔ اس کے بعد میرے اوپر جبڑے والے دو دانت کافی لمبے اور نوکیلے بن گئے اور دھواں جو میرے ارد گرد منڈلا رہا تھا اس نے اسے اسی کالے بھیانک بوڑھے کا روپ دھار لیا اس کے بعد مجھے خون پینے کی طلب محسوس ہوئی اور میں بے قابو ہو گیا اور بے ساختہ اس کی جانب بڑھا پھر میں نے اس کی شہ رگ پر اپنے دونوں نوکیلے دانت گاڑھ دیئے اور بوڑھے کے قہقہے نے پورے کمرے میں وحشت پھیلا دیا پتہ نہیں کیوں میرے دل پیاسا تھا اور بوڑھے کا گندھا خون مجھے سکون دے رہا تھ حتیٰ کہ میری پیاس بجھی اور پھر بھی میرے دونوں نوکیلے دانت اس کی گردن کے شہ رگ پر پڑے رہے اس نے قہقہوں کی بھر مار کی اور انتہائی خوشی سے میرے دانتوں سے خود کو چھڑوایا پتہ نہیں کیوں اب اسی بوڑھے نے ایک جھٹکے سے خود کو چھڑوالیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں اتنی جلدی خون آشام بن جاؤ نگا اور اس بوڑھے کے بھیانک عمل کو اپناؤں گا بوڑھا بولا اب تم مکمل طور پر موت کو شکست دے دو گے کیونکہ تم نے میرا خون پیا ہے اور میرے خون کو آج تک کسی نے بھی نہیں پیا ہے تم اب اتنے نڈر بن جاؤ گے کہ کسی کا خون پینا تمہارے لیے معمولی کام ہوگا پھر بوڑھے نے مزید کہنا شروع کیا۔

اب تم دس راتوں کو ایک منتر پڑھو گے اور منتر سے پہلے سی نوجوان حسینہ کا تمہیں خون پینا ہوگا تب تم موت کو شکست دے دو گے اور تمہاری جگہ موت کسی اور کو دبوچ لے گی میں سرور میں مست تھا اس کی ہر بات پر صرف سر ہلانا جان گیا بس میں یہ سمجھ رہا تھ کہ یہ بوڑھا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے اور مجھے موت کو شکست دینا ہوگا میرے ذہن میں صرف اور صرف اپنی زندگی کا حصول تھا اور کچھ بھی تو نہیں تھا اور موت سے لڑنے کے لیے ہی میں خون آشام بن گیا تھا پہلا شکار میں اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا میں پہلا شکار تعبیر کا ہی کروں گا جونہی میں دل میں یہ کہا میرے کندھے پر بوڑھے نے ہاتھ رکھا میں تمہارے ذہن میں منتر بھی ڈال دونگا تا کہ تمہیں تکلیف نہ ہو ایک بار پھر سے وہ میرے ارد گرد منڈلانے لگا اور آہستہ آہستہ دھویں میں تحلیل ہوتے گئے وہ منتر اونچی آواز میں پڑھنے لگے اور میں مست ہو کر جھومنے لگا اور اس بوڑھے کے ساتھ ساتھ اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگا یہ منتر مجھے خود بخود ذہن نشین ہوتا گیا۔ اور میں خود بخود تیزی سے ارد گرد منڈلانے لگا اد، پھر میں بھی کچھ سمجھتا اور نہ کچھ سمجھتا ہوا اسی دھویں کو پکڑنے لگا پھر میرے جسم میں کھلبلی مچ گئی میرا نس نس پورا وجود درد کی وجہ سے کراہ اٹھا یہ ہوا کا جھونکا اس قدر تیز اور گہرا تھا کہ میرے پورے جسم میں گرمی کی وجہ سے خارش سی ہونے لگی اور پل بھر میں اچھل کودنے کرنے لگا پھر اس کے بعد میں عجیب سے انداز میں تیز تیز اور اونچی آواز میں منتر دہرانے لگا اور یہ منتر مجھے اس قدر یاد ہو گیا اتنے سخت الفاظ تھے لیکن میری زبان نے اسے آسانی سے یاد کر لیا اور پھر مجھے یون محسوس ہوا کہ میں اپنے آپ کو بھول سکتا ہوں لیکن اس منتر کو کبھی نہیں بھول سکتا ہوں اور پھر عجیب طرح سے سب کچھ ہوتا گیا میں ڈھڑم سے بستر پر سے گرا اور پتہ نہیں پھر کیا کچھ ہوا۔

صبح جب میری آنکھ کافی لیٹ کھلی گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ ایک بجا رہی تھی مجھے یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ میں کبھی بھی اتنا لیٹ نہیں اٹھا لیکن آج زندگی میں پہلی بار اتنا لیٹ اٹھا تھا میں جلدی سے اٹھا اور باتھ روم میں گھس گیا فریش ہوں کے بعد جب میں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیشے میں دیکھا تو میرے دو دانت چمک رہے تھے اور کافی نوکیلے اور باریک ہو گئے تھے کل کے واقعات کسی فلم کی سکرین کی طرح میرے اردگرد منڈلانے لگے۔

میں یہ تمام واقعات سوچ کر مسکراتا رہا اچانک میری سل کی بیل بجنے لگی میں واش روم سے نکل آیا جب میں نے فون اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ہیلو کہا دوسری طرف میری کولیگ بیا تھی ہیلو کیسے ہو یشم میں ٹھیک ٹھاک ہوں میرے بغیر آفس کا کام کیسے جا رہا ہے یار کام تو ٹھیک جا رہا ہے تم کیسے ہو کیا بہت مزے میں ہو ہاں میں بہت فٹ ہوں یہاں پر اور مجھے بہت اچھے دوست مل گئے ہیں بیا تم اپنا خیال رکھنا اس کے ساتھ ہی میں نے موبائل فون آف کر دیا میں اٹھا کھانا وغیرہ کھانے کے بعد میں سیدھے اعتشال کیکمرے میں داخل ہوا کمرے کے دروازہ کھلا ہوا تھا کمرے میں کوئی بھی موجود نہیں تھا یہ کیا کمرے کی ہر چیز بکھری پڑی تھی اعتشال وہی بوڑھا جس نے کل رات مجھے وہ منتر سکھایا تھا جو ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ تھا کے جیسے ابھی ابھی اس نے مجھے منتر سکھایا واش روم سے نل کی آواز تیز شور پیدا کر رہی تھی میں سمجھا کہ شاید اعتشال نہا رہا تھا یہ کیا آدھا گھنٹہ گزرنے کے باوجود وہ واش ورم سے باہر نکل نہ سکا لیکن اس نے مجھے الجھن میں مبتلا کر دیا تبھی میں تجسس کے ہاتھو مجبور ہو کر اٹھا اور واش روم کی طرف بڑھا میری حیرت کی انتہا نہ رہی تبھی تو میں نے آنکھیں پھاڑے اردگرد کی طرف نگاہیں دوڑائیں کیونکہ واش روم کا دروازہ آدھا کھلا تھا میں نے دو تین آوازیں دیں کیا کوئی اندر ہے لیکن مجھے جواب میں مسلسل خاموشی نے اندر جانے پر مجبور کر دیا میں واش روم داخل ہو گیا اور جو منظر میری آنکھوں نے دیکھا وہ نا قابل برداشت تھا اندر اعتشال کی آدھ برہنہ لاش پڑی میرے منہ کو لنکار رہی تھی میں بے ساختہ اس کی جانب دوڑا۔

اعتشال۔۔۔تمہیں کیا ہوا ہے میں اس کے اوپر جھکا اس کی شہ رگ کو کسی نے کاٹا تھا اور اس کے خون سے اپنی پیاس بجھائی تھی اور پھر اسے واش مروم میں ہی چھوڑا تھا اس کی موت جب ہوئی تھی تو آج وہ حسین لڑکا لگ رہا تھا لیکن اس کے دونوں گال بہت سکڑے ہوئے تھے جس طرح روئی سوکھ جاتی ہے لیکن عجیب سے طور پر اس کا منہ کھلا ہوا تھا میں نے دونوں نکلے بند کر دئے اور اسے گھسیٹتا ہوا واش روم سے باہر لے آیا میں نے اب جلدی سے تعبیر کی طرف دوڑ لگا دیا کیونہ وہی مجھے اس وقت اپنی ہمدرد محسوس ہوئی تھی میں اس کا دروازہ زور زور سے پیٹنے لگا کیونکہ اس کا دروازہ بند تھا کیا بھئی آ رہی ہوں اس نے ترش لہجے میں کہا تعبیر دروازہ کھولو میں ہو یشم اچھا یشم تم ہو اگلے لمحے اس نے دروزہ کھول دیا کیا ہوا ہے تمہارے حواس کیوں گھبرائے ہوئے ہیں تعبیر وہ اعتشال کا مرڈر ہو گیا ہے ۔کیا۔۔تعبیر کے منہ سے یہ چھوٹا سا لفظ نکلا اس کے ماتھے پر بے شمار بل اور منہ حیرت سے کھلا رہ گیا یہ کیا اس کے دو لمبے نوکیلے دانت دائیں اور بائیں جبڑے سے باہر نکل رہے تھے مجھے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا یہ کیا ہے چلو آؤ اعتشال کے کمرے میں چلتے ہیں تا کہ اسے دیکھیں ہم۔

میرے منہ سے زبان سب کچھ گڈ مڈ ہوتا گیا میں اس نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے ہم دونوں اعتشال کے کمرے میں داخل ہو گئے سامنے یوں ہی ہم دونوں داخل ہوئے ایک بہت بڑا ڈریسنگ ٹیبل پڑا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک قد آور آئینہ لگا ہوا تھا جونہی ہم دونوں اندر کی جانب بڑے مجھے ان میں ہم دونوں کا لہراتا ہوا عکس دکھائی دیا اور اسی لمحے مجھے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا اس قد آور آئینے میں میرے ساتھ ایک خونخوار اور لمبے قد والی بڑھیا ٹائپ چڑیل کھڑی تھی جس کی گردن سے دوپٹے کی جگہ سانپ کھڑے تھے اور بچھو اور چیونٹیاں اس کے جسم پر رینگ رہی تھیں وہ بہت بھیانک اور خطرناک روپ میں تھی اس کے بالوں کی جگہ ہزاروں سرخ رنگ کی مکھیاں بیٹھی

ہوئی تھیں اور سر گنجا تھا یہ مکھیاں بہت زہریلی تھیں اور اس کے سر کی بالوں کا کام دے رہی تھیں ہونٹ انتہائی بدنما تھے آنکھوں کی جگہ لمبے اور گہرے گڑھے تھے اور اس کا سر ایک جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اس سے خون کی بجائے اس سے کریم رنگ کا لاوا سا بہہ رہا تھا۔

میرے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور جب بھی میں تعبیر کے کمرے میں جب پہلی مرتبہ گیا تھا تو اس کے کمرے میں کوئی بھی آئینہ نہ تھا اس نے کہا تھا کہ مجھے آئینہ سے الرجی ہوتی ہے اب میں معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا کیونکہ میں نے ایک مرتبہ پھر آئینہ کی طرف دیکھا وہاں پر ہم دونوں رک گئے تھے اس کے دونوں طرف کے دانت انتہائی نوکیلے اور چھریوں کی طرح تیز تھے وہ ابھی تک میرا ہی ہاتھ پکڑے ہوئے تھی اور میں نے اگلے لمحے میں ہی اس کے بھیانک و بدصورت گوشت سے عاری ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا اور غصیلے انداز میں اس کی طرف دیکھا وہ کچھ نہ سمجھی لیکن میں بہت کچھ سمجھ چکا تھا اعتشال یہ کیا ہوا تعبیر نے گھبراتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی اور وہ ایک دم اعتشال کی لاش پر جھک گئی میں کن چکروں میں پڑ گیا ہوں خیر میں نے باغور تعبیر کو دیکھا تعبیر کیوں پریشان ہو رہی ہو آؤ مس طوبی کو آگاہ کریں نہیں یشم ایسا مت کرو اس سے ہوٹل کی بدنامی ہو گی اور تمام کلائینٹس میں خوف پھیل جائے گا اس نے معصومیت سے کہا۔تو پھر کیا کیا جائے میں لاش کو کہیں روپوش کر دیتی ہوں اور پھر میں نے بھی اسی میں بہتری جانی لاش کو ہم دونوں نے پلنگ کے نیچے چھپا دیا۔

رات گیارہ بجے کا وقت تھا میں سوچوں کی دلدل میں اتر چکا تھا کہ آج رات مجھے وہ منتروں والا عمل کرنا چاہیے کہ نہیں ان ہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ اچانک میرے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی میں نے اپنے خیالوں کو جھٹک دیا اور دروازہ کھول دیا باہر تعبیر ہی کھڑی تھی کیوں کیسے آئی ہو اس وقت خیر تو ہے ناں۔ہاں ہے تو بس تم سے ملنے کو دل چاہا سو آ گئی وہ کمرے میں اندر آ گئی میرے کمرے میں ایک بہت بڑا لیکن درمیانے قد والا آئینہ تھا میں نے تعبیر کا ہاتھ پکڑا اور کہا آؤ ذرا آئینے میں دیکھ آئیں میں نے تمہیں بتایا بھی تھا کہ مجھے آئینے سے شدید الرجی ہے لیکن کیوں میرے منہ سے بے ساختہ نکلا چلو آج میری خاطر تھوڑی دیر کے لیے آئینہ میں میرے سنگ دیکھ آؤ ۔نہیں میں کبھی بھی آئینے میں نہیں دیکھ سکتی پلیز آج میری خاطر میں نے ضدی بن کر کہا چھوڑو یار میں اپنے کمرے میں جاتی ہوں میں نے یہ بتانا تھا کہ میں نے تیری تصویر پینٹ کی ہے شکریہ تعبیر لیکن پلیز ایک دفعہ بس کرو یشم مجھے ضدی لوگ بالکل بھی پسند نہیں ہیں تعبیر ایک بات بتاؤ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔

نہیں یشم میں بھلا کیا چھپاؤں گی اس نے ٹھہرا کر کہا لیکن میں محسوس کر رہا ہوں چپ کرو یشم میں جا رہی ہوں وہ جیسے ہی آگے بڑی میں نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تعبیر تم اتنی آسانی سے نہیں جا سکتی ہو کیا مطلب اس کے چہرے پر بے شمار بل پڑ چکے تھے اور میں نیا ہی لمحے ایک قہقہہ لگایا میرے دو دانت جو دائیں بائیں طرف سے نکل چکے تھے جو باریک اور پتلے سے تھے انہیں دیکھ کر وہ کٹک اٹھی تم بھی ان میں سے ایک ہو تعبیر نے حیرانگی سے کہا تم بھی ایک بہروپیے ہو اگلا جواب بالکل درست تھا تعبیر پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی تعبیر تم مجھے کھل کر بتاؤ کیونکہ میں تم سب میں سے ایک ہو اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ تم نے ہی اعتشال کو قتل کیا ہے بکواس بند کرو وہ غصے سے گرجی تعبیر ایک بہت بھیانک ڈائن ہو اور اعتشال نے مرنے سے پہلے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا مجھے اس وقت ہوش سے کام لینا تھا تبھی تو میں تعبیر کو زیر کر سکتا تھا کیا بتایا تعبیر الجھ کر رہ گئی یہی کہ تم بہت بدصورت ہو اور زہریلی چیز ہو اور انسانوں کے درمیان ایک بہروپے کی شکل میں رہ رہی ہو سچ تو یہ بھی ہے لیکن اصل قصہ کچھ اس طرح ہے اعتشال وہی بوڑھا تھا اب تعبیر پٹری پر آ گئی اور اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حقائق بتانے شروع کر دیے۔

سچ تو یہ ہے کہ اتنثال وہی بوڑھا تھا جس کے پانچ روپ ہیں اور وہ انسانون کے بیچ بہروپ کی شکل میں رہ رہا تھا اچانک ایک دم اس کو پتہ چلا کہ وہ عنقریب مرنے والا ہے تو اس نے ایک نیا دھندہ شروع کر دیا کیونکہ اس کو ایک ایسے لڑکے کی تلاش تھی کہ وہ اس کی موت کو ٹال سکے لیکن اس لڑکے کو ڈھونڈنے کے لیے وہ ایسے شہر چلا گیا جہاں لوگ تو ہم پرستی کے شکار تھے اور اپنے ہاتھ اسے آسانی سے دکھا دیتے اور پھر کئی مہینوں کی جدوجہد کے بعد اتنثال کو آخر کار تو مل ہی گیا لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ اب تمہیں کیسے زیر کر سکتا ہے اس نے تمہیں تمہاری موت کی جھوٹی کہانی سنائی اور تم پریشان ہو کر چلے گئے اس کے بعد وہ تمہارے خوابوں میں آنے لگا یہ بھی اس کی ایک صلاحیت تھی تم بے حد ڈر گئے ایک رات وہ تمہارے فلیٹ تک آ گیا وہ یہاں تک بولی تھی کہ اچانک میرے منہ سے نکلا اس نے مجھے کیسے چنا اس شہر میں اسے ہزاروں بیوقوف مل سکتے تھے تعبیر نے اپنے ہونٹ پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ لائی کیونکہ اس نے تجھے اس لیے چنا تھا کہ تمہارے باپ کا کچھ پتہ نہیں تھا اور تم یہ ناپاک کام آسانی سے کر سکتے تھے تمہاری ماں نے تجھے پیدا کرتے ہوئے بدنامی سے بچنے کے لیے تجھے سڑک پر ڈال دیا تھا میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا لیکن پھر بھی تو نے شہر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر اتنثال نے مجھے آخری اسٹیشن پر بھیج دیا کہ میں تم سے ملوں میں ایک خوفناک و بدنما ڈائن ہوں اور اس کی غلام تھی اور میں اتنثال کے قبضے میں تھی لیکن اسنے میرے بارے میں تجھے بتا کر خود ہی غلط کیا اب میں پوری اصلیت اس کی بھی بتا دوں گی کیونکہ میں تمہیں چاہنے لگی تھی لیکن اس نے تجھے بھی خون آشام بنا دیا افسوس آہ تجھے بچا نہ سکی پھر اس نے تجھے منتروں کے زیر اثر ایک بھیانک چیز بنا دیا۔

اب اگر تو دس دنوں نوجوان حسناؤں کا خون پی لو گے اور مسلسل دس دن تک وہ بھیانک منتر پڑھو گے تو وہ بھیانک بوڑھا اتنثال پھر سے زندہ ہو جائے گا اور تیری روح اس کی شریر میں چلی جائے گی لیکن تو مر جائے گا اور وہ زندہ اس کی موت میں نے واش روم میں کی ہے وہ نوجوان کی روپ میں تھا اور نہار ہا تھا اس کی طاقتیں کم ہوتی جا رہی تھیں کیونکہ اس کی عمر تمام ہونے والی تھی تب مجھے اپنے علم کی بدولت پتہ چلا کہ اگر میں اس کا سارا خون پی لوں تو میں اس کی تمام طاقتیں حاصل کر سکتی ہوں لیکن میں جیسے ہی واش روم میں گئی وہ پہلے سے ہی مر چکا تھا لیکن پھر بھی میں نے ایک امید پر اس کی شہ رگ میں اپنے دانت گاڑھ دیے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا میں وہاں سے لوٹ آئی اور غصے میں کمرے میں بند ہو گئی لیکن اس نے مرنے سے ایک رات قبل تمہیں بھی ایک خون پینے والا بنا دیا ہاں تعبیر اب مجھے خون کی طلب ہو رہی ہے میں کیا کروں تم وہ منتر ہرگز نہ پڑھو کیونکہ اس سے اتنثال پھر سے زندہ ہو جائے گا اور تو اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

اس نے میری طرف پشت کی میں دبے قدموں کے ساتھ بڑھتا ہوا چلا گیا اور اس کی گردن کے بائیں جانب اپنے دونوں دانت گاڑھ دیے اگلے ہی لمحے اس کو کرنٹ سا لگا لیکن وہ جھومنے لگی میں نے اس کا لاوا اور گاڑھا سا خون پینے لگا ہم دونوں ایک طرف گر گئے اور یہ رات ہم دونوں کے درمیان ایک خون آشام رات بن کر گزر گئی کیونکہ اگلے ہی لمحے اس نے میری گردن پر اپنے دانت گاڑھ دیے تھے اور ساری رات کبھی وہ میرا خون پیتی اور کبھی میں اس کا خون پیتا رہا۔ اس نے مجھے منتر نہیں پڑھنے دیا۔ صبح سویرے جب میری آنکھ کھلی تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ میرے جسم پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے تھے تعبیر میرے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی وہ میرے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی اس کو دیکھ کر میں مسکرا دیا۔ میرے پاس وقت بہت کم ہے یشم میں مرنے سے پہلے تم پر کچھ حقیقتیں واضح کرنا چاہتی ہوں اب تم پہلے والے یشم بن گئے ہو کیونکہ رات بھر منتر نہ پڑھنے کی وجہ سے وہ تمام جادو بھرا اثر تم اور تمہارے جسم دونوں سے وہ نوکیلے دانت غائب ہو گئے ہیں۔

آج کے بعد تمہیں خون کی طلب بالکل نہیں ہو گی تم پھر سے ایک عام انسان بن گئے ہو اور میں۔ میں نے اپنی جان کی قربانی تو ہی دے کر تجھے پھر سے ایک عام انسان بنایا ہے وہ جب یہ باتیں بتا رہی تھی تو وہ لمبے لمبے سانس بھی لے رہی تھی میں صرف حیرت سے اسے سن رہا تھا یشم میری طرف دیکھو میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ کل رات میں نے تمہارے ساتھ رہی تھی میں ایک زہریلی چڑیل تھی لیکن مجھے سختی سے یہ بات منع کی گئی تھی کہ کبھی بھی کسی سے بھی کسی بھی انسان کے ساتھ رات نہ رہنا اگر ایسا کیا تو اگلے دن لاوا بن کر بہہ جاؤ گی مر جاؤ گی مجھے یہ شرط یاد تھی لیکن یشم میں نے اپنی جان کی قربانی دے کر پھر سے تجھے زندگی کی طرف مائل کر دیا ہے میں چند سانسیں اور لوں گی اور پھر شاید نہ رہوں گی کیونکہ میں نے یہ قربانی جان تجھ پر کر دی ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے کسی بھی آدم زاد یا کسی اور عام انسان ہو یا پھر خاص میں نے پیار کیا تو اگلی صبح تک میں فنا ہو جاؤں گی اور میں یہ بھول بھی نہیں گئی تھی مجھے سب یاد تھا لیکن یشم مجھے محسوس ہوا ہے کہ تیری کو تیری ضرورت ہے اور میرا کیا ہے میں تو ایسے بھی آگ کی بنی ہوئی ہوں میں تو ویسے بھی جی کے کیا کرتی لیکن میں نے اپنی ساری طاقتیں استعمال کر کے تیرے خون والی ہس تجھ سے چھین لی۔

یشم اب اور شاید میں نہ رہوں تم یہاں سے چلے جاؤ اپنے گھر میں اپنوں میں جہاں پر آج بھی کوئی تمہارا انتظار کر رہا ہے اور تم مجھے ایک بھیانک سپنا سمجھ کر بھول جانا تیری زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ مجھے یہ پتہ ہے کہ تو کب تک جی سکے گا یا پھر کب تیری موت ہو گی وہ ہچکیاں لیتی ہوئی یہ سب بتا رہی تھی اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں اچانک اس کی گردن ڈھلک گئی اور وہ مر گئی پھر اس کا جسم لاوہ بننے لگا اور بہنے لگا اور کچھ دیر میں وہاں پر ایک ڈھانچہ رہ گیا تھا اور پھر ایک دھواں سا ابھرا اور ڈھانچہ کو غائب کر دیا۔

میں ابھی سوچوں سے نکلا ہی تھا کہ میرے موبائل کی ٹون بجنے لگی میں تعبیر کی سوچوں سے باہر نکلا موبائل کال کو او کے کیا تو دوسری طرف ابیہا تھا ابیہا کیسے یاد کیا یار یشم کب واپس آ رہے ہو تیرے بغیر دل نہیں لگتا ہے میں بس واپس آ رہا ہوں اور ابھی ٹرین کے انتظار میں ہوں میں اسٹیشن پر بیٹھا ہوا ہوں اور ٹرین کا انتظار کر رہا ہوں اچھا اتنی جلدی چار دنوں میں واپسی یہ کیسے ممکن ہوئی ابیہا میرے ذہن پر سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے تبھی تو میں جلدی آ رہا ہوں بوس کو یہ خوشخبری سنا دو دے۔

ریل گاڑی کا سفر کیسے تھما مجھے پتہ ہی نہ چلا جب میں اسٹیشن پر وسے اترا تو ابیہا اور آفس کے دیگر سٹاف نے میرا بہت دلچسپی سے خیر مقدم کیا اور میں ان کے ہمراہ ان کے سنگ چلا گیا کچھ دنوں میں مجھے پتہ چلا کہ ابیہا مجھ سے بے انتہا پیار کرتی ہے اس نے اس کا اظہار اب کیا تھا جو مجھے بہت اچھا لگا۔ میں اور ابیہا نے شادی منالی ہے اور پتہ ہی نہ چلا کہ ایک سال کیسے بیت گیا اور میرے بچے کی ماں بن گئی جب میں وارڈ میں داخل ہو گیا تو میری نگاہ میرے بچے پر پڑی اور حیرت کا ایک شدید جھٹکا مجھے لگا اس کے خدوخال بالکل تعبیر جیسے تھے اور جب میں نے اسے گود میں اٹھایا تو اس نے ایک آہ یعنی خوشی کے ساتھ اپنا منہ کھولا اور دونوں دانت کافی نوکیلے اور چمک دار تھے میرے ہاتھوں سے میرا بچہ گرتے گرتے بچا ابیہا کی آواز میرے کانوں میں پڑی یشم دیکھو کیسے معجزہ ہو گیا ہسپتال کے تمام ڈاکٹر حیران رہ گئے کہ خدا کی طرف سے یہ ایک کرشمہ ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے دو عدد خوبصورت دانت بھی ہے اور میں سوچ رہا تھا کہ پھر سے ایک نیا بہروپیا ہم میں وارد ہو گیا ہے۔

❀❀❀

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عزاب

---تحریر: فرید علی نہی۔سیت پور۔۔۔

بتائیں جناب ابرٹ کے آگے کیا ہوا ابرٹ صاحب نے رک کر ایک نظر حاضرین کی طرف دیکھا پھر کہا غیبی آزاد ہو گیا لوگوں نے پوچھا اور ادیب کا کیا ہوا ابرٹ صاحب نے کہا ادیب پھر وہ مسکرائے اور بولے اس کا قد آدم عکس دیوار میں قید ہے یہ کہہ کر وہ مڑے اور سیڑھیوں کی طرف جانے لگے اسی وقت انہیں اچانک ٹھوکر لگی اور ان کا سیاہ لبادہ نیچے گر گیا۔پھر حاضرین نے دیکھا کہ ڈائس کی روشنی میں ایک خوفناک انسانی ڈھانچہ جس کا گوشت جا بجا نوچا ہوا ہے لڑکھڑاتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے آرہا ہے پھر ہال کی دیواروں سے چمٹی ہوئی خون آشام چمگادڑیں جیسے پھڑ پھڑا کے تیزی سے حاضرین کی طرف لپکیں خوف سے لوگوں کی چیخیں نکل گئی اور ہال میں افراتفری پھیل گئی۔ایک سنسنی خیز کہانی۔

شہر کی سب سے بڑی عمارت کا سب سے بڑا کمرہ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ہال میں تقریباً اندھیرا تھا اور کھڑکیوں اور دروازوں پر گہرے سرخ رنگ کے دبیز پردے پڑے ہوئے تھے سیاہ فانوس میں مدہم زرد روشنی ہو رہی تھی اور حاضرین کی قطار در قطار نشتوں سے دور ایک کشادہ ڈائس تھا جس پر بہت سے لوگ ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے ڈائس پر گہری سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے چہرے خون سے تر بتر ہو رہے تھے ہال کی دیواروں پر خون آشام چگادڑوں کی بڑی بڑی تصویریں بنی ہوئی تھیں جو اپنا سرخ منہ کھولے حاضرین پر جھپٹنے کے لیے تیار معلوم ہوتی تھیں پوری چھت پر ایک خوفناک اژدھا چھایا ہوا تھا اور چھت کے تمام پنکھے اور فانوس اس کے انگاروں سے بنے ہوئے بدن کی گرفت میں تھے۔شہر کے معززین ادیبوں کی طرف سے ہارر اور سسپنس سے بھرپور اسٹوریز کی نائٹ منائی جا رہی تھی اور اس وقت یہاں شہر کے ہارر کہانی رائٹر حاضرین کو اپنی اپنی خوفناک اسٹوری سنانے کے لیے جمع تھے۔

رات کافی بیت چکی تھی اور اب تک بہت سے ادیب اپنی اپنی سٹوریاں پیش کر چکے تھے زیادہ تر کہانیاں ایسی تھیں جن میں اسٹوری رائٹر نے آسیب اور مافوق الفطرت لوگوں کے بارے میں اپنے ذاتی مشاہدات کو پیش کیا تھا جب بھی کوئی اسٹوری شروع ہوتی حاضرین پر سکتہ طاری ہو جاتا تھا اور انہیں اپنے اندر خون کی سرد لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں کیونکہ اسٹوری کے مافوق الفطرت کرداروں کے ساتھ ساتھ ہال کی دیواروں پر جھولتی ہوئی خون آشام چمگادڑیں حقیقت کا روپ دھار لیتی اور چھت پر لپٹا ہوا سرخ اژدہا بار بار ان کے سروں پر اپنی آتشیں پھنکار چھوڑنے لگتا۔

کئی بار خواتین کی چیخیں نکل گئیں اور ایک مرتبہ ایک کمزور دل شخص مارے دہشت کے بے ہوش ہو گیا حاضرین کے دلوں کی دھڑکنیں اسوقت اور تیز ہو گئیں جب مائیکروفون پر اناؤنسر نے یہ اعلان کیا کہ اب ملک کے مشہور ڈرامہ نویش اور اسٹوری رائٹر ابرٹ پاپچر اپنی خوفناک اسٹوری پیش کریں گے اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان ہوا کہ جناب پاپچر نے پہلی بار صرف منتظمیں جلسہ کے اصرار پر خوفناک اسٹوری تخلیق کی ہے جو ان کے انداز سے ہٹ کر ہونے کے باوجود ان کی بہترین اسٹوری ہے اس اعلان کے ساتھ ہی حال میں روشنیاں گل ہو گئیں اور ڈائس پر سرخ روشنی مدہم ہو گئی پھر لوگوں نے دیکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ڈائس پر ادیبوں کی پچھلی نشستوں سے اٹھ کر ایک سایہ مائیکروفون تک آیا ایک دراز قد شخص جس نے سر سے پیر تک سیاہ لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور ہاتھوں میں سیاہ دستانے تھے سرخ بدہم روشنی میں اس کا تاریک سایہ ہاتھوں میں سیاہ بہت پراسرار لگ رہا تھا اس نے مائیکروفون کے سامنے آ کر ایک ہاتھ بلند کیا اور کہا۔ میں۔ جو اسٹوری آپ کو سناؤں گا وہ حرف بہ حرف سچی ہے اور اس کا ہر کردار اصلی ہے اس کی آواز سن کر ہی لوگوں کے دلوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اس میں بلا کی گونج تھی اور وحشت تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی کنویں سے پکار رہا ہو اس نے کہا اسٹوری سنانے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو تنبیہ کر دوں کہ کہانی کی سچائی پر ہرگز شبہ نہ کیجئے گا ورنہ آپ پچھتائیں گے اس اسٹوری کا ہر لفظ حقیقت ہے ایک شخص جو آگے بیٹھا ہوا تھا جی کڑا کر کر کے بولا اسٹوری وہ ہنسا وہ مجھے زبانی یاد ہے مجھے کاغذ کے بے حقیقت پرزوں پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہیں پھر وہ رکا اور مائیکروفون پر جھک کر بولا۔

یہ ایک ادیب کی اسٹوری ہے ایک نامور ادیب کی جس کی شہرت کا ڈنکا ہر طرف بج رہا ہے اور اس کی کتابوں کی بڑی دھوم تھی اور اسے ملک کے سب سے بڑے ناولٹ اور رائٹر کی حیثیت سے یاد کیا جاتا تھا اور ایک دن اسے شہر کے ادیبوں کی انجمن کی جانب سے ایک دعوت نامہ ملا جس میں اسے ایک جلسے میں کوئی خوفناک اسٹوری پڑھنے کی دعوت دی گئی اس دعوت نامے کا مضمون یہ تھا جناب محترم۔ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا یہ میدان نہیں ہے آپ معمولی حقیقتوں اور زندگی کی عمومیت کو اپنی تخلیقات کا موضوع بناتے ہیں مگر کیا حرج ہے اگر آپ ذائقے کی تبدیلی کی خاطر ایک ڈراؤنی اسٹوری بھی تخلیق فرمائیں اور اسے ہمارے جلسے میں پڑھیں زندوں کی اسٹوریاں تو آپ بہت لکھ چکے ہیں اب کچھ مردوں کے بارے میں بھی گہرافشانی ہو جائے عام لوگوں کی اسٹوریاں لکھ لکھ کر آپ کو خوب اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آپ زندوں کی لاکھ خدمت کریں مگر وہ آپ کو کچھ نہیں بگاڑ سکتے یقین کیجئے گا اگر خدانخواستہ مردوں کا غصہ آ گیا تو وہ آپ کا بہت کچھ بگاڑ سکتے ہیں لہذا بہتر یہی ہے کہ ایک خوفناک اسٹوری تحریر فرمائیں۔

یہ دعوت نامہ ادب کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا لہذا اس نے اس پر سنجیدگی سے غور کیا اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کے لیے پہلی بار نادیدہ قوتوں اور آسیب کے موضوع پر قلم اٹھانے کا فیصلہ کیا لکھنے کی میز پر بیٹھ کر اس نے سگریٹ سلگایا اور سفید کاغذوں کے پلندے کو سامنے رکھ کر اس نے سوچا کہ اب وہ ایک ایسا کردار تخلیق کرے جو ہر اعتبار سے بے مثل ہو اور جو ایک اچھی اسٹوری لکھنے میں اس کی مدد کرے اب تک اس نے چھوٹے بڑے نجانے کتنے کردار تخلیق کئے تھے جو محض اس کاغذ کی دنیا میں گھوم پھر سکتے تھے اس دنیا سے آگے ان کی رسائی نہ تھی مگر اب اس کی خواہش تھی کہ وہ ایک ایسا کردار تخلیق کرے جس کے قدم کہیں نہ رک سکیں جو پراسرار قوتوں کا مالک ہو اس نے سوچا بھلا وہ کون ہو سکتا ہے۔ کوئی بھوت جو تصور اور حقیقت دونوں جہاں وں سفر کر سکتا ہو اور جو اسے نادیدہ مقامات پر لے جائے ابھی وہ ایک ایسے پراسرار کردار کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کی نظر سامنے والی دیوار پر پڑی جس کا پلاسٹر کئی جگہوں سے اکھڑا ہوا تھا۔

اس نے غور سے دیکھا تو اسے اکھڑے ہوئے پلاسٹر میں ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ نظر آیا جو ایسا لگتا تھا جیسے سیڑھیاں اتر رہا ہو وہ حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے سوچا بعض اوقات نظر تصور کے حلیے سے کیسی عجیب تصویریں تراشتی ہے اس کے بعد وہ اپنے سادہ کاغذ کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر اسی نادیدہ کردار کے بارے میں سوچنے لگا جس کی اسے مدد درکار تھی ادیب نے سوچا کہ وہ اس پراسرار قوتوں کی مدد سے لرزہ خیز قتل کی داستان لکھے گا جو ایک ماہ قبل شہر کے ایک مشہور ہوٹل میں ہوا تھا اور ایک دوشیزہ کی لاش سربریدہ پائی گئی تھی اور اس کے قریب ایک مرد کا کٹا ہوا سر پایا گیا تھا مگر پولیس نہ صرف قاتل کا پتہ لگانے میں ناکام رہی تھی بلکہ

اب تک اس لڑکی کے سر اور مرد کے دھڑ کا معمہ بنا ہوا تھا پھر اس نے سوچا کہ وہ ان پراسرار قوتوں کا قصہ لکھے گا جو محلے کے ایک مکان پر مسلسل سنگ باری کی ذمہ دار تھیں ادیب نے سوچا کہ وہ اس کا دلچسپ ترین کردار ہوگا اس نے سگریٹ کا ایک کش لیا اور فضا میں دھوئیں کا مرغولہ چھوڑا اسی وقت اس کے کانوں میں ایک بھاری سی آواز آئی آپ میرے متعلق سوچ رہے ہیں ادیب نے چونک کر دیکھا سگریٹ کے دھوئیں کی بل کھاتی ہوئی دیوار کے پیچھے اسے کسی کے وجود کا احساس ہوا نیم تاریکی میں اسے ایک طویل القامت انسانی ڈھانچہ دکھائی دیا جس کی عبوتری کھوپڑی کانپ رہی تھی اور آنکھوں کے سوراخوں میں تاریکی چھائی ہوئی تھی مارے خوف کے ادیب کی چیخ نکل گئی اس نے پوچھا کون۔

ڈھانچہ بولا۔ مجھے غیبی کہتے ہیں آپ تو مجھے یاد کر رہے تھے ناں میں حاضر ہوا ہوں۔ ادیب نے کہا مگر تم یہاں کہاں سے آ گئے غیبی نے کہا میں تو یہیں تھا اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا ادیب نے دیوار کی طرف دیکھا تو وہاں اکھڑا ہوا پلاسٹر بے ڈھنگی شکل میں اپنی جگہ موجود تھا مگر ڈھانچے کی شکل وہاں سے غائب ہو چکی تھی سیڑھیاں خالی پڑی تھیں میں آپ کی مدد کرنے آیا ہوں، میں آپ کو ان دیکھے مہمانوں میں لے چلوں گا جہاں آپ کی عجیب عجیب لوگوں سے ملاقات ہوگی میں آپ کو کسی بھی شخص سے چٹکیوں میں ملا سکتا ہوں چاہے اس کو مرے ہوئے صدیاں بیت گئی ہوں قدیم مصری فراعنہ سے یا بابل کی شہزادیوں سے باتیں کیجئے میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے آپ کہیں تو میں دیں اکے سارے قاتلوں اور مقتولوں اور مجرموں کے مردوں کو یہاں بلا لاؤں یہ کمرہ ذرا چھوٹا ہے مگر خیر کوئی پرواہ نہیں۔ ادیب نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں اور کہا تم بتا سکتے ہو کہ کچھ دن پہلے شہر کے ایک مشہور ہوٹل میں قتل ہوا تھا وہ کیا معمہ تھا وہ سربریدہ لڑکی کون تھی اور وہ سرکس نوجوان کون تھا۔ غیبی خوفناک سی ہنسی ہنسا اور بولا یہ تو بہت معمولی سی بات ہے میں سب کو یہیں پکڑ لاؤں گا مگر۔ مگر کیا۔ ادیب نے پوچھا۔ غیبی نے کہا مجھ کچھ کمزوری محسوس ہو رہی ہے میں تازہ دم ہونا چاہتا ہوں یقین کیجئے کئی سو برسوں سے بھوکا ہوں وعدہ کریں کہ آپ مجھے ناشتہ کرائیں گے ادیب نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا پھر۔۔ غیبی نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا مجھے ایک لقمہ گوشت اور ایک گھونٹ خون چاہیے ادیب کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

یہ کیسا شیطانی ناشتہ ہے غیبی نے ایک قدم اور آگے بڑھایا مگر اب آپ اپنے وعدے سے نہیں پھر سکتے میں تو آپ کا مہمان ہوں۔ نہیں۔ ادیب ڈر کر پیچھے ہٹا مگر غیبی نے اپنے لمبے استخوانی ہاتھوں کو بڑھا کر اسے دبوچ لیا اس کی چیخ گونجی اور پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا جب اسے ہوش آیا تو وہ کمرے میں تازہ خون کی بو پھیلی ہوئی تھی اس نے محسوس کیا کہ وہ ایک مسہری پر لیٹا ہوا تھا اور اس کا تکیہ خون سے تر ہے پیشانی سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس کی چیخ نکل گئی پوری پیشانی کا گوشت غائب تھا اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو غیبی کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا اس نے کہا آپ بیدار ہو گئے آیئے مہمان آپ کے منتظر ہیں اس نے پیشانی کو چھو کر کہا۔ مگر میری پیشانی زخمی ہے غیبی ہنسا۔

آپ کا بہت بہت شکریہ سچ مچ میری بڑی خاطر کی اب میں برسوں کے بعد اپنے بازوؤں میں نئی زندگی کی حرارت محسوس کر رہا ہوں وہ غیبی کے ساتھ ڈرائنگ روم آیا تازہ خون کی مہک وہاں بھی پھیلی ہوئی تھی میں ٹل پیس پر شمعیں جل رہی تھیں اور صوفے پر ایک سربریدہ لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اس کے پہلو میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں چاقو تھا جو اس نے اپنے سینے میں گھونپ رکھا تھا اور اس کی قمیض خون سے تر تھی اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک لڑکی کا کٹا ہوا سر تھا جس میں سے خون کے قطرے ٹپک ٹپک کر قالین کو گیلا کر رہے تھے سامنے ایک اور شخص اپنی گود میں اپنا کٹا ہوا سر رکھے بیٹھا تھا غیبی نے کہا یہ لیجئے آپ کے مہمان موجود ہیں آپ ان سے ملنا چاہتے تھے ناں یہ سب لوگ قتل ہو چکے ہیں ادیب نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شپٹا کر کہا میرے خدا ان لوگوں کا قاتل کون ہے وہ شخص جس نے اپنے سینے میں چاقو پیوست کر رکھا تھا اپنا کٹا ہوا سر بلند کر کے بولا ہم ایک دوسرے کے قاتل ہیں ادیب نے کہا مگر کیوں وہ آدمی بولا کیونکہ ہم ایک دوسرے کو جانتے تھے پھر وہ اٹھا اور لڑکی کا سر اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا اس کے پیچھے سر بریدہ لڑکی اور سر کٹا آدمی بھی باہر کی جانب لپکے ادیب نے کہا وہ بھی جا رہے ہیں غیبی نے کہا انہیں جانے دیں آج آپ کی کہانی کا ایک حصہ مکمل ہو گیا ہے اب میں کل حاضر ہو جاؤں گا یہ کہہ کر غیبی نے قدم بڑھایا اور دیوار پر سائے کی طرح چپک گیا ادیب نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اکھڑے ہوئے پلستر میں غیبی کا بڑا سا ہیولہ اسی طرح نظر آیا جیسے کسی فریم می تصویر لگی ہو دوسرے دن ادیب لکھنے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا کہ اسے اپنے شانے پر نوکیلی انگلیوں کا دباؤ محسوس ہوا اس نے پلٹ کر دیکھا تو غیبی کھڑا تھا اس نے کہا۔

تیار ہو جایئے آج تو آپ کے یہاں بہت سے لوگ ملنے کے لیے آنے والے ہیں مردوں کے انٹرویو لینے میں آپ کو بے حد لطف آئیگا۔ ادیب اچھل کر کھڑا ہو گیا کیا کیا مطلب اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی غیبی نے پکار کر کہا تشریف لے آئیں پھر دروازہ کھلا اور کافور کا ایک بھبکا اندر آیا فوراً ہی انسانی ڈھانچوں کی ایک قطار اندر داخل ہوئی ان کے پیچھے پیچھے بہت سے کفن پوش مردے تھے سارا کمرہ مردوں سے بھر گیا غیبی نے کہا یہ سارے حضرات اپنے زمانے کے مشہور ترین لوگ ہیں نڈر بے باک اور مہم جوان سے ملیے یہ صاحب اپنے زمانے کے مشہور نقب زن تھے غیبی نے ایک ڈھانچے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے استخوانی ہاتھوں سے دیوار کو کھرچ رہا تھا ڈھانچے نے ہاتھ اٹھا کر ادیب کو سلام کیا غیبی نے ایک اور ڈھانچے کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ اپنے وقت کے بہترین شمشیر زن تھے انہیں مرے ہوئے پانچ سو سال ہو گئے ہیں یہ نامراد ایک جلاد ہے جس نے اپنے بھاری بھر کم کلہاڑے سے نجانے کتنے سر تن سے جدا کئے پھر ایک مردہ گلے میں رسی کا پھندہ لٹکائے آگے بڑھا غیبی نے کہا آپ ایک نامی گرامی قاتل تھے بہت بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور خود پھانسی پر لٹک گئے اس کے بعد ایک ڈھانچہ آگے بڑھا اور ٹھمک ٹھمک کرنا چنے لگا غیبی نے کہا۔

یہ ایک ایسی خاتون ہے جو اپنے زمانے میں بہترین رقاصہ کی حیثیت سے مشہور تھی ڈھانچہ ایک ہاتھ کمر پر رکھے تیزی سے تھرکتا رہا اور سارے مردے اس کے گرد تالیاں بجاتے رہے جب رقص ختم ہوا تو غیبی نے کہا حضرات آپ کی آمد کا بہت بہت شکریہ یہ تعارف کی رسم ادا ہو گئی اب بہتر یہ ہے کہ صاحب خانہ کو مزید زحمت دیئے بغیر یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ میرا اندازہ ہے کہ اگر کچھ دیر اور آپ نے یہاں سے کوچ نہ کیا تو شاید صاحب خانہ دار فانی سے کوچ کر جائیں غیبی کی بات سن کر تمام مردے ایک ایک کر کے کمرے سے باہر چلے گئے اور کمرے میں غیبی اور ادیب تنہا رہ گئے غیبی نے کہا مبارک ہو آج آپ کی اسٹوری کا دوسرا حصہ بھی مکمل ہو گیا میرا آج کا کام ختم مگر کیا عرض کروں آج ان سب کو جمع کرنے میں خاصی محنت کرنا پڑی تھکاوٹ سے گرا جا رہا ہوں اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک عرض کروں ادیب نے کہا یعنی۔ غیبی نے کہا۔

کوئی خاص بات نہیں بس وہی ایک گھونٹ خون اور ایک لقمہ گوشت۔ خدا آپکا بھلا کرے۔ ادیب نے سہم کر کہا نہیں ۔۔ ہرگز نہیں ۔۔ آج یہ نہیں ہو سکتا ہے غیبی بولا کیسے نہیں ہو سکتا ہے یہ تو ممکن ہی نہیں میں تو مارے بھوک پیاس کے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا ہوں خدا کے لیے کچھ تو خیال کریں اس نے تیزی سے آگے بڑھکر اسے دبوچ لیا جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے رخساروں میں گڑھے ہیں اور اس کی پشت کا گوشت نچا ہوا تھا وہ درد کی ٹیسوں کو برداشت کر کے اٹھا تو لکھنے کی میز پر دیکھ کہ زیر تکمیل اسٹوری کا پلندہ ضخیم ہو گیا ہے۔ اگلے دن ادیب بیٹھا ہوا اسٹوری کا مسودہ پڑھ رہا تھا کہ اچانک غیبی آن ٹپکا ادیب اسے دیکھتے ہی وحشت زدہ ہو کر بھاگا مگر غیبی نے اس کا راستہ روک لیا ڈرو نہیں۔ میں

آج کے بعد نہیں آؤں گا آج میں آپ کو ایک نئی دنیا میں لے چلوں گا ادیب نے کہا مگر کیوں۔ غیبی نے کہا یہ نہ پوچھئے بس میرے پیچھے پیچھے چلے آیئے یہ کہہ کر وہ دیوار کی طرف بڑھا اور جست لگا کر اس طرح دیوار میں دھنستا چلا گیا جیسے کوئی دلدل میں دھنستا جائے ادیب ذرا دیر کو جھجکا مگر غیبی نے پکار کر کہا ڈریں نہیں۔ میرے پیچھے پیچھے آ جائیں میں آپ کے ساتھ ہوں کوئی دیوار آپ کا راستہ نہیں روک سکتی ادیب نے دیوار کو چھوا تو وہ موم کی چادر کی طرح پھٹ گئی اور وہ اس میں سما گیا۔ دوسری طرف ایک عجیب دنیا تھی فضا سوگوار تھی اور زمین پر راکھ کی تہہ جمی ہوئی تھی قریب سے کچھ تاریک سائے تیزی سے گزرے غیبی نے کہا آپ میرے ساتھ اس وقت ماضی میں سفر کر رہے ہیں یہاں آپ کو اپنی سٹوری کے لیے نئے نئے منظر دیکھنے کو ملیں گے۔

چلتے چلتے بڑے بڑے پتھروں کی ایک اہرام نما عمارت آئی غیبی اس کا ہاتھ تھام کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا صدر دروازہ کراس کرتے ہی اسے ایسے لگا جیسے عمارت میں کہیں پر بہت سارے لوگ جمع ہیں بہت شور ہو رہا تھا غیبی اسے لیے ہوئے آگے بڑھا کچھ دور جانے کے بعد انہیں اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں ملیں وہ دونوں سیڑھیوں پر چڑھتے گئے ہر جگہ لوبان سلگ رہا تھا بالائی منزل سے انہیں نچلی منزل کے حصے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا نچلی منزل کے درمیانی صحن میں مشعلوں کی تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور کسی بادشاہ کا دربار سجا ہوا تھا جس میں درباری عجیب وغریب لباس پہنے ہوئے کمر میں تلوار لٹکائے نیزے لیے قطاروں میں کھڑے تھے مسند پر بادشاہ سر پر بھاری تاج لگائے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے ایک شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا تھا اور ایک جانب ایک خوبصورت عورت شہزادیوں کے لباس میں رسیوں سے بندھی کھڑی تھی یہ کوئی مقدمہ پیش ہو رہا تھا وہ دونوں بالائی منزل پر پتھریلے ستونوں کے پیچھے چھپے ہوئے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے غیبی نے کہا یہ آدمی بادشاہ کا خاص مشیر تھا اور اس پر شہزادی سے راہ و رسم بڑھانے کا الزام ہے بادشاہ اس مقدمے کا فیصلہ سنانے والا ہے بادشاہ نے کہنا شروع کیا۔

چونکہ ملزم کا جرم ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اسے عبرت ناک سزا دی جائے پہلے اسے خون آشام پرندوں کے سپرد کیا جائے اور اس کے بعد اس کا ڈھانچہ دریا میں بہا دیا جائے تاکہ وہ دیوتاؤں کو دھوکہ دینے کا عذاب کا مزہ چکھ سکے اور ملزمہ شہزادی کو اندھے کنویں میں لٹکا دیا جائے تاکہ اسکے ہوش ٹھکانے آ جائیں پھر اس نے زوردار تالی بجائی اور گرج کر کہا حکم کی تعمیل ہو کچھ لوگ ایک بہت بڑا آہنی پنجرہ جس میں پہیے لگے ہوئے تھے دھکیلتے ہوئے اندر آئے اس میں خون آشام پرندے بند تھے پنجرے کو بیچ دربار میں کھڑا کر دیا گیا پھر بادشاہ کے حکم سے کچھ لوگوں نے قیدی کو اٹھایا اور پرندوں کے پنجرے میں پھینک دیا اس کے اندر گرتے ہی آدم خور پرندے قیدی پر لپکے اور نوکیلی چونچیں تان کر قیدی پر ٹوٹ پڑے ذرا سی دیر میں اس کے جسم سے سارا گوشت صاف ہو گیا اور پنجرے میں انسانی ڈھانچہ پڑا رہ گیا۔ پھر سپاہیوں نے پنجرے سے قیدی کے ڈھانچے کو نکالا اور باہر لے گئے ادیب نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر غیبی سے کہا خدا کے لیے مجھے یہاں سے لے چلو ایسا خوفناک منظر میں نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔

اب وہ اس ڈھانچے کا کیا کریں گے۔ وہ اس ڈھانچے کو بادشاہ کے حکم سے دریا میں بہا دیں گے تاکہ وہ دیوتاؤں کو دھوکہ دینے کی سزا صدیوں تک بھگتتا رہے ادیب نے کہا۔ مجھے یہاں سے لے چلو۔ میں گر رہا ہوں ایسا لگتا ہے یہ بڑے بڑے ستون اور پتھر کی عمارت میرے اوپر گر رہی ہے غیبی نے اسکا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے عمارت سے نکل آیا اب وہی جانا پہچانا کمرہ تھا وہی میز وہی کرسیاں پرانا قالین اور وہی شناسا دیواریں غیبی نے کہا کیا خیال ہے کچھ اسٹوری بنی ادیب نے جواب دیا بہت دلچسپ اور حیرت ناک۔ غیبی نے کہا ہاں ۔۔ یہ اسٹوری کا آخری حصہ تھا اب اسٹوری کا خاتمہ ہو جانا چاہیے اور اب میرا بھی ان در دیوار سے رخصت ہونے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت آگیا ہے یہ میری اور آپ کی آخری ملاقات ہے کیونکہ میرا عذاب اب ختم ہورہا ہے اور میں نئی زندگی حاصل کرر ہاہوں ادیب چونکا کیسا عذاب غیبی ہنسا اس نے اپنے سوکھے ہوئے استخوانی ہاتھ کو اٹھا کر کہا تمہیں دربار کا منظر یاد نہیں وہ میں ہی تو تھا مجھے دیوتاؤں کو دھوکہ دینے کی سزا ملی تھی کہ میں پچھلے کئی سو سالوں سے مردوں کی طرح زندہ رہنے کا عذاب بھگت رہا ہوں اب میں تمہاری عنایت سے نئی زندگی حاصل کروں گا اور اس دیوار کو توڑ کر باہر نکل جاؤنگا ادیب نے پوچھا میری عنایت سے کیونکر ایک گھونٹ خون اور ایک لقمہ گوشت ہی میری زندگی کا راز ہے اس وقت میں آپ کو آخری بار زحمت دے رہا ہوں اس کے بعد میرے اور آپ کے راستے جدا جدا ہونگے ادیب گھبرا کر کہا۔

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے آج میں تمہیں یہ شیطانی کھیل نہیں کھیلنے دونگا اگر تم نے اپنے اس ناپاک ارادے سے میری جانب بڑھنے کی کوشش کی تو میں تمہیں فنا کردوں گا تمہیں مجھ سے لڑنا ہوگا غیبی قہقہہ لگا کر بولا پہلے تو میں کمزور تھا مگر اب مجھ میں اتنی طاقت آگئی ہے کہ میں تمہارا یہ چیلنج قبول کرسکتا ہوں مگر آپ میرے مقابلے میں پہلے سے بہت کمزور ہیں مقابلے کا کوئی بھی فائدہ نہیں دیکھئے آپ کا سر چکر رہا ہے بہتر یہی ہے کہ آپ آرام کریں وہ آگے بڑھا۔ادیب نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا نہیں نہیں تم میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا پیچھے ہٹو۔اس نے ایش ٹرے اٹھا کر غیبی کی طرف پھینکی غیبی بدستور آگے بڑھتے ہوئے بولا اس سے کیا فائدہ ۔آپ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اس نے اپنا ہاتھ ادیب کی کمر میں ڈال دیا۔

ادیب نے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا لیکن غیبی نے اسے اٹھا کر زمیں پر پٹخ دیا اور اس کے سینے پر سوار ہوگیا دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ آپ مجھ سے جیت نہیں سکتے بھلا بھوتوں کو کون ہرا سکتا ہے بہرحال آپ کا شکریہ کہ آپ کی وجہ سے مجھے توانائی اور زندگی ملی آپ اب مکمل آرام کریں اس کے آگے ادیب کچھ نہ سن سکا اس لیے کہ عین اسی وقت اس نے غیبی کو خود پر جھکتے ہوئے دیکھا تھا اور اپنی شہ رگ میں سوئیاں پیوست ہوتے ہوئے محسوس کیں۔اور پھر اس کے بعد اس کی آنکھوں سامنے اندھیرا چھا گیا۔حاضرین محفل کو سکتہ ہوگیا تھا وہ اسٹوری کے سسپنس اور ابرٹ پاچر کے اسٹوری سنانے کے انداز سے کچھ ایسے مسحور بیٹھے تھے کہ ہال میں سانس لینے کی آواز ہی نہ سنائی دیتی تھی ڈائس پر جناب ابرٹ پاچر کا سیاہ پوش وجود بہت پراسرا لگ رہا تھا پھر وہ جب اسٹوری ختم کرکے واپسی کے لیے مائیکروفون سے ہٹے تو جیسے اچانک سحر ٹوٹ گیا۔اور پھر ساری نشتوں پر بیٹھے ہوئے لوگ چیخے پھر کیا ہوا یہ تو بتائیں جناب ابرٹ کے آگے کیا ہوا ابرٹ صاحب نے رک کر ایک نظر حاضرین کی طرف دیکھا پھر کہا غیبی آزاد ہوگیا لوگوں نے پوچھا اور ادیب کا کیا ہوا ابرٹ صاحب نے کہا ادیب پھر وہ مسکرائے اور بولے اس کا قد آدم عکس دیوار میں قید ہے یہ کہہ کر وہ مڑے اور سیڑھیوں کی طرف جانے لگے اسی وقت انہیں اچانک ٹھوکر لگی اور ان کا سیاہ لبادہ نیچے گر گیا۔ پھر حاضرین نے دیکھا کہ ڈائس کی روشنی میں ایک خوفناک انسانی ڈھانچہ جس کا گوشت جا۔جا نوچا ہوا ہے لڑکھڑاتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے آرہا ہے پھر ہال کی دیواروں سے چمٹی ہوئی خون آشام چمگادڑیں جیسے پھڑ پھڑا کے تیزی سے حاضرین کی طرف لپکیں خوف سے لوگوں کی چیخیں نکل گئی اور ہال میں افراتفری پھیل گئی۔

❁❁❁

آنکھ بن جاتی ہے ساون کی گھٹا شام کے بعد
لوٹ جاتا ہے اگر کوئی خفا شام کے بعد
چاند جب رو کے ستاروں سے گلے ملتا ہے
اک عجب رنگ کی ہوتی ہے فضا شام کے بعد
ہم نے تنہائی سے پوچھا ملو گی کب تک
اُس نے فوراً ہی کہا شام کے بعد
مار دیتا ہے اجڑ جانے کا دوہرا احساس
کاش ہو کوئی کسی سے نہ جدا شام کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوٹل کا راز

۔۔۔۔۔۔تحریر: بلقیس خان۔ پشاور۔۔۔۔۔۔

میں اس ہوٹل پر جادو کیا ہوا تھا ایسا جادو جو کسی بھی کا گھر آباد نہیں ہونے دینا چاہتا تھا یہ کام میں نے اس لیے کیا تھا کہ میری خوشیاں چھینی گئی تھیں میرے بیٹے نے مجھے ناراض کر کے شادی کی تھی اور اب میں نہیں چاہتی ہوں کہ کسی کا گھر برباد ہو میں اس ہوٹل پر سے چھایا ہوا سحر ختم کر دینا چاہتی ہوں یہ پانی لو یہ میں نے پچھلے تین راتوں کا دم کیا ہوا پانی ہے یہ پورے ہوٹل میں پھینک دو انشاء اللہ سحر ختم ہو جائے گا اماں جی نے پچھلے کمرے سے ایک کولر اٹھایا اور حمید صاحب کو دیا حمید صاحب اور سلمان اور عثمان۔ نے جلدی جلدی پورے ہوٹل میں پانی پھینک دیا یکدم ہر طرف سے دھواں اور چیخیں اٹھ رہی تھیں سارہ ڈر کے ،رے ایمن سے لپٹ پڑی پھر آہستہ آہستہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

آج تک میں نے تمہاری ہر ایک بات مانی ہے لیکن یہ بات میں ہرگز ہرگز نہیں مانوں گا اور نہ ہی تمہیں اس کی اجازت دونگا سنا تم نے سلمان نے قدرے غصے سے سارہ کو دیکھا لیکن اس میں برائی ہی کیا ہے آخر شادی تو ویسے بھی ہم نے کرلی ہے تو پھر کیوں نہ اس ہوٹل میں کریں جس کے بارے میں ہر وقت کوئی نہ کوئی منحوس خبر ملتی رہتی ہے سارہ نے نرم لہجے میں کہا۔ ہاں تو یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ وہ ہوٹل منحوس ہے اور اگر ہم نے وہاں اس ہوٹل میں شادی کی تو تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری اس شادی کا کیا انجام ہوگا یہی تو۔۔ یہی تو میں جاننا چاہتی ہوں آخر اس ہوٹل میں ایسی کیا بات ہے کہ جو کوئی بھی جوڑا اس ہوٹل میں شادی کرتا ہے ایک سال کے اندر اندر اس جوڑے کو طلاق ہو جاتی ہے سارہ اور سلمان ایک دوسرے کے منگیتر ہیں اور بہت جلد شادی کرنے والے ہیں دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے اور ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے تھے دونوں بہت خوش تھے کیونکہ وہ بہت جلد شادی کرنے والے تھے لیکن ان کی یہ خوشی صرف وقتی خوشی تھی۔

سارہ ایک ایسے ہوٹل میں شادی کرنا چاہتی تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ جو جوڑا بھی اس ہوٹل میں شادی کرتا ہے ایک سال کے اندر اندر وہ جوڑا ایک دوسرے کو طلاق دے دیتا ہے اب اس ایک سال میں ایسا کیا ہو جاتا ہے اس جوڑے کے درمیان کہ نوبت طلاق تک آ پہنچتی تھی یہ تو خدا جانتا ہے یا پھر وہ جوڑا۔۔ اتنا سب کچھ جاننے کے باوجود تم پھر بھی ضد کر رہی ہو کہ میں نے اسی ہوٹل میں شادی کرنی ہے سلمان نے قدرے اونچے لہجے میں کہا۔

میں کچھ نہیں جانتی بس میں نے کہہ دیا ہے کہ اگر شادی کرنی ہے تو اسی ہوٹل میں نہیں تو۔۔۔ سارہ نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا نہیں تو کیا۔۔ کیا کرو گی تم ہاں بولو کیا کرو گی بولتی کیوں نہیں سلمان کا غصہ آسمان کو پہنچ چکا تھا نہیں تو پھر شادی ہی نہیں کروں گی سارہ نے خفا ہوتے ہوئے کہا ادھر دیکھو تم آخر میری بات کیوں نہیں سمجھ رہی میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور میرا تمہارا اس دنیا میں اور کون ہے تمہیں پتہ ہے کہ میری ماں نے جب میں دو سال کا تھا ۔ مجھے وہ چھوڑ کر چلی گئی اور بابا۔۔ بابا نے بھی جانے میں اتنی ہی جلدی کی جب میں آٹھ سال کا ہوا تو بابا بھی مجھے چھوڑ کر امی کے پاس ہمیشہ کے لیے چلے گئے اب اگر تم بھی مجھے ایک سال کے بعد یوں تنہا اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تو اس بار میں بھی بابا اور ماں کے پاس ہمیشہ کے

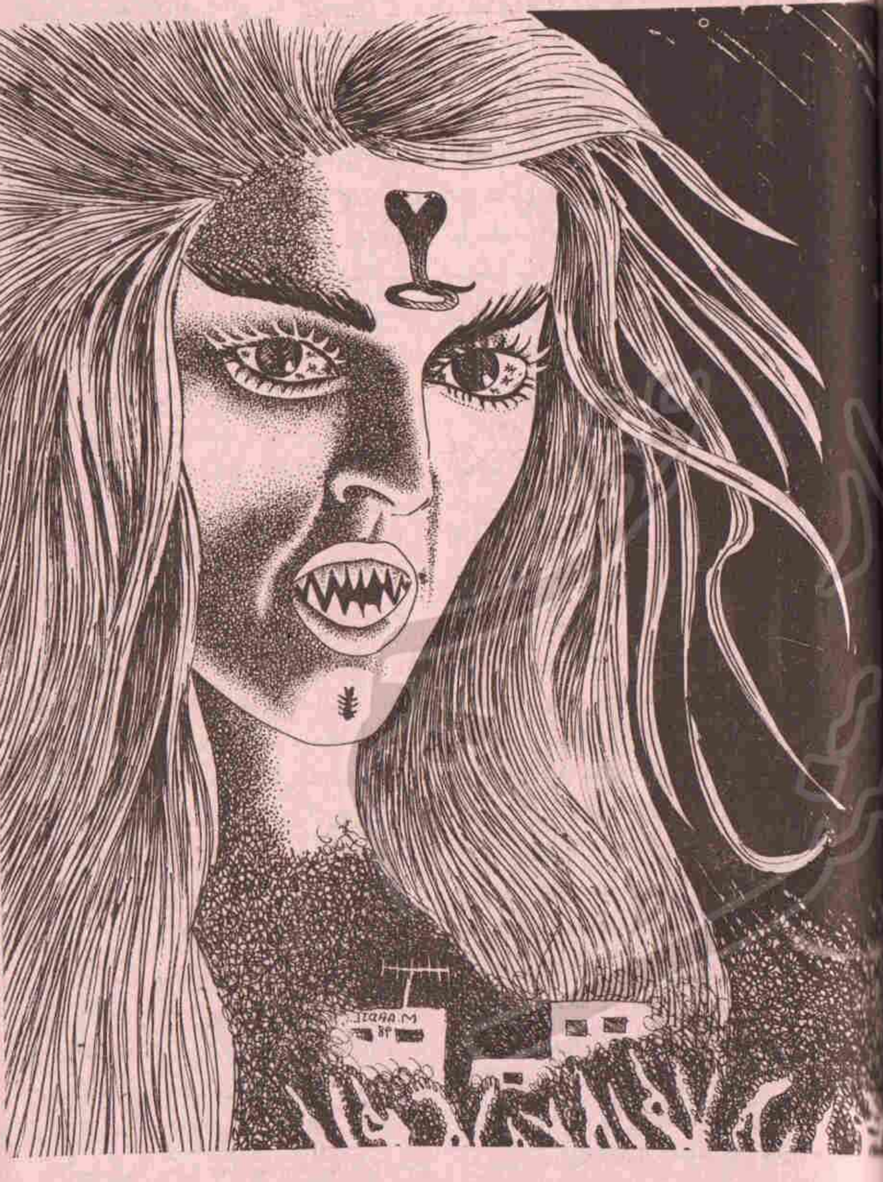

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے چلا جاؤ نگا سلمان کی آنکھوں میں آنسو آگئے سارہ جلدی سے آگے بڑھی اور سلمان کی آنکھوں سے آنسو صاف کیئے اور کہنے لگی تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے بغیر جی پاؤن گی کبھی نہیں کبھی نہیں تمہاری طرح میرا بھی اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے جب میں دس سال کی تھی تب پاپا اور ماما ایک کار ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے اب صرف میری ایک ہی دادی ہے جو میرا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے اور پھر سارہ بھی بلک بلک کر رونے لگی اس لیے تو میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم اپنی یہ ضد چھوڑ دو تا کہ آنے والے مستقبل میں ہمیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو سلمان میں سمجھ سکتی ہوں کہ تمہارے دل میں واقعی ڈر ہے لیکن دیکھو یہ سب تو ایک اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔

اب وہ دونوں قدرے سنبھل چکے تھے اور واپس اسی موضوع پر بات کرنے لگے کیسا اتفاق سلمان نے تعجب بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہری بات ہے کہ شادی کے بعد دونوں میاں بیوی میں لڑائی جھگڑے اور نجانے کیا کچھ۔۔اور پھر آخر کار میاں بیچارہ تنگ آ کر اپنی بیوی کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیتا ہوگا ویسے سلمان کیا تم بھی مجھے ایک دن یونہی چھوڑ دو گے کبھی بھی نہیں سلمان نے مضبوط لہجے میں کہا اچھا ویسے تم بھیا یک بات بتاؤ ہاں پوچھو۔ یہی کہ کیا تم بھی ان بیوی کی طرح میرے ساتھ لڑائی جھگڑے کرو گی۔ اسپر سارہ کی آنکھیں غصے سے باہر ابلی اور تکیہ اٹھا کر سلمان کو دے مارا کیا میں تمہیں ان جیسی لگتی ہوں اور سلمان ایک بھر پور قہقہہ لگا کر باہر کی طرف بھاگ گیا۔

❁❁❁

او ڈیڈی آپ۔۔آپ کب آئے اور مجھے بتایا بھی نہیں ایمن نے دوڑ کر اپنے بابا کو گلے لگاتے ہوئے کہا ایمن بیٹا میں تو تمہیں سرپرائز دیں اچاہتا تھا سو وہ میں نے دے دیا بتاؤ بھی کیسا لگا۔ میں آپ سے ناراض ہوں ہوں کم از کم مجھے تو بتایا ہوتا آپ اتنے عرصے کے بعد لندن سے آئے ہیں اگر میں آپ کو لینے کے لیے ایئر پورٹ پا آجاتی تو اس وقت مجھے زیادہ خوشی ہوتی ایمن ڈیڈی کے گلے سے لپٹے ہوئی روہاں سی منہ بناتے ہوئے بولی اچھا بیٹا اگر آپ کی وہ خوشی ہے تو۔۔تو کیا ڈیڈی ایمن کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی کہ ڈیڈی کیا بولنا چاہتے ہیں تو یہ کہ ائیر پورٹ جاتا ہوں۔۔نہیں۔۔بلکہ میں ایسا کرتا ہوں کہ لندن واپس جاتا ہوں اور وہاں میں اپنی ایمن کو فون پر کہوں گا کہ بیٹا میں آرہا ہوں۔۔اب اس کی ضرورت نہیں ہے ایمن نے ڈیڈی کی بات کاٹتے ہوئے کہا کیوں۔ کیونکہ اب آپ میرے ساتھ میرے پاس ہیں اب میں آپ کو کہیں بھی نہیں جانے دوں گی سمجھے آپ اچھا جی سمجھ گئے ڈیڈی نے ہاتھ اپنے کانوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

❁❁❁

حمید صاحب صاحب دیں ا کے مشہور بزنس میں وں میں سے ایک تھے ان کا پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی چرچے پھیلے ہوئے تھے ان کی اکلوتی اور واحد اولاد ایمن تھی وہ ایمن سے بہت محبت کرتے اور ایمن کی ہر خوشی ہر خواہش ہر حال میں پورا کرنے کی کوشش کرتے یہی وجہ تھی کہ ایمن بھی جب حد سے زیادہ چڑ چڑی ضدی سی ہو گئی تھی۔۔

لیکن یہاں پاکستان میں جب حمید صاحب صاحب نے ایک ہوٹل تعمیر کرایا تھا یہ ہوٹل انہوں نے بڑی چاہت اور آرزو سے تعمیر کرایا اور انہوں نے خود بھی س ہوٹل میں اپنی شادی کی اور پھر جیسا کہ اس ہوٹل میں مشہور تھا کہ یہاں جو جوڑا بھی شادی کرتا ہے وہ بہت جلد ایک دوسرے کو چھوڑ دے دیتا ہے اور یہی سب کچھ حمید صاحبصاحب کے ساتھ ہوا جب ان کی شادی کو ایک سال پورا ہونے والا تھا ابھی سال پورا ہونے میں کچھ ہی دن باقی تھے کہ اللہ نے انہیں ایک چاند سی بیٹی ایمن سے نوازہ دو تین دن تو خیر خیریت سے گزر گئے کہ اچانک سیما کی طبیعت خراب رہنے لگی وہ ہر وقت اپنے ساتھ باتین کرتی رہتی ایمن کو بالکل بھی نہیں دیکھتی تھی حمید صاحب صاحب نے ان کا بہت علاج معالجہ کروایا لیکن ڈاکٹر خود بھی حیران تھے کہ اس عورت میں ایسی کون سی بیماری لگی

ہوئی ہے خیر سال گزرنے میں ابھی ایک دن باقی تھا اور سیما کی حالت بھی عروج کو پہنچ چکی تھی وہ نہ تو اٹھ سکتی تھی نہ بیٹھ سکتی تھی نہ کچھ کھا سکتی تھیوہ ایک کانٹا بن کر سوکھ گئی تھی اور حالات مرگ پر پڑی رہتی تھی لیکن اس کے باوجود وہ خود سے کچھ کہتی رہتی تھی ایک دن وہ یونہی خود سے باتیں کر رہی تھی وہ اپنے کمرے میں تھی اور دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا جس سے آواز صاف باہر آرہی تھی حمید صاحب جیسے ہی دروازے تک پہنچا یکدم ہی رک گیا کیونکہ اندر ایک نہیں بلکہ دو لوگوں کی آوازیں آرہی تھیں وہ باہر ہی کھڑا رہا دیکھو تم مجھے چھوڑ ہی کیوں نہیں دیتی آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے یہ سیما کی آواز تھی حمید صاحب نے یہ سنا تو دھنگ رہ گیا کہ سیما تو اب بالکل ٹھیک ہو گئی ہے جیسے ہی وہ اندر داخل ہونے والا تھا ایک اور دوسری آواز سن کر وہ فوراً رک گیا۔

چھوڑ دوں اتنی آسانی سے میں تمہیں چھوڑنے والی نہیں ہوں اور یہ کیا کیا تم نے۔ تم نے میرا کیا بگاڑہ ہے تو میرا سب کچھ تو تم نے ہی بگاڑہ ہے ہم سب کتنے خوش رہتے تھے لیکن تمہاری وجہ سے میرا سارہ گھر تباہ و برباد ہو گیا لیکن اب آپ کیا چاہتی ہیں سیما نے ڈرتے ڈرتے ہوئے کہا ہاں میں یہ چاہتی ہوں کہ کل جب تم مر جاؤ گی تو۔۔کیا سیما حیرت سے بولی لیکنآپ کو کیسے معلوم اس پر اس عورت نے ایک قہقہہ لگایا باہر کھڑے حمید صاحب بھی حیرت سے اچھل پڑا لیکن وہ ابھی تک دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا جب تم لوگ مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور سفیان میرے پاس رہ گیا تو پھر میں نے سوچا کہ تم نے ہماری زندگی برباد کر دی اس لیے میں نے تم سے بدلہ لینے کے ایک۔۔ٹرن۔ ٹرن اسی لمحے حمید صاحب کا فون بج اٹھا۔ اوہو کیا مصیبت ہے اسے بھی ابھی بجنا تھا لیکن جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ عورت غائب ہو چکی تھی جبکہ سیما و پس نیم پاگل سی ہو چکی تھی اور پھر وہ اس عورت کی باتوں کو سوچنے لگا ارے ہاں اس نے تو سفیان کا نام بھی لیا تھا ارے سفیان تو میرے بھائی کا نام ہے تو کیا وہ ماں جی تھیں اس کی آنکھیں حیرت سے باہر کو نکل پڑیں نہیں وہ ماں جی نہیں ہو سکتی کیونکہ ماں جی ایک دم کیسے غائب ہو سکتی ہیں اور پھر اس نے ایک خیال کے تحت سارے کمرے کی تلاشی لی لیکن وہاں پر اور کوئی بھی تھا وہ تھک ہار کر صوفے پر بیٹھ گیا

❁❁❁

سلمان میں نے تم سے کہاں اں کہ میں شادی اسی ہوٹل میں کروں گی لیکن آخر کیوں کوئی وجہ سلمان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا بس یہ میری خواہش ہے تو پھر ٹھیک ہے سلمان کو کچھ سوچتے ہوئے کہا کیا مطلب کیا تم مان گئے سارہ خوش ہوتے ہوئے بولی لیکن میری اک شرط ہے کیسی شرط یہی کہ ہم ان لوگوں سے ملتے ہیں جن کی اس ہوٹل میں شادی ہوئی اور ہاں ہمیں پہلے ہوٹل کے مالک سے بھی ملنا ہوگا اور ان سے اس ہوٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہو گی ٹھیک ہے مجھ پر یہ شرط منظور ہے نہیں یہ شرط نہیں ہے تو پھر سارہ حیرت سے بولی شرط یہ ہے کہ۔ میرا مطلب ہے کہ جب ہم پر حقیقت کھل جائے گی تو پھر ہم اس ہوٹل میں شادی نہیں کریں گے۔ کیا۔۔نہیں س، رہ تیزی سے بولی اس سے پہلے سارہ کچھ کہتی سلمان تیزی سے بولا اور ہاں کل تیار رہنا میں تمہیں لینے آؤں گا اور ان لوگون سے بھی ملنا ہے اور ہاں ابھی ہوٹل کے میں جر کو فون کروں اس سے ان لوگوں کے ایڈریس لے لوں کیوں کہ یہ کام تم کو کرنا ہے مجھے نہیں سمجھی یہ کہتے ہوئے سلمان جلدی سے اٹھا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا جب کہ سارہ اسے پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی میں نے کہاں اں کل بات کریں گے او کے بائے۔ اس نے پیچھے مڑے بغیر ہی کہا۔ اور جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔

❁❁❁

حمید صاحب اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سوچنے لگا کہ ہم سب کتنے خوش رہتے تھے گھر میں ماں جی نے ہماری اتنی اچھی تربیت کی کہ ہمیں کبھی بھی بابا کی کمی محسوس نہ ہوئی پھر وقت گزرتا گیا سفیان کی شادی ہو گئی اور پھر میری زندگی میں سیما آگئی چونکہ اس وقت ہمارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حالات کچھ ٹھیک نہیں تھے اور میں ہر وقت پیسے کمانے کی سوچتا تھا جب سیما امیر کبیر ا اور دولت مند ہونے کے باوجود ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی اور پھر ظاہری بات ہے کہ سب کچھ اسی کے نام ہونا تھا اور پھر سب سے بڑی بات کہ خود سیما بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی پھر ایک دن سیما نے مجھ سے کہا کہ وہ اپنی شادی کے لیے ایک ہوٹل تعمیر کرانا چاہتی ہے اور وہ ہماری شادی کا تحفہ بھی ہوگا مجھے بھلا کیا اعتراض ہوسکتا تھا اور اس دوران میں میں نے ماں جی اور سفیان بھائی کو چھوڑ دیا اور سیما کے گھر میں رہائش پذیر ہوگیا وہاں پر ہر قسم کی سہولت موجود تھی میں وہاں پر بہت خوش تھا اور یہ بھی نہیں سوچا کہ ماں جی اور سفیان بھائی پر کیا گزر رہی ہوگی پھر وقت گزرتا گیا اور ہوٹل بھی تعمیر ہوتا گیا پھر ایک دن ایسا بھی آگیا جب ہماری شادی ہونی تھی اور اسی ہوٹل میں ہماری شادی ہوگئی جو برسوں تک سب لوگوں نے یاد رکھی اس دوران مجھے خیال آیا کہ میں ماں جی یا سفیان کو بھی شادی پر بلاتا۔

میں نے سیما سے کہا تو سیما نے مجھے منع کر دیا اسی طرح وقت گزرتا گیا ہم دونوں بہت خوش تھے مجھے بھی میری منزل ملنے والی تھی کیونکہ چند دن بعد ہوٹل میرے نام ہو جاتا تھا اور اسی دوران اللہ نے ہمیں چاند جیسی بیٹی ایمن بھی دی ایمن کو پا کر تو میں سب کچھ ہی بھول گیا تھا کہ ایک دن اچانک سیما کی طبیعت خراب ہوگئی میں نے اس کا بہت علاج کروایا لیکن کچھ نہ بن سکا پھر ایک دن جب سیما خود سے بول رہی تھی اور وہ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا میں جیسے ہی کمرے میں داخل ہونے لگا تو میں نے سیما کو کسی سے باتیں کرتے ہوئے سنا وہ کوئی عورت تھی جب میں کمرے میں داخل ہوا تو وہ عورت غائب ہو چکی تھی لیکن میں نے اس عورت کی باتیں سن لی تھیں پھر میں کل کا انتظار کرنے لگا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ وہ کل مر جائے گی مجھے ڈر بھی لگ رہا تھا کہ کہیں واقعی ایسا نہ ہو اور سیما مجھے چھوڑ کر چلی ہی نہ جائے پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا سیما مجھے چھوڑ کر چلی گئی میرا اب اس دیس میں اور کوئی نہیں تھا سوائے ایمن کے لیکن وہ تو خود بھی بچی تھی صرف دس دنوں کی اس لیے مجھے ہی اب اس کی دیکھ بھال کرنی تھی میں نے ماں جی اور سفیان کو بھی تلاش کر دی کیونکہ وہ بھی وہ گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے اور میرا ہوٹل بھی بہت مشہور ہوگیا تھا ہر کوئی بڑی فیملی یہی چاہتی تھی کہ ان کے بچوں کی شادی اسی ہوٹل میں ہو پھر اتفاق سے ایسا ہوا کہ ایک ہی فیملی کے تین بچوں کی شادی تھی اور وہ اسی ہوٹل میں یہ شادی کروانا چاہتے تھے پھر جب ان کی شادی ہوئی تو ٹھیک ایک سال بعد ان تینوں کو ایک ہی وقت ایک ہی دن میں طلاق ہوگئی۔

بس پھر کیا تھا میرے ہوٹل کو منحوس قرار دے دیا گیا کیونکہ اس سے پہلے جتنی شادیاں ہوئی تھیں اس کا ریکارڈ بھی کھولا گیا تو نتیجہ یہی نکلا کہ ان کی بھی ٹھیک ایک سال بعد طلاق ہو چکی تھی اب میرے ہوٹل میں صرف ویسے ہی لوگ بچے بچیاں شادی کرتی ہیں جو ٹھیک ایک سال بعد طلاق کے خواہشمند ہوں اور ان کی یہ خواہش کے بعد پوری ہو جاتی ہے شادی کے علاوہ میرے ہوٹل کے کھانے بھی بہت مزید رہیں لوگ ہوٹل کو منحوس قرار دیں ہونے کے باوجود یہاں پر آتے ہیں اور کھانا کھا کر جاتے ہیں میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ یہ سب کسی کی سازش بھی ہو سکتی ہے یا پھر کسی نے میرے ہوٹل پر کوئی جادو کروا دیا ہو حمید صاحب اپنے گزرے ہوئے بیس سالوں کو یاد کر رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ ماں جی زندہ بھی ہوگی یا۔۔اور سفیان پتہ نہیں کس حال میں ہوگا ارے ہاں سفیان کی ایک بیٹی بھی تو تھی وہ بھی اب بڑی ہوگئی ہوگی کاش مجھے ماں جی اور سفیان بھائی مل جائیں تو میں ان سے دل کھول کر معافی مانگوں گا اور پھر وہ بلک بلک کر رونے لگا اس سمے ایمن کمرے میں داخل ہوئی۔

ارے ڈیڈی آپ رو رہے ہو کیوں رو رہے ہو ڈیڈی بتائیے ناں ایمن بھی رونے لگی کچھ نہیں بیٹا بس آپ کی ماں کی یاد آگئی تھی اچھا بس اب آپ نہیں روئیں گے ورنہ پھر میں بھی رو دوں گی ایمن اور حمید صاحب جب کچھ سنبھلے تو ایمن کہنے لگی مما یاد تو مجھے بھی بہت آتی ہیں میں نے تو ماما کو دیکھا بھی نہیں ہے ڈیڈی کیا مما کے سوا ہمارا اس دنیا میں اور کوئی نہیں مطلب دادی چاچو خالہ وغیرہ کیوں نہیں بالکل ہیں کون۔ ایمن چہکتے ہوئے بولی بیٹا نانا اور نانی تو امریکہ میں ہیں ہاں وہ تو مجھے بھی معلوم ہے ایمن نے مایوس ہو کر کہا ہاں اور تمہاری دادی اور چاچو چاچی کزن بھی ہیں لیکن۔۔۔لیکن کیا ڈیڈی ایمن کا خوشی بھرا لہجہ یکدم بجھ گیا کہ ڈیڈی کیا کہنے والے ہیں لیکن یہ کہ۔۔پھر حمید صاحب صاحب نے تمام کی تمام کہانی سنادی ڈیڈی۔ یہ تو آپ نے بہت غلط کیا آپ نے مما کی خاطر سارے خاندان کو چھوڑ دیا خیر اب کیا ہوسکتا ہے ڈیڈی ہم انہیں تلاش کریں گے او کے ہاں بیٹا تم ٹھیک کہتی ہو ہمیں واقعی انہیں تلاش کرنا ہوگا میں انہیں پچھلے بیس سے تلاش نہ کر سکا تو۔۔تو کیا ڈیڈی میں انہیں ایک سال میں تلاش کروں گی یہ میرا وعدہ ہے آپ سے بس آپ مجھے تفصیل سے ان کے بارے میں بتائیں ایمن بیٹا مجھے جتنا معلوم تھا وہ تو آپ کو بتا دیا ہے اب ان بیس سالوں میں ان کے ساتھ کیا ہوا ہے یہ مجھے خود معلوم نہیں۔ اچھا ٹھیک ہے پھر میں خود ہی کچھ نہ کچھ کرتی ہوں ایمن کے لہجے میں ایک نیا جذبہ تھا۔

حمید صاحب بھی بہت خوش ہوئے کہ چلو وہ نہ سہی ان کی بیٹی میں تو اتنا دم ہے کہ وہ ان کو ڈھونڈ نکالے گی اسے یقین تھا کہ ایمن ایسا کر لے گی۔

❀❀❀

سارہ۔۔سارہ۔۔جلدی کرو بھی میں کب سے باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم ہو کہ ایک تو یہ لڑکیاں بھی ہر وقت منہ پر چونا مل رہی ہوتی ہیں نا جانے اندر سے کتنی بدشکل ہوتی ہیں اور اوپر سے پاؤڈر چونا لگا کر تو ایسی حور پری بن جاتی ہیں کہ بڑے بڑوں کا ایمان خراب ہونے لگتا ہے وہ اپنی ہی دھن میں نا جانے کیا کیا بکواس کر رہا تھا کہ اسے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو۔۔لو جی مارے گئے۔ اس نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں اور بند آنکھوں سے کہنے لگا کہ سارہ دیکھو سارہ ڈارلنگ میں تمہیں تو نہیں کہہ رہا تھا میں تو ان بوڑھی عورتوں کے بارے میں کہہ رہا تھا جو اس طرح چونا لگاتی ہیں کہ توبہ توبہ سلمان نے ہاتھ دونوں کانوں سے لگاتے ہوئے کہا چونکہ سلمان کی آنکھیں بند تھیں اس لیے وہ یہ بھی نہ دیکھ سکا کہ آگے کون کھڑا ہے سلمان کو حیرت تھی کہ سارہ نے ابھی تک اٹیک کیوں نہیں کیا اس نے جیسے ہی اپنی دائیں آنکھ کھولی تو ایک جھٹکے سے سیدھا بیٹھ گیا کیونکہ آگے سارہ کی بجائے اس کی دادی کھڑی تھی اور غصے سے سلمان کو دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں سے صاف غصہ نظر آرہا تھا اے لڑکے یہ تو کیا بک بک کر رہا تھا۔

ہاں۔۔نہیں۔۔وہ م۔ میں تو سارہ کو لینے کے لیے آیا تھا وہ ابھی تک آئی نہیں سلمان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے ہاں وہ آجائے گی دادی نے سرد لہجے میں کہا اور خبردار اگر تم نے آئندہ بڑھی عمر کی عورتوں کے بارے میں کوئی بکواس کی تو جلا کر بسم کر دوں گی نالائق پتہ نہیں سارہ نے تمہیں کون سی بات پسند کی ہے کہ تم جیسے نالائق بندے سے شادی کرنے جا رہی ہے وہ بوڑھیا نے جانے سلمان کو کیا کیا کہتی ہوئی چلی گئی جبکہ سلمان ابھی تک ڈرا ڈرا سہما سہما ہوا بیٹھا ہوا تھا اور سارہ کا انتظار کر رہا تھا کیسی خوفناک قسم کی باتیں کرتی ہیں یہ توبہ توبہ میں نے تو ایسی کون سی بات کی ہیں تو سارہ کا انتظار کر رہا تھا وہ خود سے ہی بڑبڑانے لگا اسے پھر اپنے پیچھے کسی کی موجودی کا احساس ہوا سلمان ڈر گیا کہ کہیں وہ بڑھیا پھر سے نازل نہ ہوگئی ہو اس لیے وہ چپ ہو کر بیٹھ گیا کہ آگے آنے والا کون ہے۔

سلمان نے یکدم ایک زوردار چیخ ماری کیونکہ اسے پیچھے سے کسی نے ایک کس کے لگائی تھی سلمان ڈر کے مارے باہر کی طرف بھاگ گیا ارے ارے کہاں جا رہے ہو کیا ہو گیا ہے تم ایسے کیوں بھاگ رہے ہو ارے کیا پاگل ہو گئے ہو سارہ بھی اس کے پیچھے بھاگی آئی اور سارہ سلمان کی اس حرکت پر خوب قہقہے لگا رہی تھی سارہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو کنٹرول کر رہی تھی اچھا تو وہ تم تھی سلمان نے قدرے سکون کا سانس لیا لیکن تم اتنے ڈرے ہوئے کیوں ہو نہیں کچھ نہیں ہوا اچھا چلو گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ اچھا ایک بات تو بتاؤ۔ ہاں پوچھو۔ یہ تمہاری دادی اتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈروانی کیوں ہے۔کیا مطلب ہے تمہارا وہ میری دادی ہے سمجھے اور اگر کوئی اس کے بارے میں ایک بات بھی کرے ایسی ویسی تو میں کبھی بھی برداشت نہیں کرونگی سارہ غصہ سے بولتی جارہی تھی دونوں میں تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی پھر سارہ نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا دیکھو وہ مری دادی کے پیچھے کوئی ایک بات بھی کہے نہ تو پتہ نہیں اسے کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شخص نے اس کے پیچھے کیا بات کی ہے اور پھر اس شخص کو سزا بھی دیتی ہے اس لیے میں تم سے کہتی ہوں کہ تم اس کے پیچھے کوئی بات مت کرنا تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری دادی کے پاس جن بھوت ہیں سلمان جو ابھی تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا مجھے اس کے بارے میں نہیں معلوم لیکن شاید ایسا ہی ہو لیکن یہ سب ایک اتفاق بھی تو ہوسکتا ہے اچھا باقی باتیں پھر کبھی سہی چلو اب۔وہ دونوں چل پڑے۔

وہ دیکھو ہوٹل بھی آگیا وہ دونوں ہوٹل کی طرف بڑھے جب وہ دونوں ہوٹل میں داخل ہوئے تو سلمان ہوٹل کا اندرونی منظر دیکھ کر کھو سا گیا جبکہ سارہ پہلے بھی یہاں کئی دفعہ آچکی تھی یہ کیا ہونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہو آگے چلو سارہ نے سلمان کو ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا سلمان جو سب چیزوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا ایک دم سیدھا ہو کر سارہ کے پیچھے چلنے لگا سارہ نے ویٹر کو بلایا جی کہیے ویٹر نے اچھے لہجے میں کہا جی وہ ہم مینجر صاحب سے مل سکتے ہیں سلمان نے سرد لہجے میں کہا ویٹر نے ناگوار انداز سے سلمان کی طرف دیکھا۔جی ہم یہاں پر حال بک کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں اس سے پہلے کہ ویٹر کچھ کہتا سارہ نے جلدی سے کہا اچھا اب کے ویٹر نے حیران کن نظروں سے سارہ کی طرف دیکھا سلمان کو ویٹر کا سارہ کی طرف اس انداز سے دیکھنا اچھا نہیں لگ رہا تھا اس لیے وہ جلدی سے بولا تم جاؤ اور مینجر کو کہو کہ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں جاؤ ویٹر نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن سلمان نے اس بار اونچی آواز میں کہا۔

میں نے کہاں ان جاؤ ویٹر برا سامنہ بناتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔سلمان یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے تھے وہ ویٹر بیچارہ کیا سمجھے گا اسے جو سمجھنا ہے سمجھے لیکن وہ تمہیں کیوں یوں گھور گھور کر دیکھ رہا تھا اس لیے مجھ سے برداشت ہی نہ ہوسکا اچھا تو تم جلیس ہو گئے تھے اس میں جیلس ہونے والی کون سی بات ہے تم میری ہونے والی بیوی ہو سارہ اچھا ٹھیک ہے اب میں کروں یہ ویٹر کہاں رہ گیا ہے سلمان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا پھر تھوڑی دیر کے بعد ویٹر انہیں دکھائی دیا وہ آپ کو سر بلا رہے ہیں اچھا چلو دونوں جلدی جلدی ویٹر کے پیچھے جانے لگے سارہ وہ تم جاؤ میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد آتا ہوں اچھا جلدی آجانا سلمان واش روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ سارہ ویٹر کے پیچھے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔جی وہ آپ بیٹھ جائیں۔میں مینجر صاحب آتے ہی ہوں گے اچھا آپ کیلیے کچھ لاؤں میڈم ہاں چائے لے آؤ اور اسی اثنا میں مینجر بھی کمرے کے اندر آگیا سارہ اسے دیکھتے ہی کھڑی ہوگئی جی وہ۔بیٹھ جائے بیٹھ جائے وہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ یہاں ہال بک کروانے آئی ہیں جی بالکل لیکن اس سے پہلے میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہاں کے بارے میں جو بہت مشہور ہے اس میں کتنی سچائی ہے ۔دیکھیں میڈم اس سے کہ میں مینجر کچھ کہتا سلمان دروازہ کھول کر اندر کمرے میں آگیا میں مینجر نے جب سلمان کو دیکھا تو ایک دم اپنی جگہ پر ساکت کھڑا ہوگیا۔

سلمان۔۔اس نے دھیرے آواز میں کہا۔اور پھر جب سلمان نے میں مینجر کو دیکھا تو اس کی بھی یہی کیفیت تھی عثمان تم جب دونوں کی کیفیت کافی دیر تک رہی تو سارہ کو کوفت محسوس ہونے لگی کہ آخر معاملہ کیا ہے اس لیے وہ جلدی سے بول پڑی کیا آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں سارہ کی آواز پر دونوں خیالات کی دنیا سے باہر آگئے اور پھر ایک دوسرے کو گلے لگا کر رونے لگے جب کافی دیر تک رونے کے بعد دونوں قدرے سنبھل گئے تو دونوں واپس بیٹھ گئے سارہ جواب تک خاموش تھی بولی کیا تم دونوں ایک دونوں کے رشتہ دار ہو سلمان نے اسی لہجے میں جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے کیا سارہ حیران سی

نظروں سے سلمان کو دیکھنے لگی لیکن تم تو کہتے تھے کہ تمہارا اس دنیا میں کوئی نہی ہے تو پھر یہ بھائی کہاں سے آگیا ۔دیکھو سارہ میں تمہیں بعد میں سب کچھ بتادوں گا لیکن ابھی میں نے عثمان سے کچھ باتیں کرنی ہیں سارہ کو غصہ تو بہت آیا لیکن پھر چپ ہوگئی ہاں عثمان تم سناؤ گھر میں سب کیسے ہیں اماں ابا اور سیما سب ٹھیک ہیں اور تمہیں بہت یاد کرتے ہیں اور ہاں تم نے میرے بارے میں بالکل بھی نہیں پوچھا کیسے بھائی ہو تم لو جی تم تو میرے سامنے ہو بھلا کیا ہوں اسے تم نہیں بدلو گے اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم نے گھر چھوڑا تھا تو پھر تم کہاں چلے گئے تھے عثمان نے سلمان کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔کیوں کہ وہ پانچ سالوں کے بعد اپنے بھائی سے ملا تھا۔سارہ نے جب یہ سنا کہ سلمان پچھلے پانچ سالوں سے گھر نہیں گیا تو کہنے لگی۔

کیا تم پچھلے پانچ سالوں سے گھر نہیں گئے لیکن کیوں سب کچھ بتاتا ہوں ایک منٹ صبر تو کرو تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سلمان کہنے لگا میرے ابو ایک سرکاری ملازم تھے جبکہ میری ماں ایک گھریلو خاتون تھیں ہم گھر میں دو بھائیوں ایک بہن تھی یعنی کل ملا کر ہم پانچ بندے تھے ابو جب بھی گھر آتے امی کے ساتھ لڑائی جھگڑا شروع کردیتے اور پھر چونکہ میں سب سے بڑا تھا اس لیے مجھے بہت طعنے دیتے تھے کیونکہ میرے پاس کوئی کام نہیں تھا اور میں اس وقت میٹرک میں پڑھتا تھا مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہیں ہوتا تھا لیکن ماں مجھے سمجھاتی ایک دن آئے گا کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا پھر ایک دن جب ابو گھر پر آئے اور کسی بات پر امی کے ساتھ لڑنے لگے بات بڑھ گئی اور بڑھتے بڑھتے اور بھی بڑھ گئی بات یہاں تک پہنچی کہ امی اور مجھے ہم دونوں کو گھر سے باہر نکال دیا۔میرے پاس رہنے کے لیے جگہ نہیں تھی کہ خود رہتا تو پھر امی کو بھلا کہاں رکھ پات اس لیے میں نے ایک فیصلہ کیا میں نے امی سے کہا کہ آپ گھر چلی جائیں میں جگہ کا بندوبست کرکے آتا ہوں پھر جیسے ہی میں روڈ کی طرف باہر نکلا اپنے ہوش وحواس میں گم آگے کی طرف دوڑ کراس کر رہا تھا

کہ سامنے سے ایک گاڑی کے ساتھ ٹکرا گیا اور بے ہوش ہوگیا پھر جب میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک بہت ہی خوبصورت کمرے میں پایا میں سوچ رہا تھا کہ میں یہ کہاں آگیا ہوں مجھے کچھ بھی یاد نہیں آرہا تھا کہ میں کہاں ہوں۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد مجھے سب کچھ یاد آگیا کہ میں کیسے ایک گاڑی سے ٹکرا گیا تھا پھر مجھے ایک ترکیب یاد آئی کہ کیوں ناں میں کہوں کہ میری یادداشت چلی گئی ہے پھر ایک آدمی میرے کمرے میں داخل ہوگیا میں نے جانتے بوجھتے ہی کہا کہ آپ کون ہیں میں کہاں ہوں میں کون ہوں مجھے کچھ یاد نہیں ہے آدمی تو پہلے مسکرا رہا تھا لیکن جیسے ہی میں نے کہا کہ میں کون ہوں تو اس کی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوگئی کیا تم اپنی یادداشت کھو چکے ہو اس نے حیرت بھرے انداز اے کہا اس پر میں چپ کر گیا پھر اس آدمی نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا وہ مجھے اپنے بیٹوں کی طرح رکھتا تھا لیکن میں اس کے گھر کے بجائے ہوسٹل میں رہتا ہوں وہ بہت نیک آدمی ہے میں نے آج تک ان کے گھریلو حالات جاننے کی کوشش نہیں کہ ہاں جب میں ایک بار اپنے گھر کی طرف گیا لیکن وہاں بھی مجھے مایوسی ہوئی کیونکہ تم لوگ وہاں سے چلے گئے تھے اور اس دن کے بعد تم مجھے آج ملے ہو سلمان نے اپنی کہانی ختم کرنے کے بعد عثمان اور سارہ کی طرف دیکھا عثمان بڑے غور سے سلمان کی کہانی سن رہا تھا جبکہ سارہ تو باقاعدہ رو رہی تھی۔

کیا تمہیں اس شخص کا نام معلوم ہے اور وہ بہت بڑے بزنس میں ہیں کیا عثمان حیرت سے اچھل ہی پڑا کیا تم جانتے ہو کہ تم جس ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ہو یہ ہوٹل بھی اسی کا ہے اب کی باری سلمان کی تھی وہ بھی حیرت سے اچھل پڑا کیا۔۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا ہاں انہوں نے کہا تھا کہ ان کا کوئی ہوٹل بھی ہے لیکن تم نے مجھے یہ نہیں بتایا ک میرے جانے کے بعد تم لوگ کہاں چلے گئے تھے سلمان نے سوال کیا جو اس کے ذہن میں کافی دیر سے گھوم رہا تھا ہاں بتاتا ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عثمان کہنے لگا لیکن اس سے پہلے میں ابھی ایک فون کر کے آتا ہوں وہ باہر نکل گیا جبکہ سارہ سلمان پر بھڑک پڑی جھوٹے مکار فریبی تم اتنے دھوکے باز ہو سکتے ہو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا ارے ارے کون سا فریب کون سے دھوکے تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے ناں۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم سے کیسے مل پاتا اس نے شرارت بھرے لہجے سے کہا تم نے یہ سب مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا سارہ ابھی بھی خفا تھی ہاں تو ابھی بتا دیا ہے ناں سلمان تنگ کرنے کے موڈ میں تھا اس لیے سارہ اب چپ کر کے بیٹھ گئی تھی عثمان بھی اندر آ کر بیٹھ گیا اب بتاؤ سلمان نے جلدی سے کہا ارے بابا بیٹھنے تو دو۔

جب عثمان بیٹھ گیا تو کہنے لگا جب تم اور امی گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے تو ابو بے فکر ہو کر بیٹھ گئے تھے کہ بھلا کہاں جائیں گے آخر ایک نہ ایک دن تو اسی گھر میں آئیں گے پھر جب امی واپس آ گئی تو ابو تو اور بھی شیر بن گئے کہ چلو میں آئے دن اب اس کو گھر سے نکالوں گا اور یہ واپس آئے گی پھر سب تمہارا انتظار کرنے لگے اور تمہارا انتظار کرتے کرتے شام ہو گئی لیکن تم نہ آئے اب کی بار تمہارے لیے ابو بھی فکر مند ہو گئے کہ کہاں جا سکتا ہے پھر یوں دن پر دن گزرتے گئے امی کی طبیعت بھی خراب ہو چکی تھی اسی اثنا میں ابو کا ٹرانسفر بھی ہو گیا پھر ہم وہاں سے چلے گئے میں نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور پھر ایک دن اسی ہوٹل میں میں جر کے طور پر کام کرنے لگا اور اب تمہارے سامنے ہوں اب یہ بتاؤ کہ گھر کب آ رہے ہو ابھی نہیں مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں جب وہ نمٹ جائیں جائیں ــ تب میں خود ہی آ جاؤں گا ہاں تم ماں کو بھی مت بتانا میں انہیں خود ہی حیران کر دیں اچاہتا ہوں اچانک سارہ کے ذہن میں سوال آیا کہ ہم یہاں جس مقصد کے لیے آئے تھے اس پر تو کوئی بات ہی نہیں ہو رہی ہے نہ ہی سلمان کوئی بات کر رہا ہے سب اپنے اپنے غموں میں ہی غرق ہیں سلمان تم بھول گئے ہو کی ہم یہاں کس مقصد کے تحت آئے تھے سارہ نے سلمان کو کچھ یاد کراتے ہوئے کہا ارے ہاں عثمان ان سے ملو یہ میری منگیتر ہے سارہ اچھا عثمان حیرت سے بولا بھابھی کیسی ہیں آپ وہ جلدی سے سارہ کی طرف متوجہ ہوا ٹھیک ہوں اچھا تو تم دونوں یہاں شادی کرنا چاہتے ہو لیکن تم لوگ جانتے ہو کہ اس ہوٹل میں کیا ہوتا رہا ہے ہاں ہم جانتے ہیں اور شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اس ہوٹل کے راز کے بارے میں بھی جاننا چاہتے ہیں کہ آخر ایسا کیا ہو جاتا ہے کہ نوبت طلاق تک آن پہنچتی ہے بھائی اس بارے میں تو مجھے کچھ خاص نہیں معلوم۔ ہاں تم اپنے انکل سے پوچھ سکتی ہو کیونکہ یہ اسی کا ہوٹل ہے سارہ ایک دم چیخی۔

کیوں ناں ہم مالک سے پہلے ان لوگوں سے پوچھیں جن کی اس ہوٹل میں شادیاں ہوئی تھیں ہاں یہ اچھا خیال ہے عثمان اٹھتے ہوئے بولا تم کہاں جا رہے ہو سلمان عثمان کو یوں باہر کی طرف جاتا ہوا دیکھ کر بولا۔ ان لوگوں کی لسٹ نکالنے لگا ہوں جن کی شادیاں یہاں ہوئی تھیں۔ اچھا جلدی کرنا۔

❁❁❁

ڈیڈی میں نے سنا تھا کہ آپ کے ہوٹل میں کوئی جن بھوت چڑیلیں وغیرہ نے اپنے منحوس سائے پھیلا رکھے ہوئے ہیں کیا یہ سچ ہے ایمن نے ڈیڈی کی طرف دیکھ کر کہا جو کسی اخبار پڑھنے میں مصروف تھے ہاں بیٹا مجھے بھی یہی لگتا ہے۔

حمید صاحب نے انجان بنتے ہوئے کہا ڈیڈی میں سوچ رہی تھی کہ کسی دن اس ہوٹل کا ایک چکر لگاؤں ـ۔ کیوں ڈیڈی آپ کو کیا لگتا ہے کہ یہ سب کیا ہے ایمن نے ڈیڈی کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا ڈیڈی آپ کہتے تھے کہ یہ ہوٹل بیس سال پہلے تعمیر کروایا تھا اور ان بیس سالوں جتنے لوگوں کی اس ہوٹل میں شادیاں ہوئی ہیں ان کی طلاق بھی ہو گئی۔ ہاں بیٹا ایسا ہی ہے لیکن ڈیڈی آپ تو کہتے تھے کہ آپ کی شادی بھی ہوٹل میں ہوئی ایمن کی بات سن کر حمید صاحب سوچنے لگے کہ ایمن کی بات میں وزن ہے یہ کہتے ہی ایمن اٹھ گئی کیونکہ اس کی کسی دوست کا فون آ گیا تھا جبکہ حمید صاحب اب سنجیدگی سے سوچنے لگا کہ یکدم وہ چونک گیا کہ سیما جب حالات مرگ پر پڑی

تھی تو اس نے کیسے باہر دروازے سے اس کی آوازیں سنی تھیں کہ ایک عورت اس سے کیا کہتی ہے کہ جب کل تم مر جاؤ گی تو پھر میں ـ۔ اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر غائب ہو گئی تھی حمید صاحب صاحب کی حالت اب غیر ہونے لگی کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ سب اس کا کوئی اپنا ہی کروا رہا ہے لیکن کون اس کا جواب وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

❁❁❁

سارہ اب چپ بھی کرو میں کب سے تمہاری یہ بک بک چک چک سن رہا ہوں اب خدا کے لیے چپ بھی کرو سارہ جو کب سے نان سٹاپ بولے جا رہی تھی ایک دم چپ ہو گئی۔ میں کب بولی ہوں۔ سارہ نے بوکھلا کر کہا۔ اچھا تو یہ پچھلے آدھے گھنٹے سے میں بول رہا تھا شاید سارہ ابھی بھی اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی اچھا چھوڑو ان باتوں کو مطلب کی بات کرتے ہیں ہاں بولو ـ۔ سارہ کا لہجہ بیزار ہو گیا تھا سلمان نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور بولنے لگا ابھی ہم مسٹر فاروق کے گھر جا رہے ہیں جن کی پچھلے مہینے طلاق ہوئی تھی ہاں مجھے معلوم ہے سارہ کا لہجہ ابھی بھی بیزار تھا سلمان سارہ کا یہ انداز دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گیا پھر شرارت بھرے لہجے میں بولا ویسے اب کیا خیال ہے کس بارے میں سارہ حیران ہوئی ارے بابا فاروق کا گھر آ گیا ہے اترنا نہیں ہے کیا سلمان نے گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے کہا سنجیدگی سے کہا اچھا ایک تو تم بھی بس حد ہی کرتے ہو سارہ ابھی بھی غصے میں تھی کیونکہ وہ سلمان کا یہ شرارت سمجھ چکی تھی اچھا اب اترو بھی کیوں یہ گھور گھور کر دیکھتی ہی رہو گی اچھا سوری نہ سلمان نے دونوں کان پکڑتے ہوئے کہا اب سارہ کا کچھ کچھ موڈ بحال ہونے لگا وہ دونوں گاڑی کو لاک کر کے سامنے والے گھر کی طرف بڑھ گئے سلمان نے آگے بڑھ کر بل بجائی اور کچھ دیر کے بعد ایک شخص نے دوروازہ کھولا جی وہ فاروق صاحب سے ملنا ہے اس سے پہلے کہ وہ شخص کچھ بولتا سلمان جلدی سے بول پڑا اچھا صاحب اندر آ جاؤ میں ابھی صاحب جی کو بلا کر لاتا ہوں وہ شاید فاروق صاحب کا ملازم تھا ہاں شاید سلمان اور سارہ ملازم کی راہنمائی میں ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد یک خوش شکل آدمی ڈرائنگ روم میں آ کر داخل ہوا جی میں ہوں فاروق آپ کون ہیں میں نے آپ کو نہیں پہچانا ہاں وہ دراصل ہم آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں۔

کیسی معلومات فاروق صاحب بولے بتائے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں وہ دراصل ہم آپ سے اس ہوٹل کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں جب آپ نے پچھلے سال اس میں شادی کی اور پچھلے مہینے جب آپ کی شادی کو سال ہونے والا تھا تو آپ نے اس کو طلاق دے دی۔ دیکھیے میں آپ کو اس بارے میں کوئی بھی معلومات نہیں دے سکتا ہوں فاروق کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا سارہ اور سلمان ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ آگے کیا کہیں۔ دیکھئے فاروق صاحب اگر آپ ہماری تھوڑی سی مدد کر دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی سلمان نرم لہجے میں بولا میں نے آپ سے کہاں ان کہ میں آپ کو اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا فاروق کی آنکھیں یکدم سرخ ہو گئیں اور لہجہ سخت ہو گیا آپ لوگ یہاں سے جا سکتے ہیں سارہ نے سلمان کو آنکھ کی اشاروں سے کہا چلو چلتے ہیں لیکن سلمان پر کچھ اثر نہ ہوا اور دوبارہ سے کہنے لگا فاروق صاحب ہم بڑی آس لے کر آئے ہیں آپ کے پاس پلیز ـ۔ سلمان کا یہ کہنا تھا کہ فاروق یکدم اٹھ کھڑے ہوئے اور سلمان کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئے سارہ بھی پیچھے پیچھے چلنے لگی فاروق جب گیٹ کے قریب پہنچا تو سلمان کو دھکا دیا اور باہر کی طرف گرا دیا اگر آئندہ اس طرف آئے نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ سارہ بھی جلدی سے باہر نکل آئی اور فاروق صاحب نے جلدی سے گیٹ بند کر دیا سارہ جلدی سے سلمان کو اٹھانے لگی یہ بھلا کیا بات ہوئی گھر آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ لوگ اس طرح کا سلوک کرتے ہیں سلمان کا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا سارہ بھی خاموش تھی دونوں کا موڈ تھا دونوں ہی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈیڈی وہ میں سوچ رہی تھی کہ کل آپ کے ہوٹل چلتے ہیں ایمن ڈیڈی کے پاس آکر بیٹھ گئی اچھا بیٹا تو چلی جاؤ ناں کس نے تم کو روکا ہے حمید صاحب صاحب نے پیار سے ایمن کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ تو ٹھیک ہے پر آپ نہیں جائیں گے کیا میرے ساتھ وہ بیٹا۔ بزنس کے ایک اہم میٹنگ کے لیے مجھے دوسرے شہر جانا ہے تو شاید میں آپ کے ساتھ نہ جاسکوں چلو ٹھیک ہے ڈیڈی میں اکیلی ہی چلی جاؤنگی لیکن ڈیڈی میں وہاں پر کیسے میں جر سے ملوں گی آپ میں جر صاحب کو فون کر دیں کہ میں آرہی ہوں تو شاید پھر مشکل نہ ہوگی مجھے ہوٹل کو دیکھنے کی او کے بیٹا میں ابھی عثمان کو فون کرتا ہوں وہ سب سنبھال لے گا ڈیڈی ایمن خوشی سے چہکی کے چلو یہ مسئلہ تو حل ہوگیا جبکہ حمید صاحب میں جر کو فون کرنے لگا۔

❀❀❀

اف توبہ ہے آج کل کے دور میں تو میزبان کو بھی مہمان کا کچھ خیال نہیں ہے بھلا کوئی گھر آئے مہمانوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرتا ہے سلمان کا موڈ اب بھی سخت خراب تھا اور گاڑی چلانے کے ساتھ ساتھ سارہ کا دماغ بھی چاٹ رہا تھا ہاں بھئی جب مہمان ہی میزبان کو تنگ کرنے کے لیے الٹ سلٹ سوالات کرے گا تو نتیجہ تو یہی نکلے گا ناں سارہ بھی چپ رہنے والوں میں سے کیا تھی جب میں نے تم سے کہا تھا کہ چلو وہاں سے تو کیوں نہیں اٹھے تھے تم ہاں سارہ کو یکدم غصہ چڑھ گیا تم نے کب کہا تھا جھوٹی سلمان نے حیرت کا اظہار کیا جب میں نے تم کو آنکھ کے اشارے سے کہا کہ چلو اٹھ جاؤ چلتے ہیں اچھا تو وہ تم یہ کہہ رہی تھی میں تو سمجھا کہ تم کہہ رہی ہو کہ مزید اگلا سوال کروں ارے بابا تو میں لڑکی تھوڑی ہوں جو آنکھوں کے اشارے سمجھوں گا تم منہ سے نہیں بول سکتی تھی کہ نہیں اس وقت تمہارے پاس زبان نہیں تھی سلمان الٹا اسے ڈانٹنے لگا گیا۔ کیا۔۔ کہا الٹا چور کو توال کو ڈانٹے سارہ جلدی سے بولی ہاں تم چور ہو اور میں کوتوال کیوں صحیح کہاں اں میں نے سلمان کی اانکھوں میں شرارت تھی جبکہ سارہ کا موڈ اب مزید آف ہو چکا تھا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔

ہاں وہ مسز ببرین کے گھر تم جاکر بات کرو گی میں نہیں سارہ مزید بدلنے کی موڈ میں نہیں تھی بس سر ہلا دیا اور جب وہ مسز ببرین کے گھر پہنچے تو وہی ہوا جس ڈر تھا مسز ببرین نے ان دونوں کو کھڑے کھڑے ہی گھر سے نکل جانے کو کہہ دیا اور پھر سارے راستے سارہ بولتی رہی جبکہ سلمان مزے لے لے کر ہنستا رہا کہ چلو دونوں طرف حساب برابر ہوگیا اب کیا خیال ہے اور نہ ہی اب ہم کسی اور کے گھ جائیں گے بس تم مجھے گھر ڈراپ کر دو فضول میں ایک دن ضائع کر دیا ہے اب وہ دونوں گھر کی طرف چل دیئے۔ سارہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی تو دادی کو اپنا منتظر پایا اسلام وعلیکم دادو۔ وعلیکم السلام۔ کہاں گئی تھی سارہ دادی نے سارہ سے سوال کیا وہ دادو ایک ضروری کام تھا دادی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی وہ دادو ابھی بہت تھکی ہوئی ہوں تھوڑی دیر آرام کرلوں پھر بتاتی ہوں سارہ کو دادی کے رویئے سے کفت محسوس ہورہی تھی اچھا تم آرام کرو پھر میرے پاس آجانا اک ضروری بات کرنی ہے تم سے اچھا دادو ٹھیک ہے میں بس فریش ہوکر آتی ہوں ارام بعد میں کرلوں گی اچھا بیٹا دادی بھی مسکرا دی۔

❀❀❀

ڈیڈی وہ آپ نے میں جر کو فون کرلیا تھا پھر میرے آنے کی اطلاع دے دی تھی ناں ایمن کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے پاپا سے بولی جی بیٹا وہ تو میں نے اسی وقت کرلیا تھا اور ڈیڈی آپ کب جارہے ہیں میں بس ابھی ایک آدھے گھنٹے میں بس نکلتا ہوں ڈیڈی وہان پہنچتے ہی مجھے کال ضرور کرنا۔ ڈیڈی میرے ذہن میں ایک بات بڑے دنون سے گھوم رہی تھی سوچ رہی ہوں کرون یا نہ کروں ایمن محتاط لہجے میں بولی کیوں نہیں بیٹا بولو کیا بات ہے میرے بیٹے کو پریشان کررہی ہے بتادو مجھے۔ ڈیڈی وہ اس ہوٹل کے حوالے سے ہے ہان تو بتادو نان کیا بات ہے ڈیڈی اپ کہتے ہیں بلکہ ساری دیں اکہتی ہے کہ اس ہوٹل میں جو بھی شادی کرتا ہے ایک سال کے اندر اندر اس کی طلاق

ہوجاتی ہے۔۔۔ ہے ناں ڈیڈی۔۔ جی بالکل اس میں تو کوئی شک نہیں تو ڈیڈی میں یہ سوچ رہی تھی کہ آپ کی اپنی شادی بھی تو اسی ہوٹل میں ہوئی تھی تو کیا آپ نے بھی مما کو۔۔ میرا مطلب ہے مما کو چھوڑ دیا تھا نہیں بیٹا میں نے تمہاری ماما کو نہیں بلکہ تمہاری ماما نے مجھے چھوڑ دیا تھا کیا مطلب ڈیڈی میں کچھ سمجھ نہیں سکی پھر حمید صاحب نے سر سے لے کر پیر تک ایمن کو ساری کہانی سنا ڈالی کہ کس طرح سیما بیمار پڑ گئی تھی اور پھر کس طرح اس نے اس عورت کی باتیں سنی تھیں اور پھر تمہاری پیدائش کے بعد کس طرح وہ ہم دونوں کو چھوڑ کر چلی گئی تو ایمن جیسے جیسے سن رہی تھی اس کی آنکھیں حیرت سے اور بھی بڑی ہوگئی تھیں۔ ڈیڈی آپ نے یہ ساری باتیں مجھے پہلے کیوں نہیں بتائیں۔ وہ عورت کون تھی اس کی آپ سے کیا دشمنی تھی اس نے یہ سب آپ کے ساتھ ہی کیوں کیا۔ کیا وہ آپ کی کوئی رشتہ دار تھی ایمن نے ڈیڈی کے سامنے سوالات کے پہاڑ کھڑے کردئیے میں کچھ بھی نہیں جانتا بیٹا میرے پاس تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں ہے حمید صاحب بیٹی سے آنکھیں چرانے لگا ڈیڈی آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ نے اصل سچائی اب بھی نہیں بتائی خیر میرے جانے کا وقت ہوگیا ہے اس لیے اب میں جارہا ہوں پھر جب واپس آؤں گا پھر بات کریں گے حمید صاحب جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے کمرے کی طرف چلے گئے جبکہ ایمن خود کے ساتھ باتیں کرنے لگی ڈیڈی میں یہ راز جان کر رہوں گی چاہے اس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے میں کل ہی ان لوگوں کی لسٹ میں جر سے لے لون گی جن کی اس ہوٹل میں شادیاں ہوئی تھیں۔ ہاں یہ ٹھیک رہے گا ایمن ایک نئے عزم کے ساتھ کھانے کی ٹیبل سے اٹھ گئی۔

❀❀❀

دادو آپ نے مجھ سے کوئی ضروری بات کرنا تھی ہاں ادھر آؤ میرے پاس دادی بولی پہلے تم میرے سوال کو جواب دو کس سوال کا سارہ حیران ہوئی کہ دادو کیا پوچھنا چاہتی ہے وہی بیٹا کہ تم آج کل کیا کرتی پھر رہی ہو تم اور سلمان کہاں کہاں جاتے آوارہ گردی کررہے ہو دادی نے سوالیہ نظروں سے سارہ کی طرف دیکھا وہ۔۔ وہ۔ میں۔ وہ۔ دادو کچھ خاص بات نہیں بس ایسے ہی سارہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ دادو سے کہیے بھی تو کیا کہیے۔ بیٹا مجھے سچ سچ بتاؤ میں تمہاری دادو ہی نہیں تمہاری ماں باپ بہن بھائی سب کچھ ہوں اب بتاؤ بھی کیا بات ہے جو تم مجھ سے چھپانا چاہتی ہو پھر سارہ نے دادو کو سب کہانی سنائی کہ ہم اس ہوٹل میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے پہلے ہم اس راز کو جاننا چاہتے ہیں اور دادو حد ہی ہوتی ہے بے عزتی کی آج جب میں اور سلمان مسٹر فاروق کے گھر گئے تو پتہ ہے انہوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا۔ کیا دادو جو بڑے انہماک کے ساتھ اس کی کہانی سن رہی تھی آخر پوچھ ہی لیا انہوں نے سلمان کو گھر سے باہر گرا دیا دادی بھی حیران رہ گئی انہوں نے سلمان کو گھر سے نکال دیا اور دھکہ دے کر گرا دیا دادی بھی حیران ہوئی پھر کیا ہوا پھر ہم مسز ببرین کے گھر گئے۔۔ اور اس نے تمہیں گھر سے نکال دیا دادو نے سارہ کی بات کاٹ کر جلدی سے کہا۔ آپکو کیسے معلوم ہوا سارہ کافی حد تک حیران ہوئی اس لیے کہ میں سب جانتی ہوں میری بچی دادو ہنس کر بولی اچھا وہ کیسے سارہ اب کی بار کافی حد تک حیران ہوئی میں تو اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں مثلاً کیا سارہ نے دادی کی طرف دیکھ کر حیرت سے کہا یہی کہ وہ ہوٹل کیوں منحوس ہے۔ کیا۔۔ سارہ حیرت سے اچھل پڑی۔

❀❀❀

ایمن جیسے ہی کھانے کی ٹیبل سے اٹھی پاس پڑا موبائل بجنے لگا او وہ ڈیڈی کا موبائل وہ موبائل اٹھا کر ڈیڈی کے کمرے کی طرف بڑھی اور بغیر کسی آہٹ کے دروازہ کھول دیا اندر حمید صاحب اپنا دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھے ہوئے تھے آہٹ کی آواز سن کر چونک پڑے اور ایمن کی طرف دیکھا وہ ڈیڈی آپ کے آفس سے کوئی فون ہے ایمن نے موبائل سکرین کی طرف دیکھا جس پر آفس نمبر لکھا ہوا تھا اچھا ادھر لاؤ جی ہیلو۔ حمید صاحب نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فون ریسیو کیا۔ جی بولو عباس کیا بات ہے۔۔۔ مگر کیسے۔۔ تو کیا کل کی میٹنگ کینسل۔ او کے اللہ حافظ حمید صاحب نے فون بند کر دیا۔ ڈیڈی کیا ہوا آپ اتنے پریشان کیوں ہو گئے ہو وہ بیٹا جن لوگوں کے ساتھ کل میٹنگ تھی وہ دوسرے شہر میں ان لوگوں نے اپنا معاہدہ واپس لے لیا ہے اور ہمارے بزنس کو بہت بڑا لوس ہوا ہے اچھا ڈیڈی آپ کو فکر کرنے کی یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بزنس میں تو یہ سب چلتا رہتا ہے ایمن نے ڈیڈ کو تسلی دیتے ہوئے کہا جبکہ حمید صاحب خاموش ہو گئے ڈیڈی میں سوچ رہی تھی کہ کل تو آپ ویسے ہی فری ہوں گے تو کیوں نہ میرے ساتھ ہوٹل چلیں جبکہ حمید صاحب نے اسباب میں سر ہلا دیا۔

❁❁❁

ہمارے خاندان کا شمار صدیوں سے پیروں اور سیدوں سے تعلق رکھتا ہے تمہارے دادا بھی ایک بہت بڑے پیر صاحب تھے ان کی بڑی خواہش تھی کہ ان کے بیٹے اب اس کی گدی کو سنبھالیں گے تمہارے دادا کے پاس بہت بڑی بڑی جادوئی کتابیں تھیں لیکن انہوں نے کبھی بھی اس کا غلط استعمال نہیں کیا تھا وہ کتابیں انہوں نے ایک بہت بڑے صندوق میں محفوظ کر لی تھیں چونکہ میرے دو بیٹے تھے سفیان اور حمید صاحب اور وہ دونوں ان دنوں بہت چھوٹے تھے سفیان بچپن سے باپ کے حکم کو مانتا تھا اس لیے اس کی خواہش تھی کہ وہ میں باپ کی جگہ بیٹھے گا ایک دن تمہارے دادا کو دل کا دورہ پڑا اور وہ ہمیشہ کے لیے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے پھر میں دن رات ایک کر کے سفیان اور حمید صاحب کو بڑا کیا پھر پچیس سال یوں ہی گزر گئے میں نے اپنی پسند سے سفیان کی شادی تمہاری ماں سے کر دی جبکہ حمید صاحب ان دنوں ایک امیر زادی کے چکر میں پھنس گیا تھا جو مجھے بالکل بھی اچھی نہیں لگی تھی اس کے باوجود اس نے اس لڑکی سے شادی کر لی اور ہمیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا اور بیوی کے ساتھ گھر بسا لیا مجھ سے بیٹے کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تھی اس لیے میں نے تمہارے دادا کا صندوق کھول دیا اور اس سے وہ جادوئی کتابیں حاصل کر لیں پھر اس دوران سفیان کی اچانک کار ایکسیڈنٹ ہو گیا وہ اور اس کی بیوی دونوں اس میں مر گئے اور تمہیں میرے آسرے پر چھوڑ دیا پھر یوں دن گزرتے گئے میں نے بہت جادو سیکھ لیا تھا میں نے اپنے جادو سے معلوم کر لیا کہ حمید صاحب اور اس کی بیوی نے بڑی دھوم دھام کے ساتھ شادی کر لی مجھ سے یہ سب برداشت نہ ہو سکا اور میں نے اس کی بیوی کو مار ڈالا اور اس ہوٹل کو جو حمید صاحب کے نام پر تھا اس پر ایسا سحر کر دیا کہ جو بھی اس میں شادی کریں کے اس کے شادی کے ایک عبرت کا نشان بن جائے گا میں نے اس ہوٹل کو منحوس قرار دے دیا پھر اس کے بعد میں نے اپنی جادوائی طاقتوں کو کبھی بھی استعمال نہیں کیا۔

ہاں تمہاری خاطر کیا کہ تم اس وقت کہاں ہو کیا کر رہی ہو کوئی پریشانی تو نہیں ہے دادو نے اپنی کہانی ختم کر کے سارہ اور سلمان کی طرف دیکھا جو دونوں حیرت کی تصویر بنے دادی کو دیکھ رہے تھے لیکن حمید صاحب تو بڑے اچھے انسان ہیں سلمان نے کہا۔ تم کیسے حمید صاحب کو جانتے ہو دادو نے غور سے سلمان کی طرف دیکھا اور پھر سلمان نے اپنی کہانی سنا دی سارہ جو کافی دیر سے خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی کہنے لگی کیوں ناں دادو ہم ابھی چاچو کے ہوٹل چلے دادو نے سارا کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔

❁❁❁

سلمان ایک بنگلے کے سامنے کھڑا تھا چوکیدار نے دروازہ کھولا تو سلمان جلدی سے اندر گیا اور پوچھا صاحب ہیں۔ ہاں ہیں چوکیدار نے کہا سلمان آگے کی طرف بڑھ گیا۔ انکل۔۔۔ انکل۔۔۔ آپ کیا ہے۔ اندر سے ایمن برآمد ہوئی جی کہیے کیا کام ہے آپ کو ڈیڈی سے۔۔۔ اسی اثنا میں حمید صاحب بھی اپنے کمرے سے باہر نکلے اوہ سلمان بیٹا آؤ بیٹھو بیٹا کیسے آنا ہوا کسی چیز کی ضرورت تھی تو مجھے کہا ہوتا میں بھجوا دیتا ہوٹل۔۔۔ نہیں انکل میں یہاں بیٹھنے کے لیے نہیں آیا میں آپ کو لینے کے لیے آیا ہوں لیکن ڈیڈی یہ کون ہے ایمن اپنی گھبراہٹ پر قابو نہ رکھ سکی

یہ بہت لمبی کہانی ہے پھر کبھی سناؤں گا ابھی چلو میرے ساتھ چھوٹی سسر۔ سلمان نے ایمن اور حمید صاحب کو ہاتھ سے پکڑا حمید صاحب بولے۔

یہ آخر تم ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہو وہ انکل آپ کے لیے سرپرائز ہے اچھا میرے لیے بس آپ چپ کریں جب دیکھیں گے تو خود ہی حیران ہو جائیں گے سلمان نے حمید صاحب کے کھلے ہوئے منہ کو دیکھ کر جلدی سے کہا اور سناؤ ہماری بہن ایمن کیسی ہے جبکہ حمید صاحب سوچ رہے تھے کہ سلمان کو اپنی فرزندی میں لوں گا لیکن سلمان کی طرف سے اس ری ایکٹ کو دیکھ کر اپنے ذہن سے یہ خیال نکال دیا ارے یہ تو ہمارا ہوٹل ہے حمید صاحب بولے یہی تو سرپرائز ہے انکل سلمان نے معنی خیز انداز میں کہا سلمان حمید صاحب اور ایمن کو لے کر جلدی سے ہوٹل میں داخل ہوا اور حمید صاحب کو کہا کہ آپ آنکھیں بند کریں حمید صاحب نے اپنی دونوں آنکھیں بند کیں سلمان جلدی سے ایک کمرے کی طرف گیا اور سارہ اور دادی کو جلدی سے باہر لے آیا آپ کھول دیں آنکھیں حمید صاحب نے جلدی سے آنکھیں کھولیں تو اس کو اپنی دونوں آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا ایمن ڈیڈی کی طرف دیکھ رہی تھی تو کبھی سامنے کھڑے سارہ اور دادی کی طرف ڈیڈی یہ کون ہیں حمید صاحب جو خیالات کی دنیا [illegible] ہی کھڑے ہوئے تھے جلدی سے آگے بڑھے اور ایمن کو بھی ہاتھ سے پکڑا بیٹا یہ تمہاری دادو ہیں اور کزن ہے۔

کیا! ایمن حیرت سے بولی حمید صاحب کی آنکھوں [illegible] آنسو آ گئے تھے جبکہ امان بھی رو رہی تھیں اور ایمن [illegible] سارہ ایک دوسرے کو گلے لگا کر رو رہی تھیں اماں آپ [illegible] معاف کر دیں حمید صاحب اماں کے گلے لگ کر رو رہے تھے جبکہ حمید صاحب کہہ رہے تھے امان میں نے آپ کے ساتھ بہت زیادتیاں کی ہیں آپ مجھے معاف کر دیں۔ بیٹا میں نے تمہیں معاف کیا تم بھی مجھے معاف کر دو ماں جی آپ کیوں معافی مانگ رہی ہیں پھر اماں جی نے انہیں اس ہوٹل کے متعلق تمام کہانی سنا دی اماں جی بس آپ پرانی ساری باتوں کو بھول جایئے آج سے ہم ایک نئی زندگی کا آغاز کریں گے ٹھیک ہے بیٹا لیکن میں اس ہوٹل پر چھایا ہوا سحر ختم کر دینا چاہتی ہوں یہ پانی لو یہ میں نے پچھلے تین راتوں کا دم کیا ہوا پانی ہے یہ پورے ہوٹل میں پھینک دو انشاء اللہ سحر ختم ہو جائے گا اماں جی نے پچھلے کمرے سے ایک کولر اٹھایا اور حمید صاحب کو دیا حمید صاحب اور سلمان اور عثمان نے جلدی جلدی پورے ہوٹل میں پانی پھینک دیا یکدم ہر طرف سے دھواں اور چیخیں اٹھ رہی تھیں سارہ ڈر کے مارے ایمن سے لپٹ پڑی پھر آہستہ آہستہ سب کچھ ختم ہو گیا۔

اب ہم سب ایک ساتھ رہیں گے سلمان نے ادھر ادھر دیکھا تو عثمان اسے کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر جیسے ہی انکل نے مڑ کر دیکھا تو سامنے سے عثمان کے ساتھ اماں اور ابا کھڑے نظر آئے سلمان دوڑ کر ان کی طرف گیا اور اپنے کیے کی معافی مانگی سب لوگ اب سلمان کی طرف متوجہ تھے نہیں بیٹا معافی تو مجھے تجھ سے مانگنی چاہیے ابا کے لہجے سے صاف بے چارگی نظر آ رہی تھی پھر نے ایک دوسرے سے خوب معافی مانگ لی ابا یہ سارہ ہے سلمان نے انہیں سارہ کی طرف متوجہ کیا جبکہ عثمان ایمن کی طرف دیکھ رہا تھا اور ایمن بھی۔

آج سارا ہوٹل رنگ برنگی روشنیوں سے منور تھا اور اس میں ایک خوبصورت نہیں بلکہ دو خوبصورت جوڑے ہوٹل کی بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوئے اور سب کے چہروں پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی سارہ نے سلمان کی طرف مسکراہٹ سے دیکھا اور پھر سامنے لوگوں کی طرف دیکھا جو آج بہت خوش تھے کیونکہ آج تین خاندان پھر سے ایک ہونے جا رہے تھے ایک تو حمید صاحب اپنی ماں سے مل رہے گئے تھے دوسرا سارہ نے سلمان کو پا لیا تھا اور تیسرا جی ہاں تیسرا خاندان ایمن اور عثمان کی شادی۔ انتظار حسین ساقی۔ فیصل آباد۔

❁❁❁

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

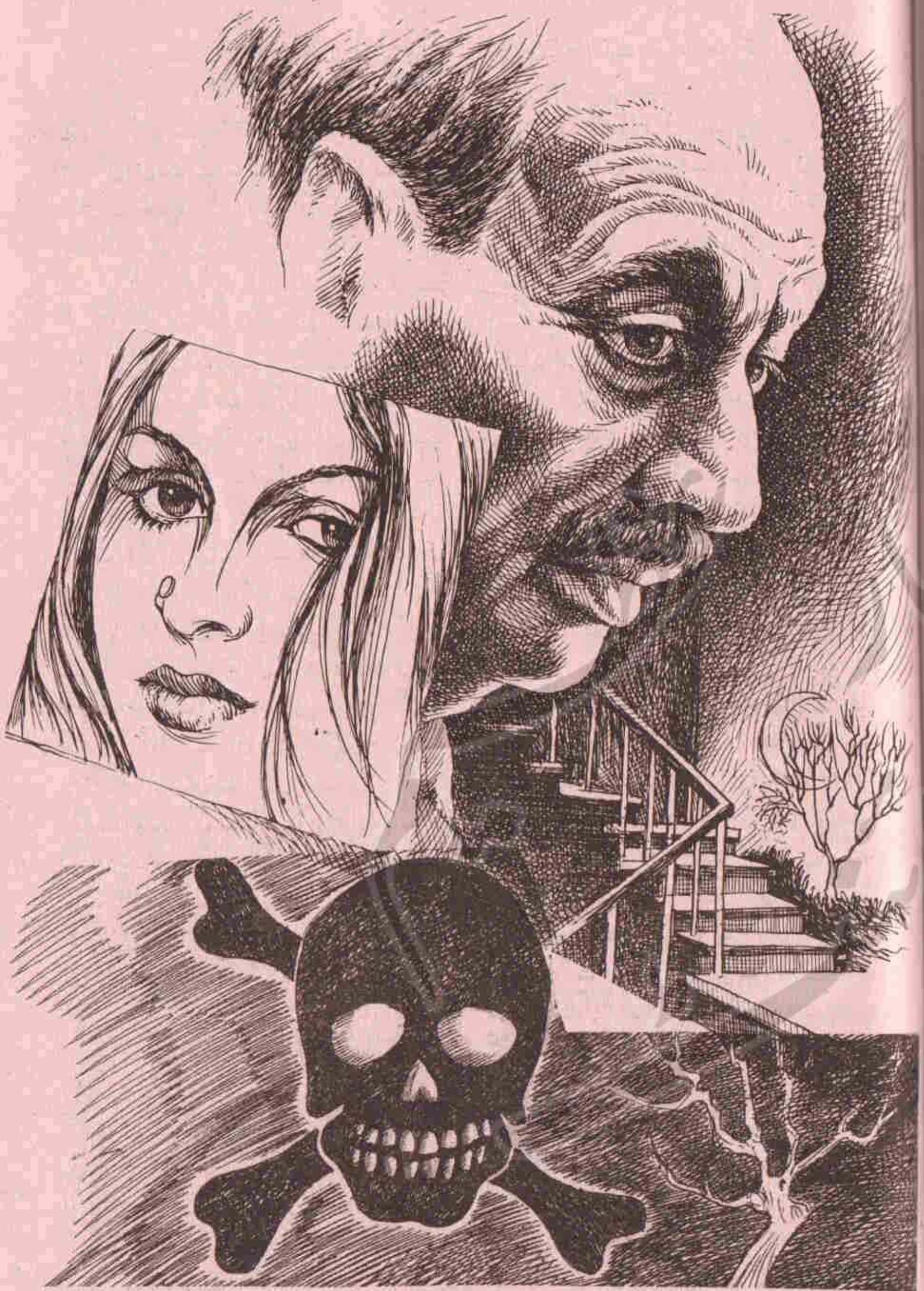

وائرس

---تحریر: محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد---

میں نے گاڑی کو ریورس ریں میں ڈالا تو کچھ ویمپائر سامنے بونٹ پر آگئے جن کو میں نے ساتھ پڑی مشین گن سے ختم کر دیا گولیوں سے شیشہ بھی ٹوٹ گیا پھر تو میں پھر تو میں جیسے پاگل ہو گیا گاڑی کی ہیڈ لائٹس بریک کھینچ کر اس کو گھمانے لگا اور ساتھ مشین گن کے فائر بھی کرتا رہا جس سے کچھ اور ویمپائر مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے جس سے مجھے کچھ حوصلہ ملا میں نے مشین گن ختم ہوں ے پر پھینک دی اور گاڑی سے ان کو کچلنے لگا لیکن اتنے میں ان کا بڑا ویمپائر سامنے آگیا اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے گاڑی کو ٹاپ میں ڈال کر اس کی طرف بڑھادی اس نے بندر کی طرح چھلانگ لگائی اور گاڑی کی چھت پر آگیا اور تمام لائٹس کو توڑ دیا جس سے مجھے نظر آنا بند ہو گیا یعنی اندھیرا ہو گیا پھر کچھ اور ویمپائر میری طرف آنے لگے اور میری گاڑی کو ٹکرین مارنے لگے جس سے میری گاڑی الٹ گئی اور میں بھی کافی زخمی ہوا حیرانگی یہ ہوئی کہ اتنی زور سے ٹکرین مارنے کے باوجود بھی ان کو کچھ نہیں ہوا بلکہ میری گاڑی کو الٹ کر رکھ دیا۔ میرے سر پر چوٹ لگی جس سے خون بہنے لگا میں مدہوشی کی حالت میں صرف اتنا دیکھ سکا تھا کہ وہ بڑا ویمپائر ان کا سردار تھا کھڑکی کے راستے اندر آیا اور مجھے دیکھ کر پہلے مسکرایا پھر جیسے کہتا ہوں ہوں ٹر آرام کر پھر اس نے زور سے چیخ کر میرے اوپر حملہ کر دیا تو اس پر روشنی سی پڑی جس سے وہ چیختا ہوا بھاگ گیا۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

اگر کوئی میری آواز سن رہا ہے تو یہ نہ سمجھے کہ وہ اکیلا ہے بلکہ میں اس کے ساتھ ہوں میں اس کو جگہ فراہم کر سکتا ہوں کھانا دے سکتا ہوں کپڑے دے سکتا ہون اور تو اور اس بیماری سے حفاظت دے سکتا ہوں مجھ سے رابطہ کریں میں ہوں جون۔ اور دن کے وقت میں یہ ٹیپ چلاتا ہو سکتا ہے کوئی اکیلا ہو اور میں اس کی مدد کر سکوں یہ لمبی عمارتوں والا شہر ہے جو تین سال سے بیابان جنگل لگ رہا تھا جو ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے اب وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے تھے۔ اس کی آدھی سے زیادہ آبادی ماری جا چکی ہے اور کئی لوگ ویمپائر بن گئے ہیں جن کا شکار انسان ہے میں اس وائرس کا علاج کرنے آیا ہوں جو مجھے سونپا گیا ہے جو پچھلے تین سالوں سے میں کوشش میں ہوں لیکن ناکام رہا ہوں میرے ساتھ ایک ہی ساتھی ہے بیسٹ یہ کسی آدمی کا نام نہیں ہے بلکہ ایک بہت ہی خون خوار کتا ہے تھوڑی دیر میں مجھے اس کی آواز سنائی دی آتے ہی وہ میرے قدموں لوٹنے لگا میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھرا تو ہو گئی واک۔

ہاؤ ہاؤ۔ اس نے بھونک کر کہا لیں ہو گئی چلو چلتے ہیں رات کافی ہو گئی ہے میں نے سورج کی طرف دیکھا جو مکمل غروب ہو چکا تھا مطلب اب یہاں خطرہ ہے تھوڑی دیر کی ڈرائیوری کے بعد میں اپنے گھر پہنچ گیا میں نے جاتے ہی سب کھڑکیاں بند کر دیں ان پر سیفٹی شیلڈ جو لوہے کے تھے چڑھا دیئے اور لائٹ چلا کر کتے کو کھانا دیا اور خود بھی کھایا چلو اب سوتے ہیں رات نو بجے میں سو گیا۔

صبح گھڑی کی آواز پر سات بجے اٹھا ناشتہ کرنے کے بعد میں باہر کی طرف چل دیا جا کر ایک شاپ پر رکا وہاں سے کھانے پینے کی اشیاء لیں اور گاڑی میں بیٹھ کر شکار کی تلاش کرنے لگ پڑا تھوڑی دیر میں مجھے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہرن نظر آیا میں نے گاڑی سائیڈ پر لگائی اور آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھا اور فائر کیا جو اس کی گردن کو چھو کر گزر گیا تو ہرن نے دوڑ لگا دی اس کے دیکھا دیکھی بیسٹ بھی اس کے پیچھے بھاگ پڑا رک جاؤ اسے جانے دو میں نے اسے پکارا لیکن وہ نہ رکا اور دوڑتے ہوئے وہ ایک بلڈنگ میں گھس گیا نو۔۔ رکو لیکن وہ اندر چلا گیا وہاں پر بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا میں نے جلدی سے اپنی مشین گن کے ساتھ لگی لائٹ جلائی بیسٹ کہاں ہو تم چلو واپس لیکن اس کے جواب میں صرف غراہٹ تھی میں چلتے چلتے ایک کمرے کے اندر گیا تو جھٹ سے لائٹ بند کر دی کیونکہ بہت سارے ویمپائر اس ہرن کو نوچنے لگے ہوئے تھے آہستہ آہستہ سے میں نے قدم واپس لیے دس بارہ قدم واپس چلنے پر مجھیا ایک طرف سے بیسٹ کی غراہٹ سنائی دی میں نے لائٹ جلا کر دیکھا تو وہ کسی شے کو غرا رہا تھا تو سامنے میں نے جب لائٹ ماری تو مجھے ویمپائر جو اس میں سے زیادہ طاقت ور تھا نظر آیا میں نے جلدی سے لائٹ بجھا دی اور بھاگو بیسٹ کی صدا لگائی اور دونوں نے ایک راہ داری پر دوڑ لگا دی پیچھے کئی قدموں کی آواز مجھے سنائی دی مجھے چلتے ہوئے ایک کھڑکی نظر آئی تو میں نے اس کی طرف رخ کر دیا جگہ کتے نے ایک سوراخ سے باہر چلا گیا میرے مڑنے پر ایک ویمپائر میرے قریب آ گیا میں نے جب دوڑتے ہوئے چھلانگ لگانے کی کوشش کی تو اس نے چھلانگ لگا کر میری گردن پر دانت گھاڑ دیے درد کی شدت سے میں چیخ پڑا اور جمپ لگا کر میں کھڑکی کو توڑتا ہوا باہر نکل آیا۔۔

باہر دن کا وقت تھا اور اس لیے جیسے ہی من اور وہ ویمپائر باہر نکلے تو وہ دھوپ میں آنے کی وجہ سے اس کا جسم کا ماس پگھلنا شروع ہو گیا اور کچھ ہی دیر میں وہ کوئلہ کی طرح کالا ہو گیا کتا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور میری ٹانگوں سے لپٹ گیا میں ٹھیک ہوں تم سے کتنی مرتبہ کہا ہے اندر بلڈنگ میں نہ جایا کرو وہاں خطرہ ہے تم کو میری بات ماننا چاہیے تھا وہ ہلکا سا شرمندہ ہوا یعنی اپنا سر نیچے کر کے بھونکا جیسے کہہ رہا ہو آئندہ نہیں ہوگا ایسا میں نے اس کو گاڑی میں جانے کو کہا تو وہ دوڑ پڑا میں بھی چلتا ہوا اس کے پیچھے گاڑی کی طرف آیا پھر گھر آ کر اپنے زخم پر دوائی لگائی اس وائرس کا یہ فائدہ تھا کہ کسی انسان ویمپائر کے کاٹنے سے یہ نہیں پھیلتا ہاں اگر کوئی کتا جس کو یہ انفکشن ہو تو پھر وہ بہت جلد ہی اثر کرتا ہے اور جانوروں پر تو بہت جلد حملہ کرتا ہے اس وجہ سے بیسٹ کو روکتا ہوں گھر آنے پر میں نے اس کو دودھ دیا اور خود اپنی گھر کے اندر بنائی ہوئی لیبارٹری کی طرف چل پڑا وہاں پر میں تجربے کیا کرتا تھا بہت سارے ویمپائر کو میں نے پکڑا ہے ان پر ٹسٹ کیے لیکن وہ ناکام ہو گئے اور اس وجہ سے میں کافی مایوس تھا میں نے کیمرہ آن کیا اور ساتھ میں بولنا شروع ہو گیا میں جون ہوں یہ بارہ جولائی کا دن ہے یہاں پر میں اپنی زاتی لیبارٹری میں ہوں آپ کو یہ بتا تا چلوں کہ یہ ویمپائر کوئی عام یعنی دوسروں کی طرح نہیں ہیں بلکہ یہ کچھ مختلف ہیں نہ تو ان کے دانت باہر نکلے ہوتے ہیں۔

ہمارے ایک دوست کی وجہ سے یہ وائرس غلطی سے ان انسانوں میں داخل ہو گیا جس سے ان کی بھوک بڑھ گئی جب کھانے پینے کی اشیا ان کی بھوک کو مٹا نہ تو انہوں نے انسانوں کا شکار کرنا شروع کر دیا جس سے ان کی شکلیں بگڑ گئیں یعنی ان کے جسم کے بال گر گئے اور یہ وحشی ہو گئے ان کا جسم لوہے کی طرح سخت ہے اور ان میں پھرتی بہت زیادہ آ گئی ہے اور یعنی انسانوں کا خون اور گوشت ان کے اندر موجود ہے۔ باتیں کرتا ہوا میں ایک جنگلے کی طرف بڑھا جس کے نیچے بلٹ پروف شیشوں میں۔۔ بہت سے چوہے رکھے ہوئے ہیں جن پر میں نے تجربات کیے وہ دیکھ رہا ہوں میں نے ان کے اوپر سے کپڑا اٹھایا تو کچھ چوہے مجھے دیکھ کر پاگل ہو گئے اپنا سر شیشے سے زور زور سے مارنے لگے جیسے اس کو آزاد کروں تو شاید مجھے کاٹنے کو دوڑے کچھ تو مر چکے تھے لیکن ان میں سے ایک بالکل نارمل تھا اور اس کا رنگ بھی پہلے کی طرح ہونے لگ پڑا میں نے جلدی سے وہ

فارمولا نوٹ کر لیا۔

اس کے بعد میں کمرے کی طرف آیا اور لیٹ گیا صبح میں نے تھوڑی دیر واک کی اور پھر دس بجے ناشتہ کرنے کے بعد اپنے ذہن میں آئے ہوئے پلان کے مطابق چل پڑا میں نے سب سے پہلے اپنے جسم سے خون کا ایک ٹیکا نکالا پھر اس کو اس عمارت میں ایک جگہ پر جا کر توڑا اور اس جگہ پر ایک بڑا سا لوہے کا جنگلہ رکھ دیا اور اس جنگلے کو ایک گاڑی کے ساتھ باندھ دیا اور اتنے میں ایک ویمپائر خون کی بو سونگھتا ہوا آیا میں ایک جگہ پر چھپ گیا وہ جیسے ہی اس جنگلے کے اندر ہوا خون کو چاٹنے لگ پڑا تو میں نے زور سے اس جنگلے کو دروازہ بند کر دیا اور دوڑتا ہوا اس گاڑی کی طرف آیا اس کو دھکا دیا تو وہ نیچے پل سے گر گئی جس سے جنگلہ باہر نکل آیا میں نے جلدی سے اس کو بڑے سے کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دیا تا کہ اس کو سورج کی شعاعیں جلائیں نہیں اس نے اپنے آپ کو آزاد کرنے کے لیے زور لگانا شروع کر دیا تو میں نے اندازے کے ساتھ اس کے سر پر زور کا بٹ مارا تو وہ بے ہوش ہو گیا جلدی سے اپنی لیپ میں لا کر اس کو مضبوطی سے باندھ دیا اور ایک اسٹریچر پر اس کو لٹا کر اس کے ساتھ بھی اٹیچ کر دیا یہ میں ہوں جون۔۔

میرا اگلا شکار ایک لڑکی ہے جس کی عمر تقریباً اٹھائیس سال ہے اس کے دل کی دھڑکن کی رفتا ۱۵۸ ہے اس کا بلڈ پریشر بھی کافی زیادہ ہے اب میں اس پر کل والے نمبر چھ کا فارمولا کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں میں نے اس فارمولے کا ایک ٹیکا بھرا اور اس کو لگایا۔ کچھ دیر کے بعد تو آہستہ آہستہ اس کی دل کی دھڑکن رک گئی میں نے جلدی سے دوسرا ٹیکا لگایا تو وہ یکدم ہوش میں ہو گئی اور جلدی سے میری طرف بڑھی میں پیچھے ہٹ گیا کچھ دیر وہ میرے اوپر حملہ کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن بندھے ہوئے کہ وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکی پھر وہ شانت ہو گئی آہستہ آہستہ اس کی دھڑکن بھی دھیمی کم ہوں اشروع ہو گئی اب اس کی دھڑکن ۱۳۸ پر آن کر رک گئی اس سارے کام سے اندازہ لگایا کہ اس کا اثر انسانون پر بھی ہوتا ہے یعنی یہ دوائی مشکل سے ہی کام کرے گی میں نے اس کو اندر کر کے شیشہ چڑھا دیا صبح اٹھنے پر میں باہر کی طرف گیا تو اس بلڈنگ کی طرف آ کر رک گیا میں نے دیکھا تو مجھ کو کچھ ہل جل نظر آئی میں نے گاڑی کو روک لیا اور چل پڑا بیسٹ بھی چل پڑا میں نے ادھر ادھر دیکھا تو کچھ غلط محسوس ہوا میں بلڈنگ کے ٹھیک سامنے رکا تو مجھے کچھ چیز کا ۔ ۔نا سنائی دیا۔

اچانک ایک رسی میرے پاؤں میں پڑی اور ساتھ ہی ایک گاڑی اوپر سے نیچے پل پر گری تو وہ رسی میرے پاؤں میں گرہ کی طرح سخت ہو گئی اور میں ڈھرم سے زمیں پر گرا اور سات فٹ زمیں سے اوپر لٹکنے لگ پڑا زمیں پر گرنے کی وجہ سے میرے سر کا بیک سائیڈ زور سے سڑک پر لگا جس سے مجھے خون نکلتا ہوا محسوس ہوا بیسٹ ٹھیک نیچے آ کر بھونکنے لگ پڑا آہستہ آہستہ مجھے اس کے بھونکنے کی آواز مدہم ہوتے ہوئے سنائی دی مجھے محسوس ہوا کہ میں بے ہوش ہو رہا ہوں میں نے آخری بار اس بلڈنگ کی طرف دیکھا تو دو آنکھیں مجھے نظر آئیں تھوڑی دیر میں مجھے ہوش آیا تو بیسٹ ابھی تک بھونک رہا تھا میں ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا دائیں ہاتھ پر بندھی گھڑی پر نظر دوڑائی تو حیران رہ گیا میں پچھلے آٹھ گھنٹے سے بے ہوش لٹکا رہا تھا جیسے میں کچھ دیر سوچ رہا تھا سورج کی طرف نظر پڑی تو وہ بالکل غروب ہونے والا تھا ہمارے اور اس بلڈنگ کے درمیان سورج کی ایک کرن تھی جو رفتہ رفتہ کم ہو رہی تھی میں نے جلدی سے اپنے ہوش کو ٹھیک کیا اور دائیں جیب سے چاقو نکال کر ٹانگ کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کو کاٹنے لگا یہ کام بہت مشکل تھا لیکن مجھے کرنا تھا تھوڑی دیر میں میں رسی کو کاٹ دیا اور دھڑم کے ساتھ زمیں پر لگا لیکن زمیں پر گرنے کی وجہ سے چاقو میرے ہاتھ سے گر پڑا اور میری ٹانگ دائیں سیدھی چاقو پر لگی جو کہ میری ران میں پار ہو گیا درد کی شدت سے مجھے چیخنا پڑا لیکن میں درد کو بھول کر پیچھے گاڑی کی طرف گھسٹنے لگ پڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیسٹ اچانک سامنے کی طرف منہ کر کے غراتے ہوئے مجھے کچھ کہنے لگا۔

مجھے اتنے میں دو یا تین کتوں کی بھونکنے کی آواز سنائی دی وہ کتے خود نہیں بلکہ کل والا ویمپائر لے کر آیا تھا اس نے ان دونوں کو پکڑ رکھا تھا اور یکدم چھوڑ دیا وہ سورج کی اس پتلی لکیر کی طرف آ کر رک گئے نہیں بیسٹ ہم کو گھر جانا ہے چلو پیچھے میں اپنے کتے کو پیچھے کی طرف آنے کے لیے کہنے لگ پڑا خنجر ابھی تک میری ران میں تھا لیکن میں نے ہمت کر کے ایک ٹانگ پر چلنا شروع کر دیا میں گاڑی کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا جب سورج اپنا فاصلہ کر کے غروب ہو گیا تو ان تینوں کتوں نے ہم پر حملہ کر دیا میں نے ایک جست لگائی اور گاڑی کے اندر پڑا ہوا پستول نکال لیا اور ایک کتے پر فائر کر دیا وہ وہیں پر ڈھیر ہو گیا جبکہ دو اور کتے میری طرف دوڑتے ہوئے آئے تو ایک کو بیسٹ نے گردن سے پکڑ لیا میرا دھیان اپنے کتے کی طرف ہوا تو تیسرے کتے نے مجھ پر حملہ کر دیا میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ پکڑ لیا جس سے میرے ہاتھ سے پستول چھوٹ گیا میں نے اس کا منہ پکڑ کر زور سے پیچھے کیا اور دائیں طرف نظر گھمائی تو بیسٹ اس کتے سے لڑنے میں مصروف تھا۔

اس کتے نے بیسٹ کو گردن پر کاٹا جس سے اس کے منہ سے اوں۔ کی آواز نکلی نہیں۔ میں زور سے چلایا کیوں کہ مجھے پتہ تھا جانوروں میں یہ وائرس جلدی پھیلتا ہے اس کے دوران میں نے ابھی اس تیسرے کتے کا منہ پکڑا ہوا تھا تا کہ وہ مجھے کاٹ نہ لے ادھر بیسٹ کو کاٹنے پر وہ کچھ زیادہ غصے میں ہو گیا بیسٹ نے زور کا حملہ اس دوسرے کتے پر کیا اور ٹھیک گلے پر اپنے دانت گاڑھ دیئے اور دونوں پاؤں اس کی چھاتی پر رکھ کر منہ کو پیچھے کی طرف کھینچا تو اس کا گلا اڈھر گیا جس سے وہ تڑپنے لگا اس نے اس کتے کو چھوڑ کر میری طرف بڑھا اور زور سے چھلانگ لگا کر اس کتے پر حملہ کر دیا جس سے وہ اڑتا ہوا گاڑی کے ساتھ لگا میرے لیے یہ ہی لمحہ کافی تھا میں نے جلدی سے پستول اٹھایا اور اس پر فائر کر دیے۔

وہ وہیں پر ڈھیر ہو گیا بیسٹ اوں اوں کی آوازیں نکالنے لگا اور چند قدم چلنے کے بعد وہ لیٹ گیا تجھے کچھ نہیں ہو گا بیسٹ میں نے جلدی سے اس کو اٹھایا اور گاڑی میں ڈالا اور گھر کیطرف گاڑی دوڑا دی بیسٹ کو اسٹریچر پر ڈالا اور انجکشن لگا دیا اور پھر اس کو اپنی گود میں اٹھا لیا بیسٹ میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دونگا کیونکہ تمہی تو میرا سہارا ہو یہاں، پر تجھے کچھ نہیں ہو گا میں کچھ دیر کے بعد اس کی آنکھیں دیکھیں تو ان میں کالا رنگ زیادہ تھا تھوڑی دیر میں اس کے بال بھی گرنے لگے میں نے اس کے دانت دیکھے تو وہ بھی اپنے پہلے والے دانتوں سے لمبے ہو گئے تھے تو اچانک غرا کر اس نے منہ اوپر کر کے مجھے کاٹنا چاہا تو لیکن میں نے زور سے اس کا گلا دبا دیا وہ وہ مچلتا رہا اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے لیکن میں نے دباؤ اور زیادہ کر دیا جس سے تھوڑی دیر میں وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

بے اختیار میرے آنسو نکل پڑے ایک ہی ساتھی تھا جس کو میں نے دو ماہ سے پال کر بڑا کیا تھا آج میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے مار دیا اس نے تو میری جان بچائی تھی کچھ دیر میں روتا رہا جب میرے دل کا گھبار کچھ نارمل ہوا تو میں نے ایک فیصلہ کر لیا زندگی اور موت کا فیصلہ۔ میں نے اپنی گاڑی پر بڑی لائٹیں لگا لیں اور تیزی سے ان ویمپائر کی طرف چل دیا جب ان کا علاقہ آیا تو میں نے لائٹ بند کر دیں اور ایسے ہی ڈرائیو کرنے لگا پستول کو میں نے اٹھا لیا تھا اور پھر یکدم لائٹیں جلا دیں وہ ایک دم لائٹ کی روشنی کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر میں نے بائیں ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالا اور دائیں ہاتھ سے فائر کرنے لگا ڈاز ڈاز کی آواز سے اور میری چیخوں سے پورا علاقہ گونج اٹھا نہیں چھوڑونگا کسی کو بھی نہیں چھوڑونگا جتنے بھی ویمپائر میرے سامنے آئے کچھ تو گولیوں سے کچھ گاڑی کے نیچے آ کر مر گئے لیکن ان کی تعداد کم نہ ہوئی تھی بلکہ زیادہ ہو گئی تھی وہ اور نکل کر آتے۔

میں نے گاڑی کو ریورس ریس میں ڈالا تو کچھ ویمپائر

سامنے بونٹ پر آ گئے جن کو میں نے ساتھ بڑی مشین گن سے ختم کر دیا گولیوں سے شیشہ بھی ٹوٹ گیا پھر تو میں پھر تو میں جیسے پاگل ہو گیا گاڑی کی ہیڈ لائٹس بریک کھینچ کر اس کو گھمانے لگا اور ساتھ مشین گن کے فائر بھی کرتا رہا جس سے کچھ اور ویمپائر مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے جس سے مجھے کچھ حوصلہ ملا میں نے مشین گن ختم ہونے پر پھینک دی اور گاڑی سے ان کو کچلنے لگا لیکن اتنے میں ان کا بڑا ویمپائر سامنے آ گیا اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے گاڑی کو ٹاپ میں ڈال کر اس کی طرف بڑھا دی اس نے بند کی طرح چھلانگ لگائی اور گاڑی کی چھت پر آ گیا اور تمام لائٹس کو توڑ دیا جس سے مجھے نظر آنا بند ہو گیا یعنی اندھیرا ہو گیا پھر کچھ اور ویمپائر میری طرف آنے لگے اور میری گاڑی کو ٹکڑین مارنے لگے جس سے میری گاڑی الٹ گئی اور میں بھی کافی زخمی ہوا حیرانگی یہ ہوئی کہ اتنی زور سے ٹکرین مارنے کے باوجود بھی ان کو کچھ نہیں ہوا بلکہ میری گاڑی کو الٹ کر رکھ دیا۔ میرے سر پر چوٹ لگی جس سے خون بہنے لگا میں مدہوشی کی حالت میں صرف اتنا دیکھ سکا تھا کہ وہ بڑا ویمپائر ان کا سردار تھا کھڑکی کے راستے اندر آیا اور مجھے دیکھ کر پہلے مسکرایا پھر جیسے کہتا ہوں ہوں ٹر آرام کر پھر اس نے زور سے چیخ کر میرے اوپر حملہ کر دیا تو اس پر روشنی سی پڑی جس سے وہ چیختا ہوا بھاگ گیا۔

پھر ایک عورت آئی جس نے مجھے اس بیسٹ بلٹ سے اندازا کیا آپ ٹھیک ہیں مسٹر جون پھر مجھے کچھ ہوش نہیں رہا۔ راستے میں کچھ ہوش آیا تو اس خاتون نے مجھ سے گھر کا پتہ پوچھا میں نے پہلے اس کی طرف پھر پیچھے بیٹھے ہوئے بچے کی طرف دیکھا اور گاڑی صبح تک چلائی ہو گی تا کہ وہ۔۔ وہ۔۔ پ۔۔ پیچھے نہ آ سکیں ٹھیک ہے میں ایسا ہی کرون گی آپ آرام کریں دھک سے میری آنکھ کھلی آنکھوں کا کھلنا تھا کہ میری دماغ میں چوٹ لگی ہوئی تھی زور سے جس کی وجہ سے درد ہوا میں نے فٹ سے ہاتھ سر پر رکھا اور آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنی ران کی طرف دیکھا جس پر ٹانکے لگے ہوئے تھے میں حیران ہوا کہ یہ کس نے لگائے ہیں پھر میں کھڑا ہوا تو مجھے برتن گرنے کی آواز سنائی دی تو میں نے جھٹ سے ٹیبل پر پڑا پستول اٹھایا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا آواز کی طرف گیا جو کہ میرے کچن سے آ رہی تھی محتاط انداز کے مطابق چلتے ہوئے کیچن میں داخل ہوا تو سامنے خاتون مجھے نظر آئی اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا تو میں نے پستول تانا ہوا تھا آپ اٹھ گئے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ میرے منہ سے اتنا ہی نکلا تھا پستول کو ایک سائیڈ پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ گیا ہاں مجھے بھوک لگی ہوئی ہے اس نے پیزہ بنایا ہوا تھا جو کہ میرے پلیٹ پر رکھ دیا میں جلدی سے کھانے لگا وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی میری طرف دیکھ کر بولی آپ جون ہیں پیزہ کا ٹکرا منہ میں ڈال کر ہوں۔ کی آواز نکالی میں مارلن ہوں اور یہ ڈیوڈ ہے منہ سے ہچک ہچک کی آوازیں نکالتا ہوا ہیلو ڈیوڈ اس نے بھی میری طرف دیکھ کر ہیلو کہا۔ آپ وہاں پر ویمپائر کے اڈے پر کیا کرنے گئے تھے اس نے یہ بات کی تو یکدم میرا ذہن بیسٹ اپنے کتے کی موت کی طرف چلا گیا غصے سے میں نے مٹھیاں بھینچ لین اور کھانا چھوڑ کر وہاں سے چل دیا۔

بیڈ روم میں بیٹھ کر تھوڑی دیر آرام کیا پھر میں نے ان کی طرف دیکھا اور سوری کیا دراصل ان کی وجہ سے میرا کتا جس کو انفکیشن ہونے کی وجہ سے مجھے خود مارنا پڑا تو مجھے غصہ آ گیا سوری مارلن کوئی بات نہیں یہ ڈیوڈ تمہارا بیٹا ہے نہیں مجھے یہ ایک گلی سے پڑا ہوا ملا تھا اسکے ماں باپ ویمپائر کی خوراک بن گئے تھے تو میں ان کو لے آئی اچھا۔۔ ویسے آپ کو ایک بات بتاؤں یہاں پر ایک علاقہ ہے جو ان ویمپائروں اور وائرس سے بچا ہوا ہے میں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو میرا دل کہتا ہے یہاں سے شمال کی طرف دو سو کلومیٹر دور ایک علاقہ ہے جہاں سب لوگ ہمارے جیسے ہیں ہماری طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں بس کرو یہاں کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی علاقہ ایسا نہیں ہے مارلن میری آواز کچھ اونچی ہوگئی۔

میں جانتی ہوئن مارلن بولی۔ یہاں ایک علاقہ ہے خدا کے لیے بس کرو یہاں پر تقریباً بیس لاکھ لوگ تھے جن میں نوے فیصد لوگ یا تو اس وائرس سے مارے جا چکے ہیں اور جو بچ گئے تھے وہ ویمپائر کی خوراک بن گئے ہیں یہاں پر کوئی بھی علاقہ ایسا نہیں ہے میں نے غصے سے اس کو جواب دیا تم مانو یا نہ مانو میرا دل کہتا ہے یہاں پلیز مارلن پلیز تم کو پتہ ہے اور مجھے بھی یہاں میں آئی ہوں تو اس میں خدا کی مرضی تھی میں رات کٹ تمہارے یا میرے پاس پہنچی عین اس وقت جب وہ ویمپائر تم کو مارنے والے تھے میں نے تم کو بچا لیا اس میں بھی خدا کی مرضی تھی ہم یہاں ملے ہیں اس میں بھی اور مجھے پتہ ہے میں یہاں آئی ہوں۔ یہاں بھی خدا کی حکمت ہے کوئی وجہ ضرور ہے ڈیوڈ ہماری باتیں سن کر ہماری طرف آگیا۔ کیا ہوا مارلن کیا ہوا جون تم لوگ لڑکیوں رہے ہو گیا وہ پھر آگئے کچھ نہیں ہوا ڈیوڈ ہم سب ٹھیک ہیں۔ میں ان دونوں کو چھوڑ کر اپنی لبیاٹری کی طرف آیا وہاں پر میں نے بلٹ پروف شیشہ کھول کے اس ویمپائر کو دیکھا جو پہلے والی حالت میں تھی لیکن ایک دیکھا اس فارمولے سے اس کی ڈھڑکن دھیمی ہوگئی تھی۔ وہ اب پہلے کی طرح سانس بھی زور سے نہیں لے رہی تھی لیکن وہ ابھی تک ویمپائر تھی میں نے اس کی ابھی تک بے ہوش رکھا ہوا تھا میں اس پر معائنہ کر رہا تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی میں نے چونک کر دیکھا تو وہ مارلن تھی مجھے لگا شاید تم کو ایک کپ کافی کی ضرورت ہوگی میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور شکریہ کے ساتھ کافی اس کے ہاتھ سے لے لی۔ اچھا تو یہ وہ ویمپائر ہیں جن پر تم ریسرچ کرتے ہو۔

ہاں مارلن نے ہاتھ بڑھایا اس کو چھونے کے لیے تو وہ کچھ ڈر گئی تم اس کو چھو سکتی ہو یہ مکمل بے ہوش ہے مارلن نے میری طرف دیکھا اور پھر اس کو چھونے لگی ان کی جلد کافی سخت ہے میں نے ان کو دیکھا ضرور ہے لیکن کبھی اپنے قریب سے نہیں باتیں کرتے اس کی نظر سامنے دیوار کی طرف اٹھ گئی وہ پہلے تو حیران ہوئی پھر بولی آپ پہلی ویمپائر نہیں جس کو تم نے پکڑا ہے کافی کی چسکی لے کر۔ نہیں اس سے پہلے میں نے پچیس ویمپائر کو پکڑا ان کی تصویریں تو تم دیکھ سکتی ہو میں نے ان میں سے ہر ایک پر ٹسٹ کئے تجربے کئے تھے لیکن زیرو کچھ بھی حاصل نہیں ہوا چلو تم نے محنت تو کی اپنا فرض تو ادا کیا ہاں کچھ دیر رہنے کے بعد ہم واپس آگئے میں دروازہ بند کر دیا۔ میں باہر آیا تو ڈیوڈ کو صوفے پر سوتا ہوا پایا میں نے اس کو اٹھایا اور اوپر والے کمرے میں جا کر لیٹا دیا۔ وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔

سورج غروب ہو چکا تھا پھر ہم لیٹ گئے صبح کو. ہماری آنکھ کھلی تو ہم نے مل کر ناشتہ کیا۔ مل کر خوب گھومے پھر ہم واپس آگئے شام کو غروب کے بعد ہم نے رات کا ڈنر کیا ور ڈیوڈ کو اوپر لیٹا دیا میں اور مارلن نے ٹی وی دیکھنا شروع کر دیا جون کیا تم نے شادی نہیں کی۔ کی تھی میری ایک بیٹی بھی تھی۔ کیا نام تھا اس کا۔ جولیا۔ وہ چھ سال کی تھی اور میری بیوی جس کا نام کیتی تھا وہ کہاں ہیں وہ مر گئے اوہ سوری کوئی بات نہیں یہ تین سال پہلے کی بات ہے جب یہ وائرس اچانک پھیلا یہ غلطی ہمارے ایک افیسر کی تھی جس نے غلطی سے یہ وائرس ایک انسان کو لگا دیا پھر یہ سب تباہی اس غلطی کا نتیجہ ہے ڈاکٹر کی ڈگری میرے پاس تھی اس لیے ڈاکٹر جون ہر طرف خوف و ہراس تھا میں بھی اپنی بیوی اور بیٹی کو لے کر آگیا ایک ہیلی کاپٹر بک کروایا اور ان کو اس مقام سے دور لے جانے کو کہا آخری بار جب میں نے اپنی بیوی اور بیٹی کو دیکھا تو وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر بائے بائے کر رہے تھے جب سامنے سے ایک ہیلی کاپٹر آیا اس کے اوپر والے پنکھے میں آگ لگی ہوئی تھی پائلٹ کنٹرول برقرار نہیں رکھ سکتا تھا اور وہ سیدھا اس کی ہیلی کاپٹر سے ٹکرا گیا پھر زوردار دھما کہ ہوا سب ختم۔ بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے مارلن نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا ساتھ میں دلاسہ دیا اتنے میں باہر مجھے کچھ شور

سنائی دیا میں نے جلدی سے ٹی وی بند کیا اور کھڑکی سے لوہے کی چادر ہٹا کر باہر دیکھا تو ویمپائر میرے گھر کی طرف دوڑے چلے آرہے تھے میں نے جلدی سے کھڑکی بند کی۔۔

وہ آرہے ہیں تم مجھے کس وقت یہاں لائی تھی غالباً صبح۔ ہونے والی تھی انہوں نے ہمارا گھر دیکھ لیا ہے میں نے جلدی سے الماری کے اندر سے ایک ریموٹ نکالا اپنے کان بند کر دو۔۔ کیا مطلب میں نے زور سے ایک بٹن دبایا دھک کی آواز آئی جیسے باہر ایٹمی دھما کہ ہوا ہو میں نے باہر لان میں بم دبا رکھے تھے جیسے ہی بٹن پریس کیا وہ پھٹ گئے اور ساتھ میں ویمپائر کا بھی صفایا کر گئے میں نے پھر باہر کی طرف دیکھا تو ہر طرف آگ ہی آگ تھی اور اس آگ میں سے ایک ویمپائر نکلا اور یہ وہی تھا جس نے گاڑی میں مجھے مارنے کی کوشش کی تھی مارلن بروقت آکر مجھے بچا لیا اس کے بعد تو ایک فوج تھی جو میری طرف ہماری طرف بڑھتی ہوئی آرہی تھی سب کے سب بھاگ کر دیوار پر چڑھ گئے جیسے کوئی بندر چڑھتے ہیں مارلن دوڑتے ہوئے اوپر کمرے کی طرف گئی وہ غالباً ڈیوڈ کو جگانے گئی ہوگی میں نے جلدی سے اپنا رلوالور اٹھایا جو کہ بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور بھاگ کر کچن میں گیا اور ایک بڑی چھری اٹھالی دوڑ کر اوپر سیڑھیوں کی طرف آیا تو ساتھ والے کمرے کی ایک کھڑکی مجھے ٹوٹی ہوئی نظر آئی میں محتاط ہو گیا آہستہ آہستہ سے کہا مارلن مجھے کوئی جواب سنائی نہ دیا میں نے دروازہ کھولا ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا جیسے ہی پیچھے مڑا تو ایک ویمپائر نے مجھ پر حملہ کر دیا میں نے ایک دم نیچے ہو کر ریوالور سے فائر کر دیا جو کہ گولی اس کے پیٹ میں لگی وہ گرا تو میں نے چھری اس کے سر میں گھونپ دی وہ وہیں پر ڈھیر ہو گیا۔۔

میں اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھا تو مارلن اور ڈیوڈ ایک ٹیبل کے نیچے نظر آئے میں انہیں بلانے لگا تو مارلن نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ہمیں چپ کرنے کو کہا میں خاموش ہو گیا اور ذرا سا آگے ہو کر دیکھا تو ایک ویمپائر اوپر چھت کو اکھاڑنے میں مصروف تھا میں نے ان لوگوں کو خاموش رہنے کو کہا اور ریوالور نکال کر جلدی سے اندر آگیا اور ان پر تین فائر کر کھول دیے دو تو اس کی پشت پر لگے تیسا اس کی گردن میں جس سے وہ نیچے آگرا اور میں نے چوتھا فائر ٹھیک اس کے سر میں کر دیا وہ وہیں ڈھیر ہو گیا میں نے ان کو لیا اور نیچے لیباٹری کی طرف ڈور لگا دی تو مجھے بڑا ویمپائر نظر آیا اس نے مجھے دیکھ کر زور سے چیخا اور ساتھ ہی چھلانگ لگا دی میں اس کی پھرتی پر حیران رہ گیا تھا وہ ٹھیک میری چھاتی پر سوار تھا پھر زور سے میری گردن پر دانت گاڑھے اور زور سے مجھے دیوار کے ساتھ مار دیا اس نے منہ سے مجھے ایسے اٹھا لیا جیسے کوئی بھی چوہے کو اٹھاتی ہے اس نے پھر میری گردن میں دانت گاڑھ دیئے اور پہلے تو دو دفعہ نیچے فرش پر پنخا پھر زور سے دیوار میں مار دیا مجھے تکلیف تو بہت ہوئی میں درد کی شدت سے کراہنے لگا۔ اتنے میں مارلن نے میری طرف ریوارلور اچھال دیا جس کو میں نے بروقت پکڑ لیا اور ان ویمپائر پر فائر کھول دیئے۔ وہ کسی بھیڑیے کی طرح چھلانگ لگا رہا تھا کبھی چھلانگ لگا کر یہاں تو کبھی وہاں میں نے یہ موقعہ اچھا جانا اور ڈور کر لیباٹری میں گھس گیا ساتھ میں مارلن اور ڈیوڈ کو بھی لے آیا تھا اور پھر اندر سے میں نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے جلدی سے بلٹ پروف شیشہ کھولا اور اندر داخل ہوا اور جلدی سے بند کر دیا۔

جون ۔۔۔ جون ۔ ہاں کیا ہوا پیچھے دیکھو میں نے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ وہ ویمپائر ٹھیک ہو رہی تھی اس کے سر پر بال آنا شروع ہو گئے تھے اور رنگ بھی سفید ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میں نے اس کی ہارٹ بیٹ دیکھی تو وہ بھی نارمل تھی بلڈ پریشر بھی نارمل تھی مارلن مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتی تھی اتنے میں دھم سے دروازہ ٹوٹا اور اندر آگرا جس کیساتھ دو ویمپائر بھی تھے پھر تو اور بھی آتے گئے اور بہت سارے ہو گئے ایک دوڑ کر میری طرف بڑھا اور بلٹ پروف شیشے سے ٹکرایا اور ہیں گر گیا اور اپنے سر کو جھٹکنے لگا۔۔ ٹھہرو ایک منٹ ۔ تم سب لوگ ٹھیک ہو سکتے ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے علاج ڈھونڈلیا ہے یہ دیکھو تمہاری ساتھی ٹھیک ہو رہی ہے۔

اتنے میں وہ بڑا ویمپائر جو غالباً سب سے زیادہ طاقت ور تھا وہ بھی آ گیا وہ پہلے دیکھ کر غرایا پھر اس نے دوڑ کر زور سے ٹکر ماری وہ پھر پیچھے گیا پھر ٹکر ماری پھر پیچھے گیا پھر ماری میں ساتھ شور بھی ڈالتا رہا لیکن اس نے نہ سنی چار پانچ دفعہ ٹکر مارنے کے بعد اس شیشے میں دراڑ پڑنا شروع ہو گئی میں نے مارلن کی طرف دیکھا اور کہا یہ یہاں سے ایسے جانے والے نہیں ہیں میں نے جلدی سے ایک ٹیکا لیا اس فی میل ویمپائر کے جسم سے بھرا اور ایک شیشی میں داخل ہو کر اس مارلن کو دے دیا اور دائیں طرف ایک دروازہ تھا اس کے اندر جگہ تھوڑی تھی لیکن تین آدمی بیٹھ سکتے تھے کھول کر ڈیوڈ کو اس میں بٹھایا اور مارلن کو بھی کہا۔ یہ تم کیا کرنے لگے ہو جون مارلن یہاں سے جانے والے نہیں ہیں لگتا ہے خدا نے تم کو اس کے لیے بھیجا تھا اور مجھے امید ہے تمہارے دل کی بات سچی ہو گی جو تم نے آبادی کے بارے میں کہی تھی تم جاؤ میں نے مارلن کو اندر بٹھایا اور دروازہ بند کر دیا۔ اپنی جیب سے تصویر نکالی جس میں میری بیٹی اور بیوی تھی ادھر اس ویمپائر نے ٹکریں مار مار کر دراڑ میں زیادہ کر دی تھی اس نے ایک اور ماری تو شیشے کا ایک ٹکڑا اندر گرا میں نے دروازہ کھولا اور اس میں سے دو گرنیڈ نکالے اس ویمپائر نے ایک اور ٹکڑ ماری تو تین چار ٹکڑے گرے اس نے کھڑے ہو کر میری طرف دیکھا میں نے ان دونوں گرنیڈ میں سے پن نکال لی وہ ویمپائر پیچھے ہٹ گیا اور بھاگ کر میری طرف آیا جیسے ہی وہ شیشے سے ٹکرایا تو ادھر سے میں نے بھی زور سے اس کے ساتھ ٹکر لی اور ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے ساری لیباٹری اڑ گئی ہر جگہ تباہی پھیل گئی وہ ویمپائر بھی مارے گئے میں صبح کے ٹائم اس کمرے سے نکلی سات بجے کا وقت تھا سورج بھی نکل آیا تھا۔

میں نے دیکھا تمام لیباٹری تباہ ہو گئی تھی ہر طرف لاشیں تھیں میں نے باہر نکل کر اس گیراج میں کھڑی گاڑی نکالی اور اپنی منزل کی طرف چل پڑی چار گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد میں نے وہ جگہ کئی کلومیٹر دور تھی میں نے گاڑی وہاں روک دی اور چل کر اس کی طرف گئی وہاں لوہے کا ایک بڑا دروازہ تھا میں نے وہ نوک کیا تو اندر سے آواز سنائی دی کون ہے میں نے کہا دو انسان ہیں انہوں نے دروازہ کھولا اور میں نے وہ شیشی اس گارڈ کو دے دی یہ وائرس کا علاج ہے جو ڈاکٹر جون نے دریافت کیا پھر میں اس شہر میں داخل ہو گئی جو صرف محفوظ تھا ویمپائر سے ڈاکٹر جون نے آٹھ منٹ پر اس موذی وائرس کا علاج نکالا اور چند منٹ بعد اپنی جان اس وائرس کی حفاظت کے لیے دے دی وہ جانتا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ میں ضرور کامیاب ہوں گا۔

❀❀❀

غزل

میں تلخی ٔ حیات سے گھبرا کے پی گیا
غم کی سیاہ رات سے گھبرا کے پی گیا
اتنی رقیق شے کوئی کیسے سمجھ سکے
یزداں کے واقعات سے گھبرا کے پی گیا
چھلکے ہوئے تھے جام پریشاں تھی زلف یار
کچھ ایسے حادثات سے گھبرا کے پی گیا
میں آدمی ہوں کوئی فرشتہ نہیں حضور
میں آج اپنی ذات سے گھبرا کے پی گیا
دنیائے حادثات ہے اک دردناک گیت
دنیائے حادثات سے گھبرا کے پی گیا
کانٹے تو خیر کانٹے ہیں ان سے گلہ ہی کیا
پھولوں کی واردات سے گھبرا کے پی گیا
ساغر وہ کہہ رہے تھے کہ پی لیجئے حضور
اُن کی گذارشات سے گھبرا کے پی گیا

محمد عمران بٹ۔ ڈھوک ڈل

❀❀❀

پراسرار آدمی

۔۔۔تحریر۔ ریاض احمد۔ لاہور۔ قسط نمبر ا۔۔۔

میری حالت بگڑتی جا رہی تھی اور میری حالت ایسی ہو گئی تھی کہ جی چاہنے لگا تھا کہ کوئی بھی مجھے مل جائے میں بس اس کو کھا جاؤں جب کچھ بھی نہ ملا تو میں ٹوٹی ہوئی دیوار کے اس طرف چلا گیا جہاں ہڈیوں کے ڈھانچے موجود تھے میں نے ان ڈھانچوں کو غور سے دیکھا تو ان میں سے مجھے ایک لڑکی کا جسم دکھائی دیا جو دیکھنے میں بہت ہی حسین تھی اس کی گردن کٹی ہوئی تھی اور اس کے چہرے اور گردن پر خون جما ہوا تھا اور کپڑے بھی خون سے بھیگے ہوئے تھے اسے دیکھتے ہی میں اس کی طرف بڑھنے لگا میں محسوس کر رہا تھا کہ میرے اندر کوئی ایسی چیز موجود ہے جو مجھے اس لڑکی کی طرف لے جا رہی ہو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا میں اس تک جا پہنچا اس کی لاش کے پاس جا کر بیٹھ گیا میں نے اس کا بازو پکڑ کر اس کو ہلایا وہ مری ہوئی تھی اس کے جسم میں کوئی بھی سانس باقی نہ تھی میں نے اس کا ہاتھ میں پکڑا ہوا بازو اپنے دانتوں کو لگا لیا اور دوسرے ہی لمحے اس کے بازو کا گوشت کھینچ کر دانتوں میں چبانے لگا یہ سب کرنا مجھے ذرا بھی اچھا نہ لگا تھا لیکن اس وقت ایسا کرنا میری مجبوری بن گیا تھا مجھے کچھ کھانا تھا بس اپنے پیٹ کی بھوک کو ختم کرنا تھا جو میں کرنے لگا تھا اس کا پورا بازو میں نے ہضم کر لیا۔ لیکن میری بھوک ابھی بھی ختم نہ ہوئی تھی میں نے اس کا دوسرا بازو بھی کھا لیا تب دل کو کچھ سکون ملا تھا اس کے گوشت میں نجانے کیسا نشہ تھا کہ مجھ پر غنودگی چھانے لگی۔ ایک سنسنی خیز اور خوف میں ڈوبی ہوئی کہانی۔

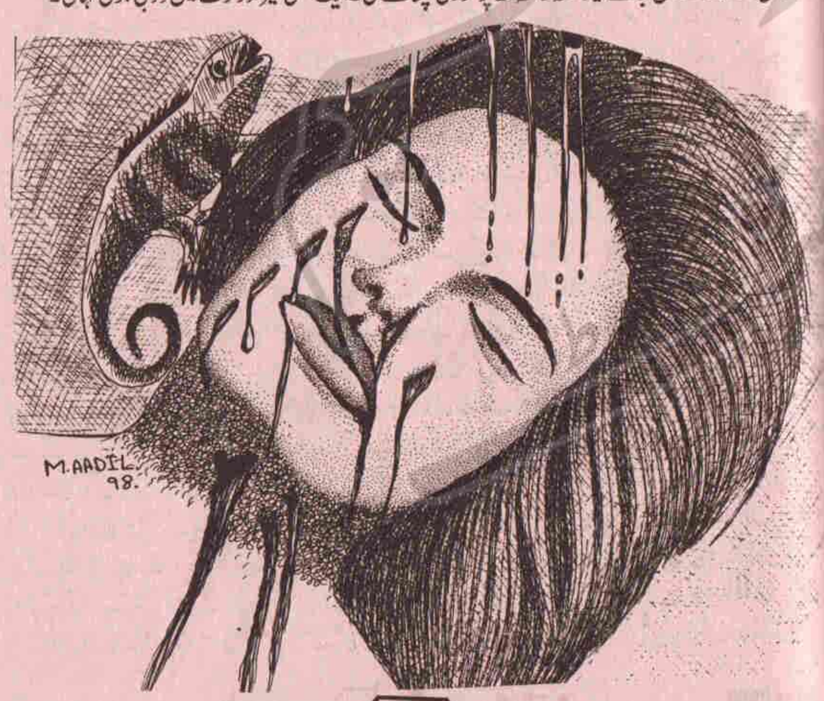

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کی گہری تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی مہیب سناٹا اور سنسانیت ہی سنسائیت تھی دور دراز سے کہیں کہیں سے کبھی کبھار کسی کتے کے بھونکنے کی آوازیں دل کو ڈرا رہی تھیں خوف سے میرے دل کو کھچاؤ پڑ رہا تھا میں رات کی اس گہری تاریکی میں کبھی بھی باہر نکلا تھا مجھے راتوں کو سفر کرنا اچھا نہیں لگتا تھا میری شروع سے ہی کوشش ہوتی تھی کہ میں جہاں بھی جاؤں رات ہونے سے قبل اپنے گھر پہنچ جاؤں لیکن میں خود پر حیران ہو رہا تھا کہ آج مجھے کیا ہو گیا تھا اچھا بھلا اقبال مجھے روک بھی رہا تھا کہ تمہارے گھر کا راستہ ٹھیک نہیں ہے رات رک جاؤ صبح صبح میں تم کو جگا دوں گا پھر چلے جانا لیکن میں نے آج ضد کر دی تھی کہ نہیں یار مجھے کچھ ضروری کام ہے جو میں نے گھر جا کر کرنا ہے بس پھر میں نکل آیا تھا لیکن اب ہولناک سناٹے کو دیکھتے ہوئے میں پچھتا رہا تھا کہ میں نے غلط کیا ہے مجھے اس کی بات مان لینا چاہیے تھی رک جانا چاہیے تھا تا کہ اب جو میرے دل میں خوف پرورش پا رہا ہے اس خوف سے تو بچا رہتا چلتے ہوئے میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر دیکھتا جا رہا تھا بس یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میرے ساتھ کوئی واقعہ ہو بیتنے والا ہے کوئی ایسا واقعہ جو میں نے سوچا بھی نہ ہو۔

کئی بار تو میں چلتے ہوئے محسوس کر رہا تھا کہ کوئی میرے تعاقب میں چل رہا ہے مجھے پیچھے سے پکڑنا چاہتا ہو میری گردن سے یہی ایسا خوف تھا جو میرے دل کو مزید کمزور کر رہا تھا میری سوچوں میں خوف بھر رہا تھا میرا چہرہ قدرتی خوف سے پیلا پڑا ہوا تھا اور میں کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح گھر پہنچ جاؤں لیکن راستہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی لے رہا تھا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جانا تھا۔ یہ چھوٹی سی سڑک تھی جس پر میں چل رہا تھا دونوں طرف دیوہیکل درخت تھے جو دن کی روشنی میں بہت بھلے لگتے ہیں لیکن اب وہی درخت میرے خوف کو مزید خوفزدہ کر رہے تھے۔ چلتے چلتے مجھے یوں لگا کہ جیسے کوئی سایہ میرے قریب سے گزرا ہو میں یکدم کانپ کر رہ گیا میرا دل بجھتا ہوا محسوس ہوا ایک ہوا کا ہیولہ تھا جس کو میں نے اپنے بالکل قریب سے گزرتے ہوئے محسوس کیا تھا یہ کوئی میرا وہم نہ تھا میں نے اس کو محسوس کیا تھا اور ایسے کیا تھا کہ وہ برف کی مانند ٹھنڈا تھا اس کے گزرتے ہی میرا جسم کسی برف کی مانند سن ہونے لگا پھر کیا تھا میں بھاگ پڑا اور بھاگتا ہی چلا گیا میں محسوس کرنے لگا کہ اگر میں کچھ دیر اور رکا رہا تو میرا دل بند ہو جائے گا اور پھر میں ۔۔ میں ۔۔ وہ مجھے مار دے گا یہ ایسا خوف تھا کہ میں بھاگتا ہی رہا۔ عجیب سی صورت حال کا میں شکار ہو کر رہ گیا خوف تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا بلکہ دھیرے دھیرے اس میں اضافہ ہو رہا تھا اور پھر میرے منہ سے اس وقت ایک چیخ ابھری جب کوئی اڑتی ہوئی چیز مجھ سے ٹکرائی چھپکلی کے قد جتنی وہ چیز تھی جو اڑتی ہوئی مجھ سے ٹکرائی تھی اور مجھے اپنی گردن پر کسی سوئی کے چبھنے کا احساس ہوا تھا میں نے جلدی سے اپنا ہاتھ گردن پر رکھ کر اس کو اکھاڑ کر نیچے سڑک پر ایک طرف پھینک دیا وہ چھپکلی ہی تھی جس نے شاید میری گردن میں اپنے زہریلے دانت کھبو دیئے تھے میں نے اپنے بھاگنے کی رفتار کو اور تیز کر دیا یہاں تک کہ اس سڑک سے نیچے اتر کر اپنے گاؤں کی کچی راہ پر ہو لیا میرے بھاگنے کی رفتار کم نہ ہوئی تھی بلکہ مزید تیز ہو گئی تھی۔ اف خدایا۔ میں گھر کے دروازے پر قدم رکھتے ہوئے ایک ٹھنڈی اور پرسکون سانس لی میرے بجھے ہوئے دل کو سکون مل گیا۔ میں اپنے گھر میں ایسے گھسا جیسے موت کے فرشتے کے ہاتھوں بچ کر آیا ہوں کئی لمحات تک مجھے اپنے حواس کو درست کرنے میں لگے لیکن اب مجھے کسی بھی قسم کا خوف نہ تھا۔ میں نے ایک نظر اپنے خالی گھر میں ڈالی اور پھر اپنے کمرے میں داخل ہو کر کمرے کی بند لائٹ کو روشن کر دیا۔

اف خدایا تیرا شکر ہے جو میں خیریت سے گھر آ گیا میں نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اپنا بستر درست کرنے لگا بستر بچھاتے ہوئے سفید چادر پر میری گردن سے خون کے قطرے گرے تو میں چونک اٹھا کیونکہ میں اس درد کو بھول گیا تھا راستے میں مجھے کسی اڑتی ہوئی چیز نے کاٹا تھا وہ چھپکلی تھی یا کچھ اور تھی میں آئینہ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس بہنے والے خون کو دیکھنے لگا اور پھر میری حیرانگی بڑھتی چلی گئی کیونکہ میری گردن خون سے سرخ ہو رہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ جیسے

کسی نے میری گردن کاٹ دی ہو میں نے کپڑے سے خون کو صاف کیا اور پھر ان نشانوں کو دیکھنے لگا جس سے خون بہہ رہا تھا چھوٹے چھوٹے دو سوراخ تھے جن سے خون بہہ رہا تھا میں نے اس طرف اتنی توجہ نہ دی کیونکہ ایسے زخموں کی پرواہ میں شروع سے ہی نہیں کرتا تھا سو اب بھی نہ کی بس اوپر پُچھ لگا کر اپنے بستر پر لیٹ گیا بستر پر لیٹتے ہی میری نظروں کے سامنے وہ ہیولہ آ گیا جو مجھ سے ٹکرایا تھا جو برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔ وہ کون تھی جو مجھے دکھائی دی تھی میں اس کے بارے میں سوچتا رہا اگر وہ میرے سامنے آ جاتی تو میرا کیا حال ہوتا۔

میں ایک ڈرپوک لڑکا تھا جن بھوتوں کے ہی نام سے مجھے خوف آ جاتا تھا میرے دوست جب بھی جن بھوتوں کے قصے مجھے سناتے تھے تو میں ڈرنے لگ جاتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ میرے ساتھ کوئی بھی ایسا واقعہ نہ بیت جائے جو میری جان لے لے میں خود بھی اپنے اوپر حیران ہوا کرتا تھا کہ میرے ایسا کیوں ہوتا ہے کیوں میں ایسی باتوں سے ڈر جاتا تھا حالانکہ میرے دوست سب ہی نڈر تھے نہ تو وہ اندھیروں سے ڈرتے تھے اور نہ ہی جن بھوتوں سے وہ مجھے ڈرتا ہوا دیکھ کر میرا مذاق اڑاتے تھے اور شرمندگی سے میرا سر جھک جھک جایا کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ اقبال نے بھی یہی سب کچھ سوچ کر مجھے کہا تھا کہ میں رات اس کے پاس ہی رک جاؤں صبح چلے جاؤں لیکن آج میں ضد کر کے نکل آیا تھا میرا خیال تھا کہ میں اندھیرا گہرا ہونے سے قبل ہی گاؤں پہنچ جاؤں گا لیکن میری سوچ غلط نکلی تھی۔ اور پھر یہ واقعہ میرے ساتھ بیت گیا لیکن اس کا ذکر بھی کسی کے سامنے کرنا پاگل پن تھا کہ مجھے سرد ہوا کا ہیولہ دکھائی دیا ہے یہ ایک عام اور معمولی سی بات تھی اور یقیناً بتانے پر مذاق بھی بن سکتا تھا۔ سو میں نے سوچ لیا کہ میں اس بات کا کسی سے ذکر نہ کروں گا بس یہی سوچ کر میں سونے لگا لیکن جونہی میں نے آنکھیں بند کیں میری گردن کے زخم درد کرنا شروع کر دیا۔ اور دھیرے دھیرے اس کی شدت میں اضافہ ہونے لگا یہاں تک کہ میں تڑپ اٹھا درد میری برداشت سے باہر ہونے لگی میری گردن سوجھنے لگی۔ میں درد سے بلبلانے لگا میں بستر سے اٹھ گیا اور آئینہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اپنے زخم کو دیکھا تو کانپ اٹھا گردن پر ایک بڑی سی گلٹی بنی ہوئی دکھائی دی جو سرخ تھی اتنی سرخ جیسے خون کا لوتھڑا ہو۔ اف خدایا یہ کیا ہو گیا میں نے خود کو سنبھلتے ہوئے سوچا اور پھر اپنا دیسی علاج شروع کر دیا دو تین مرہم میرے پاس پڑی ہوئی تھیں میں نے وہ مرہم سب مکس کر کے زخم پر لگانے لگا اور کچھ دیر میں مجھے سکون سا مل گیا اور میں پرسکون نیند سو گیا۔

صبح میری آنکھ اس وقت کھلی جب کوئی بے دردی سے میرے گھر کے دروازے کو پیٹ رہا تھا میں ہڑبڑا کر اٹھ گیا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکا دروازہ کھولا تو باہر اقبال ہی کھڑا تھا مجھے دیکھتے ہی بولا لگتا ہے کہ رات بھر سوئے نہیں ہو اتنی دیر لگا دی دروازہ کھولنے میں۔ میں اس کی بات پر ہنس دیا اور کہا ہاں ایسا ہی سمجھ لو ساتھ ہی اس کی نظر میری گردن پر پڑی تو بولا یہ تیری گردن پر کیا ہوا ہو میں نے کہا رات کو کسی زہریلے کیڑے نے ڈس لیا تھا تم اندر تو آؤ میں نے ایک طرف ہوتے ہوئے کہا تو وہ اندر آ گیا اور بولا ہاں بتا رات کو کچھ ہوا تو نہ تھا تجھ کو تم کو کہا تھا کہ رات میرے پاس ہی گزار لو لیکن تم نے میری ایک نہ مانی اکی بات سن کر میں نے کہا ہاں یار غلطی ہو گئی تھی مجھے رک جانا چاہیے تھا لیکن خیر جو ہوا سو لیکن ایک بات بتا دوں تم چاہے میرا مذاق بناؤ یا نہ بناؤ رات کو میں نے کسی سایہ کو دیکھا تھا میری بات سن کر وہ اچھلا اور بولا کیا دیکھا تھا کسی لڑکی کا سایہ تھا یا پھر کسی مرد کا۔ پتہ نہیں یار بس ایک ہیولہ تھا کس کا تھا میں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں برف کی مانند تھا سرد تھا میرے جسم سے ٹکرا کر گزرا تھا میرا جسم چند لمحوں کے لیے سن ہو گیا تھا لیکن پھر ٹھیک ہو گیا تب میں نے گھر آنے کی کی میری بات سن کر اس نے ایک سرد سانس لی اور بولا یہ سایہ تم کو فلاں جگہ محسوس ہو گا۔ اس نے ایک درخت کا ذکر کیا تو میں اچھل ہی پڑا اور کہا ہاں یار ایسا ہی ہے تم نے صحیح نشان دہی کی ہے۔ لیکن تم کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے اس جگہ اس کو دیکھا تھا میری بات سن کر وہ بولا میرے ساتھ بھی دو چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تھا جب بھی رات کو اس درخت کے قریب سے گزرا ہوں تو مجھے کوئی سایہ دکھائی دیا ہے وہ کسی لڑکی کا سایہ ہے سفید کپڑے میں ملبوس وہ درخت کے تنے کے ساتھ کھڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے دکھائی دی تھی رات کی تاریکی میں کسی لڑکی یوں درخت کے پاس کھڑے ۔۔دیکھ کر سب سے پہلے یہی سوچ دماغ میں آتی تھی کہ وہ کوئی انسان نہیں ہے انسانی روپ میں کوئی چڑیل یا ڈائن ہے ۔لیکن ناہد ایک بات ہے کہ وہ چاہے چڑیل ہے چاہے کوئی اور ہے ۔ ہے بہت خوبصورت ۔

میری تقریباً تین دن پہلے اس سے بات بھی ہوئی تھی ۔ میں تجسس بھری نظروں سے اقبال کو دیکھے جارہا تھا اور میری تمام تر توجہ اسی کی جانب تھی اس کی کہانی مجھے اچھی لگ رہی تھی ۔ہاں ہاں بتاؤ کیا دیکھا تم نے اور تمہاری اس سے کیا باتیں ہوئی ہیں ۔میری بے چینی کو وہ پوری طرح بھانپ گیا بولا ۔چند دن پہلے کی بات ہے نجانے کیوں جب میں لیٹ آفس سے نکلا تو دل میں خیال آیا کہ اگر آج وہ مجھے دکھائی دی تو میں ذرا بھی اس سے ڈروں گا بلکہ ہمت کر کے رک جاؤں گا اور پھر اس سے پوچھوں گا کہ وہ کون ہے ۔کس کا وہ یہاں انتظار کرتی ہے ۔بس میں نے یہ فیصلہ کرلیا ۔اور آفس سے چل دیا جب میں اس درخت کے قریب پہنچا تو وہ مجھے دکھائی دی وہ اسی جگہ درخت کے تنے کے ساتھ کھڑی تھی اسے دیکھتے ہی میں رک گیا چند لمحوں کے لیے میرے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی ڈر اور خوف بھی آیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی میں رکا رہا میں نے دیکھا کہ وہ مجھے ہی گھور رہی تھی اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی ایسی چمک جیسے کسی سیاہ بلی کی آنکھوں میں ہوتی ہے ۔خوف کے مارے میرا برا حال ہونے لگا میرا پورا جسم کانپنے لگا دل میں ایک ہی خیال بار بار آرہا تھا کہ اقبال یہاں سے بھاگنے کی کر اگر تو یہاں رکا رہ گیا تو سمجھ لینا کہ تیری زندگی کی یہ آخری ہوگی بس یہی سوچ کر میں بھاگنے ہی والا تھا ۔کہ مجھے اس کی آواز سنائی دی ۔رکو ۔اس کی آواز میں غضب کا رعب تھا ۔میرے اٹھتے ہوئے قدم رک گئے ۔ میں محسوس کرنے لگا تھا کہ اگر میں نہ بھی رکتا تو اس کا سحر مجھے روک لیتا ۔میرے رکتے ہی اس کی آواز پھر سنائی دی ادھر میرے قریب آؤ ۔آواز میں ویسا ہی سحر تھا کہ میں کسی ربوٹ کی طرح اس کی طرف بڑھنے لگا ۔اور جا کر اس کے قریب کھڑا ہو گیا ادھر میری طرف دیکھا اس نے اسی انداز سے کہا تو میرا دھیان اس کے حسین چہرے کی طرف اٹھ گیا وہ غضب کی حسین تھی لیکن اس کی آنکھیں کسی شیر کی طرح اسی طرح جل رہی تھیں آنکھوں کو دیکھتے ہی میرے ہوش خطا ہونے لگے ۔چند لمحوں کا دیکھنا ہی میرا میرے ہوش کھو بیٹھا نیم بے ہوشی مجھ پر اتر آئی میں اب صرف دیکھ سکتا تھا بول نہیں سکتا تھا اور نہ جسم میں اتنی طاقت تھی کہ ایک قدم بھی چل سکتا ۔

میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا چہرہ میری گردن کی طرف کیا تھا اس کے بعد مجھے کچھ بھی خبر نہیں رہی ۔اور پھر مجھے نہیں خبر کہ میں کہاں تھا ہاں جب ہوش سنبھلا تو خود کو اپنے گھر کے اندر موجود پایا اور گھر والوں کو حد سے زیادہ پریشان دیکھا وہ سب میرے ہی ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے جب ہوش آیا تو میں نے کہا میں گھر تک کیسے پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ میں گھر کے دروازے پر پڑا تھا کسی نے دروازے پر دستک دی تھی اس کے بعد دو تین بار دستک ہوئی اور جب دروازہ کھولا تو تم بے ہوش پڑے نظر آئے بتاؤ کیا ہوا تھا تم کو کیوں بے ہوش ہوئے تھے کس نے تم سے ایسا سلوک کیا تھا دیکھو اپنی گردن لہولہان ہوئی پڑی ہے یوں دکھائی دیا ہے کسی نے تم کو ذبح کرنے کی کوشش کی ہے ۔امی جان نے ایک ہی سانس میں مجھے تمام کہانی سنا دی اور میں سمجھ گیا کہ مجھے گھر تک کون لے کر آیا تھا وہی لائی تھی ہاں وہی لائی تھی اس نے خون پینے کا اپنا مطلب حاصل کرلیا ہوگا ۔تب میں نے رات ہونے والا تمام واقعہ ان کو سنا دیا ۔میری کہانی سن کر ان کو یقین ہو گیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے کیونکہ بقول ان کے کہ اس درخت پر سایہ ہے ۔کئی لوگوں نے اس کو دیکھا ہوا ہے وہ سفید کپڑوں میں ہی سب کو دکھائی دیتی ہے جو اس کے قابو آجاتا ہے اس کا خون چوس لیتی ہے اور جو بھاگ جاتا ہے وہ اس کے وار سے بچ جاتا ہے اس کا مطلب تھا کہ میں اس کے وار سے بچ نہ پایا تھا بلکہ میں نے تو خود ہی اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کیا تھا ۔

اقبال اپنی کہانی سنا کر چپ ہو گیا تو جہاں میرے چہرے پر تجسس موجود تھا وہ خوفناکی میں بدل گیا ۔چند لمحے

میرے دل میں یہ بات آنے لگی تھی کہ میں بھی اقبال کی طرح اس کو دیکھوں لیکن اب اس سے خوف آنے لگا تھا ۔میں نے کہا یار یہ کہانی تم نے مجھے کل کیوں نہ سنائی تھی جبکہ کل تک میں تمہارے ساتھ رہا تھا وہ بولا کئی بار سوچا تھا کہ تم کو سناؤں لیکن میں تمہارے دل کو جانتا تھا کہ تم یہ کہانی سن کر کبھی بھی رات کو باہر نہ نکل پاؤ گے اسی لیے تم کو نہ سنائی لیکن تم جب میرے گھر سے باہر نکلے تھے تو میں جان گیا تھا کہ ضرور تم کو وہ دکھائی دے گی لیکن بقول تمہارے تم کو وہ دکھائی نہیں دی ہے صرف اس کا ہیولہ ہی دیکھا ہے سفید اور سرد ہیولہ ۔

ہاں میں نے اتنا کچھ ہی دیکھا ہے اگر اس سے زیادہ دیکھتا تو وہ بھی بتا دیتا لیکن ایک بات جو میرے ساتھ اور ہوئی ہے وہ میری گردن کا زخم ہے ۔بھاگتے ہوئے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی تھی اور میری گردن سے ٹکرائی تھی وہ کوئی چھپکلی تھی اگر چھپکلی نہ بھی تھی اس جتنی تھی میری گردن سے ٹکراتے ہی اس نے میری گردن میں اپنے زہریلے دانت گھسیڑ دیئے ۔رات بھر میری گردن اکڑی رہی اور اس میں شدید درد و تکلیف رہی ۔لیکن اب کچھ بہتر ہے ۔میری اس بات پر وہ بولا نہیں یار اس کا جن بھوتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔یہ کوئی زہریلہ کیڑا ہے جو ہوا میں اڑتا ہوا آیا ہوگا میں نے کہا ہاں جانتا ہوں کہ وہ جن بھوت نہیں ہے لیکن جو بھی ہے ۔بہت زہر تھا اس میں خیر چھوڑو ان باتوں کو وہ بولا تم بس جلدی تیار ہو جاؤ ڈیوٹی پر بھی جانا ہے میں نے کہا صرف چند منٹ انتظار کرو میں بس نہا لوں اس کے بعد چلتے ہیں ناشتہ راستے میں ہی کرلوں گا اتنا کہہ کر میں باتھ میں گیا اور نہا کر باہر نکلا تیار ہوا اور آفس کے لیے چل دیئے ہم دونوں ایک ہی فیکٹری میں کام کرتے تھے وہاں ہمارے شعبے علیحدہ علیحدہ ہو جاتے تھے وہ لیبر میں چلا جاتا تھا جب کہ میں آفس میں جا کر بیٹھ جاتا تھا ہم دونوں راستہ بھر میں باتیں کرتے ہوئے چلتے رہے ہوٹل میں جا کر کھانا کھایا اور آفس چلے گئے ۔اور پھر پورا دن کام ہی ہوتا رہا ۔اس دوران ہماری کھانے پر ملاقات ہوتی تھی کھانا ہم دونوں مل کر کھاتے تھے ہم دونوں فیکٹری کی کنٹین پر چلے گئے اور کھانا کھانے لگے وہاں ہمارے اور بھی ساتھی شامل ہو گئے اور باتوں کا سلسلہ چل نکلا باتوں باتوں میں ساقی نے بتایا کہ لقمان مر گیا ہے ۔کیا ۔۔ہم کو جیسے اس کی بات پر یقین نہ ہو وہ ہمارا بہترین ساتھی تھا ۔کیا ہوا اس کو ہم نے پوچھا تو وہ بولا کچھ دن قبل وہ یہاں سے گھر گیا تو رات ہو گئی تھی شاید وہ رات اس کی موت کی رات تھی اس کو معلوم ہی نہ ہوسکا تھا کہ موت صبح سے اس کا تعاقب کر رہی تھی جونہی وہ گاؤں کے راستے پر پہنچا تو بس اس کے بعد اس کے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا کوئی بھی جان نہ سکا اس راستے میں ہی اس کی لاش پڑی ہوئی ملی تھی اس کو قتل کیا گیا تھا گاؤں والوں کا خیال ہے کہ اس کو کسی دشمن نے مارا ہے جبکہ مجھے یقین ہے کہ اس کی موت کسی جن بھوت کے ہاتھوں ہوئی ہے کوئی بھی اس راز کو نہیں جانتا میں جانتا ہوں وہ مجھ سے ہر بات کرلیا کرتا تھا اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ایک چڑیل پر عاشق ہو گیا ہے جو بہت ہی حسین ہے اتنی حسین کہ اس کو دیکھنے کے بعد تمام دنیا کو بھولا جا یا سکتا ہے ۔وہ ایک سایہ ہے خوبصورت سایہ لہراتا ہوا سایہ ۔دلکش اور نظروں کو سکون دینے والا سایہ ہر روز وہ اس کو دیکھتا ہے اس کی مسکراہٹ میں ایک جادو ہوتا ہے ایسا جادو کہ اس جادو میں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے بس میں اس کو حاصل کر کے رہوں گا اور پھر اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کو قابو کرنے کے لیے میں نے ایک بابا سے چلہ حاصل کرلیا ہے اب میں چلہ کر کے ہمیشہ کے لیے اس کو اپنا بنا لوں گا ۔اور اس نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا تھا یہاں سے جانے کے بعد وہ راتوں کو قریبی قبرستان میں چلا جاتا تھا اور رات بھر چلا کرتا تھا لیکن شاید اس رات وہ چلہ نہ کر پایا تھا یا پھر ہوسکتا تھا کہ چلہ میں وہ ڈر گیا تھا کہ اس کی موت ہو گئی اس کی گردن کٹی ہوئی تھی اور بس اور کچھ نہ تھا گردن کسی آلہ سے نہ کٹی ہوئی تھی بلکہ اس پر دانتوں کے دو گہرے نشان تھے جو گردن کے اندر تک گئے ہوئے تھے ۔اس کو حاصل کرتے کرتے وہ اپنی جان دے بیٹھا ۔

اف ۔کہانی سن کر میں نے ایک گہری سانس لی ۔اور کہا ہاں یار یقیناً اس کی موت کسی جن بھوت کے ہاتھوں ہوئی ہے وہ چلہ میں ناکام ہو گیا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے اس کو اس چڑیل نے نہیں مارا بلکہ چڑیل کے کسی عاشق جن نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مارا ہوگا۔ میری بات سن کر سب ہی چونک گئے اور سب نے ہی ایک ساتھ کہا ہاں شاہد تم نے شاید ٹھیک کہا ہے کیونکہ وہ بتاتا تھا کہ چڑیل بھی اس پر عاشق ہوگئی تھی وہ خود بھی چاہتی تھی کہ وہ چلہ میں کامیاب ہو جائے اور پھر اس کو کوئی اور قابو نہ کر سکے وہ مجھے ہر بات بتاتا تھا کہ دونوں میں عشق کی انتہا تھی اور اس عاشق لڑکی نے جب وہ مرا ہے تب سے کسی کو بھی دکھائی دنیا چھوڑ دیا ہے کئی دنوں سے کسی کو بھی وہ دکھائی نہیں دے رہی ہے لوگوں کا خیال ہے یا تو وہ بھی جل مری ہے یا پھر یہ بستی چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

کھانے کے دوران ایسی ہی باتیں ہم لوگوں میں ہوتی رہیں لیکن لقمان کی موت کا مجھے گہرا دکھ ہوا تھا وہ میرا ساتھی تھا گو کہ اس سے اتنی گہری دوستی نہ تھی لیکن جتنی بھی تھی بہت اچھی تھی رات بھر میں سو نہ سکا لقمان کی موت میری نظروں کے سامنے رہی میں سوچتا رہا کہ یہ عشق محبت بھی کیا چیز ہوتے ہیں انسان سے کیا کیا کام کرواتے ہیں کہ انسان موت سے بھی کھیل جاتا ہے۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد میرے ساتھ ایک اور واقعہ بیت گیا آج کی رات مجھ پر بہت بھاری گزری تھی موت صبح سے خراب تھا صبح اس موسم کو سہاںا کہا جائے ٹھیک ہوگا لیکن شام کے قریب وہ سہاںا نہ رہا تھا اس موسم میں وحشت بھر گئی تیز طوفان نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا ہم چند دوست فیکٹری میں ہی موسم کے ٹھیک ہونے کے منتظر تھے۔ لیکن یوں لگ رہا تھا کہ موسم ٹھیک ہونے کی بجائے مزید وحشت زدہ ہوتا جا۔ نہ گا پورا شہر گرد و غبار کی لپیٹ میں ڈوبا ہوا تھا ہم لوگوں نے یہی فیصلہ کر لیا اگر دو گھنٹوں میں موسم میں تبدیلی نہ ہوئی تو پھر مالک سے پوچھ کر فیکٹری میں ہی رات گزاری جائے گی اس کی وجہ فیکٹری رات کو بند ہو جاتی تھی گن میں کے علاوہ کوئی بھی فیکٹری میں نہ رہتا تھا اور یہ بات ہم جانتے تھے کہ موسم ٹھیک نہ ہوگا بلکہ مزید بگڑ جائے گا ہم نے گن میں سے مل لیا وہ بولا کہ ٹھیک ہے ہم کو کیا اعتراض ہے۔ لیکن شاید مجھے کچھ دیکھنا تھا کچھ میرے ساتھ ہونا تھا ایک گھنٹہ میں طوفان کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا۔ اور ہماری فیکٹری میں رہنے کی خواہش ختم ہوگئی تب ایک ایک کر کے سب ہی گھروں کو جانے لگے میں اقبال بھی گھر جانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے راستے میں اقبال نے مجھے کہ شاہد تم میرے گاؤں چلے جانا میرے گھر میں رہ رہنا کیونکہ میرا گاؤں پہلے آتا ہے پھر تیرا آتا ہے میں نے کہا ٹھیک ہے ایسا ہی کرتا ہوں یہ رات خوفناک رات تھی موسم بھیگا ہوا نہ تھا لیکن گرج چمک ایسی تھی کہ خوف آتا تھا ہم دونوں کبھی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اور کبھی باتیں کرتے ہوئے چلتے جا رہے تھے دلوں میں ایک خوف موجود تھا جو ہم ایک دوسرے پر ظاہر تو نہ کر رہے تھے لیکن ہمیں ہمارے چہرے بتاتے تھے کہ ہم دونوں کے ایک جیسی ہی حالت ہے وہ بولا یار اگر وہ آ گئی تو۔۔ اس کی بات سنتے ہی یکدم مجھے میرے ساتھ ٹکرایا جانے والا سرد ہوا کا جھونکا یاد آ گیا۔ میں نے کہا وہ نہیں آئے گی ہم اس طرف جائیں گے ہی نہیں۔ وہ بولا اس کے قریب سے گزریں گے تو گھر کے راستے پر چلیں گے۔

اس کی بات ٹھیک تھی اس درخت کے ساتھ ہی اس کے گاؤں کا راستہ اتر جاتا تھا۔ اور پھر کچھ دور جا کر میرے گاؤں کا راستہ اترتا تھا اس کا گاؤں سڑک کی اس طرف تھا اور میرا گاؤں سڑک کی اس طرف وہ دائیں ہاتھ مڑ جاتا تھا اور میں آگے جا کر بائیں ہاتھ مڑ جاتا تھا یہی ہمارے گاؤں کے راستے تھے ہم خوف میں ڈوبے ہوئے چلتے جا رہے تھے کہ یکدم کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور تیزی سے مجھ سے ٹکرائی وہ بالکل اسی جگہ ٹکرائی تھی جہاں پہلے ٹکرائی تھی یعنی میری گردن پر ایک چیخ میرے منہ سے گونجی کیا ہوا۔ کیا ہوا اقبال نے خوف زدہ ہو کر کہا۔۔ اور میں اس زہریلے کیڑے کو جو چھپکلی جتنا تھا جس نے میری گردن کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اس کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ میری گردن میں دو سوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔ اور میں جانتا تھا کہ یہ اس کے زہریلے دانت ہیں میں نے پورا زور لگا کر اس کو گردن سے کھینچا اور زور سے نیچے پکی سڑک پر پٹخ دیا۔ اور پھر ہم نے دیکھا کہ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی تھی اس چیخ نے ہم دونوں کو ہی حیران کر دیا وہ بری طرح سڑک پر تڑپ رہا تھا اور کچھ دیر میں ہی وہ ایسے بھاگنے لگا جیسے کوئی انسان ہو ہم دونوں کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں

جو چمکتی ہوئی بجلی کی روشنی میں ہمیں بار بار دکھائی دے رہا تھا کچھ ہی دیر میں وہ غائب ہو چکا تھا۔ اوہ یار اقبال بولا یہ تو بونا ہے کیا کیا۔۔ کیا مطلب بونا۔ میں نے حیرانگی بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

ہاں یار جن بھوتوں کی بھی کچھ نسلیں ہوتی ہیں میں گھر جا کر تم کو بتاتا ہوں کہ بونے کیا ہوتے ہیں۔ تم اتنا ڈرو نہ یہ کسی کی جان نہیں لے سکتے ہیں صرف انسان کو خوفزدہ کرتے ہیں اگر انسان ڈر جائے تو وہ اس کو ہر روز تنگ کرتے ہیں اگر نہ ڈرے تو پھر یہ دکھائی نہیں دیتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ تیز تیز چلنے لگا۔ اور ہم نے اپنے چلنے کی رفتار کو تیز کر دیا میری گردن پر پھر سے ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ میں ہاتھ لگاتا تو میرے ہاتھ میرے خون سے بھر جاتا میں نے گردن کے گرد اپنا رومال مضبوطی سے باندھ دیا اور پھر درخت کے قریب سے گزرتے ہوئے ہم دونوں اس کے گاؤں والے راستے پر اتر گئے اور چلنا شروع کر دیا اترتے وقت ہم دونوں نے بار بار اس درخت کو دیکھا کہ وہ سایہ وہاں تو نہیں ہے لیکن وہ نہ تھی ہمارے چلنے کی رفتار تیز ہوگئی تھی اور جلد ہی ہم دونوں گاؤں کی حدود میں داخل ہوگئے اور گھر پہنچ کر میں نے سب سے پہلے اپنے زخم کو دیکھا میری خون سے سرخ ہو چکی تھی خون کپڑوں تک پھیل گیا تھا اقبال کی ماں نے میری حالت دیکھی تو مجھ سے پوچھ لیا شاہد بیٹے کسی سے لڑ کر تو تم لوگ نہیں آئے ہو میں نے کہا نہیں ماں جی بس راستہ میں کسی چیز نے کاٹ لیا ہے میری بات سن کر وہ چونک سی گئی اور بولیں کہ یہ کسی چیز کے کاٹنے سے ایسا نہیں ہوتا یہ کچھ اور ہی بات لگتی ہے امی جان سب کچھ بتاتے ہیں اقبال نے کہا اور مجھ سے بولا تم زخم کو دھو لو میں مرہم لگاتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ مرہم ڈھونڈنے لگا اور میں باتھ روم میں گھس کر زخم کو دھونے لگا۔ کچھ ہی دیر میں ہم دونوں اس مرہم والے کام سے فارغ ہو گئے تھے اور ماں جی نے ہمارے لیے کھانا لگا دیا تھا۔ جو ہم نے کھانا شروع کر دیا وہ بھی ہمارے پاس ہی بیٹھ گئی تھیں شاید وہ کہانی سننا چاہتی تھیں کہ میرے زخم کی اصل وجہ کیا ہے اقبال نے کہا امی جان ہم نے آج ایک بونے کو دیکھا ہے وہ ہوا میں اڑتا ہوا آیا تھا اور شاہد کی گردن سے لپٹ گیا تھا اور یہ خون اس کی وجہ لگا ہوا ہے اقبال کی بات سن کر ماں جی نے ایک گہری سانس لی اور بولی یہ جنات کے بچے ہوتے ہیں بہت شرارتی ہوتے ہیں لیکن اگر یہ ضد پر آ جائیں تو انسان کی موت بن جاتے ہیں۔ ان کی بات نے ہم دونوں کو ہی ڈرا دیا تھا لیکن وہ اتنا کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں کیونکہ ان کو اصل حقیقت کا علم ہو گیا تھا کہ ہم دونوں کسی سے لڑ کر نہیں آئے ہیں ہمارے ساتھ کچھ اور ہوا تھا۔ ہم دونوں کھانے سے فارغ ہو گئے تھے اور پھر باتوں کا سلسلہ چل نکلا تھا لیکن جتنا وہ جانتا تھا اتنا ہی اس نے بتایا اور باقی کی باتیں خالہ سنا گئی تھیں۔ اس لیے اس موضوع کو ہم لوگ طویل نہ کر سکے لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ اس دن سے زیادہ آج درد میں شدت ہے۔ لیکن میں برداشت کرتا رہا وہ کچھ دیر بعد سو گیا تھا اور درد کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آ رہی تھی میں جاگتا ہی رہا کمرے میں زیرہ واٹ کا بلب روشن تھ پورا کمرہ مجھے دکھائی دے رہا تھا اور کمرے میں پڑی ہوئی ہر چیز بھی دکھائی دے رہی تھی میں نے محسوس کیا کہ کمرے کے دروازے کے ساتھ کوئی ہے ہلکی سی ٹھک کی آواز کے ساتھ دروازہ بجتا تھا اور یہ عمل بار بار ہو رہا تھا کوئی بلی وغیرہ بھی ہو سکتی تھی۔ رات بھر وہ کھٹکھٹ میری توجہ کا مرکز بنی رہی۔

جب آواز بند نہ ہوئی اور میری کوفت میں اضافہ ہوتا رہا تب میں اٹھا اور دروازہ کھول دیا میرے دروازہ کھولتے ہی کسی نے زمین پر چھلانگ لگائی اور میری گردن کو پکڑ لیا یہ تو اچھا ہوا تھا کہ میں نے گردن پر مرہم لگانے کے بعد رومال لپیٹ رکھا تھا وہ میری گردن سے ٹکرانے کے بعد نیچے گرا اور تیزی سے گھر سے باہر بھاگ گیا میری نظریں اس کی طرف ہی تھی وہ انسان ہی تھا تقریباً میرے ہاتھ جتنا انسان اس کا سر بھی تھا جسم بھی تھا بازو بھی تھے ٹانگیں بھی تھیں آنکھیں بھی تھیں اور رنگت بھی اس کی سفید تھی اس کے اندر ایک پھرتی تھی ایسی پھرتی جو ہم لوگوں میں کبھی بھی نہ آ سکتی تھی وہ چند لمحوں میں ہی میری نظروں سے غائب ہو گیا میں اس کے جانے کے بعد اس کے بارے میں ہی سوچتا رہا کہ وہ میرا ہی دشمن کیوں ہے اقبال کو وہ کیوں کچھ نہیں کہتا ہے صرف مجھ پر ہی حملہ کر رہا ہے یہ ایسی سوچیں تھیں جو مجھے خوف زدہ کر رہی تھیں اور میری نیند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو برباد کر رہی تھیں۔ رات ایسے ہی بیت گئی اقبال صبح اٹھا مجھے جاگتے ہوئے پایا بولا تم سوئے نہیں ہو میں نے کہا نہیں یار بس رات بھر درد میں ہی مبتلا رہا میری بات سن کر وہ پریشان سا ہو گیا اور بولا یار ایسا کوئی مسئلہ تھا تو پھر مجھے جگا لیا ہوتا کم از کم تمہارے ساتھ جاگتا تو رہتا۔

میں نے کہا نہیں یار میں نے مناسب نہ سمجھا تھا خیر رات بیت گئی ہے اپنا زخم دکھاؤ اس نے اٹھ کر میری چارپائی پر آ کر میرے قریب بیٹھتے ہوئے کہا تو میں نے گردن کے گرد لپٹا ہوا رومال اتار دیا تو وہ ڈر سا گیا بولا اف یار یوں لگ رہا ہے جیسے بہت بڑی رسولی تمہاری گردن پر نکل آئی ہو وہ بھی خون سے بھری ہوئی سرخ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا پہلی بار بھی ایسا ہی ہوا تھا لیکن پھر خود بخود ختم ہو گئی تھی اب بھی ختم ہو جائے گی پریشانی والی بات یہ زخم نہیں ہے بلکہ پریشان ہونے والی بات کچھ اور ہے۔ وہ کیا وہ میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو میں نے کہا وہ بونا رات کو پھر آیا تھا اسی طرح اس نے مجھ پر حملہ کیا تھا مجھے یوں لگ رہا ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ کرنے والا ہے میں اس کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہوں حالانکہ تم سب گھر پر موجود تھے وہ کسی کو بھی پکڑ سکتا تھا لیکن اس نے میرے علاوہ کسی کو بھی کچھ نہیں کہا ہے۔ میری بات سن کر وہ پریشان ہو گیا اور بولا یار کہتے تو تم ٹھیک ہو لیکن بھلا اس کو تم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔ یہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ میں نے اس کا کیا نقصان کیا ہے۔ خیر چھوڑو ایسی باتیں ایسا تو چلتا ہی رہتا ہے دیکھا جائے گا میں نے ہنس کر بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔ آؤ نماز پڑھ آئیں میں نے کہا تو ہم دونوں ہی اٹھ کر مسجد کی طرف چل دیئے اور نماز پڑھنے کے بعد واپس آئے تو خالہ جان نے چائے تیار کر رکھی تھی اور ناشتہ بنانے کی تیاری کر رہی تھی ہم دونوں نے چائے پی اور پھر نہانے لگے اور کام سے فارغ ہوئے تو ناشتہ تیار ہو چکا تھا جو ہم نے کیا اور پھر تیار ہو کر آفس کی طرف چل دیئے۔ آج سارا دن میں اس بونے کے بارے میں ہی سوچتا رہا تھا یہاں تک چھٹی کے بعد گھر آ کر بھی اس کے بارے میں سوچتا رہا تھا آج میں وقت آ گیا تھا اور سوچ لیا تھا کہ وقت پر ہی گھر آیا کروں گا تا کہ ایسے واقعات سے بچا رہوں۔ رات ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ وہ بونا میرے کمرے میں موجود ہے وہ میرے سامنے الماری پر بیٹھا ہوا تھا آج میں نے اس کو بہت غور سے دیکھا تھا وہ بھی مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا آج اس نے مجھ پر حملہ نہ کیا تھا۔ میری بات سنو۔ اس کی باریک سی آواز مجھے سنائی دی تو میں چونک اٹھا۔ میں منہ سے کچھ کہتا کہ وہ بول پڑا تم کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ کہاں ۔۔ کہاں یکدم میری زبان کانپ گئی۔ جہاں میں کہوں۔ اگر نہ گئے وہ تو خود ہی آ جائے گی تم کو لینے کے لیے۔ کو۔ کون۔ کون آ جائے گی ۔۔ میں نے اسی طرح ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ جس نے مجھے تمہارے پیچھے لگا رکھا ہوا ہے میں اس کا غلام ہوں وہ جو چاہتی ہے مجھ سے کام لے لیتی ہے اس نے مجھے تم کو صرف زندہ وہاں لے کر جانے کو کہا ہوا ہے اگر کہتی ساتھ موت کا بھی ذکر کر دیتی تو اب تک تم مرے ہوئے ہوتے۔ اس کی اس بات پر میں بری طرح لرزا۔ اور خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ اٹھو دیر نہ کرو۔

نہیں نہیں ۔۔ میں نے کہیں بھی نہیں جانا ہے سمجھے تم ۔۔ میں نے ہمت کی میری بات سن کر وہ بولا تمہاری مرضی ہے میرا کام تم کو آگاہ کرنا تھا سو کر دیا جانا نہ جانا تم پر تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہارے انکار سے تمہاری زندگی میں بہت بڑا کوئی خطرہ آ جائے کوئی ایسا خطرہ جس کا تم نے کبھی بھی سوچا نہ ہو۔ کئی لوگوں کو اب تک میں وہاں لے کر گیا ہوں کچھ نے تمہاری طرح انکار کیا تھا اور ان کا انجام بہت سخت ہوا تھا ان کی خون میں لت پت لاشیں ان کے بستروں پر پڑی ہوئی لوگوں نے دیکھی تھیں۔ اور میں جاننے لگا ہوں کہ جیسے اب تمہاری باری ہے اتنا کہہ کر اس نے چھلانگ لگائی اور الماری سے نیچے اتر گیا اور دروازے کی طرف بڑھا جاتے جاتے وہ رکا میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا ہے میں باہر گلی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں میرا انتظار صرف تین منٹ کا ہوگا۔ اتنا کہہ کر وہ دروازہ سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ مجھے بہت گہری سوچوں میں ڈال گیا تھا میرا پورا جسم کانپ رہا تھا اور برف کی مانند ٹھنڈا ہو گیا تھا موت مجھے اپنی

نظروں کے سامنے ناچتی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی۔ میں کوئی بھی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا میرے پاس تین منٹ تھے اور یہ تین منٹ میرے لیے بہت اہم تھے ان تین منٹوں میں بہت اہم فیصلہ کرنا تھا سو وہی کرنا پڑا جو اس کے حق میں جاتا تھا میں نے جانے کی سوچ پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا وہ مجھے گلی میں دکھائی دیا جی تو چاہا تھا کہ ایک پتھر پکڑ کر اس کا سر کچل دوں وہ مار بھی ایک پتھر کی تھا۔

ایسا نہیں سوچتے۔ وہ تیزی سے بولا اگر دوبارہ ایسا سوچا تو تمہارے لیے نقصان ہوگا اس کی یہ بات سن کر میں بری طرح اچھلا۔ کہ اس نے میرے دل کی بات بھی پڑھ لی ہے یہ کوئی عام بونا نہیں ہے مجھے اس سے محتاط رہنا ہوگا۔ ہاں تم کو مجھ سے محتاط ہونا ہوگا۔ اس نے یہ کہہ کر مجھے لرزا دیا اور پھر میں نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہ سوچا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ہم دونوں گاؤں سے باہر نکل آئے اور کچے راستے پر چلنے لگے۔ ابھی ہم گاؤں کی حدود میں ہی تھے کہ وہ اڑا اور زور سے مجھ سے ٹکرایا۔ میں اس کے اس حملے کے لیے ذرا بھی تیار نہ تھا۔ اس بار وہ میری گردن سے نہ ٹکرایا تھا بلکہ میرے سر سے ٹکرایا تھا اور ایسا ٹکرایا تھا جیسے کسی نے بہت بڑا پتھر مجھے مارا ہو امیں سر پکڑ کر رہ گیا اور اپنی آنکھوں سامنے پھیلتا ہوا اندھیرا دیکھا۔ اس کے بعد اپنے دماغ کو بوجھل محسوس کرنے لگا مجھے لگنے لگا کہ میں اپنے ہوش کھوتا جا رہا ہوں اسکے بعد مجھے کچھ بھی علم نہ تھا کہ میں کہاں ہوں جب ہوش آیا تو خود کو ایک نیم تاریک کمرے میں پایا وہاں ایک موم بتی چل رہی تھی اور یہ موم بتی کسی پتھر کے بت کے سر رکھی ہوئی تھی کمرے میں ہر طرف وحشت ہی وحشت تھی۔ دیواریں پتھروں کی بنی ہوئی تھیں میں کمرے کا جائزہ لینے لگا کمرے میں اس وقت میرے علاوہ کوئی نہ تھا میں تھا اور کمرے کا خوف تھا اس کی وحشت تھی میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور پورے کمرے کا اس جلتی ہوئی موم بتی کی روشنی میں لے رہا تھا ایک طرف کا منظر دیکھ کر میری سانسیں جہاں تھیں وہیں اٹک کر رہ گئیں۔ مجھے ایک سایہ دکھائی دیا دو چمکتی ہوئی آنکھیں دکھائی دیں جو مجھے ہی گھور رہی تھیں۔ میں اسے دیکھ کر کانپ کر رہ گیا۔ وہ مسلسل مجھے گھورتی جا رہی تھیں مجھے اس سے خوف آنے لگا تھا۔ وہ کوئی لڑکی کا ہیولہ تھا جو واضح نہ تھا ایک عکس بن کر لہرا رہا تھا لیکن اس کی وحشت بھری نظریں پوری طرح دکھائی دے رہی تھیں کمرے میں مکمل خاموشی طاری تھی سنسانیت ہی سنسانیت پھیلی ہوئی تھی۔ نہ مجھ میں کوئی بات کرنے کی ہمت ہو رہی تھی اور نہ ہی وہ کوئی بات کر رہی تھی۔

ک ۔۔ کک ۔۔ کون ہو تم۔ میں نے ہمت کی اور اس کو پکارا۔ لیکن جواب میں وہ خاموش رہی میں نے دوبارہ بولنا چاہا تھا کہ اس کا ہاتھ فضا میں لہرایا اس کا مطلب تھا کہ میں اس سے کوئی بھی سوال نہ کروں سو میں خاموش ہو گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کچھ بھی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ میں کون سی جگہ پر ہوں اور مجھے یہاں کون لے کر آیا ہے کیونکہ وہ بونا تو مجھے اٹھا کر یہاں لے کر نہ آ سکتا تھا کوئی اور ہی طاقت تھی جو مجھ کو یہاں لے کر آئی تھی وہ کون سی طاقت تھی میں جان نہ سکا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکی کا سایہ لہرانے لگا اور ساتھ ہی اس کا وجود بننے لگا اف اسے اپنے سامنے دیکھ کر میں دھنگ سا رہ گیا وہ غضب کی خوبصورت تھی ایسی حسین کہ میں نے اس سے قبل کوئی اتنا حسین چہرہ دیکھا نہ تھا۔ وہ اب لہرا نہ رہی تھی بلکہ پاؤں سے چلتی ہوئی میری طرف آئی اور میرے قریب سے گزرتے ہوئے بت کے سامنے جا کر رک گئی میری نظریں اس پر ہی جمی ہوئی تھیں میں اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لیتا جا رہا تھا وہ جو کچھ بھی کر رہی تھی میں دیکھ رہا تھا وہ بت کے سامنے جھکی ہوئی تھی کمرے میں مکمل خاموشی تھی تب اس کی آواز سنائی دی وہ بت سے مخاطب تھی۔ راج رام اس لڑکے کو میں اٹھا لائی ہوں اب یہ ہمارا قیدی ہے نہ تو یہ یہاں سے جا سکتا ہے اور نہ ہی اس غار سے باہر نکل سکتا ہے میں نے اس کے دماغ کو جکڑ رکھا ہوا ہے اب کیا حکم ہے۔ اتنا کہہ کر وہ دوبارہ خاموش ہو گئی۔ اور چند لمحات تک سناٹا چھایا رہا پھر مجھے ایک غائبی آواز سنائی دی کافی عرصہ سے میری اس پر نظر تھی لیکن اس کو ایک طاقت نے بچا رکھا تھا اچھا ہوا آج اس کی طاقت ختم ہو گئی۔ اسے بالکل راموجوگی کی طرح بنانا ہے کیونکہ جو پیدائش راموجوگی تھی وہی اس کی ہے جو جو خوبیاں اس کی پیدائش میں تھیں وہی خوبیاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس میں تم موجود ہیں اسی لیے مجھے اس کی تلاش تھی جو آج پوری ہوئی ہے۔ آواز خاموش ہوگئی کمرے میں ایک مرتبہ پھر سناٹا پھیل گیا۔ وہ ایک مرتبہ پھر بت کے سامنے جھکی اور پھر میری طرف راغب ہوئی میرے قریب سے گزرتے ہوئے وہ چند سیکنڈ کے لیے رکی میرا سر سے پاؤں تک جائزہ لیا اور پھر آگے بڑھ گئی۔ میں ان کی باتیں سن کر سب کچھ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں یہ مجھ سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں کوئی ایسا کام جو صرف میں ہی کر سکتا ہوں لیکن میں ان کے اتنی جلدی قبضہ میں نہیں آؤں گا۔ میں ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ وہ بجلی کی تیزی سے میری طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ لہرایا اور ایک زوردار تھپڑ میرے منہ پر اس کے ہاتھوں کے نشان چھوڑ گیا۔ تھپڑ اس قدر زور کا تھا کہ میرے منہ سے ایک بھیانک چیخ اس غار میں گونج گئی۔

صرف ایک بار ایسا سوچ لیا ہے اب دوبارہ ایسا کبھی بھی مت سوچنا تم کو ہم یہاں تک لا سکتے ہیں تو مار بھی سکتے ہیں۔ تیری جان بھی لے سکتے ہیں کسی کو مارنا ہمارے لیے کسی بھی طرح مشکل کام نہیں ہے اتنا کہہ کر اس نے میرے بالوں کو پکڑ کر بری طرح جھنجھوڑا اور گھسیٹ کر ایک طرف لے گئی۔ میں اس کے ہاتھ میں جیسے ایک کھلونا تھا وہ مجھے ایسے کھینچ رہی تھی جیسے میرا وزن ایک کاغذ کی مانند ہو اس نے غار کی ایک دیوار کو پھونک ماری تو دیوار پھٹ گئی اس کے پھٹتے ہی راستہ بن گیا جہاں سے وہ مجھے گھسیٹتے ہوئے لے گئی اور اٹھا کر پٹخ دیا درد سے میرے منہ سے ایک بھیانک چیخ گونجی چند لمحات تک میں درد سے بلبلاتا رہا پھر جونہی کمرے کی حالت دیکھی تو میرا دماغ شل ہونے لگا وہاں کئی ہڈیوں کے ڈھانچے موجود تھے اور کئی لاشیں بکھری پڑی ہوئی تھیں جن کی گردنیں کٹی ہوئی تھیں ان میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل تھیں ان لوگوں نے بھی انکار کیا تھا دیکھ ان کی حالت ایسی موت مارا ہوا ہے کہ ان کی لاشیں بھی ان کے لیے عبرت ناک ہوگئی ہیں۔ دیکھ لو ان لاشوں کو ان میں کل کو تیری لاش میں ہوسکتی ہے۔ تو یہ کبھی بھی مت سوچنا کہ تو ہم سے پوشیدہ ہے ہر پل ہماری نظروں کے سامنے رہتا ہے اور جو تو سوچتا ہے وہ ہم جان جاتے ہیں ہم دماغوں میں اترتے ہیں۔ بس آج میں نے اتنا کہنا تھا اب تم نے کیا کرنا ہے یہ تم پر ہے انکار کی صورت میں موت اور ہاں کی صورت میں وہی کچھ جو ہم چاہیں گے سنا تم نے اس نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔ اور میں اس کو دیکھتا ہی رہا وہ جتنی حسین تھی اتنی ہی سخت تھی وہ کون تھی پری تھی چڑیل تھی یا کوئی اور میں جان نہ سکا تھا بہر حال وہ جو بھی تھی بہت ہی ظالم تھی۔ اتنا کہہ کر وہ ابھی واپس جانے ہی لگی تھی کہ بونا آ گیا وہی بونا جو مجھے یہاں تک لے کر آیا تھا وہ بہت خوش تھا آتے ہی بولا آقا میں شکار لے آیا ہوں دوسرے کمرے میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی بات سن کر وہ بولی۔ تم بہت کام کے ہو تم پر میں بہت خوش ہوں بہت جلد تم کو ایسی طاقت دوں گی کہ تو اپنے ساتھی بونوں پر حکمرانی کرو گے۔ اور کیا کیا خبریں لائے ہو تم کو میں نے انسانی دنیا میں بھیجا تھا کہ مجھے ایسی ایسی خبریں لا کر دیا کرو جو میرے عملوں کو بڑھائے ابھی بہت سی طاقتیں مجھے اپنانی ہیں ایک خاص مقام حاصل کرنا ہے ایسا مقام جو آج تک کسی نے حاصل نہ کیا ہو۔

وہ بولا میں نے پورے شہر کا چکر لگایا ہے کوئی بھی ایسا خطرہ نہیں ہے جو آپ کے عملوں میں رکاوٹ ڈال سکے آپ اپنا کام کرتی جائیں۔ ٹھیک ہے۔ تم اب جاؤ میں بھی اپنا چلہ شروع کردوں اور ہاں اس لڑکے پر خاص کر کیونکہ اس کی سوچیں بہت غلط ہیں یہ اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھتا ہے اگر یہ سیدھے ہاتھ سے نہ مانے تو پھر دوسرا ہاتھ استعمال کردینا میری طرف سے تم کو پوری پوری اجازت ہے اتنا کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور اس کے ساتھ ہی بونا بھی کمرے سے باہر نکل گیا اور میں ایک اذیت بھری سانس بھر کر رہ گیا مجھے تو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ مجھے کہاں لے کر آئے ہوئے ہیں اور مجھ سے کیا کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے میں کوئی خاص انسان نہ تھا کہ ان کے سامنے انکار کرتا کیونکہ میں جان گیا تھا کہ میرے انکار کی شکل میں مجھے موت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملے گا اور مجھے ابھی مرنا نہیں تھا میں زندہ رہ کر ان لوگوں کے درمیان رہ کر کچھ ایسا کام کرنا چاہتا تھا جو ان کی تباہی اور میری کامیابی

بن جائے اور ایسا ہی مجھے کرنا تھا۔ میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں خود کو ان کے سامنے پیش کردوں گا جو جو یہ کہیں گے میں مانتا جاؤں گا۔

ابھی میں ایسی ہی سوچ سوچ رہا تھا کہ دوسرے کمرے میں مجھے کسی کی بھیانک چیخ سنائی دی یہ چیخ ایسی تھی کہ میرے قدم خود بخود اس کمرے کی طرف بڑھنے لگے دیوار ابھی کھلی ہوئی تھی اس کو بند نہیں کیا گیا تھا میں نے دیوار کی اوٹ سے کمرے کا منظر دیکھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے میرے سامنے ایک وہ حسینہ تھی جو مجھے اٹھا کر اس غار میں لے کر آئی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جو خون سے پوری طرح تر تھا اور نیچے ایک شہری لڑکی ذبح ہوئی پڑی تڑپ رہی تھی۔ اس کے لمبے بال اس کے اپنے خون سے سرخ ہو رہے تھے وہ بری طرح تڑپ رہی تھی اور میں اس کی حالت دیکھ کر ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گیا۔ سوائے دیکھنے کے میں کچھ بھی نہ کرسکا تھا اور کر بھی کچھ نہیں سکتا تھا کیونکہ میں خود ان کا قیدی تھا ایسا ہی حال میرا ابھی ہوسکتا تھا جس طرح یہ خون میں لت پت تھی اسی طرح میں بھی اپنے خون میں رنگا جا سکتا تھا یہ وہی لڑکی تھی جس کے بارے میں بونے نے بتایا تھا کہ وہ اس کے ایک حسین شکار لے کر آیا ہے تا کہ وہ اپنا چلہ کامیاب کرے وہ لڑکی اور بونا میری نظروں میں کھٹکنے لگے تھے میں نے فیصلہ کرلیا چاہے میری اپنی ہی موت کیوں نہ ہو جائے میں ان دونوں کو مار کر ہی دم لوں گا۔ ابھی میں ایسی باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے یوں لگا جیسے کسی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے دماغ کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہو کوئی پورے زور سے میرے سر کو دبانے لگا میرا دماغ پھٹنے لگا اور پھر مجھے کچھ بھی ہوش نہ رہا تھا کہ میں کہاں ہوں جب میری آنکھ کھلی تو یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ میں اپنے کمرے میں پڑا ہوا تھا مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ میں واپس آ گیا ہوں لیکن مجھے کون واپس لا سکتا تھا میں تو ان کا قیدی بنا ہوا تھا ابھی ایسی ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ باہر دروازے پر دستک ہوئی میں تیزی سے اٹھا اور جا کر دروازہ کھول دیا باہر اقبال کھڑا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ بولا تم یہ یکدم کہاں چلے گئے تھے پورا ایک ہفتہ ہوگیا ہے تم کو تلاش کرتے ہوئے اس کی بات سن کر میں حیرت زدہ رہ گیا کیا ایک ہفتہ ہوگیا ہے مجھے گئے ہوئے۔

ہاں یار ایک ہفتے بعد تم نظر آئے ہو مالک تیری وجہ سے پریشان ہے۔ میں نے کہا آؤ اندر تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں اتنا کہہ کر میں نے اس کو اندر آنے کے لیے راستہ دیا اور پھر اندر جا کر میں نے اسے سب کچھ جو جو میرے ساتھ بیتا تھا سب کچھ بتا دیا اور کہا مجھے نہیں معلوم کہ مجھے وہاں سے کون لے کر آیا ہے۔ میری بات سن کر وہ بولا تو اس کا مطلب ہے کہ بابا کے پاس بہت ساری طاقتیں ہیں۔ کیا مطلب کون سا بابا۔ میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا تو وہ بولا شاید مجھے اس بات کا شک گزرا تھا کہ تیرے ساتھ کوئی جناتی واقعہ ہو بیتا ہے سو میں ایک بابا کے پاس گیا اور تمام کہانی سنادی کہ ایک بونا تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور تمام کہانی سنادی تھی اس بابا نے تمام حساب کتاب لگانا شروع کردیا اور پھر بولا تم کسی بہت بڑی طاقت کے قبضے میں ہو لیکن فکرمند ہونے والی کوئی بات نہیں ہے میں اس کو اس طاقت سے چھڑالاؤں گا وہ اگر زندہ ہوا تو میں واپس لے آؤں گا ساتھ ہی اس نے ایک ہفتہ دیا تھا اور دیکھ لو کہ ایک ہفتہ بعد تم خود ہی آ گئے اقبال کی بات سن کر میں نے کہا اقبال اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے ابھی اور اسی وقت بابا کے پاس جانا ہوگا اگر ہم نے دیر کردی تو بہت برا ہو جائے گا وہاں ہر روز ایک حسین لڑکی ذبح ہوتی ہوتی ہے اس کے خون سے وہ اپنی طاقتیں اپناتی جارہی ہے اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی تو پھر سمجھ لو کہ کچھ بھی نہیں بچے گا۔ سب کچھ وہ تباہ کردے گی۔ جو بونا مجھے وہاں لے کر گیا تھا یہ اس کا جاسوس ہے اس کے لیے کام کرتا ہے انسانی خبریں اس تک پہنچاتا ہے۔ میری خبر بھی اس نے دی تھی کہ میں ایک ایسا انسان ہوں جو ان کے لیے کارآمد ثابت ہوسکتا ہوں تب ہی وہ لوگ میرے پیچھے پڑ گئے تھے اور پھر مجھے اٹھا کر لے گئے لیکن بابا کی مہربانی سے میں زندہ سلامت لوٹ آیا ہوں۔ بس ابھی ہم کو بابا کے پاس چلنا ہے اتنا کہہ کر میں اٹھا اور اقبال کو ساتھ لیا اور اس کے ساتھ چل دیا ہم دونوں گاؤں سے نکل کر شہر جا پہنچے اور پھر وہ مجھے لیے ہوئے بابا کے ڈیرے پر لے گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بابا کا ڈیرہ کچا جھونپڑا تھا مٹی کا بنا ہوا ایک کمرے کا مکان تھا شاید وہ بھی اس بابا نے خود بنایا تھا اپنے ہاتھوں سے ہم دونوں جا کر وہاں بیٹھ گئے بابا کے پاس اس وقت کوئی بھی رش نہ تھا چند ایک لوگ تھے جو جلد ہی فارغ ہو گئے اور ہم دونوں اندر چلے گئے اندر کمرے کا ماحول بہت ہی ٹھنڈا تھا ایک طرف اس نے کچا گھڑا رکھا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف ایک چٹائی بچھائی ہوئی تھی جس پر بستر بچھا ہوا تھا بس یہی کچھ وہاں اس کے کچے کمرے میں موجود تھا۔ بابا جی اقبال نے ان کے گھٹنے کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا آپ کی بات سچ ثابت ہوئی ہے میرا دوست واپس آ گیا ہے۔ یہ میرے ساتھ ہی آیا ہے اقبال نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بابا جی نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھا اور بولے لگتا ہے کہ بہت اذیت کاٹ کر آئے ہو جی بابا جی میں نے کہنا شروع کیا آپ نے بجا فرمایا ہے ایسا ہی ہوا ہے میرے ساتھ میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے کہاں لے کر گئے تھے جب ہوش آیا تو ایک غار میں موجود تھا وہ غار نہ تھی یوں کہہ لیں جیسے ہر روز وہاں انسان ذبح ہوتے ہیں۔ وہ کوئی پری ہے۔ چڑیل ہے یا کوئی بدروح ہے میں نہیں جانتا ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ جو بھی ہے انسانی دشمن ہے وہ انسانوں کی تباہی کے لیے اپنی طاقتوں کو بڑھاتی جا رہی ہے۔ مجھے انہوں نے وہاں مارنے کے لیے نہیں لے کر گئے تھے بلکہ مجھ سے بھی وہی کام لینا چاہتے تھے جو وہ خود کرتے ہیں یعنی انسانی خون مجھ سے کروانا چاہتے تھے لیکن یہ سب آپ کی طاقت کا کرشمہ ہے کہ مجھے وہاں سے اٹھا لائے ورنہ میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ نجانے اب کبھی زندہ انسانی بستی میں پہنچوں گا بھی کہ نہیں۔

میں نے اپنی تمام کہانی ان کو سنا دی انہوں نے بہت توجہ سے میری کہانی سنی اور ایک گہری سانس کھینچ کر چند لمحوں تک خاموش رہے پھر گویا ہوئے۔ بیٹا یہ دنیا کھیل تماشہ ہے یہاں جس کا جو دل چاہتا ہے وہی کرتا ہے صرف ایک وہی چڑیل نہیں اس جیسی ہزاروں چڑیلیں بدروحیں جنات یہاں تک انسان بھی ایسی ایسی طاقتوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں کہ کچھ نہ پوچھو میں بھی اسی کام میں لگا ہوا ہوں لیکن میری منزل کچھ اور ہے انسانوں کو ان کے ظلمات سے نجات دلانا ہی میری منزل ہے کسی جگہ کیا کچھ ہو رہا ہے ہم نہیں جانتے جب تک ہمیں بتایا نہیں جاتا ہے اب تم لوگوں نے اس کے بارے میں بتا دیا ہے تو اب میں اپنا علم اس کی طرف کر دوں گا اس کی طاقتوں کو دیکھوں گا اور اگر میرے بس میں ہوا تو میں اس چڑیل سے ضرور ٹکر لوں گا اور ایسی ٹکر لوں گا کہ وہ یا تو بھاگ جائے گی یا پھر ماری جائے گی اور اگر پھر وہ مجھ پر بھاری ہوئی تو ہو سکتا ہے کہ میں اس کا شکار بن جاؤں مجھے سب سے پہلے اس کی کسی کمزوری کو دیکھنا ہے اس کی کوئی کمزوری تو ہو گی ہر کسی کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے جس سے وہ مات کھا جاتا ہے۔ وہ کہاں رہتی ہے وہ غار کون سا ہے میں سب دیکھ لوں گا میرا علم اس تک مجھے پہنچا دے گا۔ بابا کی باتیں سن کر میں نے کہا بابا ایک کمزوری میں بھی جانتا ہوں ہو سکتا ہے وہ اس کی سب سے بڑی کمزوری ہو ایک چھ انچ کا بونا اس کے لیے جاسوسی کا کام کر رہا ہے وہ ہر وقت انسانوں میں رہتا ہے اور پل پل کی خبریں اسے دیتا ہے کون کیا کر رہا ہے وہ سب کو اس کو بتاتا ہے یقیناً آپ کو وہ بھی جانتا ہو۔ کیوں کہ میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اس کے لیے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے وہ اپنا کام کرتی جائے۔ میری بات سن کر بابا جی اچھلے اور بولے واہ بیٹا جی تو نے میرا مسئلہ حل کر دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس بونے کو قابو کرنا ہو گا تب میں اس کی طرف اپنے قدم اٹھاؤں اور اس کو مات دوں۔ لیکن بیٹا تیری زندگی کو اب خطرہ لاحق ہو گیا ہے کیوں کہ تو ان کے جال سے بچ نکلا ہے اور جو ایک بار ایسا کر لے تو جن بھوت اس کے دشمن بن جاتے ہیں یا تو وہ اس کو اٹھا کر لے جاتے ہیں یا اسے مار دیتے ہیں میں تمہاری حفاظت کے لیے تم کو ایک تعویذ دے دیتا ہوں اس کی حفاظت کرنا اسے اپنے سے کبھی بھی جدا نہ کرنا اگر ایسا کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ میں تم کو اس کے قہر سے نہ بچا سکوں۔

اتنا کہہ کر بابا جی نے ایک تعویذ میرے لیے تیار کرنا شروع کر دیا نجانے وہ کیا کچھ پڑھتے رہے اور ہم دونوں خاموش بیٹھے انہیں دیکھتے رہے جب وہ اپنی منزل سے باہر نکلے تو انہوں نے تعویذ میرے ہاتھ میں دے دیا اور کہا کہ اسے

اپنے گلے میں پہن لینا اور پھر اس کا کمال دیکھنا۔ میں نے بابا جی کا شکریہ ادا کیا اور پھر ہم دونوں ہی وہاں سے ان سے اجازت لے کر چل دیے۔

اب میں کافی حد تک مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ بابا نے تعویذ دے کر میری پریشانی کو ختم کر دیا تھا وہاں سے ہم دونوں فیکٹری چلے گئے وہاں جا کر سب ساتھیوں سے ملا مجھے اپنے درمیان پا کر سب نے ہی مجھ سے غائب ہونے کی بات پوچھی تو میں نے سب کو ایک نئی کہانی سنا دی لیکن مالک کو اصل کہانی سنائی میری کہانی سن کر مالک پریشان سا ہو گیا لیکن پھر بولا ٹھیک ہے ایسا ہو جاتا ہے لیکن محتاط رہا کرنا میں نے کہا ٹھیک ہے سر اس کے بعد اپنا کام شروع کر دیا اور پھر ہر روز اپنا کام کرنے لگا میرے ساتھ کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جو میرے لیے پریشانی کا سبب بنتا کئی ماہ ایسے ہی بیت گئے میں سمجھ گیا تھا کہ بابا جی ان کا خاتمہ کر دیا ہے اور اتنے ماہ گزرنے کے بعد میں اس واقعہ کو بالکل بھول گیا تھا کہ میرے ساتھ ایسا کبھی ہوا تھا یہ ایک کہانی بن کر رہ گئی تھی جو میں دوستوں کو سنایا کرتا تھا زندگی اپنے معمول پر چلنے لگی لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ میں ان لوگوں کو بھولا ہوا نہیں ہوں بلکہ وہ جاسوس میری پوری پوری نگرانی کر رہا ہے مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے میں تو بونے کو بھول ہی گیا تھا لیکن آج چار ماہ وہ مجھے دکھائی دیا رات کو میری آنکھ کھلی تو اس کو اپنے کمرے میں موجود پایا میرے کمرے میں کوئی بھی موم بتی نہ تھی میں نے کمرے میں موم بتی کو جلتے ہوئے دیکھا تو میں اچھل پڑا ماریے پسینے مجھے آنے لگے میری توجہ اسی موم بتی پر رہی موم بتی کے علاوہ مجھے وہاں کچھ بھی دیکھائی نہ دیا وہ ہلکی آنچ میں جل رہی تھی اس کی روشنی عام موم بتی سے ہٹ کر تھی سرخ روشنی نہ تھی اور نہ ہی پیلی تھی بلکہ سبز روشنی تھی جو بہت عجیب سی دکھائی دے رہی تھی کچھ دیر بعد ہی مجھے اس موم بتی کے قریب کچھ آہٹ سی ہوئی وہ بونا نجانے کہاں سے یکدم موم بتی کے پاس آ گیا تو اٹھ گیا ہے اچھا ہوا ہے چل میرے ساتھ۔ مجھے اس کی آواز سنائی دی۔ نہیں نہیں میں نہیں جاؤں گا میری زبان کانپنے لگی اور ساتھ میرا ہاتھ اپنے گلے میں جا پہنچا تو میرے دل کو ایک کرنٹ سا لگا تعویذ میرے گلے میں نہ تھا وہ کہاں گیا تھا میں کانپتے ہوئے سوچنے لگا تو مجھے یاد آیا کہ وہ صبح میں غسل خانہ میں بھول گیا تھا جلدی میں اسے پہننا یاد نہ رہا تھا۔ دیکھ انکار نہیں کرتے ہیں اٹھ چل میرے ساتھ ورنہ تو نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے اگر جان جائے تو ایک لمحہ کے لیے بھی انکار نہ کرے اس بونے کی آواز دوبارہ مجھے سنائی دی۔ نہیں نہیں میں نہیں جاؤں گا۔ میں نے ابھی اتنا کہا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر میرے دماغ سے یوں ٹکرایا جیسے کوئی نوک دار پتھر میرے سر کو لگا ہو میں اپنے ہوش کھونے لگا میری آنکھوں سامنے اندھیرا پھیلنے لگا مجھ پر نیم بے ہوشی طاری تھی میں نے اپنے گرد کسی کا سایہ محسوس کیا کھلی ہوئی آنکھوں سے میں پوری طرح اس سایہ کو دیکھ رہا تھا وہ سایہ اسی لڑکی کا تھا جس کی قید میں میں رہ کر آیا تھا اس کا لہراتا ہوا ہاتھ میری طرف بڑھا اور پھر میرا گریبان اس کے ہاتھ میں آ گیا وہ مجھے بے دردی سے کھینچتی ہوئی ایک طرف لے کر جانے لگی اور چلتی ہی رہی درد سے میں بلبلانے لگا لیکن میری آواز میرے حلق میں دب کر رہ گئی میں نے چیخنا چاہا لیکن چیخ نہ سکا وہ اسی طرح مجھے کھینچتے ہوئے لیے جا رہی تھی اس کے اس فعل سے میری نیم بے ہوشی بھی گہری بے ہوشی میں بدل گئی پھر مجھے کچھ بھی ہوش نہ رہا تھا کہ میں کہاں اور کس جگہ پر ہوں۔

جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو اسی غار میں بند پایا۔ میری نظروں سامنے وہی پتھر کا ڈراؤنا بت موجود تھا۔ وہی سب کچھ تھا وہی خوفناک چہرے وہی ماحول کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر وہی بونا میرے قریب آیا اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگا آج پہلی بار میں نے اس کو غور سے دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں مجھے ایک روشنی کی لکیر دیکھائی دی ایک ایسی چمک میں نے دیکھی جو کسی اور کی آنکھوں میں نہ تھی اسے خوفناک چمک بھی کہہ سکتے ہیں یا طلسمی چمک بھی کہہ سکتے ہیں۔ شاہد تم نے ہمارا بہت وقت ضائع کیا ہے جس کی تم کو سزا ملے گی اور ایسی سزا ملے گی کہ تم شاید زندگی بھر نہ بھول پاؤ۔ اس کی بات سن کر میں نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ دیکھو میری بات سنو میں نے تم لوگوں کا کیا نقصان کیا ہے جو تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری جان کے دشمن بنے ہوئے ہو میری بات سن کر اس نے تپتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا اور بولا۔ اس بات کا بھی تم کو معلوم پڑ جائے گا کہ تم نے کیا قصور کر رکھا ہے اور شاید ہم یہ بات بھی نہیں دیکھتے ہیں کہ کسی کا کیا قصور ہے ہم کو اپنا کام کرنا ہوتا ہے جو ہم کر رہے ہیں ہاں اب تمہارا قصور ہے کہ تم عین اس وقت یہاں سے غائب ہو گئے جب ہم تم سے کوئی کام لینے والے تھے تمہاری وجہ سے ہمارا سارا کام خراب ہو گیا ہم کو اس کام کو دوبارہ مکمل کرنے کے پورے چار ماہ دوبارہ محنت کرنا پڑی اور اس کی سزا اب تم کو ملے گی۔

اتنا کہہ کر اس نے ایک چھلانگ لگائی اور دوسرے ہی لمحے وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا اس کے جاتے ہی غار میں جیسے زلزلہ آ گیا ہو پوری غار بری طرح ہلنے لگی وہ بت ایسے جھولنے لگا جیسے ابھی میرے اوپر گر جائے گا میں نے اپنے آپ کو کھینچتے ہوئے اس سے کافی دور کر لیا۔ یہ کوئی زلزلہ تھا یا پھر کچھ اور چیز تھی ابھی تک ہر چیز کانپ رہی تھی اور دوسرے کمرے سے مجھے کسی کی چیخوں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں یہ چیخیں نسوانی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں نے اپنے شکار کا انتظام کر رکھا تھا جن کو انہوں نے ذبح کرنا تھا۔ زلزلہ دھیرے دھیرے مدہم پڑنے لگا اور جونہی وہ رکا تو مجھے غار میں ایک لہراتا ہوا سایہ دکھائی دیا سفید سایہ میں اسے دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہ وہ چڑیل ہے جو مجھے کھینچ کر یہاں لائی ہے وہ کافی دیر تک وہاں پر لہراتا رہا۔ اور پھر اس چڑیل نے اپنا وجود تخلیق کرنا شروع کر دیا میری نظریں اس کی طرف ہی تھیں میں گھور گھور کر اسے دیکھ رہا تھا اور میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے بہت بڑا بدلہ لے گی اور ایسا ہی ہوا اپنا وجود تخلیق کرنے کے بعد ہی اس نے میرے بالوں سے پکڑ لیا اور زور سے کھینچتے ہوئے زور سے دیوار سے پٹخ دیا ایک بھیانک چیخ میرے حلق سے نکلی اور میری چیخیں گونجتی ہی رہیں وہ بار بار اٹھا اٹھا کر مجھے زمین پر پٹخ رہی تھی مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے جسم کی کئی ہڈیاں پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں لیکن وہ رکی نہ تھی اپنا کام کرتی جا رہی تھی میری چیخوں سے غار گونج رہی تھی کئی بار اس نے ایسا کیا اس کے بعد وہ بت کے سامنے کھڑی ہو گئی میرا جسم لہولہان ہو گیا جہاں بھی ہاتھ درد کی شدید ٹیسیں اٹھتیں مجھ پر نیم بے ہوشی امڈ آئی تھی اس نیم بے ہوشی میں میں نے اس کو بڑبڑاتے ہوئے سنا وہ میرے بارے میں ہی کہہ رہی تھی آقا مجھے اس کی زندگی نہیں چاہیے میں اس کی بلی دینا چاہتی ہوں اس کی زندگی میرے لیے اذیت بن گئی ہے تم نے منع کیا تھا ورنہ میں کب کی اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتی میں چاہتی ہوں کہ اس کی بلی دے کر اپنی طاقت کو زیادہ کروں اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی جبکہ میں کانپ کر رہ گیا مجھے اپنی موت دکھائی دینے لگی اگر اس بت نے اس کو اجازت دے دی تو پھر۔۔۔ اف خدایا آگے کا منظر میرے تصور میں گھوم گیا مجھے ذبح ہوتی ہوئی وہ لڑکی یاد آ گئی جس کی گردن اس نے تیز چھری سے کاٹی تھی ویسا ہی حال میرا ہونے والا تھا۔

میں درد میں ڈوبا ہوا خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھتا جا رہا تھا کہ نجانے میرے لیے وہ بت کیا حکم کرتا ہے اور پھر کچھ ہی دیر بعد غار میں ایک آواز ابھری جو کافی دیر تک وہاں گونجتی رہی نہیں ماروتی ہم ابھی کی بلی قبول نہیں کر سکتے ہیں تم اس کے دماغ کو واش کر دو اس جیسا اس کا دماغ بنا دو جیسا تمہارا ہے اس کو انسانوں کے اتنا خلاف کر دو کہ یہ انسان کو دیکھتے ہی اس کے خون کا پیاسا کر دو ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ انسان تمہارے لیے بہت اہم ثابت ہوگا بس جو ہم نے کہہ دیا ہے ایسا ہی کرنا اس کے بعد دیکھتے جانا کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے کیسا کیا ہے ٹھیک ہے دیو آقا میں ایسا ہی کروں گی اس کا دماغ واش کرتی ہوں چاہے اس کے لیے مجھے اس کے سر سے دماغ کو نکالنا ہی کیوں نہ پڑے اتنا کہہ کر اس نے بت کے سامنے اپنا ماتھا ٹیکا اور پھر میری طرف بڑھی۔ اس کی سفید آنکھوں میں وہی سحرانہ کشش موجود تھی ایک وحشت اس پر سوار تھی میرے قریب پہنچتے ہی اس کے ہاتھ میرے بالوں کی طرف بڑھنے لگے میں نے ہمت کر کے اس کے ہاتھوں کو پکڑنا چاہا لیکن میرا ہاتھ اس کے جسم سے گزر گیا اف وہ تو دھواں کا ایک وجود تھی جس کو چھونا تو دور کی بات تھی ہاتھ لگانا بھی مشکل تھا میں نے سوچ رکھا تھا کہ میں اس کے بالوں سے پکڑ کر اس کے کچھ بال اپنے قبضے میں لے لوں گا اور اس کو اپنا غلام بنا لوں گا کیونکہ

میں نے لوگوں کے زبانی بھی سنا ہوا تھا اور کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ کسی چڑیل کو اپنا غلام بنانا ہو تو اس کے بالوں کو پکڑ لو اور بال اپنے قبضہ میں کر لو تب جا کر تم اس سے اپنا ہر کام نکلوا سکتے ہو لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا میری رہی سہی امید بھی دم توڑ گئی۔ لیکن دور بہت دور سے ایک سوچ میرے دماغ سے ٹکرائی۔ ایک ایسا ورد میرے دماغ میں گھومنے لگا جو کچھ سال پہلے میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا میں اس ورد کو اپنے دماغ میں دہرانے لگا وہ اتنا لمبا چوڑا ورد نہ تھا چھوٹا سا تھا لیکن اس کے بارے میں بہت کچھ لکھا تھا کہ جو بھی اس ورد کا چلہ کرے گا وہ جنات کے شر سے نہ محفوظ رہے گا بلکہ ان پر قبضہ بھی کر سکتا ہے میں اس ورد کو ذہن پر لانے لگا لیکن شاید میں اس کو بھول گیا تھا کچھ بھی یاد نہ آ رہا تھا۔ وہ چڑیل مجھ پر جھکی اور میرے بالوں سے کھینچتے ہوئے مجھے ایک طرف لے گئی اور جاتے ہی مجھے ایک جگہ الٹا لٹکا دیا اور ساتھ ہی اس نے بونے کو آواز دی وہ تیزی سے بھاگتا ہوا آیا۔

جی آقا کیا حکم ہے اس کی باریک سی آواز سنائی دی تم اس کے دماغ میں گھس میں جاؤ اور اس کو اس وقت تک مت چھوڑنا جب تک یہ اپنے آپ کو میرے ماتحت نہ کر دے۔ جی جیسے آپ کا حکم اس نے اپنی باریک سی آواز میں کہا تو وہ چڑیل کمرے سے باہر نکل گئی اس کے باہر جاتے ہیں بونا مجھ پر سوار ہو گیا میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن بڑھنے لگے تھے جتنی انگلیاں اتنے ہی بڑھے اسکے ناخن ہو گئی تو اس نے پھرتی کے ساتھ میرے سر پر اپنے ناخن مارنے شروع کر دیئے درد سے میں کانپ سا گیا لیکن وہ اپنے کام میں لگا میرے سر سے خون بہنے لگا۔ بہت بے دردی سے وہ میرے سر پر اپنے تیز ناخنوں سے خراشیں کرتا جا رہا تھا میں اسکے ہاتھوں میں چیخ و پکار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں درد سے نڈھال ہو گیا لیکن وہ ابھی تک رکا نہ تھا میں چیخ ہی پڑا جو تم لوگ چاہتے ہو میں کہوں گا بس مجھے اس اذیت سے چھٹکارا دے دو میرے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اس نے میرے سر پر ناخن مارنا چھوڑ دیا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا میں نے بند ہوتی آنکھوں سے نیچے کی طرف دیکھا تو فرش میرے خون سے سرخ ہو رہا تھا میرے سر سے خون کے قطرے ایک قطار کی شکل میں بہہ رہے تھے اس کے بعد ایک مرتبہ پھر میں اپنے ہوش کھو بیٹھا جب ہوش آیا تو اس خوبصورت چڑیل کو اپنے قریب پایا وہ میری طرف ہی دیکھ رہی تھی اس کی سفید آنکھوں میں مجھے وہی طلسم دکھائی دیا۔ چل اٹھ یہ لے شربت پی لے۔ اس نے سرخ مشروب کا گلاس میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا میں نے اپنے بے جان وجود کو حرکت دی اور کوشش کر کے اٹھ کر بیٹھ گیا اس لمحہ میں پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہا تھا میں نے اس کے ہاتھ سے مشروب کا گلاس پکڑا اور اپنے منہ کو لگا لیا اور پھر دوسرے ہی لمحے پورا گلاس میں نے اپنے حلق میں اتار لیا ابھی میری پیاس نہیں بجھی ہے میں نے گلاس اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا تو وہ بولی ہاں جانتی ہوں کہ بہت پیاسے ہو اتنا کہہ کر اس نے ایک اور گلاس میرے لیے تیار کیا اور میں نے وہ بھی پی لیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ ابھی میری پیاس بجھی نہیں ہے اس نے ایک گلاس اور دیا اور بولی اب اس کے بعد تم کو یہ مشروب کل ملے گا اتنا کہہ کر اس نے ایک اور مشروب کا گلاس مجھے پلا دیا تیسری بار مشروب پیتے ہی میری پیاس بجھ گئی اور میں پرسکون ہو گیا میں نے محسوس کیا کہ وہ اتنی سخت نہیں ہے اگر میں پیار سے اس کے ساتھ چلوں تو وہ مجھ پر ظلم نہیں کرے گی مجھے اس کی اذیت سے بچنے کے لیے اس سے ہنس کر اس کی مان کر چلنا ہوگا بس میں نے یہ فیصلہ کر لیا اور پرسکون ہو گیا کچھ ہی دیر بعد میں نیند کی گہری تاریکیوں میں ڈوبنے لگا کب تک سویا رہا مجھے کچھ ہوش نہیں جب اٹھا تو میرے جسم کے درد کافی حد تک کم ہو گئے تھے میں نے غار کی طرف دیکھا تو مجھے ایک کمرے سے نکلتی ہوئی دکھائی دی اس کے دانت خون سے سرخ ہو رہے تھے اس کے گالوں پر بھی خون جما ہوا تھا وہ میرے قریب سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ گئی مجھے اس وقت پھر پیاس کی شدت ہونے لگی میں نے اس کو پکارا ماروتی میری بات سنو میرے منہ سے اپنا نام سن کر وہ رک گئی اور پلٹ کر میری طرف دیکھا۔ اور الٹے قدموں میری طرف آئی مجھے پیاس کی شدت محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے ابھی اتنا کہا تھا کہ وہ تیزی سے کمرے کی طرف گئی اور جلد ہی ایک جگ مشروب کا لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئی اور بولی لو سارا پی لو پیاس ختم ہو جائے گی میں نے جگ کو منہ سے لگالیا اور کسی اونٹ کی طرح اسے پینے لگا اور پیتا ہی چلا گیا پورا جگ میں نے ختم کرلیا اور پرسکون ہوتا چلا گیا اس مشروب کا کوئی بھی ذائقہ نہ تھا لیکن دل کو بہت سکون دیتا تھا وہ نہ صرف میرے جسم پر لگی ہوئی چوٹوں کو ٹھیک کرتا تھا بلکہ میرے جسم کو بھی تقویت پہنچاتا تھا میرے لیے وہ مشروب ایک دوائی کی حیثیت رکھتا تھا چند ہی دنوں میں میں صحت مند ہو گیا اور ان چند دنوں میں کسی نے مجھے کوئی اذیت نہ دی میں اذیت لینا بھی نہ چاہتا تھا اور میں محسوس کرنے لگا تھا کہ یہاں کا ماحول مجھے راس آنے لگا تھا یہاں ہونے والے قتل بھی اب مجھے ٹینشن نہ دیتے تھے نہ ہی میں ان کے بارے میں اتنا سوچتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہاں ایسا چلتا آرہا ہے اور چلتا رہے گا میرے منع کرنے سے ان لوگوں نے رک نہیں جانا تھا پھر میں کیوں ان کو اپنا دشمن بناتا بس دیکھتا رہتا تھا اور پھر سرد آہ بھر کر رہ جاتا تھا۔

یہ اس دن کی بات ہے جب میرے دل میں عجیب سی کیفیت محسوس ہونے لگی یکدم میری بھوک بڑھنے لگی مجھے یوں لگنے لگا کہ اگر مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا تو میں مر جاؤں گا یہ حالت آج میری پہلی بار ہوئی تھی میرے اندر بے تابی بڑھنے لگی میں ہر چیز کو بغور دیکھنے لگا لیکن کچھ بھی مجھے کھانے کو نہ ملا میرے علاوہ کمرے میں کوئی بھی موجود نہ تھا جو مجھے کھانے کو کچھ لاکر دیتا جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا میری حالت بگڑتی جارہی تھی اور میری حالت ایسی ہوگئی تھی کہ جی چاہنے لگا تھا کہ کوئی بھی مجھے مل جائے میں بس اس کو کھا جاؤں جب کچھ بھی نہ ملا تو میں ٹوٹی ہوئی دیوار کے اس طرف چلا گیا جہاں ہڈیوں کے ڈھانچے موجود تھے میں نے ان ڈھانچوں کو غور سے دیکھا تو ان میں سے مجھے ایک لڑکی کا جسم دکھائی دیا جو دیکھنے میں بہت ہی حسین تھی اس کی گردن کٹی ہوئی تھی اور اس کے چہرے اور گردن پر خون جما ہوا تھا اور کپڑے بھی خون سے بھیگے ہوئے تھے اسے دیکھتے ہی میں اس کی طرف بڑھنے لگا میں محسوس کررہا تھا کہ میرے اندر کوئی ایسی چیز موجود ہے جو مجھے اس لڑکی کی طرف لے جارہی ہو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا میں اس تک جا پہنچا اس کی لاش کے پاس جاکر بیٹھ گیا میں نے اس کا بازو پکڑ کر اس کو ہلایا وہ مری ہوئی تھی اس کے جسم میں کوئی بھی سانس باقی نہ تھی میں نے اس کا ہاتھ میں پکڑا ہوا بازو اپنے دانتوں کو لگالیا اور دوسرے ہی لمحے اس کے بازو کا گوشت کھینچ کر دانتوں میں چبانے لگا یہ سب کرنا مجھے ذرا بھی اچھا نہ لگا تھا لیکن اس وقت ایسا کرنا میری مجبوری بن گیا تھا مجھے کچھ کھانا تھا بس اپنے پیٹ کی بھوک کو ختم کرنا تھا جو میں کرنے لگا تھا اس کا پورا بازو میں نے ہضم کرلیا۔ لیکن میری بھوک ابھی بھی ختم نہ ہوئی تھی میں نے اس کا دوسرا بازو بھی کھالیا تب دل کو کچھ سکون ملا تھا اس کے گوشت مین نجانے کیسا نشہ تھا کہ مجھ پر غنودگی چھانے لگی میں سوتا چلا گیا کب تک میں سویا رہا تھا مجھے یاد نہیں ہے لیکن اتنا جانتا تھا کہ اب مجھے کوئی بھی کچھ نہیں کہتا تھا نہ بونا نہ ہی وہ خوبصورت چڑیل مجھے آزادی مل گئی تھی ایسی آزادی کہ میں اب غار سے باہر بھی نکلنے لگا تھا میں غار سے باہر نکل کر باہر کا ماحول دیکھا تو ہر طرف ہریالی تھی یہ سبز پہاڑ تھے اور بہت ہی خوبصورت دکھائی دے رہے تھے ایک جگہ مجھے وہ کھڑی نظر آئی میں چلتے ہوئے اسکے پاس چلا گیا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو وہ کھاتی جارہی تھی۔

ماورتی میں نے اس کو آواز دی تو میری آواز سن کر اس نے میری طرف دیکھا اور بولی آؤ شاہد آؤ میں نے محسوس کیا کہ اس کا موڈ کافی خوشگوار ہے میں اس کے قریب چلا گیا اور دیکھا تو اس کے ہاتھ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس کا آدھا حصہ اُدھڑا ہوا تھا وہ شاید اس کو کھا چکی تھی لو کھاؤ۔ اس نے اس کی چھوٹی سی ٹانگ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو میں نے پکڑ لی اور کھانے لگا بولی شاہد میں سمجھ رہی تھی کہ تم کو سدھارنے میں مجھے کئی سال لگ جائیں گے لیکن تم نے بہت جلد خود کو میری سوچوں میں ڈھال لیا ہے مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے اس کی بات سن کر میں مسکرا دیا اور کہا ہاں شاید تم نے ٹھیک کہا ہے لیکن میں نے خود کو تمہاری اذیت سے بچنے کے لیے ایسا کچھ کیا ہے مجھے کیا معلوم تھا کہ میں ان چیزوں کا عادی ہو جاؤں گا اب انسانی گوشت میری زبان کو لگ گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ میں اس کے بغیر اب جی نہ پاؤں گا میری بھوک عجیب

قسم کی ہوتی ہے بھونی ہوئی یا پکی ہوئی کوئی بھی چیز کی خواہش نہیں ہوتی ہے بس کچا گوشت کھانے کی تمنا ہوتی ہے اور وہ مشروب جو تم مجھے پلاتی تھی اس کی خواہش ہوتی ہے میں نے اس مشروب کا راز جان لیا ہے دو دن پہلے میری پیاس بڑھی تھی میں نے پورے غار میں وہ مشروب تلاش کیا لیکن مجھے کہیں بھی نہ ملا ادھر میری پیاس نے شدت اس قدر اختیار کر دی کہ میں پاگل ہونے لگا تب میں نے تمہارے ایک شکار کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کو خون پینے لگا تب میں جان گیا تھا کہ تم مجھے جو مشروب پلاتی تھی اس کا ذائقہ اور اس لڑکی کے خون کا ذائقہ ایک جیسا ہے میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی بالکل ٹھیک پہنچا نا تم نے میں تم کو مشروب نہیں خون پلایا کرتی تھی میں تم کو اسی رنگ میں رنگنا چاہتی تھی جو دیوآقا نے مجھے کہا تھا اس نے تمہاری بلی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا تھا کہ تم وہ کچھ کرو جو ہم چاہتے ہیں ہم بہت جلد تم کو انسانی دنیا میں بھیجیں گے اور تم وہاں رہ کر ہمارے لیے کام کرو گے۔

ماروتی نے مجھے تمام پلاننگ بتا دی کہ وہ مجھ سے یہ کچھ چاہتی ہے اور میں خود بھی محسوس کرنے لگا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی تھی بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی کیونکہ میری نہ صرف جسمانی کیفیت بدل گئی تھی بلکہ چہرے کی کیفیت بھی بدل گئی تھی میں اپنے آپ کو شہ زور انسان سمجھنے لگا تھا اور تھا بھی ایسا میں وہ شاہد نہ رہا تھا جو ڈرپوک ہوا کرتا تھا بلکہ میرے اندر ایسی تبدیلی آگئی تھی جو میرے جسم کو نکھارتی جارہی تھی یہ سب انسانی خون پینے اور انسانی گوشت کھانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ اپنی اس تبدیلی سے میں خود بھی حیران تھا کہ میرے اندر ایسی کون سی چیز آگئی ہے جس نے میرے جسم کو سڈول بنا دیا ہے میرا جسم بھاری ہو گیا تھا ایک ایسی طاقت کو میں اندر محسوس کرنے لگا تھا جو اس سے قبل کبھی بھی محسوس نہ کی تھی میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا اپنے جسم کو دیکھ رہا تھا مجھے کئی کہانیاں یاد آنے لگیں ایسی کہانیاں جو ڈریکولا کی تھیں جو انسانی خون پیتے تھے آج بالکل میں بھی ان جیسا ہو گیا تھا انسانی خون میری رگوں کو بھی لگ چکا تھا اور میں محسوس کرنے لگا تھا کہ اگر انسانی خون مجھے پینے کو نہ ملا تو میں کچھ بھی کرسکتا ہوں میری کیفیت بدلنے لگی میرے اندر کا درندہ انسانی خون کے لیے مجھے بے بس کرنے لگا میں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی بھی مجھے دکھائی نہ دیا اس وقت غار میں اکیلا ہی تھا کوئی بھی میرے پاس موجود نہ تھا میری رگیں پھولنے لگیں میں اٹھ کھڑا ہوا اور چلتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا جہاں انسانی ڈھانچے موجود تھے میں حسرت بھری نظروں سے ان ڈھانچوں کو دیکھنے لگا لیکن ان میں کوئی بھی مجھے پورا انسان دکھائی نہ دیا سب ہی ڈھانچے تھے اور ان کی ہڈیاں تھیں میں جیسے پاگل ہونے لگا ہڈیوں کو اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر پھینکنے لگا میرے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں یوں جیسے میں انسان ہوں کوئی درندہ ہوں جو گوشت نہ ملنے کی وجہ سے بری طرح تڑپ رہا ہو میری حالت غیر ہونے لگی تو میں نے اپنے بازو کو کاٹ دیا اور اپنا خون پینے لگا اور پیتا ہی چلا گیا۔ لیکن میری پیاس بڑھتی جارہی تھی اس میں کمی نہ ہوئی تھی میں چاہتا تھا کہ مجھے کم از کم ایک بالٹی خون کی مل جائے تاکہ میری پیاس بجھ جائے میں پاگلوں کی طرح غار سے باہر نکل آیا اور ادھر ادھر گھومنے لگا ایک جگہ مجھے کوئی سایہ دیکھائی دیا میں اس کی طرف چلنے لگا وہ ماورتی تھی جس نے مجھے آتے ہوئے دیکھ لیا اس کی گہری نظریں میرے چہرے پر جم گئی وہ میری کیفیت جان گئی تھی کہ میں کیا چاہتا ہوں میں اس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے بھوکا شیر اپنے شکار کو دیکھتا ہے وہ میری یہ حالت دیکھ کر مسکرا دی لیکن اس نے زبان سے کچھ بھی نہ کہا بس مجھے دیکھتی چلی گئی میرا جی چاہ رہا تھا کہ میں اس پر جھپٹ کر اس کو پکڑ لوں اور اس کا تمام خون پی جاؤں اور پھر میں نے ایسا ہی کیا میں ایک چھلانگ لگا کر اس پر جھپٹا میں نے اس کو پکڑنا چاہا لیکن اس کے دھواں نما جسم سے گزرتے ہوئے ایک طرف جا گرا۔

وہ کھلکھلا کر ہنس دی میں بار بار اس پر حملے کررہا تھا لیکن ہر بار ہی میں اس کے جسم سے گزر جاتا اور کبھی ادھر کبھی ادھر گر پڑتا۔ کافی دیر تک ایسا ہی چلتا رہا میری رگیں پھولتی جارہی تھیں وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی تب وہ بولی۔ آؤ میرے ساتھ اتنا کہہ کر وہ مجھے ایک طرف لے گئی کچھ دور جانے کے بعد وہ مجھے ایک ایسے کمرے میں لے گئی جو اس سے پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے نہیں دیکھا تھا وہاں کا منظر دیکھ کر ہی خوشی سے میری آنکھیں پھیلنے لگی وہاں ایک حسینہ رسیوں میں جکڑی ہوئی تھی مجھے دیکھتے ہی وہ رحم طلب نظروں سے مجھے دیکھنے لگی لیکن وہ کیا جانے کہ مجھ پر اس وقت وحشت سوار تھی میری حالت دیکھ کر وہ رو دی اور بولی۔

پلیز خدا کے لیے مجھے میرے گھر لے چلو یہ چڑیل مجھے میرے گھر سے اٹھا کر یہاں لے آئی ہے پلیز میری مدد کرو مجھے یہاں سے بہت خوف آ رہا ہے ایک ایک لمحہ اذیت میں بیت رہا ہے اس کی باتیں سن کر میں نے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور دھیرے دھیرے اس کے قریب ہونے لگا مجھے عجیب سے انداز سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر وہ کانپ گئی اور بولی دیکھو مجھے چھونا مت ورنہ میں کچھ بھی کر لوں گی وہ رسیوں میں جکڑی ہوئی کانپتی ہوئی آواز میں بولتی چلی گئی لیکن مجھے اس کی منت وسماجت کا ذرا بھی اثر نہ ہوا میں وحشیوں کی طرح اس پر جھپٹا اور پھر دوسرے ہی لمحے اس کی شہ رگ میں نے اپنے دانتوں سے کاٹ دی وہ ایک بھیانک چیخ کے ساتھ تڑپی اور پھر کوئی بھی احتجاج نہ کیا اس کی گردن ایک طرف لڑھک گئی میں نے اپنے دانت اس کی شہ رگ میں رکھ دیئے اور اس کا خون پینے لگا ماورتی یہ سب دیکھتی رہی پھر ایک طرف کو چل دی اور میں اس حسینہ کا گوشت کھینچ کھینچ کر کھانے لگا وہ مر چکی تھی زندگی کی بھیک وہ مجھ سے مانگتی رہی تھی لیکن اس کو میں زندگی کیسے دیتا میں تو اس کے خون کا پیاسا تھا وہ میری خوراک تھی میں نے جی بھر کر اس کا گوشت کھایا اور پھر جب میرا پیٹ بھر گیا تب میں نے اس کا باقی بچ جانے والا جسم ایک طرف پھینک دیا اور ایک خوشگوار سانس لی اور کمرے سے باہر نکل گیا اب میری پیاس بجھ گئی تھی میری بھوک مٹ گئی تھی میں چلتا ہوا ماورتی کی طرف جانے لگا جو ایک جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔ میں چلتا ہوا اس کے پاس جا پہنچا اس نے مجھے دیکھ لیا۔

شاہد وہ بولی۔ میں نے تم کو تیار کر دیا ہے تمہارے اندر ایسی طاقتوں کو میں نے ڈال دیا ہے جو تمہارے لیے بہت کام کرنے والی ہیں لیکن پھر بھی محتاط رہ کر تمام کام کرنے ہوں گے بونا کو میں تمہاری نگرانی میں رکھوں گی اگر کوئی ایسی بات ہو گئی تو یہ سب سنبھال لے گا یہ چھ انچ کا انسان کوئی معمولی انسان نہیں ہے بڑے بڑوں کو مات دے سکتا ہے آج رات کو تم انسانی دنیا میں جاؤ گے اور ایک حسینہ کو لے کر آؤ گے بالکل ایسی حسینہ کو جس کا تم نے خون پیا ہے اور گوشت کھایا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ آج تمہارا امتحان ہے اگر تم پورے اترے تو پھر کامیابی تمہاری منزل بن جائے گی۔ ماورتی کی بات سن کر میں نے ایک سرد سی آہ بھری اور کہا۔ تم فکر نہ کرو میں ناکام نہیں لوٹوں گا جو کام تم میرے سپرد کر رہی ہو وہ کام میں پورا کر کے آؤں گا میں خود کو آج بہت پرسکون محسوس کر رہا ہوں اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے اگر تم مجھے آج انسانی خون پینے کو نہ دیتی تو شاید میں اپنے جسم کو ہی کھا جاتا لیکن ایک بات بتاؤ کہ یہاں سے انسانی دینا بہت دور ہے میں کیسے جا سکوں گا وہ بولی یہ کام ہمارا ہے اس بات کی تم ذرا بھی ٹینشن نہ لو ہمارے پاس ایسے کئی علم موجود ہیں جو تم کو ہوا کی سی تیزی سے یہاں سے دور بہت دور لے جا سکتے ہیں جیسے ہم لوگ جاتے ہیں ویسے ہی تم بھی جاؤ گے بس رات ہونے دو اس کے بعد تم جانے کی تیاری کرنا یہ کام ایک امتحان ہیں تمہارا اصل کام ہم تم کو بعد میں بتائیں گے کیونکہ وہ کام کوئی انسان ہی کر سکتا ہے اور تم کو یہاں لانے کا مقصد بھی ہمارا وہ کام ہے جو ہم میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا صرف تم کر سکتے ہو میں اس کی بات سن کر حیران رہ گیا اور کہا مجھے بتا دیں کہ وہ کون سا کام ہے جو تم لوگ مجھ سے لینا چاہتے ہو تا کہ میں اپنے آپ کو اس کام کے لیے تیار کر لوں میری بات سن کر وہ بولی نہیں شاہد ابھی مجھے وہ کام بتانے کا حکم نہیں ملا ہے جونہی حکم ملے گا میں تم کو فوری کہہ دوں گی ہاں اتنا جان لو کہ تم کو ہم نے ایسے ایسے لوگوں کے پاس بھیجنا ہے جو ہماری راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں لیکن ابھی صرف تم نے کسی حسینہ کو یہاں لانے کا کام کرنا ہے بس اس کے بعد تمہاری ڈیوٹی بدل دی جائے گی۔ اس کی باتیں سن کر میں چپ ہو گیا۔

وہ پورا دن میں اس کے ساتھ رہا میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ میں دلچسپی لے رہی ہے کیونکہ میں جدھر بھی جاتا تھا اس

کی نظریں میرے اوپر ہوتی تھیں یہ اس کی دلچسپی تھی یا پھر نگرانی میں ابھی کچھ سمجھ نہ سکا تھا لیکن میں اتنا جانتا تھا کہ وہ مجھے اچھی لگنے لگی میں نے آج بہت غور سے اسے دیکھا تھا وہ بہت ہی حسین تھی ایسی حسینہ میں نے زندگی میں اس سے قبل نہ دیکھی تھی گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند اس کا جسم نرم ملائم تھا اور دودھ کی مانند سفید رنگت تھی میں یہی چاہ رہا تھا کہ وہ میرے ساتھ ساتھ رہے اور میں اس سے باتیں کرتا جاؤں۔

ماورتی۔ میں نے اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ تم سے میں بہت ڈرا کرتا تھا تمہیں دیکھتے ہی میری سانسیں بند ہونے لگتی تھی بہت بڑی اذیت دیا کرتی تھی تم مجھے میری بات سن کر اس کے چہرے کی رنگت بدلنے لگی غصہ سے وہ کانپنے لگی اس کی ایسی حالت دیکھ کر میں کانپ سا گیا اور وہ غصہ سے بولی ہاں میں نے ایسا ہی کیا جو میں چاہتی تھی اور میں ایسا کرنا چاہتی تھی کیونکہ میں چاہتی تھی کہ میں تم کو اپنے رنگ میں رنگ لوں تم کو انسان سے ایک درندہ بناؤں تا کہ تم سے اپنا کام لے سکوں لیکن تم کسی بھی طرح میرے قابو میں آنے کو تیار نہ تھے تمہارے اندر انسانوں کے لیے بہت زیادہ محبت تھی اور میں نہیں چاہتی تھی کہ تم انسانوں سے پیار کرو میں چاہتی تھی کہ جس طرح ہم لوگ انسانوں سے نفرت کرتے ہیں تم بھی ایسا ہی کرو جب میں نے دیکھا کہ تم کسی بھی طرح میرے قابو میں نہیں آ رہے ہو تب میں نے تمہارے اندر پیاس کو بڑھا دیا اور اس میں ایسی شدت ڈال دی کہ میں تم کو جو بھی دوں تم پی لو اور میں کامیاب ہو گئی تم کو انسانی خون پلانے لگی اور پھر میں محسوس کرنے لگی کہ جیسے تم کو انسانی خون کی اب طلب بڑھنے لگی ہے کیونکہ تم نے انسانی خون پینے سے نہ تو کراہت محسوس کی تھی اور نہ ہی پینے سے انکار کیا تھا بس پھر میں نے محسوس کر لیا کہ تم اب میرے رنگ میں رنگتے جا رہے ہو لیکن ابھی تم کو انسانی گوشت کھلانا باقی تھا اس کے لیے تمہارے اندر بھوک کو ڈالنا تھا جو میں نے ڈال دیا اور تم خود ہی انسانی گوشت کھانے لگے۔

اس کی بات سن کر میں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا ہاں واقعی اگر مجھے کچھ پینے کو نہ ملتا تو ہو سکتا تھا کہ میں اپنے جسم کو کاٹ کر اس میں سے نکلنے والے خون کو پی کر اپنی پیاس بجھاتا اور کئی بار میں نے ایسا کیا بھی تھا لیکن میرا خون میری پیاس بجھانے کے لیے ناکافی تھا میں چاہتا تھا کہ مجھے اتنا پانی یا جو کچھ بھی ہو مل جائے کہ میری پیاسی رگیں تر ہو جائیں ہم ایسی ہی باتیں کرتے رہے۔ اب مجھے رات کے ہونے کا انتظار تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ انسانی دنیا میں جا کر کسی حسینہ کو اٹھا کر لاؤں اور اس کا نہ صرف گوشت کھاؤں بلکہ اس کا خون بھی پیئوں۔ بس اب میرے دل میں ایسی ہی بات تھی اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا میں جانتا تھا کہ میرے اندر ابھی بھی انسان موجود تھا میں پوری طرح درندہ نہ بنا تھا مجھے ہر کسی کی پہچان تھی میری سوچ انسانوں جیسی تھی لیکن کھانے پینے کا طریقہ بدل گیا تھا مجھے پھل فروٹ اچھا نہ لگتا تھا اور نہ ہی ایسی کوئی بھی چیز مجھے کچا گوشت اچھا لگتا تھا اور میں چاہتا تھا کہ مجھے ایسی ہی خوراک دی جائے تا کہ میرے دل کو تسکین مل جائے بس آج میں ایسی ہی باتیں سوچتا رہا اور رات ہو گئی ہر طرف اندھیرا پھیل گیا میں غار سے باہر نکل گیا ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اس کے بعد ایک طرف چلنے لگا کہ یکدم مجھے کسی کی آواز سنائی دی یہ آواز ماورتی کی تھی وہ ایک طرف کھڑی مجھے ہی دیکھ رہی تھی شاہد اس کے بولنے کا انداز دھیما تھا میرے پاس آؤ اس نے کہا تو میں اس کی طرف چل دیا اور قریب پہنچ کر میں نے اس کو گہری نظروں سے دیکھا اس کی آنکھوں میں مجھے ویسی ہی طلسمی کشش دکھائی دی سفید آنکھیں کسی بلی کی مانند چمک رہی تھیں بولی انسانی بستی یہاں سے بہت دور ہے تم صبح تک بھی وہاں نہیں پہنچ سکتے ہو میں تم کو وہاں تک چھوڑ دیتی ہوں لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا اگر تم نے ہم سے کوئی چال چلنے کی کوشش کی تو تم جانتے ہو کہ تم ہماری نظروں سے دور نہیں ہو ہم ہر پل کی خبر رکھتے ہیں ہمیں ایک حسینہ چاہیے اور تم نے لا کر ہمیں دینی ہے۔ میں نے کہا تم بس مجھے انسانی دینا تک پہنچا دو اس کے بعد میں جانوں اور میرا کام تم اس بات کی فکر نہ کرو کہ میں تم لوگوں کو دھوکہ دوں گا ایسا سوچنا بھی نہ بلکہ اب تو میں بھی یہی چاہنے لگا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتا جاؤں۔ میری باتیں سن کر وہ بولی تم ہم کو دھوکہ دے کر جا بھی کہاں سکتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتم نہیں جانتے ہم جس کو ڈھونڈنا چاہیں اس کو قبر سے بھی نکال لاتے ہیں تم کو میں نے اس لیے چھوٹ دے رکھی ہوئی ہے کہ دیو آقا نے کہا ہوا ہے ورنہ تم نہیں جانتے ہو کہ میں کیا کچھ کر سکتی ہوں اس کا لہجہ سخت ہونے لگا تھا اس کی آنکھوں میں وہی وحشت بھری چمک نظر آنے لگی تھی جو میں پہلے دن سے دیکھتا آیا تھا جب اس کو اس روپ میں دیکھتا تھا تو مجھے اس سے خوف آنے لگتا تھا جی چاہتا تھا کہ اس سے کہیں دور بھاگ جاؤں۔

میں نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم بہت طاقت ور ہو جو چاہو کر سکتی ہو لیکن اس کے باوجود بھی میں تم کو اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ میں کہیں بھی بھاگ کر جانے والا نہیں ہوں یہاں رہ کر میں نے وہ سب کچھ پالیا ہے جو اس سے قبل کبھی سوچا بھی نہ تھا میں نے درندوں کی کہانیاں پڑھی تھیں لیکن یہاں آ کر میں اپنے آپ کو ایک درندے کے روپ میں دیکھ رہا ہوں میرے جسم میں قدرتی طاقت آ گئی ہے ایسی طاقت جو میرے تصور میں نہیں تھی میری باتیں سن کر وہ کچھ نرم پڑ گئی اور بولی آؤ میرے ساتھ میں تم کو انسانی بستی میں چھوڑ آؤں اور پھر میں نے اپنا چلہ شروع کرنا ہے اور تم جانتے ہو کہ مجھے چلہ میں ایک حسین دوشیزہ کا خون کرنا ہوتا ہے آج یہ کام میں تم پر چھوڑتی ہوں بونے کی ڈیوٹی تم دو گے میں نے کہا ٹھیک ہے مادرتی میں یہ کام جلد کر کے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا بس مجھے انسانی بستی میں پہنچا دو میں نے اتنا کہا ہی تھا کہ اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولی اپنی آنکھیں بند کر لو میں نے اس کے کہنے پر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر ایک تیز ہوا کا جھونکا مجھ سے ٹکرایا میرے قدم زمین سے اکھڑ گئے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ بولی اپنی آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھولیں تو سامنے شہر کی روشنیاں جلتی ہوئی دیکھائی دیں وہ بولی لو انسانی بستی آ گئی ہے اب میں یہاں ہی تمہارا انتظار کرتی ہوں مجھے میرا شکار لا کر دے دو میں نے کہا ٹھیک ہے میں ابھی شہر کے اندر داخل ہوتا ہوں کسی نہ کسی کو پھانس کر تمہارے پاس لے کر آتا ہوں اتنا کہہ کر میں شہر کی طرف روانہ ہو گیا اور پھر بازار کے اندر چلا گیا جہاں لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی ان میں عورتیں سرد سب ہی خریداری کرنے میں مشغول تھیں ان عورتوں میں ایک شکار تلاش کرنے لگا جلد ہی میری نظر ایک ایسی لڑکی پر پڑی جو یقیناً وہاں شاپنگ کرنے والی لڑکیوں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ وہ جدھر بھی جاتی میں اس کا پیچھا کرنے لگا میں اس کی توجہ اپنی طرف کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تھی کہ میں لفٹ ہی نہ دے رہی تھی اس کی تمام تر توجہ شاپنگ کی طرف تھی اور میں چاہتا تھا کہ وہ شاپنگ چھوڑ کر میری طرف دیکھے لیکن ایسا ہو نہیں رہا تھا ایک دکان میں بالآخر میں اس کے سامنے آ ہی گیا اس نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور پھر اپنی شاپنگ کرنے لگی مجھے شدید غصہ آیا کہ یہ میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہی ہے کافی دیر ایسے ہی اس کا پیچھا کرتے ہوئے اس کا سامنا کرتے ہوئے بیت گیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ کسی بھی طرح میرے جال میں پھنسنے والی نہیں ہے زبردستی میں نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہاں لوگوں کا بھی رش تھا اس کا حسین چہرہ دیکھ کر میری رگیں بھی پھولنے لگی تھیں زبان خود بخود ہونٹوں پر پھرنے لگی میں نے ارادہ کر لیا کہ آج اس کے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ ابھی میں یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ مجھے مادرتی دکھائی دی وہ بازار تک آ گئی تھی اس کی آتشی نظریں مجھے گھور رہی تھیں میں سمجھ گیا کہ اسے دیر ہو گئی ہے اس وجہ سے وہ خود چل کر آئی ہے اس کے دیکھنے کا انداز بہت ہی خوفناک تھا اس سے قبل کہ میں اس کے پاس جاتا وہ چلتی ہوئی اس لڑکی کے پاس آئی جس کا میں کافی دیر سے پیچھا کر رہا تھا نجانے کیا بات تھی کہ اس نے اس لڑکی کو کچھ کہا تو وہ لڑکی اپنی شاپنگ چھوڑ کر اس کے ساتھ چل دی جاتے ہوئے مادرتی نے گہری لیکن خوفزدہ نظروں سے مجھے دیکھا اور پھر مجھ سے دور ہوتی چلی گئی میں سمجھ گیا کہ میری ناکامی کی مجھے سخت سزا ملے گی یہی وجہ تھی کہ میں بھی سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگا وہ مجھے ایک طرف جاتی ہوئی دیکھائی دیں سنو میری بات سنو میں نے دور سے ہی اس کو آواز دے دی میری آواز سنتے ہی وہ دونوں چلتے ہوئے رک گئیں۔ میں بھاگتا ہوا ان کے پاس پہنچا تھا کہ وہ لڑکی مجھے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تم یہاں بھی میرے پیچھے چلے آئے میں کب سے تم سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اور ساتھ ہی وہ مادرتی سے بولی مجھے اس لڑکے سے بہت خوف آ رہا ہے اس کے دیکھنے کا ایسا

ہے جیسے یہ مجھے ابھی نوچ کھائے گا۔ اس کی بات سن کر مادرتی نے میری طرف دیکھا اور سمجھ گئی کہ میں نے اس کو پھنسانے کی کوشش کی ہے لیکن کامیاب نہ ہو سکا ہوں تب وہ بولی۔

دیکھو نوجوان تم جو بھی ہو لڑکیوں کا پیچھا کرنا اچھی بات نہیں ہے تم کو میں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ تم اس بیچاری کے پیچھے پڑے ہوئے ہو اس وجہ میں اسکی مدد کو آ گئی بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے پھوٹ جاؤ ورنہ تمہارا وہ حال کروں گی کہ پوری زندگی یاد رکھو گے اتنا کہہ کر وہ اس لڑکی سے بولی جلدی آؤ تمہاری زندگی کو خطرہ ہے تم نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ اس لڑکے کی آنکھوں میں ہوس بھری ہوئی ہے یہ کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گی۔ اتنا کہہ کر اس نے لڑکی ہاتھ پکڑا اور تیزی سے اسی طرف چل دی جہاں اس نے مجھے انتظار کرنے کو کہا تھا وہاں پہنچتے ہی پھر مجھے ان دونوں میں سے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ میں کافی دیر تک وہاں کھڑا رہا پھر واپس شہر کی طرف لوٹ آیا۔ میرے دل میں عجیب قسم کے خیالات ابھرنے لگے کہ نجانے مادرتی میرے ساتھ کیسا سلوک کرے گی کیونکہ میں پہلی بار میں ہی ناکام ہو گیا تھا اور ان کے نزدیک ناکام ہونا ایسے تھا جیسے موت ایسی ہی سوچوں میں ڈوبا ہوا میں ایک ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی سنو۔ آواز نسوانی تھی جس کو سن کر میں چونک اٹھا پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک حسینہ کھڑی تھی اس کے بال کٹے ہوئے تھے سفید رنگت اور ماڈرن قسم کی تھی اس کے لبوں پر سمائل تھی وہ ہوٹل کے ایک ستون کے ساتھ کھڑی میری طرف ہی دیکھے جا رہی تھی میری نظریں اس کے حسین چہرے پر جم سی گئیں میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی میری طرف آنے لگی بہت اداس اور کھوئے ہوئے ہو کیا بات ہے میں کب سے تم کو دیکھ رہی ہوں اس کی بات سن کر میں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا نہیں بس ویسے ہی لیکن میں نے آپ کو پہچانا نہیں ہے میری بات سن کر وہ تھوڑا سا مسکرائی اور بولی دوست سمجھ لیں اپنی۔ اور دوستی میں پہنچان وغیرہ خود ہی بن جاتی ہے میں اس ہوٹل کی مالک ہوں۔ اس کی یہ بات سن کر میں کچھ مطمئن ہو گیا ورنہ میں اس کے بارے میں کئی قسم کی رائے قائم کر چکا تھا اوہ تو پھر یوں کہیں ناں کہ ہم آپ کے مہمان ہیں میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی ہاں جی آپ ہمارے مہمان ہیں آپ چہرے کی معصومیت دیکھ کر اور آپ کو اداس دیکھ کر نجانے کیوں تمہاری طرف میرے قدم اٹھتے چلے آئے ہیں اس شہر میں اجنبی ہو گیا۔ اس نے پوچھا جی درست کہا آپ نے میں ایک اجنبی ہوں۔ وہ پھر سے مسکرائی اور بولی اجنبی تھی لیکن اب نہیں ہو اب میں ہوں ناں تمہارے ساتھ اگر برا نہ لگے تو کیا میرے ہوٹل میں رہ سکتے ہو اس کی اس بات پر میں ہنس دیا اور کہا اس میں برا لگنے والی کون سی بات ہے یہ تو اچھی بات ہے کہ مجھے رات گزارنے کے لیے جگہ دے رہی ہو وہ بولی آؤ اندر کمرے میں جا کر باتیں کرتے ہیں اتنا کہتے ہی وہ ایک طرف چلنے لگی میں اس کے پیچھے چلنے لگا چلتے ہوئے جو جو اس کو ملازم دکھائی دیتا گیا اسی کو کبھی کسی کبھی کسی چیز کا آڈر دیتی گئی یوں ہم دونوں ہوٹل کے اوپر والے ایک کمرے میں چلے گئے یہ بہت بڑا کمرہ تھا اور بہت ہی خوبصورت تھا دنیا جہاں کی ہر چیز اس میں موجود تھی ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ ایک بیرا بوتلیں لے آیا ابھی وہ گیا بھی نہ تھا کہ دوسرا کھانا لے آیا اور وہ بھی ابھی وہاں سے گیا نہ تھا کہ تیسرا میٹھی کھیر لے آیا گو پانچ چھ بیروں نے کافی سارے کھانے اس کمرے کی ٹیبل پر رکھ دیئے۔

میں محسوس کر رہا تھا کہ تمام بیرے مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے ان کے دیکھنے کا انداز بہت بھیانک سا تھا جیسے ان کو میرا ان لڑکی کے ساتھ بات کرنا ذرا بھی پسند نہ آیا ہو میں ان کی نظروں کا سامنا نہ کرتے ہوئے اپنی نظروں کو جھکا کر بیٹھ گیا لیکن اس کے باوجود بھی ان کی نظریں میرے چہرے کا طواف کرتی محسوس ہو رہی تھیں میڈم ان کو بھیج دیں اب کھانا انہوں نے لگا دیا ہے اوہ۔ وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی میری ان کی طرف توجہ گئی ہی نہیں ہے جاؤ بھئی جب ہمیں تمہاری ضرورت ہوئی تم کو بلا لوں گی اور پھر مجھ سے بولی جب تک میں ان کو جانے کا نہ کہتی انہوں نے جانا نہیں تھا وہ سب ہی چلے گئے لیکن جاتے ہوئے بھی وہ مجھے اسی انداز سے دیکھتے ہوئے گئے وہ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے تھے کئی سوال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے دل میں گردش کرتے رہے جن کا جواب میرے پاس نہ تھا ہاں اتنا تھا کہ ہوسکتا تھا کہ میرے چہرے پر انہوں نے درندگی دیکھ لی ہو وہ جان گئے ہوں کہ میں انسان کے روپ میں درندہ ہوں بس ایک یہی جواب مجھ سے بن پایا تھا کن سوچوں میں کھو گئے ہو کچھ کھاؤ ناں مجھے یکدم اس کی آواز سنائی دی تو میں خیالات کی دنیا سے باہر نکل آیا اور کہا آپ بھی کھائیں۔ وہ بولی کیوں نہیں میں بھی تمہارے ساتھ کھاتی ہوں اتنا کہہ کر وہ میرے قریب ہی بیٹھ گئی کیا نام آپ کا اس نے ایک پلیٹ میں بریانی ڈالتے ہوئے کہا۔ شاہد۔ میں نے مختصراً کہا تو وہ بولی میرا نام شمع ہے۔ واقعی تمہارا نام ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ کیا مطلب وہ چونکتے ہوئے بولی۔

میں مسکرا دیا اور کہا کہ تم دیکھنے میں بہت حسین ہو اور میں تمہیں دیکھنے کے بعد یہی سوچ رہا تھا کہ تمہارا نام بھی تمہارے حسن کی طرح حسین ہوگا میرا اندازہ درست ثابت ہوا ہے میری اس بات پر وہ مسکرا دی اور بولی جی شکریہ کہ آپ نے میرے حسن کی تعریف کی بہت اچھا لگا ہے مجھے۔ وہ لڑکی کون تھی۔ لیکن اس نے سوال کر دیا۔ ک۔ کک۔ کون سی لڑکی ۔میری زبان یکدم کانپ سی گئی۔ وہ مسکرا دی وہی جس کے پیچھے تم بھاگے تھے لیکن وہ چلتے چلتے غائب ہوگئی۔ اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ تم سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ ہاں ایسا ہی سمجھ لو میں اسی کمرے میں موجود تھی اور کھڑکی کھولے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی کہ مجھے وہ لڑکی دکھائی دی تم اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے وہ ایک نہ تھی دو تھیں میں نے دیکھا کہ وہ ایک جگہ پہنچ کر غائب ہوگئی تھیں۔ اور تم اداس سے واپس لوٹ آئے تھے ان کا غائب ہونا میرے اندر کئی سوال چھوڑ گیا تھا اور میں جانتی تھی کہ تم ہی ان کے بارے میں سب کچھ بتا سکتے ہو یوں میں کمرے سے باہر نکل کر نیچے چلی گئی اور تم کو اپنے ہی ہوٹل میں بیٹھا ہوا پایا اس کے بعد تم سب جانتے ہو۔ مجھے علم نجوم سے بہت لگاؤ ہے کئی کتابیں میں نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں اور نہ صرف ان کو پڑھتی ہوں بلکہ ان سے فائدہ بھی لیتی ہوں میں دلوں کا حال معلوم کر لیتی ہوں کسی کے دل میں کیا ہوتا ہے میں جان جاتی ہوں اس کی اس بات نے مجھے چونکا دیا تو میں نے کہا پھر آپ کو اس لڑکی کے بارے میں معلوم ہوگا کہ وہ کون ہے میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی ہاں لیکن زیادہ نہیں جان سکی ہوں اتنا جان پائی ہوں کہ وہ انسان نہ تھی انسانی روپ میں کچھ اور تھی وہ چڑیل بھی نہیں ہے اور نہ ہی کسی پرستان کی رہنے والی ہے بلکہ کوئی بدروح ہے کوئی مری ہوئی لڑکی۔ کیا کیا۔۔ اس کی بات سن کر میں بری طرح چونکا۔ ہاں میرے علم نے مجھے یہی کچھ بتایا ہے ہوسکتا ہے کہ میرا علم یہاں کچھ غلط ہو گیا ہو لیکن وہ جو بھی ہے انسانی روپ میں کچھ اور ہے۔ میں نے کہا ہاں ٹھیک کہا ہے آپ وہ واقعی انسان نہیں ہے۔ تمہارا اس سے کیا تعلق ہے اس نے یکدم سوال کر دیا۔ اس کے سوال پر میں اب چونکا نہ تھا بلکہ سنجیدہ ہو گیا تھا یوں سمجھ لیں کہ میں اس کا قیدی ہوں اوہ اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اس کا مطلب ہے میرا اندازہ غلط نہ تھا اس کے دیکھنے کا انداز دیکھ کر میں جان گئی تھی کہ وہ تم سے ناراض ہے اور تم کو کسی بات کی سزا دینا چاہتی ہے ۔لیکن تم اس کے قید بنے کیسے۔ اس نے سوال کر دیا تو میں نے جواب میں اس کو تمام کہانی سنا دی اور کہا وہ مجھ سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں ایسا کام جو کوئی انسان ہی کر سکتا ہے انسان سے ہٹ کر کوئی جن بھوت وہ کام نہ کر سکتا تھا۔ وہ گہری توجہ سے میری کہانی سنتی رہی اور بولی اس کا مطلب ہے کہ تم بہت کام کے انسان ہو اور میں نے تم سے دوستی کر کے بہت اچھا کام کیا ہے اس نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا تمہاری میری دوستی پکی۔ میں نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا دیکھنے میں تم ایسی نہیں لگتی ہو جیسی تم باتیں کرتی ہو کوئی بھی تم کو دیکھ کر نہیں سوچ سکتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے کوئی ایسا علم جو دلوں تک پہنچ جاتا ہو میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی درست کہا تم نے یہ بات میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا لیکن اب تم جانتے ہو یہ علم میں نے جن بھوتوں کو زیر کرنے کے لیے حاصل نہیں کیا تھا بلکہ ان ملازموں کے لیے حاصل کیا تھا جو میرے ہوٹل کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے میں نے یہ علم حاصل کر کے ان کے دلوں کی باتوں کو جاننا شروع کر دیا اور پھر اس حساب سے ان کے ساتھ چلنے لگی جو باتیں وہ مجھ سے چھپاتے تھے

میں وہ باتیں کہہ دیتی تھیں اس وجہ سے وہ مجھ سے ڈرے ڈرے رہنے لگے۔ شاہد وہ بات کرتے کرتے میری طرف متوجہ ہوئی مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے اگر تم میری مدد کرو تو ہوسکتا ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ ہاں بولو کیسی مدد چاہیے مجھ سے اگر میں وہ کام کرنے کے قابل ہوا تو ضرور کروں گا میری بات سن کر وہ بولی تمہیں میرے گھر جانا ہوگا میں تم کو کچھ دکھانا چاہتی ہوں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا گھر زیادہ دور نہیں ہے اور پھر میرے پاس گاڑی ہے۔ میں اس کی بات سن کر کہا پریشان ہونے والی واقعی کوئی بات نہیں ہے لیکن میں چاہتا تھا کہ جو کچھ بات کرنی ہے یہاں ہی کر لیتی خیر کوئی بات نہیں ہے میں تمہارے گھر جانے کو تیار ہوں۔ تھینکس وہ خوشی سے بولی مجھے یقین تھا کہ تم انکار نہیں کرو گے چلو اب کھانا کھا لیتے ہیں پھر چلتے ہیں۔

اتنا کہہ کر ہم دونوں کھانا کھانے لگے اور کھانے سے فارغ ہو کر ہم دونوں ہوٹل سے باہر نکل گئے ایک ملازم نے بھاگ کر جا کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا اور وہ گاڑی میں بیٹھ گئی اور میں بھی اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا میں نے محسوس کیا کہ وہ ملازم مجھے اسی انداز سے دیکھ رہا تھا جس طرح کمرے میں جانے والے ملازم مجھے دیکھتے رہے تھے ان کے ایسے دیکھنے کے انداز کو میں ذرا بھی نہ سمجھ پایا لیکن اب کی بار میں نے اس کے اس طرح دیکھنے کا نوٹس نہ لیا۔ اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ شہر کی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ویران سڑکوں پر اس کی گاڑی بھاگنے لگی اور کئی سڑکیں مڑنے کے بعد اس کی گاڑی ایک خوبصورت مکان کے سامنے جا کر رک گئی مکان دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اس کا مکان ایسا ہی ہونا چاہیے تھا مکان کیا تھا بنگلہ تھا خوبصورت حسین بنگلہ۔ گاڑی کھڑی کرنے کے بعد وہ اتری تو میں بھی اتر گیا اور اس کے پیچھے چلتے چلتے ہوئے ایک بڑے سے کمرے میں جا پہنچا واؤ کمرے کی دلکشی کو دیکھتے ہوئے میرے منہ سے خود بخود نکل گیا اندر داخل ہوتے ہوئے دل کو سکون مل گیا تھا۔ بہت ہی حسین کمرہ ہے بالکل تمہاری طرح۔ میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی باتیں بہت اچھی کر لیتے ہو بہت اچھا لگتا ہے جب تم ایسی باتیں کرتے ہو میں نے کہا میں جو کچھ بھی کہتا ہوں دل سے کہتا ہوں۔ ہاں جانتی ہوں کہ تم ہر بات دل سے کہتے ہو میں تمہارے دل کو دیکھ رہی ہوں اور اس میں چھپے ہوئے رازوں کو بھی دیکھ رہی ہوں تم چند منٹ آرام کرو میں چائے بنا کر لاتی ہوں آج کوئی بھی ملازم گھر میں نہیں ہے میں نے صبح سب کو چھٹی دے دی تھی دراصل مجھے بیرون ملک جانا تھا لیکن کسی وجہ سے جا نہ سکی اگر پتہ ہوتا کہ مجھے رکنا ہے تو ملازموں کو چھٹی نہ دیتی اتنا کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل کر ایک طرف کو چل دی اس کے جانے کے بعد میں کمرے کی خوبصورتی میں کھو گیا نیچے فرش پر سرخ کارپٹ بچھا ہوا تھا شیشے کی کرسیاں تھیں اور شیشے کی میز تھی اور شوکیس ڈریسنگ وغیرہ ہر چیز ہی شیشے کی بنی ہوئی تھی جو بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی کارپٹ کی طرح کھڑکیوں اور دروازوں کے پردے بھی سرخ تھے اسے دیکھ کر میرے دل میں یہ بات آئی کہ شمع کو خوبصورتی بہت پسند ہے میں صوفے سے اٹھا اور چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑا ہوا اور آئینہ میں اپنی شکل دیکھتے ہی ایک چیخ میرے منہ سے نکلتے ہوئے رہ گئی اف خدایا میں انسان نہیں لگ رہا تھا کوئی بہت ہی بھیانک بھوت لگ رہا تھا مجھے یوں لگا تھا کہ جیسے میں نے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو لیکن وہ کوئی بھوت نہ تھا میں خود تھا میں اپنے آپ سے ہی ڈر گیا تھا میں جلدی سے آئینہ سے پیچھے ہٹ گیا اور سوچنے لگا کہ شمع کو میں پسند کیسے آ گیا ہوں حالانکہ میرے چہرے پر وحشت موجود ہے اس کے باوجود بھی اس نے مجھ سے دوستی کی۔ ابھی میں ایسی ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ یکدم پورا بنگلہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

اندھیرا پھیلتے ہی میرے اوپر ایک بوجھ سا پڑنے لگا کوئی میرا گلا دبانے میں مصروف تھا دو ہاتھ تھے جو میری گردن تک آئے تھے میں بری طرح تڑپنے لگا مجھے اپنی سانسیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگی میں نے چیخنا چاہا لیکن میری آواز میرے حلق میں دب کر رہ گئی ان ہاتھوں کا دباؤ مسلسل میری گردن پر بڑھتا جا رہا تھا مجھے اپنی موت یقینی دکھائی دینے لگی میری آنکھیں ابلنے لگیں اس سے قبل کہ میں موت کے منہ میں جا پہنچتا لائٹ آ گئی لائٹ کے آتے ہی ان ہاتھوں کا دباؤ ختم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا مجھ پر غنودگی سوار تھی میں نے ڈوبتی ہوئی آنکھوں سے اپنے اردگرد دیکھا لیکن میرے پاس کوئی بھی نہ تھا یہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا وہ کوئی وہم نہ تھا حقیقت تھی لیکن وہ کون تھا جس نے میری گردن دبائی تھی کسی کا سایہ بھی دکھائی نہیں دیا تھا عجیب سی کشمکش میں میں مبتلا ہو کر رہ گیا یہ بات میں شمع سے بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اگر ایسی بات کرتا تو وہ میرا مذاق اڑاتی اور یہی کہتی کہ تم جن بھوتوں میں رہتے ہو اور تم کو ہر کوئی جن بھوت ہی دیکھائی دیتا ہے۔ لیکن میں جان گیا تھا کہ یہ مکان آسیب زدہ ہے یہاں جن بھوتوں کا راج ہے مجھے یہاں رکنا نہیں چاہیے ابھی ایسی باتیں سوچ رہا تھا کہ شمع ہاتھ میں چائے کی ٹرے اٹھائے اندر کمرے میں داخل ہوئی اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی لو بھئی چائے تیار ہے ایک بار پیئو گے تو دوبارہ پینے کی خواہش کرو گے۔ یہ سب کہتے ہوئے اس نے میری طرف دیکھا اور پھر بولی کیا بات ہے شاہد تم کچھ پریشان ہو میں نے کچھ غلط تو نہیں کہہ دیا۔

نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا تو وہ بولی تمہارا چہرہ ایسے زرد پڑا ہوا ہے جیسے کسی سے لڑ کر آرہے ہو۔ ہاں شاید ایسا ہی ہے۔ کیا مطلب۔ وہ چونکتے ہوئے بولی تو میں نے کہا شمع وہ میرا پیچھا کر رہی ہے میں نے بات کو بدل دیا۔ اور چند لمحوں میں ایک کہانی تیار کر لی تا کہ اس پر واضح کر سکوں کہ اس کے گھر میں کوئی سایہ موجود ہے۔ کون پیچھا کر رہی ہے اس نے حیرانگی سے پوچھا۔ وہی بدروح وہ یہاں آئی تھی وہ بہت غصہ میں ہے اس نے میری گردن دبا کر مجھے مارنے کی کوشش کی ہے۔ میری باتیں سن کر وہ پریشان ہوگئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی اور بولی تمہاری باتوں سے مجھے ڈر لگنے لگا ہے یوں لگنے لگا ہے کہ وہ یہیں کہیں موجود ہو ہاں ایسا ہی سمجھو وہ اسی گھر میں موجود ہے اور اس وقت تک یہاں ہی رہے گی جب تک میں تمہارے اس گھر میں ہوں بہتر یہی ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں کیونکہ میری وجہ سے تم پر کوئی آنچ آئے یہ مجھ سے برداشت نہ ہوگا میری باتیں سن کر وہ بولی شاہد مجھے خوف آنے لگا ہے میں تم کو کسی مقصد کے لیے لے کر آئی تھی کہ تم کو وہ سب کچھ دکھاؤں جو میرے پاس ہے لیکن تمہاری باتیں سن کر۔۔ شاہد تم کہیں بھی نہیں جاؤ گے دیکھو میرے دل کی ڈھڑکن اس سے قبل میری ایسی حالت کبھی بھی نہیں ہوئی تھی یوں لگ رہا ہے کہ تم مجھے جان بوجھ کر ڈرا رہے ہو۔ اس نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا تو مجھے اس کی حالت پر ترس آگیا اور میں نے کہہ دیا واقعی تم تو ڈر گئی ہو میں تو مذاق کر رہا تھا۔ اف۔ اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا یار تم نے تو میری جان ہی نکال لی تھی پلیز دوبارہ ایسی بات کبھی دوبارہ مت کرنا آج تو بچ گئی ہوں ہوسکتا ہے کہ دوبارہ بچ نہ پاؤں تمہارے سامنے ہی میری ڈیتھ ہو جائے۔ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا سوری یار مجھے ایسی کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہیے تھی چلو خیر چھوڑو، اتنا کہہ کر میں نے چائے کا کپ پکڑ لیا اور اس کی ایک چسکی لیتے ہوئے کہا واقعی بہت اچھی چائے بنائی ہے دوبارہ پینے کی طلب ہو سکتی ہے میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی کیوں نہیں جب کہو گے بنا دوں گی بس تم نے ایسی کوئی بھی بات نہیں کرنی ہے۔ جو میرے دل میں خوف ڈال دے۔ میں نے سوری کہا اور اس کے دل سے خوف نکالنے کے لیے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا میں نے کہا تم نے مجھے کیا دیکھانا تھا۔ وہ بولی ہاں یاد آیا میں ابھی آئی اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی اس کے جانے کے بعد میں سوچنے لگا کہ وہ کون تھا جس نے میری گردن دبانے کی کوشش کی ہے وہ تھی یا پھر کوئی اور۔ لیکن وہ جو بھی ہے بہت طاقتور ہے۔ میری گردن پر اس کے ہاتھوں کے نشان ابھی تک موجود تھے جو میں نے شمع سے چھپا رکھے ہوئے تھے میں اس کو اب پریشان نہ کرنا چاہتا تھا لیکن میرا دھیان اسی سایہ کی طرف تھا جس نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی۔ اور پھر میں نے اسکو دیکھ لیا یکدم میری نظر سامنے آئینہ پر پڑی تو وہ مجھے دکھائی دیا۔ وہ میں نہیں تھا کوئی تھا میں سمجھا تھا کہ میں نے آئینہ میں خود کو بھیانک روپ میں دیکھ لیا ہے لیکن ایسا کچھ بھی نہیں تھا آئینہ میں کوئی اور تھا بہت بھیانک شکل والا موٹی موٹی سرخ جلتی ہوئی آنکھیں لمبے لمبے کان لٹکے ہوئے ہونٹ اور چہرے کا گوشت بھی ایسے لٹک رہا تھا جیسے چہرہ نہ ہو لٹکا ہوا گوشت ہو وہ اپنے سر کو ہلاتا تو اس کے چہرے کا گوشت پوری طرح جھول جاتا ایک

وحشت تھی اس کے چہرے پر وہ میری طرف ہی دیکھ رہا تھا شمع کمرے میں داخل ہوئی تو آئینہ بالکل شفاف ہو گیا اب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ اس گھر میں کوئی بھوت موجود ہے جو آج تک شمع کو دیکھائی نہیں دیا تھا۔ یہ دیکھو اس نے ایک کتاب میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ اور میری توجہ اس کتاب کی طرف مبذول کراتے ہوئے بولی۔ یہ دیکھو یہ چلہ میں نے کیا تھا جو آخری دنوں میں میرے ڈر کی وجہ سے ادھورا رہ گیا لیکن اس چلہ کے اثرات موجود ہیں کہ میں دل کی باتیں جان لیتی ہوں لیکن گہرائی والی باتیں نہیں جان سکتی ہوں۔

میں نے اس کے ہاتھ سے کتاب پکڑ لی اور دیکھنے لگا وہ کوئی چلوں وظیفوں والی کتاب تھی اس پر کئی قسم کے چلے لکھے ہوئے تھے میں نے کہا کوئی بھی چلہ کرنے سے پہلے سوچ لیا کرو کہ اس کو کر پاؤ گی کہ نہیں یہ تو تمہارے اچھی بات ہے کہ تم کو جنات نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے ورنہ اگر چلہ پورا نہ ہو سکے تو جنات انسان کو مار ڈالتے ہیں میری بات سن کر اس نے چونکتے ہوئے کہا۔ اوہ۔ میں نے تو ایسا سوچا بھی نہ تھا میں تو کوئی اور چلہ کرنے والی تھی لیکن اب نہیں کروں گی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ مجھ سے نہ ہوگا لیکن مجھے ایسے کاموں کا شوق بہت ہے میرے دل کی حسرتیں ہیں کہ میں لوگوں کی نظروں میں غائب ہوں ہواؤں میں اڑوں جو دل میں آئے اسے پورا کروں اس کی باتیں سن کر میں نے کہا ہاں چلوں میں ایسا سب کچھ مل جاتا ہے لیکن اس کے لیے حوصلہ ہونا چاہئے چلہ کرنے سے پہلے انسان کو سوچ لینا چاہیے کہ اس کو بہت بھیانک شکلیں بھی دیکھنے کو ملیں گی وہ میری تمام باتیں بغور سن رہی تھیں اور میں اس گھر میں بھوت کی موجودگی کے راز کو جان گیا تھا کہ چلہ کی ناکامی کی وجہ سے بھوت نے اس کو مارا نہ تھا لیکن اس پر سوار ہے اس کے پاس رہتا ہے اس کی نگرانی میں رہتا ہے ایک سایہ کی طرح جہاں جہاں وہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ میں ہر بات سمجھ گیا اور پھر میں نے کہا شمع مجھے نیند آنے لگی ہے میں سونا چاہتا ہوں میری بات سن کر وہ بولی ہاں کیوں نہیں ساتھ والے کمرے میں تمہارا بستر لگا دیا ہے مزے کی نیند سو جاؤ میں اسی کمرے میں سوتی ہوں میں اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا وہ بیڈروم تھا جہاں خوبصورت بستر لگا ہوا تھا نرم فوم تھا میں اس پر لیٹ گیا اور لیٹتے ہی نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور میں گہری نیند سوتا چلا گیا۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا کہ مجھے یوں لگا کوئی میرے بیڈ پر موجود ہے مجھے کسی کی سانسوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں وہ بار بار میری گردن کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی میں تڑپ سا گیا موت کے تصور سے میں کانپ گیا لیکن وہ بھوت نہ تھا بلکہ میں اس کو جان گیا وہ کوئی اور نہیں شمع تھی ہاں شمع تھی وہ اس وقت وحشی بنی ہوئی تھی بیڈ کے ساتھ ہی لائٹ کا بٹن تھا میں نے جلدی سے بٹن آن کر دیا تو اس کو دیکھ کر میں کانپ گیا شمع کے منہ سے دو دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اس کی آنکھوں میں ایک سحر تھا ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن بھی بہت حد تک بڑھ چکے تھے وہ مجھ پر بار بار حملے کر رہی تھی میں نے جب اس کی اصلیت دیکھی تو کانپ گیا اس سے قبل کے کہ میں سنبھلتا وہ پھرتی سے میری گردن کی طرف بڑھی اور دوسرے ہی لمحے اس نے میری گردن میں اپنے باہر کو نکلے ہوئے دانتوں کو کھبو دیا اور میرا خون پینے لگی اس کے اس فعل سے میں تڑپا نہ تھا بلکہ اپنے اندر سکون محسوس کرنے لگا وہ میرا خون پیتی جا رہی تھی جبکہ مجھ پر مدہوشی سوار ہوتی جا رہی تھی ایک لذت مجھے ملتی جا رہی تھی میں محسوس کرنے لگا تھا کہ میرے اندر کا درندہ باہر نکلنے لگا تھا مجھے بھی خون کی طلب ہونے لگی تھی میری پیاس بڑھنے لگی تھی جس کی شدت دھیرے دھیرے بڑھتی جانے لگی میں نے اس کے بازو کو پکڑ لیا اور پکڑتے ہی زور سے اپنے دانتوں سے اس کا گوشت کھینچ لیا میرے اس فعل سے وہ بری طرح تڑپی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ میرے ہاتھوں میں تھی میرے دانت اس کی گردن میں پیوست ہو گئے تھے میں سرور کی دنیا میں مست ہونے لگا تھا اور اس نے احتجاج نہ کیا تھا وہ پرسکون ہو کر میرے سامنے لیٹ گئی تھی میں اس کے خون سے اپنی پیاس بجھاتا چلا گیا۔

(جاری ہے اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے آئندہ شمارہ ضرور پڑھئے)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خونی ڈھانچہ

تحریر: کشور کرن- پتوکی

جالندھر شہر سے 5 میل دور درختوں کے بیچ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اس چھوٹے سے گاؤں میں ایک بہت بڑی حویلی تھی یہ حویلی جاگیردار ہاشم کی تھی جو 500 مربعہ ایکڑ زمینوں کا مالک تھا۔ اس جاگیردار کے 3 جوان بیٹے اور ایک بیٹی تھی بیٹی تینوں بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی حسن میں لاجواب دیکھنے میں بہت پیاری والدین کی آنکھوں کا چاند نوری جس چیز کا بھی مطالبہ کرتی فوری مل جاتی نوکر چاکروں کی حویلی میں لائنیں لگی ہوئی تھیں اس چھوٹے سے گاؤں کے باہر جس طرف بھی نظر دوڑاؤ جاگیردار ہاشم کے ہی کھیت نظر آتے تھے گاؤں کے تمام لوگ اس کے احترام میں کھڑے رہتے اپنے تمام فیصلے جاگیردار سے کراتے گاؤں کے کسی مرد میں اتنی ہمت نہ ہوتی تھی کہ نوری کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے اس چھوٹے سے گاؤں میں ایک چھوٹا سا سکول تھا جو ہاشم صاحب نے خود بنوایا تھا اور گاؤں کے ہی ایک آدمی نور دین کو ماسٹر بنا دیا تھا جو گاؤں کے بچوں کو تعلیم دیتا تھا۔ نور دین کا صرف ایک ہی بیٹا تھا اختر جو شہر کے کالج میں پڑھتا تھا بہت ہونہار تھا جب گاؤں آتا تو جاگیردار صاحب کی حویلی میں ضرور حاضری دیتا جاگیردار اسے بہت پیار کرتے۔ جاگیردار کے اپنے بیٹے تو آوارہ طبیعت کے مالک تھے سارا دن شہر میں آوارہ گردی کرنا' گاؤں کی جوان لڑکیوں کو بری نظر سے دیکھنا ان کی عادت میں شمار تھا کوئی ایسا انسان نہ تھا جو ان کو روک سکتا اور اپنی بہن کے مسئلہ میں اس قدر جذباتی تھے کہ کسی کی کیا مجال کہ اس کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے۔ آنکھیں نکال کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیتے تھے نوری گاؤں کی سہیلیوں کے ساتھ شام کے بعد گاؤں سے باہر سیر کو جاتی تو اس کی حفاظت کے لئے باڈی گارڈ پیچھے رہتے جو قدم قدم پر اس کی حفاظت کرتے اختر ہفتہ بعد گاؤں آتا تھا شام کو آتا ایک دن گاؤں میں گزارتا اس کے بعد دوسری صبح واپس شہر چلا جاتا اس کی پڑھائی کا خرچہ جاگیردار خود برداشت کرتا تھا۔ نوری بھی اختر کے سامنے آجاتی تھی نوری اختر کو شروع سے ہی اچھی لگتی تھی اب چونکہ وہ مکمل جوان تھی اس کے حسن کا اسیر ہو کر رہ گیا۔ محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتا نوری پر ایسی جوانی تھی ایسا حسن تھا اور سب سے بڑھ کر ایسی شان و شوکت تھی کہ دیکھنے والا بس دیکھتا ہی رہ جاتا نوری کو اختر سے ذرا بھی دلچسپی نہ تھی اس کے من کا دیوتا اس کے تایا کا بیٹا نواب تھا بھائیوں کی طرح اس کے دماغ میں بہت غرور تھا اس کی نظروں میں تمام گاؤں والے ایک حقیر انسان کی مانند ہی تھے اور بھائیوں کی یہ شان تھی کہ جس کسی کو چاہا ڈانٹ دیا مار پیٹ دیا۔ اودھر اختر نوری کے پیار میں بالکل پاگل ہو چکا تھا کتابوں میں خیالوں میں ہر جگہ اسے نوری کا ہی حسین مکھڑا نظر آتا تھا یہ اس کی یکطرفہ محبت تھی اگر اس کا وہ اظہار بھی کر دیتا تو سوائے قتل کے اور کچھ ہاتھ نہ آتا وہ اکثر سوچا کرتا کہ میں کہاں دل لگا بیٹھا ہوں لیکن محبت تو اندھی ہوتی ہے کسی سے ہو جائے یہ انسان کو خود معلوم نہیں ہوتا اب اختر جب گھر واپس آیا تو ایک دن کی بجائے تین دن گاؤں رہ کر جاتا دن میں تقریباً" 5،4 مرتبہ حویلی کے چکر لگاتا اس کے اس رویہ سے گاؤں کے کچھ لوگوں کو شک گزرا اور یہ شک مزید بڑھتا گیا ماسٹر صاحب کو آگاہ کیا گیا کہ وہ اپنے بیٹے کو سمجھائے جاگیردار کو علم ہو گیا تو وہ اس کا قیمہ بنا دیں گے ماسٹر نور دین نے یہ بات سنتے ہی گھر جا کر اپنے بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور بولا بتا گاؤں والے جو کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں اختر سمجھ چکا تھا کہ اس کا باپ اس سے کیا بات پوچھ رہا ہے وہ خاموش رہا اس کی خاموشی میں ہر بات واضح تھی نور دین نے اسے دھکے دے کر گاؤں سے نکال دیا لیکن جاگیردار صاحب نے اسے روک لیا اور بولا نور دین جوان بچہ ہے نہ مارا کرو اسے تم دھکے کیوں دے رہے ہو جاگیردار کے اس سوال پر جیسے بجلی گر پڑی تھی نور دین نے سر جھکا لیا ہے اور بولا یہ نکما ہو گیا ہے کالج سے ناغے کرنے لگا ہے کہتا ہے کہ پڑھائی میں دل نہیں لگتا امتحان

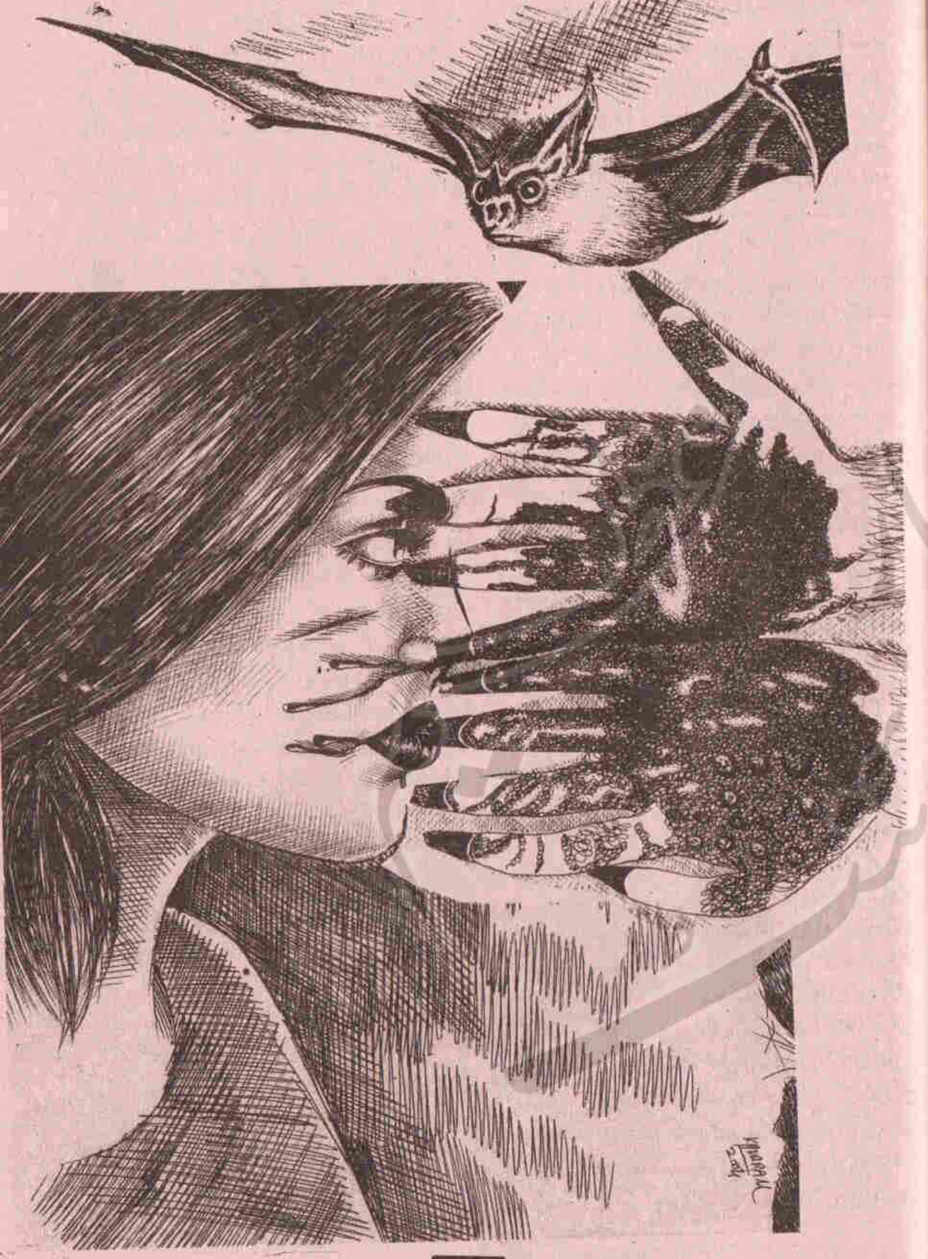

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سر پر ہیں اور یہ ہے کہ ــــــ اسے حویلی بھیجو میں اسے سمجھاتا ہوں جاگیردار یہ الفاظ کہہ کر چل پڑا اور نور دین نے ایک خونخوار نظر اختر پر ڈالی اس کی آنکھوں میں غصہ بھی تھا اور بیٹے کا پیار بھی کہ اگر جاگیردار کو اصل حقیقت کا علم ہو گیا تو انجام بہت بھیانک ہو گا۔ اختر کو سمجھا بجھا کر حویلی بھیجا۔ اور خود اس کی لمبی زندگی کی دعائیں کرنے لگا تقریباً" ایک گھنٹہ بعد اختر حویلی سے واپس گھر آیا تو اپنا سامان پیک کر کے شہر چلا گیا اور پھر پورے ایک ہفتہ بعد واپس آیا پھر ایک رات رہنے کے بعد واپس شہر چلا گیا۔ اختر کے دل میں محبت کی جلتی ہوئی چنگاری ایک شعلہ بن چکی تھی وہ نوری کو کسی بھی قیمت پر بھلا نہیں سکتا تھا جب گاؤں آتا تو حویلی ضرور جاتا اور نوری کا دیدار کرنے کے بعد دوبارہ شہر چلا جاتا اختر کے اس فعل کا علم حویلی کے نوکروں کو بھی ہو گیا یہ محبت ایسی چیز ہے کہ چھپائے چھپتی نہیں عنقریب گاؤں میں ایک طوفان آنے والا تھا۔ خونی آندھی آنے والی تھی کچھ نہ کچھ ہونے والا تھا ماسٹر نور

دین کو نوکروں نے بتا دیا تھا کہ اس کا بیٹا کیا چاہتا ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہ تصورات میں بھی حاصل نہیں کر سکتا تھا بھلا زمین بھی آسمان کو چھو سکتی تھی ہرگز نہیں۔ اختر کے خواب جھوٹے خواب تھے جو وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا گاؤں والوں کی کوشش تھی کہ یہ بات جاگیردار یا اس کے بیٹوں تک نہ پہنچے اگر ان تک بات پہنچ گئی تو پھر ــــــ

اس بار جب اختر شہر سے واپس آیا تو گھر میں دو منٹ ہی بیٹھنے کے بعد حویلی چلا گیا اسے حویلی میں دیکھ کر تمام نوکروں کے رنگ پیلے پڑ گئے۔ لیکن وہ اسے کچھ نہ کہہ سکتے تھے کیونکہ جاگیردار صاحب اختر سے بہت پیار کرتے تھے حویلی میں نوری جس طرف بھی جاتی اختر کی نظریں اس کا تعاقب کرتی رہیں یہ بات جاگیردار صاحب کے بڑے بیٹے نے محسوس کر لی صرف محسوس ہی نہ کی بلکہ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا لیکن برداشت کر گیا اور جلد ہی یہ بات دوسرے بھائیوں تک پہنچ گئی اب کیا تھا حقیقت سامنے تھی کیا ہونے والا تھا نہ اختر کو معلوم تھا اور نہ ہی نوری کو ــــ نوری کے دل کا راجہ تو کوئی اور تھا وہ اختر کی آنکھوں میں کیسے پیار دیکھ سکتی تھی رات ہوئی تو اچانک ایک نوکر نے ماسٹر نور دین کے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹا دی نور دین باہر آیا تو نوکر کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اختر کو حویلی بھیجو جاگیردار کے بیٹوں نے اسے بلوایا ہے نور دین کانپ کر رہ گیا اس کی نظروں کے سامنے اندھیرا چھا گیا زمین گھومتی محسوس ہوئی حالات و واقعات

کا نور دین کو علم پہلے سے تھا۔ اور اب انجام کیا ہونا ہے یہ خیال آتے ہی وہ کانپ رہا تھا اختر نے اندر سے نوکر کی بات سن لی تھی وہ فوری باہر نکلا' اور نوکر کے ساتھ ہی حویلی چلا گیا اس دفعہ اختر نے محسوس کیا کہ نوری کے بھائیوں کی نظریں بدلی ہوئی ہیں ایک لمحہ تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ لیکن پھر ہمت سے کام لیا--- آپ نے مجھے بلوایا ہے ہاں ہم نے تمہیں بلوایا ہے بیٹھو ــــ اختر کرسی پر بیٹھنے لگا تو چھوٹا بھائی گرجا اوپر نہیں نیچے زمین پر ہماری جوتیوں کے پاس بیٹھو۔ اختر خوفزدہ ہو گیا اور وہ سر جھکائے ان کی جوتیوں کے پاس بیٹھ گیا---- تمہاری جگہ یہ ہے------ تم لوگ ہماری نظروں میں جوتی کے برابر ہو ــــــــ سمجھ رہے ہو ناں میری بات---------

اختر سر جھکائے سنتا رہا ایک طرف محبت اور دوسری طرف موت تھی اختر کو کسی چیز کا انتخاب کرنا تھا یہ اس کے اوپر تھا جب بھائیوں نے اس کی اہمیت اس کو دکھا دی تو اس کے اندر کا انسان جاگا محبت نے جوش مارا اور اس کے منہ سے نکل گیا ہاں میں نوری کو چاہتا ہوں اس سے محبت کرتا ہوں اس کی خاطر جان کی بازی بھی لگا دوں گا اتنا سننا ہی تھا کہ تینوں بھائی آگ بگولہ ہو گئے۔ جاگیردار ہاشم بھی آ گیا تھا یہ الفاظ اس نے بھی سن لئے تھے اور وہ بھی سرخ پیلا ہو گیا اس سے قبل کہ یہ سب کچھ کہتے نوری بجلی کی سی تیزی سے سامنے آئی ایک زوردار تھپڑ اختر کے منہ پر جھڑ دیا بے غیرت کمینے نیچ حرامی تم اور مجھ سے محبت کبھی اوقات دیکھی ہے اپنی کیا ہو تم خاک ہو ہمارے پاؤں کی خاک بھائی بولا لاڈلی تم اندر جاؤ اسے سبق ہم سکھائیں گے ہم اسے بتائیں گے کہ ہم کون ہیں حویلی کے نوکر چاکر ایک کونے میں کھڑے یہ سب بھیگی بلی کی طرح دیکھتے رہے ان کے سامنے اختر کے ساتھ جو جو سلوک ہو رہا تھا خدا کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ یہ خبر گاؤں میں پھیل چکی تھی اور ہر کسی کی زبان میں یہ الفاظ تھے اختر آج رات زندہ نہیں بچے گا حویلی والے اس کا خون کر دیں گے۔ لیکن ان کے سامنے زبان کھولنے کی کسی میں بھی ہمت نہ تھی رات کے اندھیرے چھانے لگے اختر کی چیخیں پورے گاؤں والوں نے سنی وہ بے ہوش ہو چکا تھا اور اسے حویلی کے ایک بوسیدہ کمرے میں ڈال دیا گیا رات

پھر نجانے اختر کے ساتھ کیا کیا ہوا صبح ہوئی تو ماسٹر نور دین کو پیغام بھیجا کہ اپنے بے غیرت بیٹے کی لاش لے جاؤ اور ان جاگیرداروں نے حکم جاری کر دیا کہ گاؤں کا کوئی شخص اس کی لاش کے قریب نہ آئے اور حویلی کے نوکروں کو حکم دیا کہ نور دین کے گھر کو آگ لگا دی جائے نور دین نے لاش کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے سامنے اختر کی لاش نہ تھی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا جس کا چمڑا جلایا جا چکا تھا۔ صرف ہڈیاں تھیں اور کھوپڑی اس کی بے ہوشی میں ہی اس کا پورا گھر جلا دیا گیا پورا گاؤں حویلی والوں کے اس ظلم سے سہما اور ڈرا ہوا تھا کوئی بھی اختر کے ڈھانچے کے قریب نہ آ رہا تھا جاگیردار کی زبان سے جو بات نکل جاتی تھی اس پر عمل ضروری ہو جاتا تھا ہوش آنے کے بعد نور دین اکیلا ہی چیخنے چلانے لگا کوئی بھی قریب نہ آیا اس نے اپنے بیٹے کے ڈھانچے کو زمین سے اٹھایا سینے سے لگایا اور روتے روتے قبرستان کی جانب چل پڑا۔ قبرستان گاؤں سے زیادہ دور نہ تھا ایک باپ اپنے بیٹے کو اکیلا ہی دفنانے جا رہا تھا نہ کوئی آگے نہ پیچھے قبرستان جا کر اس نے ادب سے بیٹے کے ڈھانچے کو زمین پر رکھا اور اچانک اس کا دل بند ہو گیا اور وہ بھی ڈھانچے کے اوپر گر گیا۔ جس کی خبر جلد ہی گاؤں والوں کو مل گئی جاگیردار نے حکم جاری کر دیا کہ نور دین کو بھی دفن کر دو لہٰذا ایسا ہی ہوا دونوں کا ایک ساتھ جنازہ پڑھا گیا اور اس

کے بعد دفن کر دیا ان دو موتوں سے گاؤں والے خوفزدہ ہو کر رہ گئے اختر صاحب کا ڈھانچہ کیسے بنا کسی کو علم نہ تھا ایک پیار کرنے والا دنیا سے چل بسا تھا کسی نے بھی تو اس کا ساتھ نہ دیا تھا۔ اور گاؤں والے ساتھ دیتے بھی کیسے وہ حویلی والوں کو بخوبی جانتے تھے یہ دن بیت گیا رات کے سائے پھیلنے اور پھر رات کی تاریکی پھیلنے لگی چاند پوری آب تاب سے چمک رہا تھا گاؤں والے اپنے گھروں میں سو رہے تھے کہ اچانک حویلی سے نوری کی بھیانک چیخ نکلی اس کے بعد دوسری چیخ سنائی نہ دی چیخ کی آواز سن کر حویلی والے نوکر چاکر نوری کے کمرے کے دروازے کے سامنے تھے دروازہ اندر سے بند تھا تینوں بھائی اور باپ وہاں کمرے کے سامنے پہنچ گئے اور دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ لیکن اندر سے انہیں کوئی جواب نہیں مل رہا تھا نوکروں نے دروازہ توڑ دیا اندر بیڈ پر نوری بے ہوش پڑی تھی پسینے سے پورا جسم بھیگا ہوا تھا فوری طور پر گاڑی نکالی

گئی اور شہر سے ڈاکٹر بلا لیا گیا جس نے نوری کو چیک کرنے کے بعد بتایا کہ رات کو نوری کسی چیز سے ڈر گئی ہے۔ اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہے رات کو حویلی میں ہی ڈاکٹر کو رکنا پڑا کہ کہیں دوبارہ ان کی لاڈلی ڈر نہ جائے کافی دیر بے ہوش پڑی رہنے کے بعد اسے ہوش آیا تو وہ ماں کے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی ماں دلاسے دے رہی تھی اور پوچھ رہی تھی کہ بیٹی کیا ہوا ہے۔ امی ــــ امی---- ڈھانچہ ــــــ میرے کمرے میں ــــــ ڈھانچہ ــــــــ امی وہ میرے قریب کھڑا تھا میری آنکھ کھلی تو اسے دیکھ کر میری چیخ نکل گئی یہ سنتے ہی سبھی لوگ پریشان ہو گئے۔ ڈاکٹر نے دلاسہ دیا۔ بیٹی تمہیں وہم ہو گیا ہے یہ ڈھانچے وغیرہ کیسے حرکت کر سکتے ہیں بھلا ہڈیاں بھی کبھی چلی ہیں لیکن وہ بار بار کہے جا رہی تھی امی ڈھانچہ میرے کمرے میں مجھے مار دینا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب سب کو سمجھا رہے تھے کہ بچی خواب میں ڈر گئی ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کا خیال رکھا کریں اکیلے کمرے میں نہ سلایا کریں کسی نوکر نے ڈھانچے کو اندر داخل ہوتے نہیں دیکھا تھا پھر یہ کیسے ہو گیا ضرور اسے ڈراؤنا خواب آیا ہو گا۔ رات کا باقی حصہ حویلی والوں نے جاگ کر گزارا۔ صبح سویرے ڈاکٹر صاحب واپس چلے گئے اور کچھ گولیاں دے گئے کہ اگر دوبارہ ایسا واقعہ رونما ہوا تو ایک گولی کھلا دینا۔ دوسری رات پھر آدھی رات کے وقت نوری چیخیں مارنے لگی ایک دفعہ پھر حویلی والوں کا ہجوم اس کے اردگرد جمع ہو گیا۔ اور نوری نے کل والی باتیں دوبارہ دہرائیں کہ آج پھر اسے وہ ڈھانچہ

چلتا ہوا نظر آیا ہے اور اسے پکڑنا چاہتا ہے ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق اسے گولی دی گئی جس کے اثر سے نوری سو گئی اور صبح سویرے ہی اس کی آنکھ کھلی اب نوری کو حویلی کے کونے کونے سے خوف آنے لگا۔ جس کمرے میں جاتی اسے وہی ڈھانچہ سامنے کھڑا نظر آتا۔ اور وہ چیخیں مارنے لگتی۔ ایک ہفتہ تک مسلسل ایسا ہوتا رہا صبح و شام نوری کے چیخنے چلانے کی آوازیں آتی رہیں نوری جو حسن و جمال سے دو چار تھی ایک ہفتہ میں پیلی پڑ گئی۔ بھائیوں سے اس کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی شہر سے رنگ رنگ کے اعلیٰ ڈگریوں کے ڈاکٹر بلواتے گئے۔ جو نوری کا خوف ختم نہ کر سکے ایک ہفتہ بعد حویلی میں جاگیردار کے چھوٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹے کی خوفناک اور بھیانک چیخوں کی آوازیں آنے لگیں یہ چیخیں اس قدر دردناک تھی کہ گاؤں والوں نے بھی سن لیں اور وہ بھی حویلی کے بیرونی گیٹ کے سامنے کھڑے ہوگئے نوکر چاکر ان کے کمرے کا دروازہ توڑنے کی جدوجہد میں مصروف تھے جب دروازہ توڑا گیا تو اندر جاگیردار کا بیٹا تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو چکا تھا جاگیردار نے اسے ہلا ہلا کر آوازیں دیں لیکن بے سود رہیں اسے کیا ہوا تھا کسی کو علم نہ تھا۔ نوری کی زبان مسلسل چل رہی تھی امی اس ڈھانچے نے میرے بھائی کی جان لی۔ امی امی ڈھانچہ نے میرے بھائی کو مارا ہے حویلی میں کہرام مچا ہوا تھا بیرونی گیٹ کھول دیا گیا تھا اور گاؤں والے بھاگ بھاگ کر حویلی میں داخل ہو رہے تھے۔ سامنے جاگیردار کے جوان بیٹے کی لاش پڑی ہوئی تھی رونا دھونا چیخنا چلانا شروع تھا گاؤں کی عورتیں لاش دیکھ دیکھ کر خوفزدہ ہو رہی تھیں کیونکہ اس کی شکل بدل چکی تھی جہاں جہاں تک خبر پہنچی لوگ جوق در جوق چلے آرہے تھے شام سے قبل ہی میت کو نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کردیا------ بھائی کی موت سے نوری کا چہرہ اور پیلا پڑ گیا۔ اس کا وہم جھوٹ نہ تھا حقیقت تھا کہ ڈھانچہ نے ہی اس کے بھائی کو قتل کیا ہوگا۔ اسے حویلی کے کونے کونے سے اس ڈھانچے کے رینگنے کی آہٹ محسوس ہوتی اور کھوپڑی دیکھ کر چیخ پڑتی۔ اپنی ماں کی منت سماجت کرتی کہ مجھے اس حویلی سے نکال کہیں دور سے لے جائیں۔ مجھے اس حویلی سے دہشت آتی ہے۔ یہاں سے خوف آتا ہے لیکن جاگیردار یہ کہہ کر اسے چپ کرا دیتا کہ یہ تیرا وہم ہے اور کچھ نہیں دس دن تک مسلسل رشتہ دار' دوست احباب آتے رہے اور روزانہ وہاں سے رونے پیٹنے کی آوازیں آتی رہتی کل صبح جاگیردار کے بیٹے کا رسم دسواں تھا دور دراز سے آئے ہوئے رشتہ دار حویلی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ دسواں کا ختم شریف سے فارغ ہو کر واپس جائیں گے۔ رات کے سائے آہستہ آہستہ پھیل رہے تھے گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی کافی رات تک گاؤں کے لوگ اور دوسرے رشتہ دار صف پر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد کمروں میں جاکر سونے لگے جاگیردار کے بیٹے بھی اپنے کمرے میں جاکر سونے لگے۔ جب رات آدھی سے زیادہ بیت گئی تو جاگیردار کے دوسرے بیٹے کے کمرے سے خوفناک اور بھیانک قسم کی چیخیں حویلی میں گونجنے لگیں

چیخیں اس قدر خوفناک تھی جیسے اسے کوئی چھری چاقو سے ذبح کر رہا ہو تمام رشتہ دار اور حویلی والے نوکر چاکر اس کے دروازے کے سامنے کھڑے دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے اور جب دروازہ ٹوٹ گیا تو سامنے جاگیردار کے بیٹے کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اس کی لاش دیکھ کر حویلی سے زور زور سے چیخوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ گاؤں کے لوگ بھی حویلی کے بیرون گیٹ پر جمع ہوگئے اور گیٹ زور زور سے کھٹکھٹانے لگے۔ نوکروں نے دروازہ کھول دیا حویلی کے اندر لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہو گیا دس دن کے اندر اندر دوسری موت دیکھ کر لوگوں کا

خوف سے برا حال ہو رہا تھا اور پورے گاؤں والے حویلی میں جمع تھے تمام دن رونا دھونا مچا رہا لوگ آتے جاتے رہے نوری پر بے ہوشی کے دورے بار بار پڑ رہے تھے حویلی میں قیامت خیز منظر تھا شام سے قبل ہی جاگیردار کے دوسرے بیٹے کو بھی سپرد خاک کردیا گیا۔ گاؤں کا کل رقبہ تقریباً" 10 ایکڑ تھا جس میں 5 ایکڑ میں جاگیردار کی بلند ترین کشادہ حویلی تھی اور باقی کے پانچ ایکڑ میں گاؤں کے چھوٹے چھوٹے تقریباً" 80، 90 گھر تھے گاؤں کے چاروں طرف درختوں کے جھنڈ تھے حویلی کی پچھلی طرف گاؤں کا قبرستان تھا اس کے بعد جاگیردار کی جہاں تک نظر پڑھتی زمینیں تھیں۔ اس حویلی میں جاگیردار کی اجازت کے بغیر پرندہ بھی داخل نہیں ہو سکتا تھا لیکن اب اس حویلی میں سے حویلی کے لوگوں کے علاوہ گاؤں والوں کو بھی خوف آنا شروع ہوگیا تھا آج کا دن چیخ و پکار میں گزر گیا۔ گاؤں میں مسلسل تین دن کا سوگ تھا۔ تین دن تک گاؤں والے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ رات ہوئی تو نوری نے پھر چیخنا چلانا شروع کردیا۔ امی جان مجھے یہاں سے لے چلیں وہ ڈھانچہ وہ کھوپڑی مجھے ختم کردے گا مجھے مار دے گا جاگیردار کو اب اپنی بیٹی کی فکر پڑ گئی تھی اس پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے حویلی میں ڈاکٹروں کی لائنیں لگی ہوئی تھیں کہ اب موت کا دوبارہ کھیل یہاں حویلی میں نہ کھیلا جائے۔ ادھر گاؤں کے لوگوں نے آپس میں کھسر پھسر شروع کر رکھی تھی کہ اختر کو بے قصور حویلی میں ذبح کرنے کا نتیجہ بھگت رہے ہیں یہ خبر حویلی والوں تک پہنچ گئی لیکن انہیں گاؤں والوں کی باتیں درست لگیں۔

واقعی اختر سے کیے جانے والے ظلم کا بدلہ انہیں مل رہا تھا دو جوان بیٹوں کی لاشیں دیکھنے کے بعد جاگیردار کی ہمت جواب دے رہی تھی وہ اپنے تیسرے بیٹے کی موت برداشت نہیں کر سکتے تھے انہوں نے پروگرام بنایا کہ وہ اپنے بیٹے کو بیرون ملک بھیج دیں گے تاکہ ڈھانچہ کا شکار نہ بن سکے جس دن رسم دسواں تھا اس سے ایک دن قبل وہ لندن چلا گیا اس کے بعد جاگیردار کی تمام تر توجہ نوری پر تھی اس کا روزانہ راتوں کو چیخنا۔ آخر نوری اس کے بڑے بھائی کے گھر بھیج دیا گھر میں آنا تھا وہ یہاں کی منگیتر تھی جاگیردار نے کہا کہ اس کی حفاظت اور علاج کرواؤ۔ روپے پیسے کی فکر نہ کریں جاگیردار کہہ کہنے کے مطابق نوری کا علاج ڈاکٹروں اور عامل لوگوں کے ذریعے شروع ہوگیا جو بھی انہیں جس قسم کا مشورہ دیتا۔ وہ اس پر عمل کرتے اور خوب روپیہ پیسہ اس پر خرچ ہونے لگا۔ ایک ماہ تو نوری کو وہاں کچھ نہ ہوا۔ ادھر حویلی میں بھی خوف وغیرہ ختم ہو چکا تھا نوری کو تمام حالات سے آگاہ کرنے کے بعد اسے دوبارہ واپس حویلی میں بلوالیا۔ یہاں چند دن سکون سے گزرے۔ خوف تو اب بھی نوری کو آتا تھا لیکن کھوپڑی یا ڈھانچہ نظر نہ آیا تھا۔ ڈاکٹروں کے مزید علاج اور عامل لوگوں کے دن رات حویلی میں قیام کرنے سے اس کا خوف بھی ختم ہوگیا نوری کا پیلا رنگ پھر سے سرخ ہونا شروع ہوگیا جاگیردار نے اپنی بیٹی کی شادی کی ڈیٹ فکس کردی وہ جلد اس کی شادی کردینا چاہتے تھے شادی کے ایک ہفتہ قبل ہی حویلی کو قمقموں سے سجانا شروع کردیا گیا۔ ہر رات وہاں جشن ہوتے جب جاگیردار کو اپنے بیٹوں کی یاد آتی تو وہ افسردہ ہو جاتے لندن میں بیٹے کو شادی کی اطلاع مل چکی تھی اور اسے بھی صورت حال سے آگاہ کردیا گیا تھا کہ اب یہاں کسی قسم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا لہٰذا تم شادی سے قبل واپس لوٹ آؤ اطلاع ملتے ہی جاگیردار کا بیٹا واپس آگیا ابھی شادی میں پورے تین دن تھے حویلی میں باقاعدہ جشن جاری تھے گاؤں والوں کا صبح و شام کھانا حویلی میں ہوتا تھا۔ یعنی گاؤں والوں کے ذمہ ہی رشتہ داروں کے اٹھنے بیٹھنے کا انتظام کرنا تھا آج صبح سے جاگیردار کا بیٹا بھی اس جشن میں شریک رہا۔ گانے بجانے والیاں اس جشن کی رونق کو دوبالا کر رہی تھیں رات کافی دیر تک گانا بجانا ہوتا رہا اس کے بعد لوگوں کو جب نیند آنے لگی تو وہ کمروں میں جاکر

سونے لگے حویلی کے کمرے اتنے زیادہ تھے ختم ہونے کا نام نہیں لیتے تھے جاگیردار کا بیٹا بھی اپنے بیڈ روم میں چلا گیا باقی کے رشتہ دار بھی جلد ہی سو گئے تھے۔ کہ اچانک جاگیردار کے بیٹے کے کمرے سے خوفناک اور بھیانک چیخوں کی آوازیں حویلی میں گونجنے لگیں۔ جس سے ہر کوئی جاگ پڑا۔ آج پھر دروازہ توڑا گیا اندر وہی منظر تھا جاگیردار کا تیسرا بیٹا بھی مردہ حالت میں پڑا تھا اس کی آنکھیں بھی دوسرے بھائیوں کی طرح پوری کی پوری کھلی ہوئی تھیں ایک دفعہ پھر حویلی میں رونا دھونا چیخنا چلانا شروع ہوگیا۔ جہاں کچھ دیر پہلے ناچ گانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ اب چیخوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں آج پہلا دن تھا کہ جاگیردار بھی شدت غم سے بے ہوش ہوگئے۔ انہیں ہوش میں لاتے تو وہ دوبارہ بے ہوش ہو جاتے۔ نوری کی حالت ایسے تھی جسے ابھی اس دنیا سے گئی غش پر غش کے دورے پڑ رہے تھے تقریباً" دو تین ماہ میں حویلی کی رونقیں ماند پڑ گئی تھیں وہاں رونے دھونے کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا یہ خوشیوں کے چند دن بھی غموں میں بدل گئے۔ ایک طرف بیٹی کی شادی اور دوسری طرف بیٹے کی موت عجیب منظر تھے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا دوسرے دن شام کے وقت جاگیردار نے اپنے تیسرے بیٹے کو بھی اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتار دیا۔ اور اسے بھی منوں مٹی تلے دفن کردیا---- جاگیردار ٹوٹ چکا تھا اکیلا رہ گیا تھا اس کے بازو کٹ چکے تھے اس کے سہارے ختم ہوگئے تھے۔ جن بیٹوں پر وہ فخر کرتا تھا انہیں اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دبا چکا تھا نوری کی شادی پندرہ دن لیٹ کردی گئی کہ بیٹے کی رسم دسواں کے بعد شادی ہوگی۔ اس واقعہ کے چند دن بعد حویلی کے ایک نوکر رات کو کھیتوں سے واپس حویلی آرہا تھا کہ قبرستان کا منظر دیکھ کر چیختا چلاتا بھاگتا ہوا حویلی کے بیرون گیٹ کے سامنے گر کر بے ہوش ہوگیا۔ نوکر اسے اٹھا کر حویلی کے اندر لے گئے۔ اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے جب وہ ہوش میں آیا تو جاگیردار نے چیخنے چلانے کی وجہ پوچھی تو وہ بولا _ مالک _ ______ وہ قبرستان ______ ہاں ہاں کیا ہے قبرستان میں۔ ایک ڈھانچہ آپ کے بیٹوں کی قبروں کو کھود رہا تھا کیا بک رہا ہے تو جاگیردار گرجا ہاں مالک سچ کہہ رہا ہوں ایک ڈھانچہ قبریں کھود رہا ہے۔ جاگیردار نوکروں اور رشتہ داروں کے ہمراہ قبرستان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا تو وہاں کچھ نہ تھا قبریں ویسے کی ویسے تھیں جاگیردار نے ایک نظر نوکر پر ڈالی تو وہ خوف سے کانپنے لگا۔ مالک

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا تم نے غلط دیکھا ہے حویلی جاکر پوچھتا ہوں یہ کہہ کر جاگیردار حویلی آگیا نوکروں کو فکر پڑ گئی کہ اب پھر کچھ ہونے والا ہے نوکر کی غلط بیانی کی سزا اسے ملنے والی ہے ہر کسی کی نظریں نوکر پر تھیں اور جاگیردار کی حکم کی منتظر تھیں کہ کیا حکم ملتا ہے۔ لیکن جاگیردار نے اسے کچھ نہ کہا۔ کیونکہ اس ڈھانچہ کے چرچے زبان زبان پر تھے۔ نوری کو ڈھانچہ روز نظر آتا تھا جسے جاگیردار وہم کا نام دے دیتے تھے ہو سکتا ہے نوکر کو بھی وہ نظر آیا ہو آج رسم دسواں تھا اس رسم کے لئے صبح سے ہی تیاریاں شروع تھیں یہ دن بخیرو خوبی گزر گیا۔ چند دن بعد نوری کی شادی تھی نوری اس لئے خوش نہ تھی کہ اس کو اس کی منزل ملنے والی تھی۔ بلکہ اصل خوشی کیوجہ اس حویلی کو چھوڑنا تھا جس میں سب کچھ ختم ہو کر رہ گیا تھا تین جوان بھائیوں کی لاشیں انھیں تھیں اس پر ڈھانچہ کی کھوپڑی سوار تھی والد پر شدت غم سے دورے پڑ رہے تھے اور والد اس نے تو کسی سے بات کرنا بھی چھوڑ دی تھی آج نوری کی شادی کا دن تھا حویلی میں رشتہ داروں کا ہجوم تھا کوئی کچھ کر رہا تھا اور کوئی کچھ----- بارات آچکی تھی رخصتی کا وقت آیا تو اسے رخصت کرتے وقت سب کی آنکھوں میں آنسو تھے کون بہن کی ڈولی کو کندھا دیتا ___ یہ منظر بھی دل ہلا دینے والا تھا جب جاگیردار نے اپنے بیٹوں کی جگہ خود سنبھالی اور ڈولی کو کندھا دیا۔ نوری کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ ڈولی میں اکیلی نہ ہو ڈھانچہ بھی ڈولی میں سوار ہو کر ایک دل دوز چیخ کی آواز ڈولی سے گونجی ڈولی کو زمین پہ رکھا گیا تو نوری بے ہوش پڑی تھی سب نے خیال ظاہر کیا کہ اسے اپنے بھائیوں کی یاد آتی ہوگی۔ تبھی چیخی ہوگی یہ سوچ کر دوبارہ ڈولی کو کندھا دیا گیا۔ اور گاؤں سے باہر تک رخصت کیا۔ اس کے بعد وہ گاڑیوں میں بیٹھ کر چلے گئے آج حویلی میں جاگیردار اکیلا رہ گیا تھا۔ سب کچھ لٹا کر اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا کبھی بڑے بیٹے کے کمرے میں جاتا کبھی دوسرے' اور پھر تیسرے بیٹے کے کمرے میں جاتا خالی بستروں کو دیکھ کر تڑپ جاتا بیٹی کا کمرہ بھی آج خالی تھا۔ وہ بھی یہ گھر چھوڑ گئی تھی ایک ٹوٹے انسان کی طرح حویلی کو دیکھے جا رہا تھا یہ وہ جاگیردار تھا۔ جو اپنے اوپر ایک مکھی کا بوجھ برداشت نہ کر سکتا تھا لیکن آج اگر کوئی بات بھی گر جاتا تو برداشت کرنا پڑتی۔ ایک ایک کر کے سب اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے ادھر نوری اپنے سجے ہوئے کمرے میں بیٹھی اپنے بھائیوں' باپ اور ماں کے بارے میں سوچ رہی تھی رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا شہر کے اس بنگلے میں

جشن نما ماحول تھا ہر کوئی خوش گپیوں میں مصروف تھا آدھی رات کو لوگ اور رشتہ دار بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر آہستہ آہستہ ہر کسی نے سونا شروع کر دیا تقریباً" رات ایک بجے نوری کے کمرے سے زور زور سے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔ پہلے چیخنے کی آوازیں مرد کی تھیں اور بعد میں یہ آوازیں نوری کی تھیں ان بھیانک چیخوں کی آواز پر سویا ہوا ہر فرد اٹھ کھڑا ہوا اور دروازہ پیٹنا شروع کر دیا نوری آہیں مار مار کر رو رہی تھی دروازہ کھلا تو اندر دولہا صاحب مردہ حالت میں پڑے تھے آنکھیں کھلی ہوئی تھیں منہ سے جاگ نکل رہی تھیں ڈاکٹروں کو بلایا گیا تو پتہ چلا کہ انہوں نے ڈاکٹروں کو بلانے میں بہت دیر کر دی تھی جہاں کچھ دیر قہقہوں کی آوازیں آرہی تھیں اب وہاں سے چیخوں رونے پیٹنے کی آوازیں آنے لگیں۔ نوری کے اس بنگلے میں قدم منحوس ثابت ہوئے جس کے آتے ہی ان کا جوان بیٹا زندگی کی جنگ ہار بیٹھا تھا پہلی ہی رات میں موت جو بھی سنتا بنگلے کی طرف بھاگا آتا اس بات کی اطلاع سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے حویلی تک بھی پہنچ گئی جاگیردار صدمے سے نڈھال ہو گیا وہ جانتا تھا کہ اس کی بیٹی کو قصوروار ٹھہرایا جائے گا اطلاع ملتے ہی وہ شہر بنگلے میں جا پہنچا اسے دیکھتے ہی اس کا بڑا بھائی گرجا ہاشم تیری بیٹی ہمارے گھر خوشیاں نہیں لے کر آئی ہے تیری بیٹی منحوس ہے یہ انسان نہیں چڑیل ہے یہ میرے بیٹے کو کھا گئی ہے اگر یہاں رہے گی تو ہم سب کو ہڑپ کر جائے گی اسے لے جاؤ اور ہماری نظروں سے دور ہو جاؤ ایک جاگیردار ذلیل و خوار ہو کر اپنی بیٹی کو تھامے واپس حویلی میں آ رہا تھا وہ پچھتا رہا تھا اسوقت کو جب اس کے بیٹوں نے اختر کو بے دردی سے قتل کر کے حویلی کے اندر ہی جلایا تھا اور ہڈیوں کا ڈھانچہ اس کے باپ کی گود میں ڈال دیا تھا آج وہی وقت تھا وہ بھی اپنی بیٹی جو مردوں سے بھی بد تر تھی اسے تھامے روتا ہوا واپس گاؤں آ رہا تھا کسی کے پاس اس کی بیماری کا حل نہ تھا عامل لوگوں نے بھی کہہ دیا تھا کہ چڑیلیں ہوتیں تو ہمارے قبضے

میں ہوتی۔ یہ چڑیل نہیں ہے کچھ اور ہے ادھر زمینیں بیچ بیچ کر ہزاروں روپیہ اب تک بیماری پر لگا چکا تھا لیکن نوری کی حالت میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا وہ جیسے تھی ویسے ہی رہی۔ حویلی کے اندر قدم رکھتے ہی نوری کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گئی یہ چیخ اس کے منہ سے کیوں نکلی کسی کو علم نہ تھا شاید اس کے اجڑ جانے کی چیخ تھی پھر کھوپڑی نظر آئی تھی چلتا پھرتا ڈھانچہ نظر آیا تھا ڈاکٹروں کو بلوایا گیا ان سے جو ہو سکا کیا اور کہا کہ اسے ہسپتال داخل کرا دو۔ تاکہ ڈاکٹروں کی نظروں کے سامنے رہے۔ جاگیردار نے ایک مہنگے ترین ہسپتال میں داخل کروایا۔ اور پیسہ روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ لیکن سب بے سود رہا ہسپتال میں بھی ہر رات نوری کے منہ سے بھیانک چیخیں نکلتی اور وہ بے ہوش ہو جاتی کسی کو کچھ نظر نہ آتا۔ جب ہوش میں آتی تو پوچھنے پر پتہ چلتا کہ وہ ڈھانچہ اسے مارنے آ رہا تھا ادھر گاؤں میں بھی ڈھانچے کا ظاہر ہونا ہر کسی کی زبان پہ تھا جو بھی رات کو قبرستان سے گزرتا اسے ایسا لگتا جیسے ڈھانچہ جاگیردار کے بیٹوں کی قبروں کو کھود رہا ہو اور وہ چیختے چلاتے گاؤں بھاگ آتے ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر اسے واپس حویلی بھیج دیا کہ اس کی بیماری ڈاکٹروں والی نہیں ہے اسے بزرگوں کے مزاروں پر لے کر جائیں شاید ٹھیک ہو جائے------ خدا سے دعائیں کریں۔ بزرگوں سے دعائیں کروائیں۔ اس پر ڈھانچے کا بھوت سوار ہو چکا ہے اسے خواب میں بھی کھوپڑیاں نظر آتی ہیں جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ مزاروں والی بات گاؤں کے گاؤں والوں نے بھی کیا تھا۔ لیکن جاگیردار نے کوئی نوٹس نہ لیا تھا لیکن اب اسے یہ کام ہر حال میں کرنا تھا یہی بیٹی ہی تو اس کی اکیلی اور اکلوتی اولاد تھی وہ اسے قتل ہوتا کیسے دیکھ سکتا تھا وہ اپنی بیٹی کو لئے مزاروں پر جانے لگا نوری اور جاگیردار کا تمام غرور خاک میں مل چکا تھا جن لوگوں کو وہ پاؤں کی جوتی کی حیثیت دیتے تھے آج ان سے مشورے لئے جاتے تھے ہنستی بستی حویلی غرور و گھمنڈ کی نظر ہو کر ویران و سنسان ہو کر رہ گئی تھی دن کے وقت بھی اس وسیع و عریض حویلی سے خوف آتا تھا۔ ایک رات نوری حویلی میں بیٹھی تھی رات کے سائے پھیل چکے تھے اسے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے وہی ڈھانچہ ہاتھ میں آگ پکڑے حویلی کے اردگرد آگ لگا رہا ہے یہ منظر دیکھ کر اس پر پھر خوف کا دورہ پڑ گیا وہ چیخنے چلانے لگی _ جب دورہ پڑتا تو اس کی حالت ایسی ہو جاتی جیسے وہ ابھی ختم ہو جائے گی رنگ پیلا پڑ جاتا ہوش اڑ جاتے زبان جلنے لگی ای ڈھانچہ ای کھوپڑی جاگیردار اس کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ جاتا والدہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی قطار لگ جاتی نوری بے ہوش ہو چکی تھی گھر کی نوکرانیاں اسے ہوش میں لانے کی کوشش میں مصروف تھیں جاگیردار بیٹوں کی جدائی اور بیٹی کی حالت دیکھ کر خود ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا تھا اپنا رعب دبدبا اس نے خود ہی ختم کر دیا تھا نوکروں اور گاؤں والوں سے نرم لہجے میں بات کرتا۔ وہ پہلے والد جاگیردار نہ رہا تھا اب تو وہ بیٹی کی شادی کے لئے منت ساجت پہ اتر آیا تھا خاندان کے جس گھر میں رشتہ کی بات کرتا وہی کہتا کہ ہم نے اپنا بیٹا نہیں مروانا۔ اگر نوری حویلی میں رہتی ہے تو ایک چلتی پھرتی لاش کی مانند نظر آتی آخر کار ایک جگہ اس نے بیٹی کا رشتہ کر دیا رشتہ اس شرط پر طے ہوا کہ تمام زمینیں وہ لڑکے کے نام لگوا دے گا کیونکہ اب تو سب کچھ بیٹی کا ہی تھا شادی کی تاریخ دے ڈالی اور پندرہ دن بعد بارات آنی تھی ایک دفعہ پھر حویلی کی رونقیں دوبالا ہونا شروع ہو گئیں۔ نئے سرے سے حویلی کو چونے سفیدی سے چمکایا گیا جس کمرے میں اختر کو ذبح کیا گیا تھا اس کمرے سے وحشت اور خوف آتا تھا ایسا لگتا تھا کہ ابھی اس کا مردہ جسم ان کے گریبان پکڑے گا۔ پندرہ دن بیت گئے بارات حویلی میں آگئی مہمانوں کا ہر طرح سے خیال رکھا گیا اور دعاؤں کے ساتھ بیٹی کو رخصت کر دیا گیا۔ باپ نے بیٹی کو نصیحت کی کہ اب بیٹی

وہاں ہی تیرا جینا مرنا ہے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دینا بارات واپس چلی گئی رات گزر گئی۔ ابھی دن کا اجالا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ حویلی میں خبر پہنچ گئی کہ دولہا کو رات کو کسی نے قتل کر دیا ہے اور نوری بے ہوش پڑی ہے جاگیردار پر جیسے بجلی گر پڑی وہ بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا اتنی ہمت نہ ہوئی کو کچھ بات کر سکتا۔ وہاں پہنچنا ضروری تھا نوکر چاکر ساتھ لے کر چل پڑا وہاں ایک دفعہ پھر اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور جب انہوں نے یہ کہا کہ اس چڑیل کو واپس لے جاؤ تو جاگیردار غش کھا کر گر پڑا۔ اسے شہر کے ہسپتال لے گئے جہاں اس کی حالت سنبھلنے کا نام نہ لے رہی تھی جو کچھ جتنی دولت خرچ آئی انہوں نے جاگیردار پر خرچ کی اگر وہ زمینوں کے کاغذات جاگیردار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے منہ پر نہ مارتے تو شاید آج جاگیردار زندہ نہ بچتا وہ زمینیں بیچ بیچ کر جاگیردار کا علاج ہو رہا تھا۔ یہ ایک کالی آندھی تھی جو ان پر چل رہی تھی اور آہستہ آہستہ سب کچھ اڑا کر لے جا رہی تھی یہ امتحان تھا یا سزا جس کا جاگیردار کو سامنا کرنا پڑ رہا تھا وہ جس طرف کا بھی رخ کرتا دکھوں، غموں، پریشانیوں کے سوا اسے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ادھر نوری کی وجہ سے وہ بالکل ٹوٹ گیا تھا دو جگہ اس کی شادی کی دونوں طرف سے ہی وہ پہلی رات میں بیوہ ہو کر واپس آئی۔ شاید ابھی جاگیردار کو کچھ اور دیکھنا تھا کہ اس کی حالت درست ہونے لگی۔ اور ایک ماہ کے بعد وہ تندرست ہو کر واپس گاؤں آگیا۔ گاؤں والے جو ان کے آنے کے انتظار میں تھے انہیں زندہ دیکھ کر خوش ہو گئے۔ حویلی کے اندر قدم رکھا تو بیٹی کا اجڑا اور مرجھایا چہرہ دیکھ کر آنسو بہانے لگا رات بھر وہ جاگیردار جاگتا رہا نجانے کیا کیا سوچتا رہا صبح ہوئی تو نوکروں سے کہا کہ پورے گاؤں کو حویلی میں اکٹھا کرو حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک گھنٹے کے اندر اندر تمام گاؤں والے مرد عورتیں بچے حویلی کے کشادہ لان میں جمع ہو گئے نجانے جاگیردار کیا فیصلہ کرنے والے تھے جاگیردار صاحب اپنے کمرے سے باہر آئے تمام گاؤں والے ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ جاگیردار کے چہرے پر آج خوشی کے تاثرات تھے ان کے لبوں پر میٹھی سی مسکراہٹ تھی بولے گاؤں والو میرے خدمت گزارو تم نہیں جانتے کہ میں نے تم سب کو ایک ہی جگہ کیوں اکٹھا کیا ہے یہ تمہارے لئے خوشی کی بات ہے میں اپنی تمام زمینیں تم سب میں برابر کی تقسیم کر رہا ہوں آج کے بعد تم میرے لئے محنت نہیں کرو گے اپنے لئے کرو گے اپنا اگاؤ اور اپنا کھاؤ میرا اس دنیا میں کیا ہے کچھ بھی نہیں لٹ چکا ہوں حالات کے الٹے چکر میں پھنس گیا ہوں جس طرف بھی قدم اٹھاتا ہوں رسوائیوں پریشانیوں، دکھوں، زخموں کے کچھ نہیں ملتا یہ بہت بڑی حویلی اسے حویلی نہ سمجھنا یہ بھیانک اور خون آلود جگہ ہے یہاں کی خوشیاں ختم ہو گئی ہیں میں اپنا سب کچھ تمہیں دیئے جا رہا ہوں ایک ہفتہ کے بعد ہم یہاں سے چلے جائیں گے کہاں جائیں گے ہمیں نہیں معلوم مجھے جینا ہے اس وقت تک جب تک میری بچی زندہ ہے میرے لئے دعا کرنا کہ خدا تعالیٰ میری خواہش پوری کرے میری بچی کے نصیب اچھے کرے آج میں جاگیردار نہیں ہوں تم سے بھی چھوٹا انسان ہوں تم خوش قسمت ہو کہ رات سکون سے سوتے ہو اور میں میں تو بھول ہی گیا ہوں کہ نیند کیا چیز ہوتی ہے تم ہر بات جانتے ہو میں بھی جانتا ہوں یہ ہمیں سزا ملی ہے ایک بے گناہ کے قتل کی سزا کاش کہ ہم نے ایسا نہ کیا ہوتا میرے بچوں نے اس کا گھر جلایا تھا آج میں اپنے ہی ہاتھوں اس حویلی کو جلا رہا ہوں تاکہ یہاں کوئی بھی آباد نہ ہو سکے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ میرے بیٹوں کی طرح کسی اور کے بھی بیٹے ذبح ہوں کسی اور کے بیٹے رات کو تڑپ تڑپ کر نہ مریں اس کے بعد نوکروں کو حکم دیا کہ کمرے کے اندر پڑے ہوئے تمام سامان کو آگ لگا دو لوگوں نے ایسا نہ کرنے کی منت کیں لیکن جو فیصلہ ہو چکا تھا ہو چکا تھا جو زبان سے بات نکل گئی تھی پوری ہونی تھی کمرے کے اندر پڑے سامان کو آگ لگا دی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے حویلی میں شعلے بلند ہونے لگے۔ اور پھر کافی دیر کے بعد آگ کے شعلے ٹھنڈے ہونا شروع ہو گئے سب کچھ جل گیا تھا نہ سامان تھا اور نہ ہی درو دیوار مکمل تھیں ایسا لگتا تھا جیسے صدیوں پرانی حویلی ہو۔ جس کے اندر آسیبی مخلوق آباد ہو۔ جس حویلی میں نوری کی ماں دلہن بن کر آئی تھی اور اس کے باپ نے نصیحت کی تھی کہ بیٹی وہاں سے تیری لاش واپس آئے ویسا ہی ہوا جلتے مکان کو دیکھ کر نوری کی ماں کا دل بند ہو گیا اور وہ بھی اپنے بیٹوں سے جا ملی اس رانی کی موت پر گاؤں کی عورتوں نے خوب ماتم کیا اور رات کی تاریکی میں اسے بھی سپرد خاک کر دیا۔ اس دفعہ جاگیردار نے کسی رشتہ دار کو نہ بلایا صرف گاؤں والوں نے ہی اس کے دفن کا انتظام کیا اس کے مرنے کے بعد تین دن تک گاؤں میں سوگ منایا گیا جاگیردار اپنی بچی کو ساتھ لئے قبرستان پہنچا جہاں سب سے باری باری ملا اور نوری کو اختر کی قبر بتائی گئی تو وہ قبر پر گر پڑی۔ آئی لو یو اختر آئی لو یو۔ تم سچے عاشق تھے میں تمہاری محبت کو سمجھ نہ پائی دولت نے مغرور بنا رکھا تھا مجھے معاف کر دو میں اب کسی اور کی ڈولی میں نہ بیٹھوں گی میرا انتظار کرو میں صرف تمہاری ہوں انہی الفاظ کے ساتھ نوری بھی اس دنیا سے ناطہ توڑ چکی تھی رونے دھونے کے بعد اسے اختر کے قریب ہی دفن کر دیا گیا۔ جاگیردار سکون دل کی خاطر مزاروں پر اپنی زندگی گزارنے لگا اور پتہ نہیں اب وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں حویلی دوبارہ آباد نہ ہو سکی لیکن گاؤں والے آباد ہو گئے۔

غزلیں و نظمیں

نعت رسول مقبول ﷺ

ذرّے اُس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس جگہ آپؐ نے نعلین اتارے ہوں گے
بوئے گل اس لئے پھرتی ہے چھپائے چہرہ
گیسو سرکار دو عالم ﷺ نے سنوارے ہوں گے
لوگ تو حُسنِ عمل لے کے چلے روزِ حساب
سرورِ عالم ﷺ ہم تو فقط تیرے سہارے ہوں گے
تاب نظارہ اگر ہو تو پھر آؤ دیکھو
مسندِ عرش پہ سرکار ﷺ ہمارے ہوں گے

☆ ---------- قمر مریز بشیر گوندل۔ گوجرہ

غزل

بے وفاؤں سے دل لگانا مجھے اچھا نہیں لگتا
ہر ایک بات پر کرنا بہانہ مجھے اچھا نہیں لگتا
پہلے تو کہہ کر اپنا دل جیت لینا اس کا
پھر کہہ کر بیگانہ مجھے اچھا نہیں لگتا
وعدہ کر کے جانا کہ میں واپس آؤں گا
بعد جانے کے واپس نہ آنا مجھے اچھا نہیں لگتا
یہ دنیا دیکھ سکتی نہیں دو دوستوں کو
اس لئیت و کہتی یہ زمانہ مجھے اچھا نہیں لگتا

☆ ---------- مسکان۔ ننگن پور

دھیمی دھیمی

سخن شیریں گفتار دھیمی دھیمی
چال چلن اور رفتار دھیمی دھیمی
سادگی کو اپنا شعار بنا لو لوگو
کرو آپس میں بحث و تکرار دھیمی دھیمی
پیار و محبت میں جنگ جائز ہے
بے شک سزا دو مگر دھیمی دھیمی
اذیت سے چاہے کیوں نہ بلک اٹھو تم
رقیب جان کے سامنے کرو آہ پکار دھیمی دھیمی
دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے
انسان کو لمحہ انتظار دھیمی دھیمی
بے شک ناچ مغنیہ یہ تیرا پیشہ ہے
مگر رکھ پائل کی جھنکار دھیمی دھیمی
بے شک درد میں چھلک پڑی ہیں آنکھیں
کر تو بھی ذاکر آنکھ اسد دھیمی دھیمی

☆ ---------- محمد ذاکر۔ ہالاں

غزل

رنج دنیا کہ اٹھائے ہیں تمہاری خاطر
داغ سینے کے جلائے ہیں تمہاری خاطر
وہ ستارے کسی دامن کی جو زینت نہ بنے
ہم نے پلکوں پہ سجائے ہیں تمہاری خاطر
یہ الگ بات کہ منزل نہ ملی ہم کو مگر
راہگذر چھان کے آئے ہیں تمہاری خاطر
ہم نے دیکھا ہی نہیں پیار کا لمحہ کوئی
عمر بھر ظلم اٹھائے ہیں تمہاری خاطر
وہ نشاں جو نئی منزل کا پتہ دیتے ہیں
جان جاں ڈھونڈ کے لائے ہیں تمہاری خاطر
اپنے شعروں میں زمانے کے لئے ہم نے ظہیر
سینکڑوں درد چھپائے ہیں تمہاری خاطر

☆ ---------- ظہیر احمد ظہیر

درد

اسی سے ہوتا ہے ظاہر جو حال درد کا ہے
سبھی کو کوئی نہ کوئی وبال درد کا ہے
اب اس کے بعد کوئی رابطہ نہ رکھنا
یہ بات طے ہے مگر سوال درد کا ہے
ہم اس کو دیکھتے جاتے ہیں روتے جاتے ہیں
یہ صحن شب میں پڑا ہے جو تھال درد کا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فقیر ہوئے ہیں بڑے سکون سے ہم
تیری جدائی کی کٹیا ہے پیال درد کا ہے
سحر سسکتے ہوئے آسمان سے اتری
تو دل نے جاہن لیا یہ بھی سال درد کا ہے
دلوں پہ زندہ تھا دل ہی نہیں رہے ہیں یہاں
اب ایسے شہر میں جینا محال درد کا ہے
بدل گئے میرے حالات دل تو کیا ہو گا
یہ ایسی بات ہے جس میں زوال درد کا ہے
اکھڑتی جاتی ہے دیوانہ وار ایڑیوں سے
زمین جاں پہ ہماری دھمال درد کا ہے۔
نہ تم میں سکھ کی کوئی بات ہے نہ مجھ میں ہے
تمہارا اور میرا ملنا وصال درد کا ہے
نفس نفس پہ پڑے آبلوں سے لگتا ہے
نہ جانے روح میں کب سے ابال درد کا ہے
کسی نے پوچھا کہ فرحت بہت حسین ہو تم
تو مسکرا کے کہا سب جمال درد کا ہے
☆ .... فرحت عباس شاہ

محبت ہے

تمہارے بن نہیں رہتا مجھے تم سے محبت ہے
ہے تم سے بس یہی کہنا مجھے تم سے محبت ہے
زبان تو کہہ نہیں سکتی تمہیں احساس ہو گا
میری آنکھوں کو پڑھ لینا مجھے تم سے محبت ہے
تمہارے نام کر دی ہے یہ پوری زندگی اپنی
بھلے ہی دکھ پڑے سہنا مجھے تم سے محبت ہے
ہمیں احساس ہے تم کو بھی ہم سے پیار ہے لیکن
یہ میرے سامنے کہنا مجھے تم سے محبت ہے
☆ .... انیلہ غزل

غزل

آج کتنے عرصے بعد تیرا نام لکھا ہے
ہاں تیرے لئے ہی یہ پیغام لکھا ہے
ہمیں تیری چاہت نے اس قدر ماہر کر دیا چاہتوں کا
کہ اب رات کو سونا حرام لکھا ہے
جن گلیوں میں تجھے ٹھوکر بھی لگی جاناں!
ان گلیوں کو میں نے بہت بدنام لکھا ہے
لوگ چاہنے والوں کا نام چھپاتے پھرتے ہیں
ارے دیکھو میری جان تیرا نام سرعام لکھا ہے
میری چاہت کسی کی جانب راغب نہ ہو گی جاناں!
میں نے تجھے اپنی ذات کے گرد بنا در و بام لکھا ہے
یوں چاہت کی باتیں کرنا فضول ہے ساگر
میں نے تو اسے تجارت وادیٔ شام لکھا ہے
☆ .... محمد شفیق ساگر کمبوہ۔ گوٹھ ابراہیم شاہ

غزل

رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لئے آ
آ پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لئے آ
کچھ تو مرے پندار محبت کا بھرم رکھ
تو بھی تو کبھی مجھ کو منانے کے لئے آ
پہلے سے مراسم نہ سہی پھر بھی کبھی تو
رسم و رہ دنیا ہی نبھانے کے لئے آ
کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لئے آ
اک عمر سے ہوں لذت گریہ سے بھی محروم
اے راحت جاں مجھ کو رلانے کے لئے آ
اب تک دل خوش فہم کو تجھ سے ہیں امیدیں
یہ آخری شمعیں بھی بجھانے کے لئے آ
☆ .... محمد نمر۔ میاں چنوں

آج پھر

شب سوز میرے در پہ آئی ہے آج پھر
وہی افسانہ جنون دہراتی ہے آج پھر
جسے بھولنے کو میں نے لگا دیا زمانہ
زندگی مجھے وہ گیت سناتی ہے آج پھر
اف ستم کہ ماضی کے بند دریچوں سے
اک بجھی ہوئی صدا پکارتی ہے آج پھر
مجھے عمر جاوید کی دعا نہ دو کہ میرے لئے
کوئی زبان میری موت مانگتی ہے آج پھر
وابستہ ہیں جس سے یادوں کے کئی پہلو
ساون کی وہی برسات برستی ہے آج پھر
کبھی ٹوٹا تھا وہ خواب دکھاتی ہے میری نظر
اک اور حسین فریب دیتی ہے

تھاما تھا کبھی تم نے دم آخر پڑھا تھا جو صدام
ہاں اسی دیے کی لو تھرتھرائی ہے آج پھر
☆ .... رئیس صدام حسین ساحل۔ سٹی خان بیلہ

سنو!

سنو! تم مجھ سے بے وفا کبھی مت ہونا
یوں ہی ساتھ ساتھ چلنا جدا کبھی مت ہونا
میں تو ششدر ہوں سب پا کے کھو دیا
تم سے گذارش ہے کہ مجھے کبھی مت کھونا
اگر جدائی مقدر ہو چکی ہے اپنا
تو جدائی میں یہ اشکوں کے موتی مت کھوتا
رونا تو شاید ہمارا مقدر بن چکا ہے جاناں!
تو سنو جان! میں رو لوں گا تم کبھی مت رونا
ہمارا تعلق تو نیند سے اب جڑ نہیں سکتا
مگر تم اپنی نیندوں سے خفا کبھی مت ہونا
سوتے وقت اپنی کھنکتی چوڑیوں کو سنبھال لیا کرو
ان کو آزاد چھوڑ کر کبھی مت ہونا
☆ .... ساگر کمبوہ۔ گوٹھ ابراہم شاہ

غزل

تیری بے پردہ نگاہوں کا نشانہ بن کے
خود سے جھگڑا ہوں بہت میں تیرا دیوانہ بن کے
مجھے اس طرح سے نہ دیکھ تیری زلفوں کی قسم
پھر نہ پاؤں گا تجھ سے بیگانہ بن کے
نیند آنکھوں کے دریچے سے ہے دور مگر
خواب آتے ہیں پھر سونے کا بہانہ کر کے
یہ طلاطم تیری الفت کا میرے دل میں تو ہے
ختم نہ ہو جائے یہ قصہ فسانہ بن کے
اس قدر چاہنا اُسے راس نہ آیا صدام
وہ میرے پاس سے گزر گیا بیگانہ بن کے
☆ .... رئیس صدام حسین ساحل۔ سٹی خان بیلہ

غزل

یہ جہانِ رنگ و نکہت یہ فضا یہ چاند تارے
یہ ہزار پردہ داری ترے حُسن کے اشارے
یہ جھکی جھکی نگاہوں کے یہ معتبر اشارے
مری زندگی کے ساماں، مری موت کے سہارے
یہ فریب لالہ و گل یہ طلسم ماہ و انجم
مری خوش نگاہوں کے ہیں لطیف استعارے
یہ نظر نظر یہ بندش یہ قدم قدم یہ گردش
کوئی تا بہ کے خدایا یونہی زندگی گزارے
اسی ایک امید پیہم پہ یہ سانس چل رہی ہے
کہ کبھی سرور شاید کوئی بڑھ کے خود پکارے
☆ .... محمد نمر۔ میاں چنوں

غزل

صرف میں ہی تمام سکوں ہاتھ اُس کا
مجھ پر اتنی سی عنایت سی کر دے
وہ رہ نہ پائے اک پل بھی میرے بنا
اے خدا تو اُس کا میری عادت سی کر دے
اتنا ٹوٹ کے چاہوں میں اُس کو
کہ میری چاہت کو اس کی عبادت سی کر دے
کوئی نہ چھو سکے اپنی خیالات میں بھی اُس کو
ہر ایک کے ذہن میں اس کی حفاظت سی کر دے
بند آنکھ میں بھی دیکھ پاؤں اُس کو
میری نظر کو، اسی اجازت سی کر دے
رکھوں گا خیال اُس کا عمر بھر کے لئے
اپنے آپ کو وہ میری امانت سی کر دے
☆ .... رئیس صدام حسین ساحل۔ سٹی خان بیلہ

قطعات

ہم نے پھولوں کو باغات سے بڑھ کر چاہا
تیری فرقت کو ملاقات سے بڑھ کر چاہا
پاؤں پھیلا دیئے چادر بھی نہیں دیکھی ہم نے
تجھ کو چاہا بھی تو اوقات سے بڑھ کر چاہا

روٹھا تو شہر خواب کو غارت بھی کر گیا
اور مسکرا کے تازہ شرارت بھی کر گیا
محسن یہ دل کہ جس سے بچھڑتا نہ تھا کبھی
آج اس کو بھولنے کی جسارت بھی کر گیا
☆ .... انیلہ غزل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماضی یاد دلانے والو موسم ہے
کیسا دل تڑپانے والا موسم ہے
یہ بارش سرما کی پہلی بارش ہے
یہ آنکھیں چھلکانے والا موسم ہے
بوندوں کی بوچھاڑ سے ناحق بچتے ہو
یہ تو آگ لگانے والا موسم ہے
آج انگیٹھی کے آگے چپ بیٹھا ہوں
ترے خطوط جلانے والا موسم ہے
موسم یوں تو جانے کتنے گزرے ہیں
یہ یاد تمہاری جانے والا موسم ہے

☆ ---------- شاہد نواز اینڈ احسان علی

غزل

دل پرشوق کو پہلو میں دبائے رکھا
تجھ سے بھی ہم نے تیرا پیار چھپائے رکھا
چھوڑ اس بات کو اے دوست کہ تجھ سے پہلے
ہم نے کس کس کو خیالوں میں بسائے رکھا
غیر ممکن تھی زمانے کے غموں سے فرصت
پھر بھی ہم نے ترا غم دل میں بسائے رکھا
ہائے کیا لوگ تھے وہ لوگ پری چہرہ لوگ
ہم نے جن کے لئے دنیا کو بھلائے رکھا
اب ملیں بھی تو نہ پہچان سکیں ہم ان کو
جن کو اس عمر خیالوں میں بسائے رکھا

☆ ---------- نامعلوم

غزل (ایس کے نام)

ہر شخص کہہ رہا ہے تجھے دیکھنے کے بعد
دعویٰ میرا بجا ہے تجھے دیکھنے کے بعد
ہم آ کے تیرے در سے واپس نہ جائیں گے
یہ فیصلہ کیا ہے تجھے دیکھنے کے بعد
سجدہ کروں کہ نقش قدم چومتا رہوں
گھر کعبہ بن گیا ہے تجھے دیکھنے کے بعد
کہتے تھے تجھ کو لوگ مسیحا مگر یہاں
اک شخص مر گیا ہے تجھے دیکھنے کے بعد
سجدہ کروں گا تجھ کو کافر کہیں گے لوگ
کون سوچتا ہے دیکھنے بعد
کھویا ہوا سا رہتا ہوں ہر وقت اب
یہ حال ہو گیا ہے تجھے دیکھنے کے بعد

☆ ---------- فرحت ساجن-خوشاب

مجھے صندل کردو

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو
نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو کہ مجھے پاگل کر دو
تم ہتھیلی کو میرے پیار کی مہندی سے رنگو
اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کاجل کر دو
اس کے سائے میں میرے خواب دھک اٹھیں گے
میرے چہرے پہ چمکتا ہوا آنچل کر دو
دھوپ ملی دھوپ ہوں میں ٹوٹ کے ہر سو مجھ پر
اس قدر ہر سو میری روح میں جل تھل کر دو

☆ ---------- فرحت ساجن-خوشاب

یہ سال بھی آخر بیت گیا

اب یاد دلائے کون کہیں
یہ سال بھی آخر بیت گیا
وہ سرد ہوائیں اب بھی ہیں
رنگین فضائیں اب بھی ہیں
وہ بھیگی بھیگی بانی کی
پرشور صدائیں اب بھی ہیں
میں اب بھی ادھر کو جاتا ہوں
جب تم نہیں ہوتے میرے ساتھ
خالی ہوتے ہیں جب میرے ہاتھ
پرشور صدائیں پوچھتی ہیں
وہ سرد ہوائیں پوچھتی ہیں
وہ دوست تیرا کہاں گیا ہے
وہ سنگیت تیرا کہاں گیا ہے
کیا پھر زمانہ جیت گیا ہے
یہ سال بھی آخر بیت گیا ہے

☆ ---------- حماد ظفر بادی-گوجرہ

غزل

یاد تیری بہت آئی ہے کہ مجھ کو رات ہونے سے پہلے

جی بھر کر رلاتی ہے مجھ کو مسکرانے سے پہلے
بے وفا تم نہیں تیرا پیار ہی میرے نصیب میں نہ تھا
یہی سوچ کر ہیں چپ ہو جاتا ہوں تجھے بے وفا کہنے سے پہلے
بہت سے لوگ پوچھتے ہیں مجھ سے تیرے بارے میں
میں مسکرا کر جواب دیتا ہوں انہیں آنسو گرانے سے پہلے
سوچا بھی نہ تھا یونہی جدا ہو جائیں گے ایک دن
چھوڑ دیتا تمہارا دامن صنم تمہیں اپنانے سے پہلے
اب تو موت کے بہت قریب ہو گیا ہے تمہارا احسان
اک بار چہرہ اپنا دکھا جاؤ مجھ کو موت آنے سے پہلے

☆ ---------- احسان سحر-میانوالی

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے ڈر لگتا ہے
اپنے تحفے میں دیئے مجھے خون کے آنسو
مجھے اب اسکی ہر سوغات سے ڈر لگتا ہے
چھوڑو پیار کی باتیں کوئی اور بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے
اسلئے اس کی ہر ملاقات سے ڈر لگتا ہے
اپنوں میں رہ کر کچھ ایسے زخم کھائے احسان
کہ ہمیں تو آپ اپنی ذات سے ڈر لگتا ہے

☆ ---------- احسان سحر-میانوالی

غزل

تیری خوشبو کا پتہ کرتی ہے
مجھ پر احسان ہوا کرتی ہے
شب کی تنہائی اب تو
گفتگو اکثر رہا کرتی ہے
دل کو اس راہ پہ چلانا ہی نہیں
جو مجھے تجھ سے جدا کرتی ہے
زندگی میری تھی لیکن اب تو
لیکن تیرے کہنے میں رہا کرتی ہے
اس نے دیکھا ہی ورنہ یہ آنکھیں
دل کا احوال کیا کرتی ہیں
شام پڑتے ہی کسی شخص کی یاد
کوچہ جان میں صدا کرتی ہے

☆ ---------- احسان سحر-میانوالی

غزل

کسی کی آنکھ کا خواب ہوں میں
کتاب زندگی کا حسین باب ہوں میں
جو پڑھو مجھ کو تو بے حساب پڑھو
کہ قصہ شاداب ہوں میں
اگر دیکھو مجھے تو یوں محسوس ہو
جیسے چمن میں کھلتا ہوا گلاب ہوں میں
جو ہوں دسترس میں تو چھو لو مجھ کو
کہ افق پہ چمکتا ہوا چاند ہوں میں

☆ ---------- ہانیہ-ملتان

میری اتنی سی خواہش

میری اتنی سی خواہش ہے کہ...... میری زندگی ایسی ہو...... جیسے بادل، بارش اور ہوا...... جب بادل کی طرح آؤں تو...... لوگ بارش کی دعا کریں...... پھر میں بارش کی طرح برسوں...... پھول اور کانٹوں پر برسوں...... پھر ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کی طرح...... جب درختوں کو چھو کر گزروں...... تو بارش کے ننھے قطرے جب...... زمین پر گریں...... تو سب کی نظروں کو بھلی لگوں میں...... ہر کوئی...... ان قطروں کو چھونے کی خواہش کرے...... اے میرے خدا...... میری اتنی سی خواہش ہے

☆ ---------- ہانیہ-ملتان

ترس ترس کے برستے ہیں میرے آنسو روز اس وقت
کہ آج اک سورج ڈھل گیا تجھے یاد کرتے کرتے
☆...... رضیہ سلطانہ-مزنگ، لاہور

کب ملی تھی، کہاں بچھڑی تھی، ہمیں یاد نہیں
زندگی تجھ کو تو بس خواب میں دیکھا ہم نے
☆...... آسٹر-کراچی

محسن ہی سمجھتے ہیں غم دوست تجھے ہم
دشمن تو کبھی دل میں بسائے نہیں جاتے
☆...... صائمہ سندرناز

نجانے کون سی رت میں بچھڑ گئے وہ لوگ
جو اپنے دل میں بہت احترام رکھتے تھے
☆...... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرا سوال

میرے شہر کو برباد کیا تو نے تم کو کیا ملا
میرے لوگوں کو مار دیا تو نے تم کو کیا ملا
ہمارا کیا قصور تھا تم بتاؤ مجھ کو ذرا
کس لئے تباہ و برباد کیا میرے شہر کو تم نے
کیوں لی تو نے جان میرے معصوم لوگوں کی
کیوں لوٹا تو نے میرے شہر کی خوشیوں کو
کیوں چھین لیا مجھ سے میرے اپنوں کو
جواب دو میرا میرے لوگوں کے قاتل

فراز۔لاہور

کرو وعدہ

کرو وعدہ میرے مرنے پہ آؤ گے......اور مجھے اپنے ہاتھوں سے دفناؤ گے......آؤ گے میری میت پر اپنوں کی طرح تم......سامنے دنیا کے آنسو بہاؤ گے...... بتاؤ گے نہ کسی کو ہماری جدائی کا سبب......وہی پرانا پیار دنیا کو دکھاؤ گے......دو گے سب سے زیادہ کندھا مجھے......عمر بھر میرے نام کو نہ بھلاؤ گے......چھوڑ کر زمانے بھر کی خوشیاں میرے لئے......اور میرے دل سے اپنا غم مٹاؤ گے......روز آیا کرو گے میری قبر پر......اور دعا کے لئے ہاتھ بھی اٹھاؤ گے......کرو وعدہ کرو وعدہ......

لقمان حسن۔ڈیرہ اسماعیل خان

سوکھا ہوا پھول

یوں تو پھول ہوں مگر سوکھا ہوا ہوں میں
کتنے پاؤں تلے میں روندھا ہوا ہوں میں
ہر ایک دیکھتا ہے نفرت سے مجھے
ہر ایک کا شاید سوچا ہوا ہوں میں
وہ پا کے منزل کھو بھی چکے ہیں
ابھی تک سویا ہوا ہوں میں
دور تک نہیں نام و نشان ٹکڑوں کا
میں تارا ہوں ٹوٹا ہوا ہوں میں
شبنم ہے گواہ میری شب بیداری کا
فلک کے سنگ رویا ہوا ہوں میں
شبنم ہے گواہ میری شب بیداری کا
فلک کے سنگ رویا ہوا ہوں میں
بال کیا شیو کیا اپنا ہوش نہیں
تیری یاد میں اتنا کھویا ہوں میں
جی تو رہا ہوں مگر کیسے ساحل
اسی سوچ میں ڈوبا ہوا ہوں میں

ساحل رضا۔تربت مکران

درد چھپایا نہیں گیا

اک درد جو مجھ سے چھپایا نہیں گیا
وہ شخص جو مجھ سے بھلایا نہیں گیا
جس کے لئے میں نے چھوڑ دی دنیا
اس شخص سے اک وعدہ نبھایا نہیں گیا
ہاتھ ہاتھوں میں دے کر چھڑا لیا اس نے
ہم سے پھر کسی سے ہاتھ ملایا نہ گیا
بڑی بے دردی سے میری تصویریں جلا دیں اس نے
مجھ سے اس کا اک خط بھی جلایا نہیں گیا
میری اس غم میں رو رو کے زندگی گزر گئی
اس سے ایک آنسو بھی بہایا نہیں گیا
جس کے پیار میں جل سے گیا انجم
اس سے میت پر بھی میری آیا نہیں گیا

حفیظ انجم۔بستی گھالی شریف

چاہت کے نام

وہ دل ہی کیا جو تیرے ملنے کی دعا نہ کرے
میں تجھ کو بھول کر زندہ رہوں خدا نہ کرے
رہے گا ساتھ تیرا پیار زندگی بن کر
یہ اور بات ہے کہ زندگی میری وفا نہ کرے
اگر وفا پہ بھروسہ نہ رہے دنیا کو
تو کوئی شخص محبت کا حوصلہ نہ کرے
سنا ہے اس کو محبت دعائیں دیتی ہیں
جو دل پہ چوٹ کھائے مگر گلہ نہ کرے
بجھا دیا ہے نصیبوں نے میرے پیار کا چاند
کوئی یاد میری پلکوں پر اب جدا نہ کرے
زمانہ دیکھ چکا ہے پرکھ چکا ہے اسے
حبیب جان سے جائے پر التجا نہ کرے

حبیب انجم۔وڑوچھیاں آزاد کشمیر

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

اپنی جان کے نام

گھاؤ گنتے نہ کبھی زخم شماری کرتے
عشق میں ہم بھی اگر وقت گزاری کرتے
تجھ میں تو خیر محبت کے تھے پہلو ہی بہت
دشمن جاں بی اگر ہوتا تو یاری کرتے

افضال احمد عباسی۔راولپنڈی

ایس، راولپنڈی کے نام

کبھی دل میں مسکرا کر دیکھنا
ہماری غزل گنگنا کر دیکھنا
ہم بھول جائیں گے تم کو اک شرط پر
پہلے تم بھی ہمیں بھلا کر دیکھنا

افضال احمد عباسی۔راولپنڈی

محمد مبین، رحیم یار خان کے نام

چاہت تو آج بھی ہے ان کے لئے
بس قسمت کے ہاتھوں مجبور ہو گئے
دیکھی جو ان میں اپنے لئے بے رخی
ہم ان کی خوشی کے لئے ان سے دور ہو گئے

محمد فاروق۔رحیم یار خان

اپنی زندگی کے نام

وفا کے قصے عجیب ٹھہرے
ہم بھی کتنے غریب ٹھہرے
کسی نے چاہا کسی نے پایا
یہ اپنے اپنے نصیب ٹھہرے

فضال عباسی۔راولپنڈی

اک بے وفا کے نام

ہجر لازم ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیسا
یوں خزاں رُت پہ بہاروں کا لبادہ کیسا
زخم دے کر تو نہ تم درد کی شدت پوچھو
درد تو درد ہے کم کا زیادہ کیا

افضال عباسی۔راولپنڈی

انیلہ غزل، حافظ آباد کے نام

مجھے معلوم ہے میرا مقدر تم نہیں لیکن
میری تقدیر سے چھپ کر مجھے اک بار مل جاؤ

صنم شیرازی۔جوہر آباد

اپنی جان کے نام

میں عجیب زمین کی وفا دیکھتا رہا
عمر بھر اپنا گھر تنہا دیکھتا رہا
کہیں نہ کہیں تو بدل جاتے ہیں سلسلے
مگر میں جہاں گیا صحرا دیکھتا رہا

افضال عباسی۔راولپنڈی

بلال، رواٹ کے نام

تیری دوستی نے سب کچھ سکھا دیا
خاموش دنیا کو پھر سے جگا دیا
قرض دار ہوں میں اپنے رب کا
جس نے تجھ جیسے دوست سے ملا دیا

محمد عمیر مظہر حسنی۔ٹیکسیاں

حماد اینڈ ظفری، گوجرہ کے نام

آپ کی محفل کا موسم سہانا لگے
اک پل چرا لوں اگر برا نہ لگے
آپ ہم سے مل کر بھول جائیں گے مجھے
مگر ہمیں آپ کو بھلانے میں شاید زمانہ لگے

عبادت کاظمی۔ڈی آئی خان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لبابہ کاظمی، ڈی آئی خان

ہم نہ سمجھے میری نظروں کا تقاضا فراز
تو نے حسن کے پہرے پہ دربان بٹھا رکھے ہیں
سید عبادت علی کاظمی-ڈی آئی خان

اپنے شہر لاہور کے لئے

اگر دشمن حملہ کرے تو قہر بنتا ہے لاہور
شہیدوں غازیوں کا شہر ہے لاہور
داتا کی نگری اور بادشاہی مسجد کے میناروں کا شہر ہے لاہور
میرا اس بات پہ یقین کامل ہے
کہ نصر من اللہ و فتح قریب کا شہر ہے لاہور
محمد واصف-واہ کینٹ

کسی اپنے کے نام

خدا کرے میری محبت میں وہ مقام آئے
آنکھ بند ہو اور لبوں پہ تیرا نام آئے
وصی کنجاہی-واہ کینٹ

عامر علی، صوابی کے نام

تو کسی اور کے لئے ہو گا سمندر عشق وصی
ہم تو روز تیرے ساحل سے پیاسے گزر جاتے ہیں
اختر علی-صوابی

وارث آصف خان کے نام

چھونے سے قبل رنگ کے پیکر پگھل گئے
مٹھی میں نہ آ پائے کہ جگنو نکل گئے
پھیلے ہوئے تھے جاگتی نیندوں کے سلسلے
آنکھیں کھلیں تو رات کے منظر بدل گئے
فرزانہ یاسمین-کلورکوٹ

قارئین کے نام

جس خواب میں ہو جائے دیدار مدنی نبیؐ کا
وہ نیند یااللہ ہم سب کو سلا دے
انعام علی-جنڈ

پنڈی میں مقیم دوست کے نام

بن کے مہک فضاؤں میں آ جاتے ہو
کبھی خوشبو بن کے ہواؤں میں آ جاتے ہو
اللہ ہر دکھ سے رکھے تم کو محفوظ
ہاتھ اٹھتے ہیں تو تم دعاؤں میں آ جاتے ہو
انعام علی-جنڈ

پرنس، منڈی بہاؤالدین کے نام

درد کا احساس تم کیا جانو گے
پیار کرتے ہیں تم سے تم کب مانو گے
انتظار کا مزہ کیا ہوتا ہے
جب دور ہوں گے تم سے تب تم یہ جانو گے
اسد شہزاد-گوجرہ

کسی خاص دوست کے نام

کیا لکھ دیا ہے میں نے کہ تم ہو گئے خفا
لاؤ تو اک ذرا میری تحریر سامنے
محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن

سب دوستوں کے نام

بہت ناز ہے مجھے اپنے یاروں کی محبت وخلوص پہ اے انسان
یہی تیری میت پہ آ کے پوچھیں گے کہ کتنی دیر ہے دفنانے میں
محمد فاروق-رحیم یار خان

الیس امتیاز، کراچی کے نام

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
اعجاز ساحل-کوٹ رادھا کشن

SR، سیالکوٹ کے نام

ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں کانچ کے گھر میں مقدر اپنے
اجنبی تو سدا پیار سے ملتے ہیں بھول جاتے ہیں تو اکثر اپنے
صنم چوہدری-سرگودھا

مجھے یہ شعر پسند ہے

ساقی کی نوازش میں اگر ذرا سی بھی کمی ہو
غیرت کا تقاضا ہے کہ میخانہ بدل ڈالو
افضال عباسی-راولپنڈی

کیوں اداس ہوئے ہو اس طرح اندھیرے میں افضال
دکھ تو کم نہی ہوتے روشنی بجھانے سے
افضال عباسی-راولپنڈی

وہ مجھ سے پوچھتا ہے کس کس کے خواب دیکھتے ہو افضال
بے خبر جانتا نہیں کہ یادیں اُس کی سونے کہاں دیتی ہیں
افضال عباسی راولپنڈی

دو دن کی زندگی ہے الجھ کے کیا کرو گے افضال
رہو تو پھولوں کی طرح بکھرو تو خوشبو کی طرح
افضال عباسی-راولپنڈی

نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی پر محسن
اک ذاتِ خدا کے سوا کوئی کسی کا نہیں ہوتا
محمد عمیر مظہر سنی-تبگیاں

ہمارے آنسو بھی تمہیں نہ خرید سکے ساحل
لوگوں کی مسکراہٹوں نے تمہیں اپنا بنا لیا
محمد منیر سحری-کراچی

کتنی آسانی سے مجھ سے یہ زندگی نے کہہ دیا
تو نہیں میرا تو کوئی اور ہو جائے گا
عائشہ رحمن-کبیروالہ

تم کیا جانو ہم نے کس کس غم پر پردہ ڈالا ہے
کتنے درد سمیٹ کر لوگو ہونٹوں پر آئی ہے ہنسی
عائشہ رحمن-کبیروالہ

بیٹھے تھے اپنی مستی میں کہ اچانک تڑپ اٹھے دوست
آ کر تیرے خیال نے اچھا نہیں کیا
محمد فاروق-رحیم یار خان

جو لوگ رکھتے ہیں دلوں میں پیار کی شمع روشن
وہ پیار کے جذبات کو مٹایا نہیں کرتے
محمد واصف-واہ کینٹ

وہ شخص تو اپنی ذات کے بندھن میں بندھا رہتا ہے
اسے معلوم ہی نہیں کہ کوئی اور بھی اسے کتنا چاہتا ہے
محمد واصف-واہ کینٹ

مت کر اتنا غرور اپنی قسمت کی لکیروں پر
قسمت ان کی بھی ہوتی ہے جن کے ہاتھ نہیں ہوتے
سید عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

اے کاش میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتا
گرتا تیری گود میں رخسار تیرے کو چوم کر
عبادت کاظمی-ڈی آئی خان

روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آتی ہے فراز
کاش کوئی ہوتا ہم کو منانے والا
ڈی آئی خان

کتنا اچھا لگتا ہے کسی سے محبت کی ابتدا کرنا اے دوست
درد تو تب ہوتا ہے جب کوئی اپنا بنا کے چھوڑ دیتا ہے
اختر علی-صوابی

چاندنی کی رات تھی آسماں بھرا ستاروں سے
لکھ رہا ہے کوئی نام تیرا آنسوؤں کی قطاروں سے
محمد طلحہ-فیصل آباد

اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بھی بڑھ کر مان ہے میری
خدا حکم کرے تو کر دوں سجدہ اسے
کیوں کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے گا فراز
ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر
ابرار آرائیں-گگومنڈی

کسی کی یاد میں اتنا اداس نہ ہوا کر دوست
لوگ نصیب سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں
محمد فاروق-رحیم یار خان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم لاکھ چھپاؤ پیار ہمارا دنیا والوں میں
جب بھی تمہاری آہ دل نکلے گی میرا ہی نام آئے گا
(محمد عمار' جلالپور شریف)

تیری محبت میں پا لی وہ زندگی میں نے
یہ میری قسمت نہ تھی جو کی مہربانی تو نے
(فردوس' کہروڑ پکا)

تیری جدائی کے غم آنسوؤں سے دھولیں گے ہم
کہیں بھی جا کے اکیلے میں خوب رولیں گے ہم
یار کی جدائی کا دکھ نہ سہ سکے تھے
اگر کسی نے پوچھا تو بتا دیں گے ہم
(عظمیٰ ناز' منڈی بہاؤالدین)

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے
(عمران جاوید' لاہور)

اچھا ہوا کہ اس نے بھی چہرہ چھپا لیا
اچھا ہوا کہ میں بھی مصور نہیں رہا
(دلشار حسین نیازی' فیصل آباد)

مجھ کو دشمن کے ارادوں پہ بھی پیار آتا ہے
تیری الفت نے محبت میری عادی کر دی
(شاہد انجم' فیصل آباد)

تم سے بڑھ کر حسیں کون ہے
کس کو دیکھوں تمہیں دیکھ کر
(جی' اے' لاہور)

تم سے گلہ کیا نہ زمانے سے کچھ کہا
ہم برباد ہوگئے بڑی سادگی کے ساتھ
(پروین انجم' موڑ کھنڈا)

تم تو شاعر تھے قتیل اور وہ اک عام سا شخص
جس نے تمہیں چاہا بھی اور جتایا بھی نہیں
میمونہ اجمل' رحیم یار خان)

تجھ سے بچھڑ کر دیکھا نہ گیا کسی کا ملاپ
اڑا دیئے پرندے شجر پہ بیٹھے ہوئے
(فوزیہ چوہان' عارف والا)

تو نے غریب سمجھ کر محفل سے نکال دیا
کیا چاند کی محفل میں ستارے نہیں ہوتے
(آرزو خان' پسرور)

تنہا اداس چاند کو سمجھو نہ بے خبر
سب کچھ وہ سن رہا ہے مگر بولتا نہیں
(مسرت اعوان' نوشہرہ)

تیرے بغیر کتنی فسردہ تھی بزم شعر
اے دوست اب پڑھوں میں غزل کس کو دیکھ کر
(عرفانہ جوئیہ' ہگروٹ)

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں
(کلثوم سرور' گجرات)

تجھ کو ایک بار دیکھوں یا ہزار بار دیکھوں
رہے پیاس آنکھوں میں جتنی بار دیکھوں
(روبینہ شبیر ملک' لاہور)

تم جاگتی آنکھوں میں بھی آجاؤ کسی دن
خوابوں میں ملاقات ہوا کرتی ہے اکثر!
(سعیدیہ علوی' چکوال)

تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو
تمہیں دیکھوں کہ تم سے بات کروں
(آسیہ عباسی' ایڈووکیٹ)

تجھ سے بچھڑ کے سوچ رہا ہوں' کیسے اب تک زندہ ہوں
ہار چکا ہوں سب کچھ اپنا جینے سے شرمندہ ہوں
(صوفیہ حسین' ہزارہ)

تو جو بدلا تو بدل گئے ہم بھی
پیار کرتے تھے بندگی تو نہیں
وقت کٹ جائے گا بہر صورت
تو کوئی شرط زندگی تو نہیں
(ساجدہ اصغر' فیصل آباد)

تجھ سے تو کوئی گلہ نہیں ہے
قسمت میں میری صلہ نہیں ہے
بچھڑے تو نجانے حال کیا ہو
جو شخص ابھی ملا نہیں ہے
(سعدیہ طاہر علی' راولپنڈی)

عادت ہی بنا لی ہے تم نے تو جاوید اپنی
جس شہر میں بھی رہنا اکتائے ہوئے رہنا
(محمد انصر جاوید' چک نتھوڑھا کہ' ہارون آباد)

دکھوں نے بانٹ لیا ہے تمہارے بعد ہمیں
تمہارے ہاتھ میں رہتے تو کتنا اچھا تھا
(فیصل رائل' جھنگ صدر)

کمال ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی
میں اپنے ہاتھ سے اس کی دلہن سجاؤں گی
بچھا دیا تھا گلابوں کے ساتھ اپنا وجود
وہ سو کے اٹھے تو خوابوں کی راکھ اٹھاؤں گی
جواز ڈھونڈ رہا تھا نئی محبت کا
وہ کہہ رہا تھا کہ میں اس کو بھول جاؤں گی
(ہماجان' شیخوپورہ' احمد سید' پیربابا بونیر)

ہمنوائی کو تیری ترسا ہوں میں طویل عرصہ
خدا کرے تو نہ گزرے کبھی اس سخت کرب سے
(شاہد' ع ط ر' گجرات)

ساحل قریب دیکھ کر یوں مطمئن نہ ہو
اکثر سفینے ڈوبتے ہیں ساحل کے آس پاس
(راشد آفاق سرائے عالمگیر

یاد آئیں گی تجھے میری بے لوث وفائیں
جب تیرے صحرا سے نکل جاؤں گی
(فوزیہ شاکر' صادق آباد)

یہ خواہش ہے میری کہ تجھے خود سے زیادہ چاہوں
میں رہوں نہ رہوں میری وفا یاد رہے
(محمد منور ساجد کوٹلی جہاں)

بہتر یہی تھا تم سے کبھی پیار نہ کرتے
اے کاش تیری چاہ کا اظہار نہ کرتے
(محمد ریاض فرحان' درگئی' مالاکنڈ ایجنسی)

پلک جھپکتے ہی دنیا اجاڑ دیتی ہے
وہ بستیاں جنہیں بستے ہوئے زمانے لگتے ہیں
(ظفر اقبال قیس' چنیوٹ)

بندگی ہم نے چھوڑ دی ہے فراز
کیا کریں جب لوگ خدا ہو جائیں
(برہان الدین خان' چکدرہ شہید آباد' دیر)

وفا کے نام پر تم کیوں سنبھل کے بیٹھ گئے
تمہاری بات نہیں بات ہے زمانے کی
(سید ظفر عباس کاظمی' راولپنڈی کینٹ)

جن پتھروں کو عطا کی تھی ہم نے دھڑکن
ان کو بھی زبان ملتی تو برس پڑتے ہم پر
(قمر شہزاد انجم' بھابڑہ شریف)

پیار میں ہوش کے سب سلسلے ساتھ رکھتی ہوں
وفا کرتی ہوں مگر فاصلے بھی ساتھ رکھتی ہوں
(منصورہ' سیالکوٹ)

تو ہوگیا کسی کا تو کیا ہوا بے وفا
میں تجھے آج بھی چاہتا ہوں زندگی کی طرح
(ذاکر حسین خان نسیم' قصور)

تمہارا نام کسی اجنبی کے لب پر تھا
ذرا سی بات تھی دل کو مگر لگی ہے بہت
(انجم اسلام انجم' بھمبٹ راولپنڈی)

عشق کیا؟ کس سے کیا؟ کب سے کیا؟ کیسے کیا؟
لوگوں کو اک بات ملی اپنے کو تو لیکن رونا آئے
(ایم زیڈ مسرت' گوجرانوالہ)

یادیں تیرے سلوک کی ڈستی ہیں آج بھی
ملنے کی آرزوئیں ڈستی ہیں آج بھی
آنکھیں ہزار صبر کی کوشش کے باوجود
رک رک کے بار بار برستی ہیں آج بھی
(محمد منشاء انجم' گدون آمازئی)

سن کے ہر بات میں رو دیتا ہوں بچوں کی طرح
آج یہ صدمہ چپ چاپ اٹھایا گیا
(رضوان نور' مغلپورہ لاہور)

برسات کی بھیگی راتوں میں پھر کوئی کہانی یاد آئی
کچھ اپنا زمانہ یاد آیا کچھ ان کی جوانی یاد آئی
(وارث گل' ہیرونک ضلع تربت مکران)

وطن کی راہ میں وطن کے نوجواں شہید ہو
پکارتے ہیں یہ زمیں و آسماں شہید ہو
(مصطفےٰ خان' کراچی)

ہوگا کسی دیوار کے سائے میں پڑا میر
کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو
(ذیشان میر' ایبٹ آباد)

مایوسیاں سمیٹ کر سارے جہان کی
جب کچھ نہ بن سکا تو میرا دل بنا دیا
(ذیشان میر' ایبٹ آباد)

اے ساون تو مت برس تو اچھا ہے
میرے اشک ہی کافی ہیں جہاں کو ڈبونے کے لئے
(کیپٹن خادم جتوئی' جیکب آباد)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھول ہے گلاب کا میں عاشق تیرے شباب کا
صویر تری مرے دل میں ہے کیا فائدہ اس نقاب کا
(نور حسین خاور، گاؤں چک بھٹی ضلع حافظ آباد)

زاروں پھول توڑے ایک پھول نہ توڑا گلاب کا
زاروں نام بھول گئے ایک نام بھولا خوفناک کا
(قیصر فاروق جونہ ملک پٹرولیم چوک ماڑی اوباڑہ سندھ)

ے رفیق چلدیا میں مسافر الوداع
زندگی رہی پھرملیں گے جب کبھی موقع ملا
(میر محمد بدوہی، صد بہار)

زندگی ہے میری بھیگے ہوئے کاغذ کی طرح
کوئی لکھتا بھی نہیں کوئی جلاتا بھی نہیں
(رانا غلام مرتضیٰ، تحصیل و ضلع خانیوال)

ں اک اشک ہی سہی ہوں بہت انمول مگر
ں نہ پلکوں سے گرا کر مجھے مٹی میں ملا
(محمد سعید انجم، حویلی بہادر شاہ جھنگ)

س نے مجھ کو دراصل چاہا ہی نہیں تھا
و، کو دے کے بیہ بھی دھوکا دیکھ لیا ہے
(محمد طارق شہزاد وقاص، بھابڑہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا)

کاش میں تیری حسین آنکھ کا آنسو ہوتا
رتا تیری گود میں تیرے رخسار کو چوم کر
(ظہیر عباس پاشا چک نمبر 107 جنوبی سرگودھا)

نکھوں میں بسنے کے علاوہ ہمیں اور بھی ہنر آتے ہیں
ل تو دل ہے ہم روح میں اتر جاتے ہیں
(صفدر حسین اعوان، راہوالی)

ہمیں بھی اشتیاق تھا تو ہوا دل دیکھنے کا
و یہ تمنا بھی ہماری پوری ہوئی ان کی بے وفائی کے بعد
(محمد خالد شاہان، پبلک کالونی صادق آباد)

نہ پھیر کے نہ جا میرے قریب سے ملتا ہے چاہنے والا کوئی
ے
صیب
کرتی ہو جانو دل سے پیار تجھے کیسے کہے کوئی مجھ بدنصیب سے
(محمد خالد شاہان، پبلک کالونی صادق آباد)

رات کچھ ایسا تصور نے تیرے بے خود کیا
ال کر اپنے گلے میں اپنی بانہیں چوم لیں
(اشرف شمیم، شیرپاؤ چوک مقام حیات سرگودھا)

نظر سے مجھ کو اتار کر بھی چین نہ پایا تو کیا کرو گے
جے بھلا کر چلے ہو دل سے وہ یاد آیا تو کیا کرو گے
(محمد یونس مغل مظفر آباد)

ر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
جھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لئے

(شیراز سلیم گرواہ، جھنگ صدر)

سکون جس گھر میں نہ ہو مسعود
دیواریں رہ جاتی ہیں وہ گھر نہیں رہتا
(شاہد اقبال شاہ، خانیوال، کامران کالوں)

نہ کرسکے وفا تم کسی سے فرید
نہ اپنی روح سے نہ اپنے خدا سے
(محمد فرید، سرائے صالح)

دعا کی تھی جس نے عمر بھر تیری جوانی کی
اسی عاشق سے پردہ کرلیا ہے تو نے جوان ہوکر
(منظور احمد سولنگی، کوٹ سبزل تحصیل صادق آباد)

میں زخم زخم ہوں کیسے ملوں گلے جاکر
نمک سے تر کپڑے سبھی نے پہنے ہیں
(غلام قادر گھائل، حیدر آباد سندھ)

رکھتے ہیں جو اوروں کے لئے پیار کا جذبہ
وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر بکھرا نہیں کرتے
(آصف جلال، ڈھی ضلع میانوالی)

میرا رنگ روپ بگڑ گیا، میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا، میں اس کی فصل بہار ہوں
(محمد عرفان، اٹک گاؤں نور پور)

اک اک لفظ میں اس کی چاہت ابھرتی دیکھی تھی
اس کی آنکھ میں ہم نے ساگر کی لہر دیکھی تھی
مگر نہ وہ چاہت ولہر رہے گی یہ سوچا نہ تھا
اس کے بدل جانے سے ہم نے قیامت گزرتی دیکھی تھی
(رانیہ بٹ حافظ آباد)

اگر حالات اپنے بس میں ہوتے تو کہہ سکتے تھے
اس کے ہر زخم کی طرح سہ سکتے تھے
چٹانیں بھی تو بکھر جاتی ہیں اکثر ذرا
ہم کو نفرت ہی نا تھی اس سے تو کیا کہہ سکتے تھے
(شکیلہ فردوس گوجرانوالہ کینٹ)

کمال شخص تھا جس نے مجھے تباہ کیا
خلاف اس کے یہ دل ہو سکا ہے اب بھی نہیں
(ارم جاوید لاہور)

کبھی آئے جو تجھے میری یاد تو اس خیال پے اعتبار کر لینا
جب چھائے مست ہوا کے دوش پے بادل چپکے اک بار یاد کر لینا
جی جو چاہے اگر سعد ہو لے ان پھولوں سے پیار کر لینا
جب تنہا ہو تم میں ہوں تیرے پاس اس بات کا احساس کر لینا
(سعد خان لاہور)

کیا بتاؤں تجھے N کس حال میں رہتا ہے پریمی
تجھے تو خبر نہیں میرے مر جانے کی
(شیخ امجد عباس کنول پریمی ناز، موتی بازار بھابڑہ)

کیا سوچتی ہو این ہم تو تمہارے دل میں رہتے ہیں
کبھی تنہا ہو کر سوچنا ہم کس حال میں رہتے ہیں
(شیخ امجد عباس کنول پریمی ناز، موتی بازار بھابڑہ)

صحرا کی کڑی دھوپ میں کوئی سایہ بھی نہ ملا
جتنے ملے درخت سبھی کھو کھلے ملے
آتی نہ ہاتھ پیار کی خیرات آج تک
ہم کاسئہ خلوص لئے در بدر پھرے
(غلام قادر گھائل، حسین آباد حیدر آباد)

ملی ہے آہ کیا تقدیر ہم کو بھی مقدر سے
کہ جس کو ٹوٹ کر چاہا اسی کو عمر بھر ترسے
(چوہدری مظہر حسین گل، گوجرانوالہ علی میڈیکل سٹور)

لاکھ وہ سامنے بیٹھا ہے پر ایسی بھی مدہوشی کیا
ہوش سنبھال بزمی کہ شراب چھلک رہی ہے جام سے
(محمد عرفان بزمی، آچھ گوچھ)

روپ تو تجھ کو ایسا دیتے دیکھتی رہتی دنیا
مگربت سازی ہی چھوڑ چکے تھے جب سے وہ پتھر موم ہوا
(غلام حسین، الہ آباد قصور)

بہت کوشش کی بھول جاؤں تجھے
تیرے ایک سپنے نے رلا دیا مجھے
(اشفاق چوہدری، ناڑہ ضلع جہلم)

تجھ سے دل لگا کر سوچا تھا شاید
زندگی اچھی گزرے گی تمہارے ساتھ
(اشفاق احمد، گاؤں ناڑہ ضلع جہلم)

جاتا ہوں تیری بزم سے ظالم خفا نہ ہو
ٹکڑے میں چن رہا تھا دل پاش پاش کے
(محمد کلیم، چاہ تھلے والہ ملتان)

میں تو سائل تھا صدا دے کے گذرنا تھا مجھے
تو نے کیوں دیر تلک بند دریچہ نہ کیا
(رضوانہ جمیل، چاہ تھلے والہ ملتان)

میں نے دیکھا ہے بہاروں میں چمن کو جلتے
ہے کوئی خواب کی تعبیر بتانے والا
(جمیل احمد، ملتان)

کاش وہ میرے جذبات کو سمجھ سکتا مظہر
مجھے اچھا نہیں لگتا منہ سے اظہار محبت کرنا

(مظہر علی، چھتمٹی ہزارہ)

الٹی ہی چال چلتے ہیں یہ دیوانان عشق
آنکھ بند کرتے ہیں دیدار کے لئے
(اشتیاق احمد، چک نمبر ایچ ایل 4-3 چیلاں)

میں سوچتا تھا ترا قرب کچھ سکوں دے گا
اداسیاں ہیں کہ کچھ اور بڑھ گئیں مل کر
(ظفر عباس کاظمی اور آصف جاوید، راولپنڈی کینٹ)

دل میں جو سیلاب ہے وہ روکے نہیں رکتا
خط تو سب لکھتے ہیں کوئی خون سے خط نہیں لکھتا
(ثمرین شہزادی، بمقام منگوالاعربی محلہ امبر علی کالونی)

بہت دور اندر کہیں تباہی مچا دیتے ہیں
وہ اشک جو بہہ نہیں پاتے
(ثوبیہ یوسف، ڈنگہ ریلوے اسٹیشن)

جاگتے رستوں میں کیا کچھ کھو گیا ہے
اوڑھ کر خوابوں کی چادر سوچنا
خشک پتوں کی طرح ناز کبھی
تم بھی صحرا میں بکھر کرسوچنا
(قیصر بٹ، شادباغ لاہور)

شاید فرض محبت ادا ہوگیا ہے
اس لئے تو وہ بے وفا ہوگیا ہے
چل نکل اسی جہاں سے تو مسافر
یہ جینا یہاں اک سزا ہوگیا ہے
(سید غلام اکبر شاہ سافر، صدیق کالونی ڈہرکی)

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
(محمد ثاقب عاطف، گجرات)

مل نہ پائے اگر تم مجھے کے اپنے
مجنوں بن کر صحرا میں نکل جاؤں گا کہیں
(ادا نسیم الحق زاہد خالد ٹھینگ موڑ الہ آباد)

پھولوں کی پتیاں گرتی ہیں پھولوں سے سوکھ کر
چوہنگی جائے گئے کہاں ان کی گلی سے روٹھ کر
(مسٹر چوہنگی، چک نمبر 10 ایم ایل)

امیر کی آنکھ میں زیبائش لگتے ہیں
غریب کے گال پر فرمائش لگتے ہیں
ویسے تو یہ آنسو انمول ہیں مگر
بے جا استعمال پر نمائش لگتے ہیں
(عمارہ شہباز ساحرہ، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو پھول ہے گلاب کا میں عاشق تیرے شباب کا
تصویر تری مرے دل میں ہے کیا فائدہ اس نقاب کا
(نور حسین خاور، گاؤں چک بھٹی ضلع حافظ آباد)

ہزاروں پھول توڑے ایک پھول نہ توڑا گلاب کا
ہزاروں نام بھول گئے ایک نام بھولا خوفناک کا
(قیصر فاروق جونہ ملک پٹرولیم چوک ماڑی اوباڑہ سندھ)

اے رفیق چلدیا میں مسافر الوداع
زندگی رہی پھرملیں گے جب کبھی موقع ملا
(میر محمد بدوہی، صد بہار)

زندگی ہے میری بھیگے ہوئے کاغذ کی طرح
کوئی لکھتا بھی نہیں کوئی جلاتا بھی نہیں
(رانا غلام مرتضیٰ، تحصیل و ضلع خانیوال)

میں اک اشک ہی سہی ہوں بہت انمول مگر
یوں نہ پلکوں سے گرا کر مجھے مٹی میں ملا
(محمد سعید انجم، حویلی بہادر شاہ جھنگ)

اس نے مجھ کو دراصل چاہا ہی نہیں تھا
خود کو دے کے یہ بھی دھوکا دیکھ لیا ہے
(محمد طارق شہزاد وقاص، بھابڑہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا)

کاش میں تیری حسین آنکھ کا آنسو ہوتا
گرتا تیری گود میں تیرے رخسار کو چوم کر
(ظہیر عباس پاشا چک نمبر 107 جنوبی سرگودھا)

آنکھوں میں بسنے کے علاوہ ہمیں اور بھی ہنر آتے ہیں
دل تو دل ہے ہم روح میں اتر جاتے ہیں
(صفدر حسین اعوان، راہوالی)

ہمیں بھی اشتیاق تھا تو ہوا دل دیکھنے کا
لو یہ تمنا بھی ہماری پوری ہوئی ان کی بے وفائی کے بعد
(محمد خالد شاہان، پبلک کالونی صادق آباد)

منہ پھیر کے نہ جا میرے قریب سے ملتا ہے چاہنے والا کوئی نصیب سے
کرتی ہو جانو دل سے پیار تجھے کیسے کے کوئی مجھ بدنصیب سے
(محمد خالد شاہان، پبلک کالونی صادق آباد)

رات کچھ ایسا تصور نے تیرے بے خود کیا
ڈال کر اپنے گلے میں اپنی بانہیں چوم لیں
(اشرف شمیم، شیرپاؤ چوک مقام حیات سرگودھا)

نظر سے مجھ کو اتار کر بھی چین نہ پایا تو کیا کرو گے
بھلا کر چلے ہو دل سے وہ یاد آیا تو کیا کرو گے
(محمد یونس مغل مظفر آباد)

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لئے
(شیراز سلیم گرداہ، جھنگ صدر)

سکون جس گھر میں نہ ہو مسعود
دیواریں رہ جاتی ہیں وہ گھر نہیں رہتا
(شاہد اقبال شاہ، خانیوال، کامران کالون)

نہ کرسکے وفا تم کسی سے فرید
نہ اپنی روح سے نہ اپنے خدا سے
(محمد فرید، سرائے صالح)

دعا کی تھی جس نے عمر بھر تیری جوانی کی
اسی عاشق سے پردہ کرلیا ہے تو نے جوان ہوکر
(منظور احمد سولنگی، کوٹ سبزل تحصیل صادق آباد)

میں زخم زخم ہوں کیسے ملوں گلے جاکر
نمک سے تر کپڑے سبھی نے پہنے ہیں
(غلام قادر گھائل، حیدر آباد سندھ)

رکھتے ہیں جو اوروں کے لئے پیار کا جذبہ
وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر بکھرا نہیں کرتے
(آصف جلال، دکھی ضلع میانوالی)

میرا رنگ روپ بگڑ گیا، میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا، میں اس کی فصل بہار ہوں
(محمد عرفان، اٹک گاؤں نوریور)

اک اک لفظ میں اس کی چاہت ابھرتی دیکھی تھی
اس کی آنکھ میں ہم نے ساگر کی لہر دیکھی تھی
مگر نہ وہ چاہت ولہر رہے گی یہ سوچا نہ تھا
اس کے بدل جانے سے ہم نے قیامت گزرتی دیکھی تھی
(رانیہ بٹ حافظ آباد)

اگر حالات اپنے بس میں ہوتے تو کہہ سکتے تھے
اس کے ہر زخم کی طرح سہہ سکتے تھے
چٹانیں بھی تو بکھر جاتی ہیں اکثر ذرا
ہم کو نفرت ہی نا تھی اس سے تو کیا کہہ سکتے تھے
(شکیلہ فردوس، گوجرانوالہ کینٹ)

کمال شخص تھا جس نے مجھے تباہ کیا
خلاف اس کے یہ دل ہو سکا ہے اب بھی نہیں
(ارم جاوید لاہور)

کبھی آئے جو تجھے میری یاد تو اس خیال پے اعتبار کر لینا
جب چھائے مست ہوا کے دوش پے بادل چپکے اک بار یاد کر لینا
جی جو چاہے اگر سعد ہو لے ان پھولوں سے پیار کر لینا
جب تنہا ہو تم میں ہوں تیرے پاس اس بات کا احساس کر لینا
(سعد خان لاہور)

کیا بتاؤں تجھے N کس حال میں رہتا ہے پریمی
تجھے تو خبر نہیں میرے مر جانے کی
(شیخ امجد عباس کنول پریمی ناز، موتی بازار بھابڑہ)

کیا سوچتی ہو این ہم تو تمہارے دل میں رہتے ہیں
کبھی تنہا ہو کر سوچنا ہم کس حال میں رہتے ہیں
(شیخ امجد عباس کنول پریمی ناز، موتی بازار بھابڑہ)

صحرا کی کڑی دھوپ میں کوئی سایہ بھی نہ ملا
جتنے ملے درخت سبھی کھو کھلے ملے
آتی نہ ہاتھ پیار کی خیرات آج تک
ہم کاسئہ خلوص لئے در بدر پھرے
(غلام قادر گھائل، حسین آباد حیدر آباد)

ملی ہے آہ کیا تقدیر ہم کو بھی مقدر سے
کہ جس کو ٹوٹ کر چاہا اسی کو عمر بھر ترسے
(چوہدری مظہر حسین گل، گوجرانوالہ علی میڈیکل سٹور)

لاکھ وہ سامنے بیٹھا ہے پر ایسی بھی مدہوشی کیا
ہوش سنبھال بزمی کہ شراب چھلک رہی ہے جام سے
(محمد عرفان بزمی، آچھ گوچھ)

روپ تو تجھ کو ایسا دیتے دیکھتی رہتی دنیا
مگر بت سازی ہی چھوڑ چکے تھے جب سے وہ پتھر موم ہوا
(غلام حسین، الہ آباد قصور)

بہت کوشش کی بھول جاؤں تجھے
تیرے ایک سپنے نے رلا دیا مجھے
(اشفاق چوہدری، ناڑہ ضلع جہلم)

تجھ سے دل لگا کر سوچا تھا شاید
زندگی اچھی گزرے گی تمہارے ساتھ
(اشفاق احمد، گاؤں ناڑہ ضلع جہلم)

جاتا ہوں تیری بزم سے ظالم خفا نہ ہو
ٹکڑے میں چن رہا تھا دل پاش پاش کے
(محمد کلیم، چاہ تھلے والہ ملتان)

میں تو سائل تھا صدا دے کے گزرنا تھا مجھے
تو نے کیوں دیر تلک بند دریچہ نہ کیا
(رضوانہ جمیل، چاہ تھلے والہ ملتان)

میں نے دیکھا ہے بہاروں میں چمن کو جلتے
ہے کوئی خواب کی تعبیر بتانے والا
(جمیل احمد، ملتان)

کاش وہ میرے جذبات کو سمجھ سکتا مظہر
مجھے اچھا نہیں لگتا منہ سے اظہار محبت کرنا
(مظہر علی، چھنی ہزارہ)

الٹی ہی چال چلتے ہیں یہ دیوانان عشق
آنکھ بند کرتے ہیں دیدار کے لئے
(اشتیاق احمد، چک نمبر ایچ ایل 3-4، چیچہ وطنی)

میں سوچتا تھا ترا قرب کچھ سکوں دے گا
اداسیاں ہیں کہ کچھ اور بڑھ گئیں مل کر
(ظفر عباس کاظمی اور آصف جاوید، راولپنڈی کینٹ)

دل میں جو سیلاب ہے وہ روکے نہیں رکتا
خط تو سب لکھتے ہیں کوئی خون سے خط نہیں لکھتا
(ثمرین شہزادی، بمقام منگوالا عربی محلہ امبر علی کالونی)

بہت دور اندر کہیں تباہی مچا دیتے ہیں
وہ اشک جو بہہ نہیں پاتے
(ثوبیہ یوسف، ڈنگہ ریلوے اسٹیشن)

جاگتے رستوں میں کیا کچھ کھو گیا ہے
اوڑھ کر خوابوں کی چادر سوچنا
خشک پتوں کی طرح ناز کبھی
تم بھی صحرا میں بکھر کر سوچنا
(قیصر بٹ، شاد باغ لاہور)

شاید فرض محبت ادا ہوگیا ہے
اس لئے تو وہ بے وفا ہوگیا ہے
چل نکل اس جہاں سے تو مسافر
یہ جینا یہاں اک سزا ہوگیا ہے
(سید غلام اکبر شاہ سافر، صدیق کالونی ڈہرکی)

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
(محمد ثاقب عاطف، گجرات)

مل نہ پائے اگر تم مجھے کے اپنچ
مجنوں بن کر صحرا میں نکل جاؤں گا کہیں
(ادا نسیم الحق زاہد خالد ٹھینگ موڑ الہ آباد)

پھولوں کی پتیاں گرتی ہیں پھولوں سے سوکھ کر
چوہنگی جائے گئے کہاں ان کی گلی سے روٹھ کر
(مسٹر چوہنگی، چک نمبر 11 ایم ایل)

امیر کی آنکھ میں زیبائش لگتے ہیں
غریب کے گال پر فرمائش لگتے ہیں
ویسے تو یہ آنسو انمول ہیں مگر
بے جا استعمال پر نمائش لگتے ہیں
(عمارہ شہباز ساحرہ، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلدستہ

اقوال زریں

* دانا سوچ کر بات کرتا ہے اور بے وقوف بات کر کے سوچتا ہے۔
* اللہ کی بنائی ہوئی چیز غلط نہیں ہوتی، ہاں اُس کا کردار غلط ہو سکتا ہے۔
* تخلیق کائنات کے کل رنگ خالق عرض وکالے ہیں۔
* دوستی پُرخلوص ہو تو خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔
* اچھا دوست ایک انمول تحفہ ہوتا ہے۔
* مال و اولاد اک آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں۔
* محبت کرو تو اس طرح سے کہ تم ایک مثال بن جاؤ۔

عمران انجم راہی - ستہ پانی

لطیفہ

ایک عورت کے سر میں درد ہو رہا تھا، اس کے پاس ایک اور عورت آئی، اس نے اس کو بولا کیا بات ہے، کیوں پریشان ہو؟ اس نے جواب دیا سر کو درد ہو رہا ہے۔

دوسری عورت: پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میرے سر میں بھی درد تھا اور میرے شوہر نے میرا سر اپنی گود میں رکھ کر میرے سر کی مالش کی اور میرا سر درد ختم ہو گیا تھا۔

پہلی عورت: باجی! آپ کے شوہر صاحب کب گھر پر ہوں گے؟

دوسری عورت: رات کو۔

پہلی عورت: باجی! میں ضرور رات کو آؤں گی۔

(آفتاب احمد عباسی - سعودی عرب)

معلومات

* ہمارے ملک کے چار صوبے ہیں۔
* جنت کا ٹکڑا سوات شہر کو کہتے ہیں۔
* سب سے زیادہ بے حیائی انڈیا کے ملک میں ہے۔
* قرآن پاک میں 114 سورتیں ہیں۔
* قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت کوثر ہے۔

* اردو ہماری قومی زبان ہے۔

پرویز اقبال - دریا خان شہر

گلدستہ

- اللہ کا ذکر ہی بہترین چیز ہے۔
- مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے۔
- ہر کام میں ایمانداری کو اپناؤ۔
- ہر کام بسم اللہ سے شروع کرو۔
- کسی کو بھی کوئی تکلیف نہ دو۔
- اے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔
- زندگی میں مصیبت اور دکھ آتے رہتے ہیں۔
- سب سے زیادہ دعا مانگنی چاہئے۔

پرویز اقبال - دریا خان

دکھ کیا ہے؟

- دکھ وہ گل ہے جو صحراؤں میں کھلتے ہیں۔
- دکھ وہ آنسو ہیں جو آنکھوں میں رہتے ہیں۔
- دکھ وہ امرت ہے جو ویرانوں میں پلتے ہیں۔
- دکھ وہ موتی ہیں جو ہر اک آہ سے جھڑتے ہیں۔
- دکھ وہ ساتھی ہے جو ہر پل ساتھ رہتے ہیں۔
- دکھ وہ موسم ہیں جو بدل بدل کر آتے ہیں۔
- دکھ وہ نغمے ہیں جو ہر پل ہونٹوں پر سجے رہتے ہیں۔
- دکھوں کا ہم جیسے بعض لوگوں سے ایسا تعلق ہے جیسے ماں کی ممتا کا ایک بیٹے سے ہوتا ہے۔

سپاہی ہیرا تبسم - رسول پور

انمول موتی

* آزادی کی بھوک اسیری کی امیری سے بہتر ہے۔
* کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
* ہزار دوست کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔
* اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا

نہ ہو۔

* اللہ کا ذکر دل سے فکر و غم دور کرتا ہے۔
* بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔
* ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم کرنا ہے۔
* نیکی ایک ایسی شمع ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے گھر اجالا کرتی ہے۔
* محبت ایک ایسا نشہ ہے جو دانا اور نادان کو ایک ہی مسحور کرتا ہے۔
* ہر ناکامی آپ کے لئے کامیابی کی راہ تلاش کرتی ہے۔

محمد نعیم خان - موٹا نوالی ضلع باغ

جنت میں لے جانے والے اعمال

* جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔
* جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو۔
* جب کوئی امانت رکھے تو خیانت نہ کرو۔
* اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچا رکھو۔
* اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حرام سے بچائے رکھو۔

تو اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

عبدالرشید اُوڈ - عبدالحکیم

محبت کی عبادت

جب بھی وہ شخص اسدؔ مجھ سے خفا ہو جاتا جائے
اک سونامی مرے سینے میں بپا ہو جائے
دل میں پھر کچھ بھی نہیں ہو گا خلاؤں کے سوا
تو کسی روز اگر مجھ سے جدا ہو جائے
وہ بہت رکھتا ہے چاہت کی نمازوں کا حساب
وہ تو اک سجدہ نہ بخشے جو قضا ہو جائے
تھپکیاں دے کے سلاتی ہے تیری یاد ہمیں
نیند جس رات بھی آنکھوں سے خفا ہو جائے
یہ طریقہ ہے محبت کی عبادت کا اسدؔ
اُس کو چھو لینے سے اک رُکن ادا ہو جائے

اسد حسین - بٹلی، آزاد کشمیر

مسکراہٹ

- مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی بھی نہیں مرجھاتا۔
- مسکراہٹ زندہ دلوں کی پہچان ہے؟
- مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے؟

راجہ محمد اسلم - سرگودھا

لطیفے

- ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آیا اور اس سے پوچھا۔ ارے بڈھے تمہارے گھر میں سونا کہاں ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ میرے بیٹے سارا گھر خالی ہے جہاں مرضی سو جاؤ۔
- ایک شخص سکول گیا اور ماسٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان بچوں کو کہیں کہ میرے لئے دعا کریں، میرے حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا اگر میری کلاس کے بچوں کی دعا قبول ہوتی تو میں آج اس سکول میں نہیں بلکہ قبرستان میں ہوتا۔

راجہ محمد اسلم - سرگودھا

میری رائے

بے وفائی کرنے والے کو معاف نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اکثر محبت کرنے والے بے وفائی ہی کی وجہ سے خودکشی کر لیتے ہیں اور اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ بے وفائی کرنے والے کا دوسرے کی زندگی کی خوشیاں لوٹنے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کو معاف کر دیں گے تو اُس کا ہمیشہ کا یہ شیوہ بن جائے گا کہ وہ ہر کسی کے دل کے ساتھ کھیلے، ہر کسی کی زندگی خراب کرے۔ بہتر یہی ہے بلکہ میری دلی رائے ہے کہ بے وفا کو دنیا اور آخرت میں ضرور سزا ملے تاکہ کسی کے دل کے ساتھ کوئی بھی بے وفائی کا کھیل نہ کھیلے۔

ع - کالا باغ

سوالات و جوابات

س: اس مقدس پتھر کا کیا نام ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے؟

ج: حجر اسود۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کیے؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج کیا، وہی پہلا اور آخری تھا۔

س: سب سے پہلے مکمل ہونے والی سورۃ کا نام بتائیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ج: سورۃ الفاتحہ۔
س: حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟
ج: وہ الفاظ جن کے معانی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً الم۔
س: ذوالنورین کس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب ہے؟
ج: ذوالنورین یعنی دو نوروں والا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔
س: دین کا پہلا (پرانا) نام کیا تھا؟
ج: دین حنیف۔

اختر عباس آکاش۔ بھکر

معلومات

- شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے 1893ء میں گجرات سے سینٹر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "حکیم اللہ" کہتے ہیں۔
- دنیا کا سب سے کم گہرا سمندر بحیرہ بالٹک ہے۔
- دنیا کی سب سے اونچی ریلوے لائن ہیرو شہر جنوبی امریکہ کی قومی ریلوے ہے۔
- سندھی زبان میں ڈرامے کی ابتداء مرزا خلیج بیگ نے کی۔

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

لطیفہ

ایک صاحب کے گھر مہمان آیا جو گھر کا سارا کھانا کھا گیا۔ ایک بچہ رونے لگا کہ امی کھانا دیجئے۔ امی نے بیٹے کو چپ کراتے ہوئے کہا۔ "بیٹا! نہ رو مہمان کے جانے کے بعد ہم سارے گھر والے اکٹھے ہو کر روئیں گے"۔

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

نظم

آزاد پنچھی ہوں، مجھے اڑنے دو...... نہ روکو، مجھے اڑنے دو وقت چلا جائے گا، مجھے اڑنے دو...... پچھتاوا میرا مقدر بن جائے گا، مجھے اڑنے دو...... دیکھو مجھے جانے دو نہ روکو مجھے میرے ساتھی جا رہے ہیں، مجھے اڑنے دو...... درختوں پر ویرانی آ گئی ہے یارو!...... کتنے خوش تھے پہلے ہم...... آزاد پنچھی ہوں، مجھے اڑنے دو...... کوئی شام کی اداسی میں میرا انتظار کر رہا ہو گا...... کوئی صبح کی روشنی میں، مجھے جانے دو...... اچھا نہیں کیا تو نے میرے پر کاٹ کر...... آزاد پنچھی آزاد اچھے لگتے ہیں...... قید میں رہ کر بھی یاد کرتے ہیں...... اپنے بیتے دنوں کو مجھے اڑنے دو

سائرہ ارم

غم ہی غم

تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے...... تو آئی تو غم آئے ہر لمحے میں میرے...... خوشی نام کی چیز نہیں ہے میرے مقدر میں...... غم میرے غم ہیں دوستو!...... یہ میری آنکھیں نم کرتے ہیں دوستو!...... غم میری زندگی میں اک سہانے روپ میں آئے...... جیسے کسی کی زندگی میں کبھی خوشیاں آتی ہیں...... کیا سوچا زندگی میں کبھی کسی نے...... کہ خوشی کا تعلق ہمیشہ غم سے ہوتا ہے...... مجھے غم سے پیار ہے میں غم کا عاشق ہوں کبھی میں بھی کس کا غم تھا...... کبھی کوئی میری آس میں تڑپتا تھا لیکن آج میں ہوں میرا غم ہے...... غم کو میں نے دل میں بسایا ہے...... مجھے غم دے کر خوشی لی ہے تم نے...... فقط میری نیک دعائیں تیرے ساتھ ہیں...... میری بقیہ زندگی بھی لگ جائے تجھے...... تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے

سائرہ ارم

عشق کی تپش میں جھلس گیا ہے فراز
وہ شخص جو آگ کے نام سے ڈرتا تھا

انتخاب: سائرہ ارم

زندگی

زندگی اک سفر ہے...... اک ایسا سفر جس میں...... اک نئی راہ پر...... اک نئی سوچ پر...... مسافر پے در پے اپنے مقصد کے حصول کے لئے...... بھٹک جاتا ہے کٹھن رستوں میں...... جو جل کر روشنی دیتی ہے...... خود تو پگھل جاتی ہے لیکن...... کچھ پل کچھ لمحے چاہت کے نبھاتی ہے...... زندگی اک امتحان ہے...... زندگی جینے کا نام ہے زندگی...... صحیح ڈھنگ سے جیو یا...... مشکلات میں گرے ہو...... یہ تو زندگی ہے کچھ پا لو گے...... اور کچھ کھو بھی دو گے...... اسی کا نام زندگی ہے...... زندگی ایک سفر ہے

سائرہ ارم

شب وصال ہے گل کر دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کام کیا جلنے والوں کا

(محمد رفیق طاہر بنگلہ نیل والا)

آپ کے خطوط

...... اکتوبر کا شمارہ مجھے 28 ستمبر کو خریدا۔ کھول کر جیسے ہی کہانیوں کی فہرست میں اپنی کہانی "پائلوں کی تلاش" دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ شہزادہ بھائی میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے میری کہانی پر نظر کرم کر کے شائع کی۔ بار بار سب کہانیاں پڑھیں پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ ماشاء اللہ سب رائٹرز اپنی اپنی جگہ خوب محنت کر رہے ہیں۔ اشعار بھی بہت ہی مزے کے تھے۔ آخر میں خطوط میں جو مجھے سب سے زیادہ لیٹر پسند آیا، وہ تھا رابعہ ارشد کا۔ رابعہ بہن یہ جان کر مجھے بہت دکھ ہوا کہ آپ کی والدہ فوت ہوئی ہیں اور آپ کی دعا مجھے بہت پسند آئی کہ اللہ سب کی ماؤں کا سایہ ان کے سروں پر سلامت رکھے۔ اللہ آپ کی والدہ کو جنت الفردوس میں بلند سے بلند مقام عطا فرمائے۔ ایم آفریدی کی کہانی پراسرار بانسری کی دوسری قسط بھی پڑھ لی بہت ہی اچھی تھی مگر آفریدی صاحب ناراض مت ہونا یہ جو کہانی آپ نے لکھی تھی یہ میری ایک نہیں بلکہ میری دو عدد کہانیوں کو آپ نے نقل کر کے لکھی تھی۔ ہاں اور اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو ماہ جولائی 2009ء کے شمارے میں صفحہ نمبر 148 پر دیکھ لیں میری کہانی جس کا نام ہے خونی بانسری اور دوسری بھی اسی شمارے میں صفحہ نمبر 98 پر ڈھواں۔ (لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ کے اگست کے شمارے کی طرف کہانیوں میں میرے فیورٹ رائٹر ریاض احمد صاحب کی خونی تابوت پہلے نمبر پر رہی، نمبر 2 پر پراسرار مورتی، نمبر 3 ادھوری پیاسی، 4 کالا علم، 5 کون، 6 ڈرتے ڈرتے، 7 پراسرار دلہن، 8 شعلہ جادوگرنی، 9 گبروی اور 10 نمبر پر خطرناک بدروح رہی۔ شہزادہ صاحب اپنے پیاروں کے نام پسندیدہ اشعار کے کوپن تو آپ شائع کر رہے ہیں مگر اشعار کیوں شائع نہیں کر رہے۔ پلیز اشعار ضرور شائع کریں۔ میں بھی چند اشعار اور غزلیں لکھ کر بھیج رہا ہوں ان کو شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں اور صفحات کی تعداد میں اضافہ کریں اور اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں۔ وارث آصف نیازی صاحب کوئی اچھی سی تحریر لے کر حاضر ہوں۔ میں بھی جلد ہی کوئی تحریر لکھ کر بھیجوں گا۔ (افضال احمد عباسی۔ راولپنڈی)

...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اکتوبر 2011ء کا لڑکی بھوت نمبر حسب روایت نہیں بلکہ یکم اکتوبر کو علی پور سے لیا۔ ٹائٹل اس بات ونڈرفل ہے۔ ٹائٹل پر خوبرو دوشیزہ میری طرف حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ پیچھے کھڑی ایک خونخوار چڑیل جس کی آنکھیں وحشت ناک تھیں ناک چھپکلی جیسا درندے جیسے دانت اور دو شاخہ ناگن جیسی لمبی زبان جس سے سرخ گاڑھا خون ٹپک رہا تھا۔ شہزادہ بھائی اپنی کوئی سٹوری نہ پا کر افسوس تو ہوا لیکن میں نا امید نہیں ہوں۔ کہانیوں میں سب سے پہلے اپنے بیسٹ فرینڈ فرید علی نہی کی بھیانک اور ہولناک سٹوری زوگوال پڑھی اس جیسی سٹوری حیرت انگیز رونگٹے کھڑے کر دینے والی اور بھیانک اور خوفناک سٹوری اب شاید صدیوں بعد شائع ہو۔ میری فرید علی نہی سے ریکوئسٹ ہے کہ آپ ہر ماہ لکھا کریں۔ اس کے بعد کنگ آف رائٹر ریاض احمد صاحب کی سٹوری بھی معصوم لاشے اپنا لوہا منوا رہی تھی۔ خون آشام ناگن عمران رشید صاحب کی خوفناک ڈراؤنی سٹوری ہے امید ہے آگے بھی آپ اس جیسی سٹوریاں لکھتے رہیں گے۔ اس کے بعد اپنے گمنام رائٹر جو کافی عرصے سے لاپتہ تھے اب ایکشن میں دکھائی دیئے ان کی بات کروں گا جی ہاں آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں خالد شاہان صادق آباد کی بات کر رہا ہوں۔ ان کی بھی سٹوری تارعنکوب خوفناک اور دل دہلا دینے والی ہے۔ امید ہے خالد شاہان صاحب اب آپ کا باقاعدگی سے خوفناک میں لکھیں گے۔ پائلوں کی تلاش لقمان حسن کی سٹوری معیاری سٹوریوں میں سے ایک ہے۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ شہزادہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عالمگیر صاحب میرٹ پر سٹوریز سیلیکٹ کر کے شائع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد سر کٹی لاش، خونی ہم سفر اور کمرہ نمبر 113 پڑھی یہ بھی بہت اچھی سٹوریز ہیں۔ میری مہر و سلیم قادری سے پرزور اپیل ہے کہ آپ پلیز واپس ڈائجسٹ میں آ جاؤ آپ کی اچھی اچھی تحریریں میرے گھر والے پڑھتے ہیں۔ (عبداللہ حسن چشتی-سیت پور)

……اکتوبر 2011ء کا خوفناک ڈائجسٹ لڑکی بھوت نمبر 3 اکتوبر 2011ء کو خریدا۔ ٹائٹل زبردست رہا۔ اسلامی صفحہ اس بار پھر نہ تھا۔ خطوط کی محل میں عمران رشید بھائی کا خط کافی عرصے کے بعد پڑھنے کو ملا۔ وارث بھائی آپ کا تجزیہ پسند آیا۔ غزلیں سبھی کی پسند آئیں۔ اشعار بھی اچھے تھے۔ مزمل بھائی آپ ہر ماہ لکھا کریں اور پلیز مجھ سے رابطہ کیجئے گا۔ کہانیوں کی محفل میں تارعنکوت، خون آشام ناگن، پراسرار بانسری، لڑکی بھوت، معصوم لاشے اس ماہ کی سپر ہٹ سٹوریز میں شامل ہیں۔ روگوال فرید علی نبی سیت پور یہ کہانی نقل شدہ ہے اور انتہائی بکواس کہانی ہے۔ پلیز بھائی خوفناک کا معیار برقرار رہنے دیں۔ شہزادہ بھائی کچھ تحریریں بھیج رہا ہوں پلیز انہیں ضرور شائع کیجئے گا۔ قارئین مجھے اور میرے دوست بلال کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے گا۔ (محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

……اس بار ماہ اکتوبر کا رسالہ جلد ہی مل گیا مگر اس بار وارث آصف اور محمد منیر سحری کی سٹوری نہ پا کر اداس ہو گیا۔ بھائی وارث آصف اور منیر سحری بھائی آپ ہر ماہ کے لئے سٹوری ضرور لکھا کریں۔ آج کل بھائی اشفاق بٹ کہاں چلے گئے ہیں۔ انکل جی اس بار ماہ اکتوبر کا ٹائٹل بہت ہی اچھا تھا اور بہت ہی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا اور خوفناک واقعات بہت اچھا لکھا ہوا تھا بہت ہی مزہ آیا۔ اس بار سب ہی سٹوری سپر ہٹ تھیں کوئی بھی بری نہیں تھی سب سویٹ رائٹر بہت ہی اچھا لکھا تھا۔ سب رائٹرز سے گذارش ہے کہ اسی طرح سٹوری لکھا کریں۔ (راجہ کامران کمانڈو-کسووال)

……اکتوبر کا شمارہ جلد ملا۔ کہانیوں میں خالد شاہان کی کہانیوں اور ریاض صاحب کی کہانی نے دل و دماغ پر سحر طاری کر دیا ویلڈن۔ عمران رشید جی اگر کسی پیر فقیر کو مانتے ہو تو تم کو اس کا واسطہ ہماری جان چھوڑ دو بس ہمیں نہیں پڑھنی تمہاری دلچسپ کہانیاں۔ وارث آصف خان کا تجزیہ بہت زبردست اور محنت سے بھرپور تھا۔ اختر جمال لگتا ہے تم کو بھنے ہوئے چنے کھانے کا بڑا شوق ہے ابھی تم نئے آئے ہو اس لئے تم کو معاف کرتی ہوں اگلی بار کچھ الٹا سیدھا لکھا تو تم مجھے میرے خیال میں اچھی طرح سے جانتے ہو گے۔ عفیفہ عندلیب صاحبہ آپ کی کافی عرصے سے کوئی تحریر نہیں آ رہی کیا ہوا خیر تو ہے ناں۔ ہانیہ گوہر آپ کا کیا حال ہے کیا تم ٹھیک ہو ریگولر لکھتے رہنا آپ بھی کوئی تحریر ارسال کریں۔ (فرزانہ یاسمین-ڈگرنون)

……اکتوبر کا شمارہ کافی لیٹ ملا۔ ٹائٹل پہلے سے شائع شدہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسلامی صفحہ کی ناموجودگی کافی دل کو دکھی کر رہی ہے۔ کہانیوں میں عمران رشید صاحب آپ بس لوگوں کو خالی دعووں پر ہی ٹرخاتے رہتے ہیں عمل خاک نہیں کرتے۔ آپ کی نئی قسط وار کہانی کے متعلق آپ نے کافی دعوے کئے تھے آپ نے کہا اس بار تو مجھے معاف کر دیں اگلی بار کر دوں گا۔ کالی ڈائن سے لے کر شیطانی ناگن تک ہم آپ کو معاف ہی کرتے رہے ہیں اس بار نیا نام سنا تو دل نے کہا شاید کچھ نیا ہو۔ نئی قسط وار میں بھی وہی پرانا انداز۔ اختر جمال صاحب ایک کہانی کیا شائع ہو گئی خود کو سورما سمجھ لیا۔ (وارث آصف-واں بھچراں)

……پہلی بار آپ کے ڈائجسٹ میں لکھنے کا موقع مل رہا ہے اس سے پہلے میں جاسوسی میں ہی لکھتی تھی۔ خوفناک ڈائجسٹ کا تازہ شمارہ اکتوبر والا بہت اچھا تھا۔ کہانیوں میں مجھے ریاض بھائی، خالد بھائی، وقاص بھائی اور اقراء بہن کی سٹوریز اچھی لگیں بہت ہی زبردست رسالہ ہے یہ۔ میں نے پہلی بار دو ماہ پہلے مئی کا شمارہ پڑھا تھا اس میں وارث آصف خان کا نمبر تھا تو میں نے ان سے رابطہ کیا انہوں نے مجھے باقاعدگی سے پڑھنے کی نا صرف دعوت دی بلکہ لکھنے کو

بھی کہا مگر میں مصروفیات کی بنا پر لکھ نہ سکی۔ (نوشین خان-میلسی)

……جولائی اگست اور ستمبر 2011ء کے شمارے میرے سامنے موجود ہیں۔ ٹائٹل کو دیکھ کر لگا منی کے نین شرابی گال گلابی۔ جولائی 2011ء رابی خان مجھے کیا ضرورت پڑی آپ سے اجازت کی۔ مجھے تو آپ ہی کی تحریر کو دوبارہ لکھنا تھا۔ خوفناک ہمارا اپنا ہے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں خوفناک سے دور نہیں کر سکتی۔ طلسمی مورتی کی رائٹر اقراء تم میری جان اتنی جا رہی ہو کیا تم مجھ سے دوستی کرو گی۔ ریاض احمد کا کالا جادو، آدم خور حسینہ اور خونی تابوت جس طرح بجلی کے بغیر پنکھا، فریج، ٹی وی بے کار ہیں اسی طرح آپ کے بغیر خوفناک آپ ہی کے دم سے خوفناک میں رونق ہے بہاریں ہیں۔ تھری سٹار فلیٹ نمبر 318 ایم امتیاز کراچی زبردست لگی۔ وارث آصف خان کی تحریریں بھی زبردست لگیں۔ (خوشبو سلیم قادری-کراچی)

……ماہ اکتوبر کے صفحہ 144 کے بعد تقریباً 176 صفحہ تک بار بار آئے ہیں۔ خونی ہم سفر کی کہانی جو بہت اچھی کہانی تھی نصف سے زیادہ غائب تھی اور اقراء لاہور کی کہانی لڑکی بھوت دوبارہ آئی تھی اور باقی کہانیوں میں پائلوں کی تلاش جو لقمان حسن صاحب نے لکھی تھی بہت زبردست کہانی تھی اور باقی سر کٹی لاش، بدی کا خاتمہ یہ بھی اچھی سٹوری تھی اور اشعار میں تمام رائٹروں میں کافی محنت کی ہے۔ غزلوں میں مس صباء، محمد عمران بٹ، فیروز خان، معصوم کی بہت اچھی اچھی غزلیں تھیں۔ لعل شاہ رخ خان صاحب میں شہرت نامی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا شہرت تو آپ حاصل کرتے ہو۔ (اختر علی مانیری-صوابی)

……ریاض احمد صاحب آپ کی کہانی میں پتہ نہیں کیا جادو ہوتا ہے مجھے تو آپ کی کہانی دکھی کر جاتی ہے۔ عمران بھائی کیسے ہو امید کرتا ہوں ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔ ماہ ستمبر میں اسلامی صفحہ شائع ہوا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ (محمد عمر-میاں چنوں)

……میں آپ کے خوفناک ڈائجسٹ میں پہلی بار لکھنے کی جسارت کر رہی ہوں۔ یہ رسالہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے اس میں غزلیں سندیسے اور شعر بہت اچھے ہوتے ہیں میں ایک غزل بھیج رہی ہوں وہ ضرور شائع کرنا ہے میرے پسندیدہ رائٹرز ریاض احمد لاہور، خالد شاہان صادق آباد، لقمان حسن ڈیرہ اسماعیل خان، منیر سحری کراچی، عبداللہ حسن چشتی سیت پور۔ (فرحین خان)

……اس وقت ہمارے پاس ماہ اکتوبر کا شمارہ ہے۔ بہت اچھا تھا۔ خیر چھوڑیں اس بات کو اس لیٹر کے ساتھ ایک کہانی بھیج رہا ہوں جس کا نام ہے "پر کوئی ہے" ضرور شائع کرنا اور شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ یہ پہلی بار کہانی لکھ رہا ہوں اور میری طرف سے مس اقراء لاہور، مس انیلہ شہزادی فرام لاہور، مس انیلہ غزل فرام حافظ آباد ان سب کو میرا سلام اور سب پڑھنے والے اور لکھنے والے قارئین کو میری طرف سے پیار بھرا سلام ہو۔ حسنین کاظمی، وسیم شہزاد، عامر سہیل، احسن علی، دانیال جاوید، سب کلاس فیلوز کو پیارا سا سلام قبول ہو۔ (حسن رضا-رکن)

……ماہ اگست 2011ء کا شمارہ ابھی کچھ ہی دن قبل پڑھ کے ختم کیا۔ ستمبر کا شمارہ مجھے دو دن پہلے مل گیا تھا ایک ایمرجنسی ہو گئی تھی جس وجہ سے کوئی سنگل کہانی لکھ نہیں سکا۔ دراصل میرے ایک بہت عزیز اور محترم دوست کی اچانک موت سے مجھے بہت ہی گہرا صدمہ پہنچا۔ کافی دنوں بعد میں اپنے حالات کو معمول پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں جس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوا ہوں۔ اب شمارے پر کچھ تبصرہ ہو جائے۔ اس ماہ خونی تابوت نمبر دیکھ کر فوراً ریاض احمد کی کہانی پڑھی، پراسرار مورتی میں اقراء لاہور قسط نمبر 14 اچھی لگی۔ سٹوریز میں اپنی قسط وار کہانی خون آشام ناگن کو نہ پا کر بے حد دھچکا لگا۔ پلیز شہزادہ بھائی اسے اگلے ماہ یا اکتوبر کے شمارے میں جگہ ضرور دیجئے گا۔ دوسری کہانیوں میں ادھوری پیاس سکندر حبیب فراہم سیالکوٹ اور زندہ آنکھیں عبداللہ تربیلہ ڈیم کی قابل تعریف تھیں۔ سکندر حبیب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صاحب کئی ماہ بعد خوفناک میں حاضر ہوئے۔ یہ ہمارے لئے بہت خوش آئند بات ہے۔ باقی کہانیاں اپنی جگہ بہتر تھیں۔ پراسرار دھن وارث آصف خان نیازی فرام واں بھچراں۔ (عمران رشید-راولپنڈی)

......ماہ جون کا شمارہ بھٹکتی روح نمبر جاندار ٹائٹل کے ساتھ میرے ہاتھوں میں جگمگا رہا ہے۔ اسلامی صفحہ نہ پاکر افسوس ہوا۔ تمام کہانیاں زبردست ہیں جو کہانیاں شمارے کی جان تھیں ان میں خوفناک شوٹنگ ایم عاصم ملک، خطروں کے کھلاڑی سجادی حسن جھولے والا، بھیانک شرط ریحان خان پشاور، ہم تمہیں ایسا بھلائیں کہ انیلا غزل، طلسمی مورتی اقراء لاہور، کالی رات رابی خان فرام پشاور ہیں۔ شیطانی چکر اور مایہ کال کی آخری قسط پڑھ کر خوشی بھی ہوئی لیکن دکھ بہت زیادہ ہوا۔ باقی کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں۔ اس دفعہ ریاض احمد صاحب لاہور اور لقمان حسن ڈیرہ اسماعیل خان کی کمی بے حد محسوس ہوئی پلیز لوٹ آئیں۔ لقمان حسن آپ اچھی سی سٹوری کے ساتھ واپس آئیں مجھے آپ کی تحریریں بہت پسند ہیں۔ آپ کی سٹوری کا انتظار رہے گا۔ غزلوں میں راجہ عمر تھوتھال، محمد نعمان ہربنس پورہ لاہور، عبداللہ حسن چشتی سیت پور، فرید علی نبی سیت پور، رئیس ارشد چھن زیب ساگر مانسہرہ اور عائشہ رحمٰن کبیر والہ کی غزلیں بہت زیادہ پسند آئیں۔ اشعار سب اچھے تھے ہمیشہ کی طرح معیاری اپنے اشعار اور غزلیں دیکھ کر بے حد خوشی محسوس ہوئی پھول اور کلیاں ہمیشہ کی طرح مہک رہی تھیں۔ خطوط کی محفل بھی خاصی بارونق تھی۔ (ربیعہ ارشد عرف رابی-منڈی بہاؤالدین)

......میں خوفناک ڈائجسٹ کی نیو قاری ہوں میں پہلے کوئی بھی رسالہ وغیرہ نہیں پڑھتی تھی بس ایک دن اتفاق سے خوفناک ہاتھ لگ گیا تو دل دے بیٹھی۔ یکم رمضان کو میں اپنے دوست کے گھر گئی وہاں سے خوفناک پڑا ہوا پڑھ لیا تو اس میں مجھے تمام سٹوریز بہت اچھی لگیں۔ ماشاءاللہ تمام رائٹرز بہت ہی اچھا لکھتے ہیں اور خوفناک کے لئے تو میری دعا ہے اللہ تعالیٰ خوفناک کو بہت ساری کامیابی دے۔ (عائشہ لیلیٰ-کوٹ رادھا کشن)

......زیر نظر شمارہ آدم خور حسینہ نمبر بہت ہی مثالی نمبر تھا۔ یہ عید کا بہترین تحفہ ثابت ہوا۔ اس دفعہ عید خوفناک کے سنگ بہت اچھی گزری اتنا اچھا نمبر نکالنے پر ڈھیروں گل لالہ کے پھول آپ کے نام بھیاجی ویلڈن۔ اب کچھ خیال آرائی پرچے کی بابت آدم خور حسینہ تو مجھے ایسے لگتا جیسے آپ نے کہانیاں نہ لکھی ہوں بلکہ عیسیٰ خیل بس ٹرمینل کے حالات بیان کئے ہوں۔ آپ کی تحریریں غیر معیاری تھیں۔ اب بات ہو جائے ایم آفریدی صاحب سے آپ کی تحریر پریمی جن زادی نقل شدہ تحریر تھی۔ آپ نے یہ تحریر خوفناک ڈائجسٹ کے شمارے ماہ جون 2010ء سے لی تھی۔ اس تحریر کی لکھاری سیدہ فرخ شاہ ناز فرام کراچی تھیں اور کہانی کا نام وفادار چڑیل تھا۔ اس ماہ کے خطوط بھی اچھے تھے خاص طور پر بہن ہانیہ فرام ملتان کا خط مجھے اچھا لگا۔ اب ہم اس ڈائجسٹ کے بانی شہزادہ بھیا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کی محبت سے آج ہمارا نام ہے۔ ملک کے کونے کونے سے لوگ ہمیں کالز کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمیں بہت سارے بہن بھائی ملے اور یہ سب خوفناک ڈائجسٹ کی مرہون منت ہے۔ اب ان بھائی بہنوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھے فون کالز کرتے ہیں ان کا بہت بہت شکریہ اور میری طرف سے سلام۔ (محمد منیر سحری-کراچی)

......خوفناک ڈائجسٹ اکتوبر 2011ء کا میرے ہاتھ میں ہے۔ سب سے پہلے جناب خالد شاہان صاحب کو ویلکم۔ اب رسالہ کی طرف سب سے اوّل نمبر پر معصوم لاشے ریاض صاحب کی آسیب زدہ مکان، لڑکی بھوت، تارِ عنکبوت اور پائلوں کی تلاش یہ سب سٹوریاں بہت پسند آئیں۔ مختصر واقعات میں وہ کہاں چلی گئی عابدہ نسیم کی کفن پوش بزرگ جناب فلک شیر کی اور کمرہ نمبر 113، یہ واقعات خوفناک تھے غزلوں میں اسد شہزاد، ایم اے عمر صاحب اور عائشہ رحمٰن کی غزلیں پسند آئی۔ اشعار میں ہانیہ فرام ملتان، عامر شہزاد وفا، محمد منیر سحری، مزمل عارف اور محمد عمران پرنس ان سب کے اشعار نئے اور اچھے تھے۔ خطوط میں وارث بھائی، عمران رشید، ربیعہ ارشد، عبرت کاظمی، نامعلوم صاحب، محمد منیر سحری اور لعل شاہ رخ خان ان سب کے خطوط پسند آئے۔ (محمد فاروق-رحیم یار خان)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

......ماہ ستمبر کا رسالہ آدم خور حسینہ نمبر میرے ہاتھوں میں ہے۔ طلسمی مورتی اقراء لاہور کی آخری قسط پڑھی اچھی کہانی تھی جو اپنے اختتام کو پہنچی خوب مزہ آیا۔ وارث آصف خان نیازی کی کہانی ساحر بھی پسند آئی۔ بے اختیار داد دینی پڑی لیکن انیلہ غزل کی کہانی خوفناک قاتل ہماری سمجھ سے بالاتر تھی۔ بور کہانی تھی اور اس کے ساتھ بھی ایس امتیاز احمد کی ٹرائی سٹاو فلائٹ نمبر 318 بکواس کہانی تھی۔ پتہ نہیں اس کہانی کو خوفناک میں کیسے جگہ مل گئی۔ داستانِ عشق صائمہ گوجر خان کی کہانی بھی تقریباً ٹھیک تھی اور آخر میں عذرا غفور میو کی ایک غزل نظروں کے سامنے گزری۔ (شعیب شیرازی-اسلام آباد)

......شہزادہ بھائی میں نے ستمبر کے شمارے کی کہانیوں پر سرسری نگاہ دوڑائی شکر ہے اس بار اسلامی صفحہ تو شائع ہوا۔ کہانیوں میں ابھی صرف طلسمی مورتی مس اقراء لاہور کی پڑھی ہے مجھے بہت نہیں آئی شکر ہے اختتام پذیر ہوئی۔ مس اقرا نے میرے خیال سے اس کہانی کو بہت جلدی ختم کر ڈالا اچھی بات ہے نئی کہانی کے لئے کوشش شروع کر دیں۔ عبداللہ حسن چشتی صاحب سے میری گذارش ہے کہ پلیز میری کال لازمی اٹینڈ کریں کوئی ضروری بات بھی کرنی پڑ جاتی ہے اور فرید علی نبی سیت پور لگتا ہے شاید مجھ سے ابھی تک ناراض ہے فرید بھائی جو کچھ ماضی میں ہوا میں اسے بھلا دینا چاہتا ہوں۔ (عمران رشید-راولپنڈی)

......اگست کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے اور ساتھ ہی انور بک ڈپو سے اکتوبر کا خوفناک ڈائجسٹ ملا۔ اکتوبر کی کہانیوں پر نظر پڑی تو لڑکی بھوت نمبر پڑھی لڑکی بھوت اقراء آپی کا میں فین ہوں لیکن یہ افیت اچھی نہیں لگی معصوم لاشے ریاض بھائی کی اچھی افیٹ تھی۔ باقی سٹوریاں ابھی تک نہیں پڑھی ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہوں خون آشام ناگن عمران رشید کی کہانی دیکھ کر دل نے چاہا کہ ڈائجسٹ پھینک دوں لیکن اس جیسے ہمارے دلکش اور پیارے ڈائجسٹ کی توہین اچھی نہیں لگتی اور نہ ہی برداشت کر سکتا ہوں۔ میں خاص طور پر ضلع اٹک اور جنڈ کے لڑکوں اور لڑکیوں سے کہوں گا کہ وہ خوفناک زیادہ سے زیادہ پڑھیں مزہ آئے گا۔ (انعام علی جنڈ-اٹک)

......ماہ نومبر 2011ء کا شمارہ میرے سامنے ہے دل فریب ٹائٹل کے ساتھ تمام تر سلسلے خوب رہے اور کہانیوں میں پہلے خون آشام ناگن، شیطان کی پجارن اور انجام انتقام سب کی سب سٹوریاں اچھی شامل تھیں۔ شہزادہ بھائی ٹائٹل اس بار ونڈرفل ہے لگتا ہے بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہوگا اور اس دفعہ اسلامی صفحہ نہ پا کر دکھ ہوا اس کے بعد غزلوں اور شعروں کا انتخاب لاجواب رہا۔ شہزادہ صاحب آپ سے درخواست ہے کہ میرے شعر اور غزلیں لازمی شائع کریں۔ (نامعلوم)

......ماہ اکتوبر کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے اس میں کہانیاں بہت اچھی تھیں جن میں مجھے نمبر ون پر بھائی لقمان حسن فرام ڈیرہ اسماعیل خان کی پائلوں کی تلاش اس ماہ کی زبردست سٹوری لگی۔ اس کے بعد خالد شاہان کی تارِ عنکبوت اچھی لگی۔ بھائی خالد شاہان تارِ عنکبوت کا معنی کیا ہے؟ اس کے بعد سسٹر اقراء کی لڑکی بھوت سٹوری زبردست تھی۔ اوہ یاد آیا بھائی عمران آپ رہ گئے اس دفعہ تو خون آشام ناگن بہت اچھی لگی۔ کیا بات ہے۔ بھائی ریحان آپ کہاں ہو نظر نہیں آرہے آپ اور آخر میں بھائی A.H.C کوئی بات تو بتاؤ جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہو۔ واہ کیا بات ہے وارث خاں بہت تجربے کرتے ہو۔ وارث آپ واں بھچراں میں کس جگہ پر رہتے ہو؟ بھائی منیر سحری کیسا لگا پنجاب ہمارا؟ (محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن)

......ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ اکتوبر 2011ء لڑکی بھوت نمبر بہت زبردست تھا اپنی تحریر نہ پا کر دکھ ہوا لیکن جب دوسری سٹوریاں پڑھیں تو دل خوش ہو گیا ہر سٹوری اچھی تھی۔ تارِ عنکبوت ہی زیادہ پسند آئی کافی عرصے بعد بہت دلچسپ سٹوری لگی ہے۔ باقی سب بھی اچھی تھیں اپنے دوست سکندر حبیب کی کہانی نہ پا کر دکھ ہوا پلیز یار جلد کوئی سٹوری بھیجو۔ میری غزلیں اور شعر شائع کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ (اسد شہزاد-گوجرہ)

✻✢✻

کوپن

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

یہ کوپن کاٹ کر ہمیں ارسال کریں ہم آپ کا شعر "خوفناک ڈائجسٹ" میں شائع کریں گے۔
اس کوپن میں اپنا پسندیدہ شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ شعر معیاری ہو غیر معیاری شعر شائع نہیں کیا جائے گا۔

نام ________ شہر ________ فون نمبر ________

میرا بہترین شعر

____

____

مکمل پتہ ________

____

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

خوفناک ڈائجسٹ

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام ومقام

نام .... شہر ....

شعر ....

....

....

....

شعر بھیجنے والے کا نام .... شہر ....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk